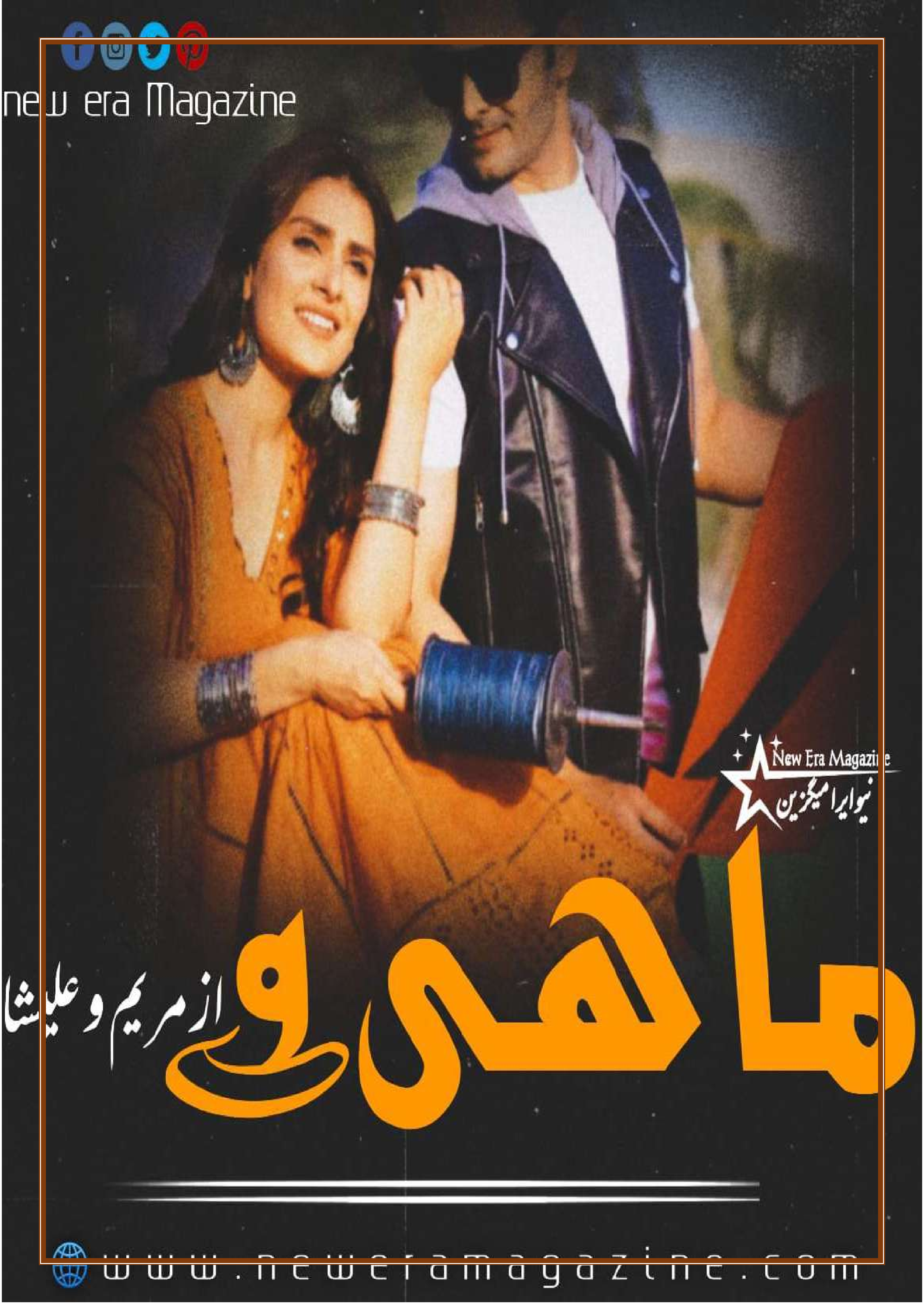
new era Magazine
New Era Magazine
نیوایرا میگزین
ماھی وے
از مریم و علیشا
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہی وے

از مریم وعلیشا

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

New Era Magazine

سیب کھاتے ہوئے جیسے ہی وہ مڑی اپنے پیچھے اسماء بیگم کو کھڑے پایا۔

"اسلام علیکم آ۔۔آ۔۔۔آنٹی!"منہ میں سیب ہونے کی وجہ سے اس سے صحیح سے بولا بھی نہیں گیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا!!"اسماء بیگم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔کیونکہ جس حالت میں وہ کھڑی تھی اسماء بیگم کے لیے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا بہت مشکل کام تھا۔(ایک ہاتھ میں سیب پکڑے دوسرے ہاتھ میں ایک پلیٹ جس میں کیلے،آڑو اور خوبانی رکھے ہوئے تھے۔خود وہ منہ میں سیب بھرے ان سے بات کر رہی تھی)

"آنٹی آپ کی نکمی اولاد کی مردوں سے شرط ختم ہوئی کہ نہیں؟"سیب کا ٹکڑا حلق سے نیچے کرتے ہوئے اس نے ہنس کر اسماء بیگم سے دریافت کیا۔اس کا اشارہ سمجھتے ہی اسماء بیگم مسکرا اٹھیں۔

"ہاہاہا!نہیں بیٹا ابھی نہیں اٹھے وہ لوگ۔۔تم بیٹھو اور آرام سے کھاؤ میں انہیں جگاتی ہوں۔"اسماء بیگم نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں آنٹی آپ کیوں جائیں گی؟یہ نیک کام تو میں خود کروں گی بس یہ تھوڑے سے فروٹس کھالوں۔"وہ کہہ کر دوبارہ سیب کھانے لگی۔

"آنٹی آپ کو پتا ہے کہ یہ فروٹس دیکھ کر تو میرے دل میں کچھ کچھ ہونے لگتا ہے کیا بتاؤں اب آپ کو؟"وہ آنکھیں بند کیے ایک جذب کی کیفیت میں بولتی اب کیلا چھیل رہی تھی۔

"آپ کو تو پتا ہی ہے نہ کہ کھانا ہی میری پہلی محبت اور کمزوری بھی ہے۔بس فروٹس کو دیکھ کر میں کنٹرول نہیں کر سکی ناں۔" وہ بیچاری کھسیا کر بولی۔ کھانے کے معاملے میں وہ ایسی ہی تھی اور اسماء بیگم تو بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھیں۔جوں ہی اس نے آنکھیں کھولیں تو اسماء بیگم کو خود کو ایسے تکتے پا کر ہنسنے لگی۔

"آنٹی آپ بھی سوچ رہی ہوں گی نا کہ میں کتنی پاگل ہوں؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔ اسماء بیگم کو اس کی اس معصومیت پر ہنسی آئی۔ایسا نہیں تھا کہ اسماء بیگم اس کی کھانے سے محبت پر آگاہ نہیں تھیں بس وہ اس کی حد درجہ دیوانگی آج دیکھ رہی تھیں۔

"بیٹا تم کھاؤ اپنا ہی تو گھر ہے تمہارا۔" اسماء بیگم نے پیار سے اس کے گال پر چٹکی کاٹی۔

"جی آنٹی۔" وہ انتہائی سعادت مندی سے بولی۔

"اچھا آنٹی میں ذرا ان کو جگا کے آتی ہوں۔" شیلف پر خالی پلیٹ رکھتے ہوئے وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ان کے کمرے کی طرف چل دی۔اسماء بیگم نے مسکرا کر سر جھٹکا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔راہداری عبور کرتی وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔راہداری میں دائیں بائیں جانب کمرے تھے۔درمیان میں ایک بڑا ہال تھا۔جسے بہت ہی مہنگے فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا۔یہ گھر ڈیفنس کے باقی گھروں کی طرح بہت خوبصورت تھا۔سیٹی کی دھن بجاتے وہ مطلوبہ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رکی۔اس کمرے سے اگلے کمرے کے دروازے کو ایک نظر دیکھا اور دھڑ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔کمرے کے وسط میں ایک ڈبل بیڈ پڑا تھا اور بیڈ کے دائیں جانب ایک قد آور کھڑکی تھی جس پر بھاری پردے گرے

New Era Magazine

ہوئے تھے۔ بائیں جانب ایک ڈریسنگ ٹیبل تھا جس پر مختلف برانڈز کے پرفیوم، میک اپ اور لوشن پڑے تھے۔ کمرے میں دو دروازے تھے ایک اسٹڈی کا اور دوسرا واکنگ کلوزٹ کا، کمرہ بلیک اینڈ وائٹ تھیم سے سجایا گیا تھا۔اس نے بیڈ پر دیکھا جہاں وہ منہ تک کمبل اوڑھے آڑی، ترچھی لیٹی تھی۔

فلک چلتی ہوئی اس تک آئی اور اس پر سے کمبل ہٹایا اور ہمیشہ کی طرح وہاں اس کے پیر تھے۔ فلک ہمیشہ اسی طرف سے کمبل ہٹاتی کہ شاید آج امل کو عقل آگئی ہو۔

"اس کو آج تک انسانوں کی طرح سونا نہ آیا۔" وہ بڑبڑائی اور چلتی ہوئی دوسری طرف آئی اور اس پر سے کمبل ہٹایا۔ پر وہ جوں کی توں لیٹی رہی۔

"یہ ایسے نہیں اٹھے گی مجھے لگتا ہے کہ شاید محترمہ رات کو بھنگ پی کر سوئی تھیں۔" وہ چلتی ہوئی کھڑکی تک آئی اور پردے ہٹائے سورج کی کرنیں چھن سے کمرے میں داخل ہوئیں۔ پر وہ پھر بھی نہ ہلی۔

"ہائے اللہ کہیں مر ور تو نہیں گئی۔" فلک نے دانتوں میں انگلی دباتے ہوئے کہا اور پھر تصدیق کے لیے پاس پڑا جگ اٹھا کر اس پر الٹ دیا۔

"ہائے اللہ۔۔" امل چیختی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ سفید رنگت، پنک کلر کا نائٹ سوٹ پہنے شولڈر کٹ بال وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔اس نے لال آنکھوں سے بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھی فلک کو گھورا۔

"کیا ہوا جان؟" فلک نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے پوچھا۔

"کمینی ایسے کون جگاتا ہے وہ بھی اتنی صبح صبح؟" امل نے روندو صورت بنا کر پوچھا۔ اس کی بات سن کر فلک تو اچھل ہی پڑی۔

"کچھ خدا کا خوف کرو لڑکی!! بارہ بجے کو تم صبح صبح کہتی ہو؟" فلک نے گھورتے ہوئے کہا۔

"واٹ ایور یار!! آج آرام کرنے کا آخری دن تھا۔ کل یونیورسٹی جانا ہے۔ پھر کہاں یہ موجیں؟ سونے دیتی تو ہے؟؟" امل نے روندو صورت بناتے ہوئے پوچھا اور بالوں کو سمیٹا۔ بیڈ سے اتری۔ جانتی تھی اب اگر سونے کی کوشش بھی کرے گی تو کون سا فلک نے اسے سونے دینا ہے۔

"ویسے تم کب آئی؟" امل نے کمبل تہہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو گیارہ بجے ہی آ گئی تھی پھر آنٹی نے فروٹس وغیرہ دے دیے تو بس وہی کھا رہی تھی تمہیں تو پتا ہے نا رزق کی بے قدری نہیں کرتے۔" فلک نے معصومیت سے کہا۔

"ہاں پتا ہے مجھے۔ بس کرو فلک مجھے جیسے تمہارا پتا نہیں ہے نا؟ یہ بات کسی اور سے کہنا جو تمہیں جانتا نا ہو۔ ہمم!!" امل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تم تیار ہو میں ذرا اسے دیکھ لوں پھر شاپنگ پر بھی تو جانا ہے نا؟" فلک نے بلند آواز میں کہا تا کہ اندر تک آواز چلی جائے۔

"ہاں بھئی دیکھ لو، دیکھ لو کس نے روکا ہے؟" معنی خیزی سے ہنستے ہوئے امل نے ہانک لگائی۔

"میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ مجھے اس کے نام سے مت چھیڑا کرو۔" فلک اچھی خاصی چڑ گئی۔ جواباً اسے امل کا قہقہہ سنائی دیا۔

"جیسا بھائی ویسی بہن۔" فلک منہ بناتی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔ جہاں درمیان میں ایک اسٹڈی ٹیبل پڑا تھا اور دیوار کے ساتھ بہت سی شیلف تھیں جہاں طرح طرح کی کتابیں پڑی تھیں۔ اسٹڈی کے بائیں دیوار میں لگا دروازہ کھول کر وہ دانیال کے کمرے میں داخل ہوئی۔ امل اور دانیال کا کمرہ بالکل ساتھ ،ساتھ تھا۔ درمیان میں ایک اسٹڈی روم تھا جس میں دونوں کے کمروں کے دروازے کھلتے تھے۔ دانیال کا کمرہ بالکل امل کے کمرے جیسا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ دانیال کے کمرے کا تھیم بلیک اور گرے تھا۔ ہاں مگر دانیال کا کمرہ امل کے کمرے کی نسبت نفیس تھا۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا ایک دیوار پر جا بجا امل ،فلک اور دانیال کی سکول کالج اور مختلف ایونٹ کی تصاویر لگی تھیں۔

فلک مسکراتی ہوئی بیڈ تک آئی۔

"دانی!! دانی!! اٹھو یار بارہ بج گئے ہیں۔" فلک کو سوتے ہوئے وہ کیوٹ سا بچہ لگا۔ بچوں کی طرح ایک تکیہ بازو میں دبائے دوسرا سر کے نیچے رکھے وہ بہت معصوم سا لگ رہا تھا۔ وہ کسی بھی لڑکی کے دل کی دنیا ہلا سکتا تھا۔ فلک نے اپنی سوچوں کو جھٹکا۔

"اف یہ میں کیا سوچ رہی ہوں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔" ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ دانیال بولا۔

"ممانہ کریں نہ یار سونے دیں ناں۔" دانیال نے کروٹ بدلی۔ فلک کی برداشت بس اتنی ہی تھی۔ وہاں اس ماہرانی کو اٹھاؤ اور یہاں ان لارڈ صاحب کو!!

"دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔ڈھیٹ مجال ہے جو ایک آواز پر اٹھیں۔" فلک خفگی سے بڑبڑائی۔

"دانی منحوس اٹھ بھی چکو اب!!" فلک نے بے خبر سوتے دانیال کو بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"آہ۔۔می بچائیں!!بچائیں زلزلہ آگیا!!" دانیال بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ارے بیوقوف چپ کرو یہ میں ہوں فلک۔" فلک نے تپ کر کہا۔

"اووہ! تم کب آئی؟" وہ اٹھ بیٹھا۔

"ابھی آئی ہوں مگر مجال ہے جو اٹھو کب سے جگا رہی ہوں۔" اس نے خفگی سے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔دانیال اس کے انداز پر مسکرا اٹھا۔

"ہاں اب دانت کیوں نکالے جا رہے ہو؟میں نے صبح کا کچھ نہیں کھایا۔اٹھو اور تیار ہو جا کر اور نیچے آؤ جلدی!" تحکم بھرے انداز میں کہتی وہ نیچے چلی گئی۔مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر دانیال واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"تم تینوں کی کہاں کی تیاری ہے؟" کھانے کے ٹیبل پر کھانا رکھتے ہوئے اسماء بیگم نے ان سے پوچھا جو نک سک سے تیار بیٹھے تھے۔اسماء بیگم اور شاہ زیب صاحب تو پہلے ہی ناشتہ کر چکے تھے۔پر ان کی نکمی اولاد کی صبح اب ہوئی تھی۔

"می دراصل ہم تینوں شاپنگ پر جا رہے ہیں یونو کل سے یونی سٹارٹ ہے اس لیے۔آپ فکر نہ

New Era Magazine

کیجئیے گا ہم شام تک واپس آجائیں گے۔" دانیال نے اسماء بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔مگر خیال سے کوئی شرارت نہیں۔" اسماء بیگم نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔پھر بھی جانتی تھیں کون سا یہ تینوں عمل کریں گے۔

"جی ماما۔"

"جی انٹی۔" ان تینوں نے سر ہلایا۔باتوں ہی باتوں میں ناشتہ کرنے کے بعد وہ تینوں اٹھے۔

"اللہ حافظ آنٹی!"

"اللہ حافظ مما!" وہ تینوں ایک ساتھ کہتے ہوئے باہر نکلے۔اسماء بیگم نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا اور برتن اٹھانے لگیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

شاہزیب خان، سراج خان کی اکلوتی اولاد تھے۔ان کی شادی ان کی خالہ زاد اسماء بیگم سے ہوئی تھی۔سراج صاحب دل کے مرض کی وجہ سے زندگی سے منہ موڑ گئے شاہزیب صاحب کا اپنا بزنس تھا۔اسماء بیگم اور شاہزیب خان کے دو بچے تھے۔امل شاہزیب خان اور دانیال شاہزیب خان۔وہ دونوں جڑواں تھے اور شاہزیب خان کی کل کائنات تھے۔وہ دونوں انکے بہت لاڈلے تھے پر بدتمیز بالکل نہ تھے،ہاں پر شرارتی بہت تھے۔دونوں کے ساتھ فلک بھی ان کاموں میں ان کی پارٹنر تھی ہر جگہ ان کی شرارتوں کے چرچے تھے۔فلک کا گھر بھی ان کے بلکل ساتھ ہی تھا۔وہ تینوں انیس سال کے تھے اور کالج سے فارغ ہوئے تھے۔اب انہوں

نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا۔نواب آفندی کے دو بیٹے تھے۔سہیل آفندی اور فرحان آفندی۔دونوں بھائیوں میں بہت محبت تھی پر ایک بار دونوں بھائیوں میں بزنس کو لے کر لڑائی ہوئی اور پھر سہیل آفندی گھر چھوڑ گئے۔فرحان آفندی آخر بڑے بھائی سے کب تک منہ موڑ سکتے تھے۔فرحان آفندی کے دو بچے تھے بڑا بیٹا صارم آفندی اور چھوٹی بیٹی فلک آفندی۔فلک چھوٹی اور لاڈلی ہونے کی وجہ سے تھوڑی شرارتی تھی۔صارم بھی پہلے بہت شوخ سا لڑکا تھا مگر وقت نے اس کے ساتھ ایسا کھیل کھیلا کہ وہ بہت سنجیدہ مزاج ہو گیا تھا۔فلک بھائی میں اس بدلاؤ کی وجہ جانتی تھی پر پھر بھی کچھ کر نہیں سکتی تھی اور یہ فلک،امل اور دانیال کی ہی وجہ سے تھا کہ وہ پہلے جیسا تو نہیں پر کافی حد تک نارمل ہو گیا تھا۔فلک تو سارا دن شاہزیب مینشن میں پائی جاتی تھی۔دونوں گھروں کے درمیان دوستی کا گہرا رشتہ تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

گاڑی میں ایڈی شیرین کا گانا"ایم ان لو ود دی شیپ اف یو"پورے زور و شور سے چل رہا تھا۔کھڑکیاں کھولے امل اور فلک دونوں کھڑکیوں سے باہر نکلی جھوم رہی تھیں۔ارد گرد سے گزرتے منچلے بھی ان پر فقرے کس رہے تھے مگر انہیں اس سب کی عادت تھی سو بے نیاز بنی ہوئی تھیں۔

"تم دونوں اپنا منہ اندر کرو گی یا نہیں؟"دانیال سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔اس وقت وہ تینوں ایک جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔اسکائی بلیو چیک والی شرٹس اور ڈارک بلیو جینز۔

"کیا ہے یار دانی؟حد کرتے ہو انجوائے تو کرنے دو نا!!"فلک نے چڑ کر کہا۔ابھی فلک بول ہی

رہی تھی کہ پاس سے گزرتے ایک لڑکے نے اپنے دانت دکھاتے ہوئے ہانک لگائی۔

"اوہو۔۔لاہور دیاں کڑیاں ہائے قربان لالے دی جان!" فلک اور امل کو تو اس کے دانت دیکھ کر ہی کراہت ہونے لگی تھی اور وہ بے چارہ جو قربان جا رہا تھا گاڑی کے شیشے بند ہوتے دیکھ کر مایوس ہی ہو گیا۔

"دیکھا میں بولے جا رہا تھا کہ اندر آؤ پر نہیں اور محترمہ فلک قربان لالے دی جان۔" دانیال نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا دانی دفع کرو اور گاڑی تیز چلاؤ نا پلیز۔" امل نے منت آمیز لہجے میں کہا۔ جبکہ فلک کو تو دنیال کے اس طرح بولنے پر آگ ہی لگ گئی۔

"سمجھتا پتا نہیں کیا ہے خود کو؟ ہے کیا پورا چوول، بدتمیز، امریکن باندر ہونہہ!!" فلک زیر لب بڑبڑائی اور ناک سکوڑا۔

"اے کیا بولا تم نے مجھے؟" بیک مرر میں دانیال نے آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔

"تم سے مطلب میری مرضی جو مرضی بولوں؟" فلک نے تپ کر جواب دیا۔

"اووہ۔۔بس کرو تم دونوں میں بھی ہوں تم لوگوں کے ساتھ۔ جب دیکھو لڑتے رہتے ہو تم دونوں۔" امل نے تنگ آ کر کہا۔

"میں نہیں لڑتی ورنہ تمہارا بھائی خود شروع کرتا ہے۔" فلک نے غصے سے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا ہاں؟ میں یعنی کہ میں شروع کرتا ہوں۔ تو شاید میں ہی شروع کرتا ہوں

New Era Magazine

گا۔"کندھے اچکاتے ہوئے دانیال نے معصومیت سے کہا۔

"الف دانی تم چپ رہو!"امل نے دانیال کو گھورتے ہوئے وارننگ دی۔

"اچھا سوری!!بس کرو گڑیا اور پورے دس منٹ بڑا ہوں تم سے آپ بولا کرو مجھے کیا تم تم لگی رہتی ہو؟"دانیال نے بظاہر سنجیدگی دکھاتے ہوئے کہا۔امل اور فلک تو اس کے گڑیا کہنے پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئیں۔

"اووہ!!آپ تو میں اپنے ان کو بھی نہ کہوں۔"امل نے اپنی شرٹ کے کالر میں منہ چھپا کر شرمانے کی ناکام اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بس کرو چھوئی موئی۔۔شرمانا تو دیکھو اس کا۔"فلک نے دانیال کو دیکھتے ہوئے کہا اور دونوں ہنسنے لگے۔یہی تو تھی ان کی دوستی اب لڑ رہے ہیں اور اگلے ہی لمحے وہ ہنس رہے ہوتے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ تینوں اس وقت جینٹس کی سائیڈ پر کھڑے کپڑے خرید رہے تھے۔

"یار دانی تم پر یہ شرٹ بہت سوٹ کر رہی ہے۔"امل نے ستائشی انداز میں کہا۔واقعی خاکی رنگ کی وہ شرٹ بہت خوبصورت تھی۔

"اوہ تو پھر تم لوگ بھی یہی لے لو۔"دانیال نے شرٹ کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا۔

"پر مجھ پر یہ کلر سوٹ نہیں کرے گا نا؟"فلک پریشانی سے بولی۔

"نہیں یہ کلر بہت اچھا لگے گا تم پر کیوں امل؟"دانیال نے امل کی بھی رائے لینی چاہی۔امل

مسکرائی۔

"ہاں فلک تم پر سوٹ کرے گا یہ کلر اور مجھے بھی یہ شرٹ اچھی لگی ہے۔" امل نے کہا۔

وہ تینوں ہمیشہ ایک ساتھ اور ایک جیسی ہی شاپنگ کرتے تھے اور ہمیشہ ایک جیسے کپڑے ہی پہنتے تھے اسی وجہ سے وہ اکثر بہت سی پارٹیز اور تہواروں پر بہت سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بھی ہوتے تھے۔ایک تو تینوں ہی خوبصورت جو ایک دفعہ دیکھنے والے کو دوسری بار دیکھنے پر مجبور کرتے اور دوسرا ان کی ڈریسنگ سینس بھی کمال کی تھی۔

"اچھا چلو پھر لے لوں تینوں کی؟" دانیال بولا۔

"ہاں تم پیک کرواؤ ہم دوسری شاپ پر جا رہے ہیں۔" امل اور فلک دانیال کو بتا کر نکل گئیں۔ امل اور فلک الگ الگ ریکس کی طرف بڑھ گئیں۔امل شرٹس دیکھ ہی رہی تھی کہ کوئی آکر اس سے زور سے ٹکرایا۔صاف پتا چل رہا تھا کہ یہ سب جان بوجھ کر کیا گیا ہے کیونکہ جس طرح امل سب سے الگ ریگ کے بلکل ساتھ کھڑی تھی وہاں کسی کا بھی ٹکرانا ناممکن تھا۔ بروقت دیوار کا سہارا لے کر امل نے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

"اوہ۔۔سوری بیوٹیفل!" فہد قریشی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"ہائے داوے۔۔آپ پر یہ کلر بہت سوٹ کر رہا ہے بیوٹیفل لیڈی۔" فہد نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا۔

ایسا ہی تھا وہ ہر راہ چلتی خوبصورت لڑکی کو چھیڑنا اس کا فرض تھا فہد کے شرارت سے دیکھنے کا انداز امل کو سخت ناگوار گزرا۔اس کے پیچھے اس کے دوستوں نے بھی بے ڈھنگے انداز میں قہقہے

New Era Magazine

لگائے۔

"اسٹاپ دس نان سینس! اچھے سے جانتی ہوں میں تم جیسے لڑکوں کو پہلے جان بوجھ کر ٹکراتے ہو پھر لائن مار کر ڈیٹ پر لے جاتے ہو مگر میں ان لڑکیوں جیسی نہیں ہوں۔ میں امل شاہزیب خان ہوں جو اپنے مقابل کو ناک و چنے چبوا دیتی ہوں۔ تم ہو کیا چیز میرے سامنے ؟ ہونہہ !"امل نے تپ کر کہا۔ وہ اس نام پر چونکا پھر سر جھٹکا۔

"واہ آپ تو ڈیٹ تک بھی پہنچ گئیں۔ چلیں آج رات پھر میں فری ہی ہوں تو ڈیٹ کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟"فہد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو بلڈی باسٹرڈ!!"امل سے مزید برداشت نا ہوا تو فہد کی گال پر ایک زوردار تمانچہ رسید کیا۔ فہد کا چہرہ ضبط کے باعث لال ہو گیا۔ اس لیے اس نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ فہد کے دوستوں کی بتیسی بھی اندر چلی گئی۔ فہد نے چہرہ امل کی طرف موڑا ایک دفع تو امل اس کا لال چہرہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی مگر اگلے ہی لمحے خود کو کمپوز کیا۔

"تم جانتی ہو تم نے کس کو تھپڑ مارا ہے ؟"وہ آپ سے تم پر آیا۔ مذاق مہنگا پڑا تھا۔ وہ تو بس شرط لگا کر جیتنے آیا تھا۔

"تمھیں خود کو اپنا نام نہیں پتا تو مجھے کیا پتا ہو گا؟"امل اپنی ہی بات پر ہنستے ہوئے بولی۔

"چپ کر جاؤ میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ۔۔ تم نے فہد قریشی کو تھپڑ مارا ہے کسی کی اتنی ہمت نہیں ہے کہ مجھ پر ہاتھ اٹھائے۔ پر دیکھو آج تو تم نے یہ غلطی کی ہے آئندہ خیال رکھنا اور دوسری بات آئی لائک دیٹ مجھے ایسی لڑکیاں ہی پسند ہیں۔"فہد قریشی نے تپانے والی

مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔امل کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اتنے میں دانیال اور فلک بھی آ گئے۔
لوگوں کا جھرمٹ دیکھ کر دونوں ادھر ہی آ گئے پر امل کو دیکھ کر دانیال کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ضرور امل نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کی ہو گی۔اسے بات کا تو پتا نہیں تھا مگر پھر بھی اس نے جا کر فہد قریشی سے معذرت کر لی۔اتنے لوگ ارد گرد کھڑے تھے جو بھی تھا پر کوئی بھی بھائی بہن پر ایسی نظریں کہاں برداشت کر سکتا ہے؟

"آیم سو سوری!اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں۔"دانیال نے شرمندہ ہوتے ہوئے فہد قریشی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں مجھے بالکل برا نہیں لگا۔"فہد نے نظروں کا فوکس امل پر رکھتے ہوئے کہا۔امل نے اسے زبان چڑھائی۔دانیال نے فہد سے ہاتھ ملایا اور امل کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر باہر لے آیا۔فلک بھی فہد کو ایک نظر دیکھتی باہر کو لپکی۔

"غلطی اس کی تھی تم نے سوری کیوں کی اس سے؟"ابھی دانیال کچھ بولتا امل بولی۔

"امل کوئی مذاق تھوڑی ہے یہ میں ادھر ہی تھا نا مجھے کہتیں۔"دانیال خفگی سے بولا۔

"چھوڑو یار!!کلوزڈ ٹاپک اور موڈ ٹھیک کرواپنے!"فلک نے ماحول ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"ہاں نا دانیال اچھا آئندہ نہیں کروں گی نا۔اب یہ مراثیوں والی شکل ٹھیک کرو لوگ کیا کہیں گے کہ اتنی پیاری لڑکیاں اور ایک بندر کے ساتھ گھوم رہی ہیں۔کیوں فلک؟"امل نے دانیال کو تپانے کے لیے آخر میں اپنی جینس کی پاکٹ میں موبائل اڑستی فلک کو بھی گھسیٹا۔

"ہاں ہاں بالکل اور مجھ سے کسی نے پوچھا تو میں تو کہہ دوں گی کہ ڈرائیور ہے میرا۔" فلک بھی بھلا کیوں پیچھے رہتی اور دانیال بیچادہ اتنی بے عزتی پہ منہ کھولے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"چلو یہ منہ کیوں کھولا ہوا ہے بند کر دو ورنہ چمپینزی لگ رہے ہو اور جلدی سے کچھ کھلاؤ۔" وہ دونوں حکم دے کر چل پڑیں اور وہ بے چارہ بھی اتنی بے عزتی کروا کر ان کے پیچھے ہو لیا۔ پر فون کا کیمرہ کھول کر دیکھنا نہیں بھولا تھا کہ کہیں سچ میں ہی ایسا نہ ہو۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اف یار آج تو بہت تھک گئے!!" امل نے شاپنگ بیگ لاؤنج کے صوفے پر رکھتے ہوئے کہا۔ فلک بھی کافی تھک گئی تھی۔ وہ اسماء بیگم سے مل کر گھر چلی گئی۔

"بیٹا کھانا لگاؤں؟" اسماء بیگم نے ان کے تھکے چہروں پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ماما ہم کھا کر آئے ہیں۔ میں اپنے روم میں جا رہا ہوں امل میری کافی لے آنا۔" اسماء بیگم کو جواب دے کر آخر میں اس نے پانی پیتی امل کو مخاطب کیا۔ پانی پیتی امل کو تو بات سن کر اچھو ہی لگ گیا۔

"اے۔۔۔کیا کہا؟"

"میری۔۔کافی۔۔اوپر۔۔کمرے۔۔میں۔۔۔۔لے۔۔آؤ!" دانیال نے اس کے کان کے قریب ہو کر چیخنے کے انداز میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"اففففف پرے مرو گدھے اتنی زور سے کیوں بھونک رہے ہو۔"

"ہیں۔۔گدھے بھونکتے بھی ہیں؟"دانیال نے سوچنے کی بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے کہااور ابھی بیچارہ آسکر اوارڈ جیتنے والا ہی تھا کہ امل نے اپنا سینڈل ایک سواسی کے اینگل پر گھما کر دانی کے بازو پر ایسا مارا کہ نتیجے میں دانی کی دلخراش چیخ موصول ہوئی جو کہ امل کا کلیجہ تک ٹھنڈا کر گئی۔اسماء بیگم تو کب سے کمرے میں چلی گئی تھیں مگر دانی کی آواز سن کر بھاگی بھاگی آئیں کہ کہیں امل نے اس کا سر ہی نا پھوڑ دیا ہو۔

"آئندہ کے بعد مجھے حکم دینے سے پہلے سو بار سوچنا آئی سمجھ؟یہ چونچلے اپنی بیوی سے اٹھوانا تم۔"امل نے نخوت سے کہا۔

"افففف ماما دیکھیں ناجوان جہان لڑکے کے سامنے اسی کی شادی کی بات کر رہی ہے۔امل یار نا کیا کرو نا مجھے شرمیاں آتی ہیں۔"دانیال نے ہاتھوں میں منہ چھپاتے ہوئے کہا۔

"ماما اپنا ڈوپٹہ بھی دے دیں اسے۔"امل نے اپنا قہقہہ روکتے ہوئے کہا۔

"ماما اور میں تو کہتی ہوں لڑکی ڈھونڈنا اسٹارٹ کر دیں جیسی بیچارے کی شکل ہے کسی نے اتنی جلدی اپنی بیٹی بھی نہیں دینی۔"

"ہاااا ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے لڑکی ہے تو سہی۔"دانیال نے کہہ کر دانتوں میں زبان دبائی۔

"ارے بے شرم!شرم نہیں آتی ماں کے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو؟"دانیال بے چارہ کھسیا کے اوپر کی طرف بڑھ گیا اور سیڑھیوں سے ہانک لگائی۔

"امل کافی لے کر آنا پھر ایک بات بھی بتانی ہے۔"اور یہ تھا بہن بھائیوں کا حربہ جو ہمیشہ کام

New Era Magazine

کرتا ہے۔امل تو بھاگی بھاگی کچن میں گئی۔

"ہاں ہاں لا رہی ہوں۔۔پر اگر کوئی فضول بات ہوئی نا تو دیکھنا۔"اور دانیال اس کو بے وقوف بنا کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

فلک کافی تھک چکی تھی اس لیے ماما بابا اور بھائی سے مل کر سیدھا کمرے میں آ گئی اور شاور لینے چلی گئی۔جیسے ہی وہ باہر نکلی اس کے فون کی میسج ٹون بجی۔اس نے لپک کر فون اٹھایا۔پارٹنر کے نام سے ایک میسج جگمگا رہا تھا۔اس نے جلدی سے میسج اوپن کیا۔

"اگر فارغ ہو تو مجھ سے ابھی رابطہ کرو۔"ایک سطر پر مشتمل چھوٹا سا میسج تھا۔

اس نے جلدی سے کال ملائی۔تیسری ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

"السلام علیکم!!"

"ہاں ٹھیک ہوں۔تم سناؤ؟"

"اس وقت مگر کیوں؟"اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے کہاں ملنا ہے؟"

"چلو سہی ہے تم آ جاؤ میں نکلتی ہوں۔ویٹ کرواوکے۔"وہ اضطرابی حالت میں ٹہلتے ہوئے بولی۔

"اوکے خدا حافظ!!"دوسری طرف سے شاید رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔وہ جلدی سے ڈریسنگ کی

طرف بڑھی اور تیار ہو کر باہر نکلی۔داخلی دروازے کے پاس ہی اسے عائشہ بیگم مل گئیں۔

عائشہ بیگم نے ایک تفصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔سر پر کیپ جینز شرٹ پہنے وہ پھر سے کہیں جانے کے لیے تیار نظر آئی۔

"کہیں جارہی ہو؟؟اور وہ بھی اس وقت؟"عائشہ بیگم نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"امم۔۔۔ماماوہ دراصل امل نے بلایا ہے اسے کوئی کام ہے مجھ سے۔۔میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔"

"اوکے بائے۔۔۔بابااور بھائی کو بتادیجئے گا۔"وہ ان کے گال چومتی باہر کی طرف لپکی۔

"اف یہ لڑکی بھی نا!!"عائشہ بیگم سر جھٹکتے ہوئے اندر کی طرف بڑھیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

تاریک سڑک کے کونے میں اسے سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں گاڑی کھڑی نظر آئی۔وہ جلدی سے گاڑی تک پہنچی اور دروازہ کھولتی گاڑی میں بیٹھی۔

"السلام علیکم!!"

"وعلیکم سلام!"

"پارک کی طرف چلوں یا کسی ہوٹل میں؟"سامنے والے نے مسکراتے ہوئے پوچھا جیسے اس کا جواب جانتا ہو۔

"آف کورس ہوٹل میں، میں نے تمہاری وجہ سے جلدی، جلدی میں کچھ کھایا بھی نہیں۔"
اس نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔وہ ہنسا جانتا تھا فلک کا جواب یہی ہو گا۔

"اچھا چلو سہی ہے۔ویسے واقعی کچھ نہیں کھایا؟"مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس نے
اسٹیرنگ گھمایا۔

"منہ توڑ دوں گی میں تمہارا!!!چپ کر کے بیٹھو۔"فلک ناراضگی سے بولی۔وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا۔باقی راستہ خاموشی سے کٹا۔پارکنگ کے بعد وہ ہوٹل میں چلے آئے۔

"اچھا!!ثبوت کیسے ملا تمہیں؟"فلک نے پی۔سی ہوٹل میں اس کے مقابل بیٹھے ہوئے
پوچھا۔

"آفس گیا تھا میں ان کے پھر ان کے کپڑوں پر مجھ سے چائے گر گئی وہ صاف کرنے گئے تو بس لا کر پر ہاتھ صاف کیا۔قسمت سے وہ کھلا ہی تھا۔شاید کچھ نکال رہے تھے وہ۔"اس نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔انداز محظوظ کن تھا۔

"کیا کھاؤ گی؟"اس نے مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

"لاؤ میں خود کر لیتی ہوں آرڈر تم اپنا کر لو پہلے۔"فلک نے کارڈ کھینچا۔

"نہیں بھئی میں تو کافی لوں گا بس تم کھاؤ۔"اس نے کافی کا آرڈر دیتے ہوئے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی!" فلک نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ویٹر کو آرڈر دینے کے بعد وہ اس کی طرف مڑی۔

New Era Magazine

"اس فائل کی کاپی ہے؟"

"ہاں لایا ہوں یہ لو اسے تم اپنے پاس سنبھال کر رکھنا۔" اس نے تنبیہی انداز اپنایا۔ اس نے ایک نیلے رنگ کی فائل اس کی طرف بڑھائی۔

"اممم ٹھیک ہے اللہ کرے سارے مسائل حل ہو جائیں اور سب پہلے جیسا ہو جائے۔" فائل پر نظر دوڑاتے ہوئے فلک نے کہا۔

"ہمم۔۔امید تو ہے باقی اللہ وارث!" کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے وہ بولا۔

"عالیہ بجو ٹھیک ہیں اور باقی سب؟" لزانیا کھاتے ہوئے فلک نے اسی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہیں۔ تمہیں یاد کرتی ہیں بہت اور اپنے ان کو بھی۔ بس اب تو سب ٹھیک ہو جائے۔" کافی کا سپ لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"امل اور دانیال کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہیں۔" کوک پیتے ہوئے فلک نے جواب دیا۔

"تم نے ہمارے بارے میں دانیال کو بتایا ہے؟" سنجیدگی سے فلک کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"نہیں اور بتانا چاہتی بھی نہیں ہوں۔۔ فلحال تو نہیں۔" فلک نے ٹشو پیپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہمم اچھا ہے! کسی کو بھی مت بتانا ورنہ اگر یہ بات کھل گئی تو ہمارے لیے ہی مسئلہ ہو گا۔"

کافی کا خالی مگ میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ایسی باتیں تو مت کرو نا تمہیں پتا ہے نا تم کتنے اہم ہو میرے لیے۔" فلک نے نم لہجے میں کہا۔

"اور میں کل رات میں ہی بابا سے بات کر لوں گی۔" فلک نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ سب کچھ جلدی جلدی ہو جائے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو اب ہمیں چلنا چاہیے۔" اس نے مینو کارڈ میں پیسے رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم چلو!!" فلک بھی کرسی دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

راستے بھر دونوں خاموش رہے۔

"اوکے!! کل یونی میں ملاقات ہو گی اور میرے ڈیپارٹمنٹ کا تو پتا ہے نا تمہیں ورنہ میں گیٹ پر آجاؤں گا۔" اس نے فلک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں پتا ہے اور نا پتا چلا تو پوچھ لیں گے کسی سے اور گیٹ پر آنے کو رہنے دینا۔" فلک نے اس کے کنسرن پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو خدا حافظ!" فلک نے ایک سائیڈ پر ہو کر ہاتھ ہلایا۔

"خدا حافظ!!" وہ زیرِلب بولی۔

سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں فلک نے اس کی دور جاتی گاڑی کو دیکھا۔پھر سر جھٹکتی اپنے گھر کی طرف بڑھی۔اسے کل یونیورسٹی جانا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"السلامُ علیکم!"فلک فرحان صاحب کی بائیں جانب کی کرسی کھینچتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام!توآج تمہارا یونیورسٹی کا پہلا دن ہے۔۔ہمم؟"عینک لگاتے ہوئے فرحان صاحب نے اسے دیکھا۔جو بلیک جینز پر وائٹ ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔

"جی بابا۔"فلک سعادت مندی سے کہتی کرسی کھینچ کر بیٹھی۔(آہا یہ آلو کے پراٹھے بھی کیا زبردست چیز ہیں یعنی کہ حد ہو گئی ان کی خوشبو تو دروازے کو چیر کر کمرے تک پہنچی تھی)

"صارم بھائی یہ ذرا چائے تو پاس کریں نا پلیز۔"بازو فولڈ کرتے ہوئے فلک نے صارم کو کہا جو دل جمی سے ناشتہ کر رہا تھا۔

(اوہ تو جس طرح بھائی کھا رہے ہیں اس کا مطلب ہے پراٹھے بہت مزے کے ہیں)اس نے دل میں سوچا۔

"آہا بری بات فلک کھانے کے میز پر اس طرح دوسروں کو تنگ نہیں کرتے خود کام کرتے ہیں۔"عائشہ بیگم خفگی سے بولیں۔

"السلام علیکم لیڈیز اینڈ جینٹل مین!!"تبھی بیرونی دروازے سے امل اور دانیال فریش سے موڈ میں داخل ہوئے۔

New Era Magazine

"وعلیکم السلام! آؤ بیٹا ناشتہ کرو۔"

"افقف انکل یہ کوئی کہنے والی بات تھوڑی ہے۔وائے ناٹ شیور ویسے بھی میں ناشتہ کر کے نہیں آیا۔لیٹ اٹھا تھا آج تھوڑا سا۔" امل نے حیرانی سے دانیال کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے ناشتے کے میز پر اپنے دو عدد پراٹھے ختم کرنے کے بعد چائے کا پورا مگ خالی کر کے آیا تھا۔

"پتا نہیں ان دونوں نے اپنے پیٹ میں ایسے کون سے جن پالے ہیں جو دو منٹ بعد کو دنا شروع کر دیتے ہیں توبہ ہے!" ناشتے پر ٹوٹی فلک (جسے دیکھ کر یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ دنیا پہ اپنا آخری کھانا کھا رہی تھی) اور دانیال کو دیکھتے ہوئے امل بڑبڑائی۔وہ دونوں اتنا کھاتے تھے کہ سالم انسان نگل کر بھی انہوں نے شور مچانا تھا 'اور دو! اور دو!!' وہ دونوں اپنے بیگ لاؤنج کے صوفوں پر رکھتے ڈائننگ کی طرف بڑھے دانیال صارم کے برابر کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھا یوں کہ اس کے بلکل سامنے فلک بیٹھی تھی۔

آلو کے پراٹھے دیکھتے ہی دانیال کی بھوک نئے سرے سے چمک اٹھی۔

"آہا آنٹی آپ نے آلو کے پراٹھے بنائے ہیں۔افقف بہت بھوک لگی ہے سچی آنٹی اب جلدی دیں نا پراٹھا۔" عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے فلک کی پلیٹ سے دوسرا پراٹھا اٹھایا جو وہ دانیال کو آتا دیکھ کر اپنے پہلے پراٹھے کے نیچے چھپا چکی تھی۔پر شومیٔ قسمت بیچاری فلک اتنا سا منہ لے کر رہ گئی۔اس نے ایک نظر سامنے بیٹھے دانیال کو دیکھا جو پراٹھے کے بڑے بڑے لقمے لے رہا تھا۔

"ہمم شودا کہیں کا نا ہو تو۔" چائے کا مگ منہ سے لگاتے ہوئے فلک بڑبڑائی۔

دانیال نے ندیدی نظروں سے چائے کو دیکھا۔فلک نے جیسے ہی اس کی نظروں کے ارتکاز کو سمجھا فوراً اپنا مگ دونوں ہاتھوں میں زور سے پکڑ لیا یوں جیسے اسے خوف ہو کہ سامنے بیٹھا صدیوں کا بھوکا اس کی چائے پی لے گا اور "چائے کے دیوانے" کبھی بھی اپنی چائے پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتے۔

"انٹی آپ کے پراٹھے نا بہت مزے کے بنے ہیں اف مزہ آگیا اور مزہ دوبالا ہو جاتا اگر چائے بھی مل جاتی تو۔" منہ میں بڑا لقمہ ڈال کر جب وہ بولا تو لقمہ حلق سے آگے جانے سے انکاری ہو گیا۔ گویا انتظار میں ہو کہ بھائی صاحب پہلے آپ چائے لے لیں پھر ہی میں نیچے تشریف لے کر جاؤں گا۔ کھانسی کا زبردست دورہ پڑا تو دانیال صاحب کھانس، کھانس کر دوہرے ہو گئے۔ فرحان صاحب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

"آرام سے کھاؤ بیٹا! ابھی تو صرف سات بجے ہیں تم لوگوں کی کلاس نو بجے سٹارٹ ہونی ہے۔" عائشہ بیگم نے چائے کا مگ اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔

"آنٹی آج نا ہمارا پہلا دن ہے ہم جلدی اس لیے جا رہے ہیں کہ اسی بہانے یونی گھوم کر دیکھ لیں گے۔" امل نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"یونیورسٹی میں گھومنا ہے یا پھر۔۔۔" صارم نے مسکراتے ہوئے معنی خیزی سے ایک آئبرو اچکائی۔

"میری باتیں دھیان سے سنو تم تینوں بلکہ اپنے پلو سے باندھ لو۔" فرحان صاحب نے اخبار کو ایک طرف رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ انہیں اپنی طرف متوجہ پا کر انہوں نے گلہ کھنکھارا

گویا تمہید باندھی۔

"تم لوگ کسی بھی اسٹوڈنٹ یا کسی بھی ٹیچر کے ساتھ کسی بھی قسم کا مذاق نہیں کرو گے سمجھ رہے ہو نا تم تینوں؟ کسی بھی ٹیچر کے ساتھ کوئی مذاق نہیں کرو گے۔ حال ہی میں تم لوگوں کے ٹیچر آفتاب صاحب ہمارے گھر کو رونق بخش کر جا چکے ہے اور یہ صرف تم تینوں کے کارناموں کے باعث ہوا ہے۔" فرحان صاحب نے تینوں کو گھورتے ہوئے کہا جو زبان دانتوں تلے دبائے بیٹھے تھے۔

"کیا بابا؟ آفتاب سر ہمارے گھر کیوں آئے تھے؟ کیوں خیریت؟" فلک نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں بھئی ہم تو خیریت سے ہی تھے مگر وہ بچارے! اللہ ان کی حالت دیکھ کر مجھے بہت ترس آیا تھا ان پر۔" صارم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا؟ بچارے ٹھیک سے بیٹھ بھی نہیں سکتے۔" عائشہ بیگم کے لہجے میں افسوس ہی افسوس تھا۔

"اچھا ہے نا کاش اس دن ہمیں بیٹھنے دیا ہوتا تو کم از کم اب بیٹھ تو سکتے تھے نا!!" دانیال نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اور کیا کیا تھا انہوں نے بتاؤ ذرا؟" میز پر دونوں کہنیاں جما کر فرحان صاحب نے پوچھا۔

"بابا آپ کو تو پتا ہے نا ہم کتنے بے معصوم ہیں۔" آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے فلک نے کتنے پر زور دیا۔

"جی بیٹا بلکل معصومیت نے کہا تھا کہ بس مجھے ان تینوں پر ہی تمام ہونا ہے۔"

"انکل ہر انسان کو بولنے کا حق حاصل ہے۔ہم صرف باتیں کر رہے تھے۔ کیا کریں؟ ہمارا ایک اصول ہے کہ جب بھی کوئی بات یاد آئے تو فورا کر لینی چاہیے۔ یہ نا ہو بعد میں بھول ہی جائیں! ہم بات ہی تو کر رہے تھے۔ دو منٹ اگر آفتاب صاحب چپ کر جاتے تو کیا جاتا؟ پر نہیں۔" امل نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ بیٹا یہ تو پھر انہوں نے بہت ظلم کیا ہے نا؟" صارم نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا؟" فرحان صاحب نے پوچھا۔

"ہونا کیا تھا کہتے 'گیٹ اوٹ فرام مائی کلاس۔ دو منٹ سکون سے نہیں بیٹھتے اور نا کسی اور کو بیٹھنے دیتے ہو' ہم نے بھی کہہ دیا 'سر جی آپ تو سکون سے ہی بیٹھے ہوا یوں چیلنج نا کریں یہ نا ہو بیٹھا بھی نا جائے۔' بس پھر کیا تھا ہمیں چیلنج دے دیا۔" دانیال نے سکون سے کہا۔

"تم لوگوں میں ذرا تمیز ہے کہ نہیں؟ یہ۔۔۔ یہ ان پچھلے دو ماہ میں ساتویں ٹیچر تھے تم لوگوں کے جو ہمارے گھر تک آئے تم لوگوں نے بدلے کے طور پر بچارے کی کرسی پر ہی پنسل اٹکا دی لائک سیریسلی؟" فرحان صاحب نے صدمے کی سی کیفیت میں کہا۔

"بابا اس میں کوئی خاص بات تو نہیں ہے؟ پنسل کے لیڈ سے کیا ہوتا ہے؟ ویسے کیا ہوا تھا؟" فلک نے معصومیت سے پوچھا۔

"بس کیا بتاؤں؟ ان کے سقا ایسا چبا کہ بے چارے کو آپریٹ کروانا پڑا۔ افف بچارے سکون سے بیٹھ بھی نہیں سکتے۔" عائشہ بیگم نے جھر جھری لی۔

"ریلی؟؟؟"وہ تینوں دبے دبے جوش سے چیخے۔

"دانی!!ہم چیلنج جیت گئے۔"فلک اور امل پر جوش سی بولیں۔صارم،فرحان اور عائشہ بیگم ہونقوں کی طرح ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔

(کیا اس کے بعد بھی کچھ ہو سکتا تھا؟)

"یاہوووو!!"دانیال نے فضا میں مکا لہرایا۔

"آخر پلان کس کا تھا؟"دانیال نے آئیبرو اچکائے۔

"کیا؟؟تم ہر بار ایسا کیوں کرتے ہو؟"امل روہانسی ہوئی۔

"اور نہیں تو کیا موسیٰ کہہ رہی ہے یہ کیا بدتمیزی ہے؟ہاں؟"

"یاد کرو بچو!دماغ پر زور دے کر سر شمس کی چائے میں لال مرچوں کی پوڑیہ کس نے ڈالی تھی؟اور سر اقبال کا والٹ بھی میں نے اڑایا تھا۔"فلک بھول چکی تھی کہ وہ اکیلے نہیں بیٹھے۔ خیر بھول تو یہ بات امل اور دانیال بھی گئے تھے۔

"ہممم یہ کوئی اتنے بڑے کام نہیں تھے۔سر انجم کی بلی کی دم میں نے کاٹی تھی۔ہاہا دم کٹی بلی، سر طاہر کے پیپرز میں نے ان کے لاکر سے چوری کیے تھے تبھی تم پاس ہوئے،سر ثاقب کا میم کشش سے جھوٹا آفیر بھی میں نے بنوایا تھا۔"دانیال نے فخریہ کالر جھاڑے۔

"کینٹین سے سموسے ہمیشہ میں نے چوری کیے۔جو تم لوگوں نے رج رج کر کھائے تھے اور اب تم لوگ مجھے سرے سے بھول گئے ہو۔سر آفتاب کی کرسی پر سقا بھی میں نے فٹ کیا

تھا۔"امل نے اپنے بالوں کی لٹ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔عائشہ بیگم ،صارم اور فرحان صاحب اس سے زیادہ سننے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے تھے۔

"کیا؟اتنے ظلم ؟"فرحان صاحب نے صدمے سے کہا۔

"بس انکل یہی تھے باقی اسکول لائف کی تو کیا ہی بات ہے؟" گردن بائیں طرف جھکا کر دانیال نے تعریفی انداز میں بازو اٹھایا۔

"اوران کے قصور؟"صارم نے حیرانی سے پوچھا۔

"یار بھائی نا تو وہ ہمیں سکون سے بیٹھنے دیتے تھے،نا ان کے پالتو جانور، کینٹین والا اتنے مہنگے سموسے دیتا تھا اور بس!"

"بس؟؟کیا یہ بس تھا؟"عائشہ بیگم نے افسوس سے کہا انھیں گویا بہت صدمہ ہوا تھا۔

"تم تینوں میری بات دھیان سے سنو۔آئندہ۔۔"

"اللہ حافظ انکل!"

"انٹی پراٹھے بہت مزے کے تھے اب ہم چلتے ہیں۔"فرحان صاحب کی بات ادھوری رہ گئی۔دانیال چابیاں نکالتا باہر کو لپکا۔اس کے

پیچھے امل اور فلک بھی دوڑیں۔لیکچر سننے کا ان کا موڈ بلکل بھی نا تھا۔فرحان صاحب،عائشہ بیگم اور صارم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف دیکھا اور سر جھٹکتے مسکرا دیے۔

New Era Magazine

ان کی نکمی اولاد کبھی سدھر نہیں سکتی تھی اور یہ بات وہ جانتے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"افف آج تو بال بال بچے!!" امل نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"اور نہیں تو کیا؟ بابا کا تو ہمیں لیکچر دینے کا پورا دل تھا۔" فلک نے بیگ رکھتے ہوئے کہا۔

"احسان مانو میرا۔۔میں نے تم دونوں کو بچالیا۔" دانیال نے سٹیر نگ گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور کہو تو پاؤں چھولیں تمہارے؟" فلک نے چڑ کر کہا۔

"نا میری ماں رہنے دو اور ویسے بھی اس سے ہتک آمیز بات ہو بھی کیا سکتی ہے کہ تم جیسی چھپھندری میرے پاؤں پڑے۔"

"کیا؟ کیا؟ میں۔۔میں تمہیں چھپھندری لگتی ہوں۔" فلک کا منہ صدمے کی کیفیت میں کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"فلک ڈیئر منہ بند کرلو۔ورنہ تمہارے منہ میں جراثیم چلے جانے ہے اور پھر تم بیمار پڑ جاؤ گی اور فائنلی تم مر جاؤ گی۔" امل نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے گویا جان چھوٹنے کا اشارہ کیا۔

"تم نا اپنی بکواس بند کرو باندری کہیں کی۔جیسا بھائی ویسی بہن۔ہو نہہ!!" فلک نے ناک سکوڑا۔

"اب ہم یونیورسٹی نہیں جارہے میرا ارادہ بدل گیا ہے۔" دانیال نے سنجیدگی سے کہا۔وہ انہیں تنگ کرنا چاہتا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ یونیورسٹی نہیں جارہے؟ تو پھر کدھر جارہے ہیں؟" فلک کو دانیال کی بات پر ایک دم سے غصہ آ گیا۔

"زو!!" دانیال نے اطمینان سے کہا۔

"کیا؟ زو؟ یو مین چڑیا گھر؟" امل نے حیرانی سے پوچھا۔

"بی بی اب ہم اتنے بھی کوئی پینڈو نہیں ہیں کم از کم زو کا مطلب تو سمجھ ہی سکتے ہیں نا؟ آخر کو ہم جانور جو ہوئے۔" دانیال نے اطمینان سے طنز کیا۔

"ہم جانور؟ یہ کیا بیہودہ بات ہوئی؟ تم دونوں کے بارے میں میں شیور نہیں ہوں۔ البتہ الحمداللہ میں انسان ہوں۔" فلک نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں محترمہ اب دیکھیں نا۔۔" دانیال کی بات ادھوری رہ گئی۔

"ہاں تو محترم دکھاؤ نا؟" فلک نے تپ کر کہا۔

"دیکھو تم تو ہو ہی ایک چھچھوندری، کل تم نے مجھے ایک چمپینزی بنایا تھا اور آج امل کو ایک باندری، تو عزیزاز جان خاتون کیا آپ کو واقع لگتا ہے کہ ایک چھچھوندری، اک چمپینزی اور اک باندری زو کے بجائے یونیورسٹی جائیں گے؟" دانیال نے سٹیرنگ گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔بہت ہنسی آئی چلو چپ کرو اور آرام سے گاڑی چلاؤ۔ ہونہہ آیا بڑا زو کا کچھ لگتا۔" فلک نے دانیال کو دھپ رسید کرتے ہوئے کہا۔

New Era Magazine

"ویسے پوائنٹ تو اس کا بالکل ٹھیک تھا ہو نہ ہو جنگل سے بھاگا چمپینزی!"(فلک نے دل ہی دل میں سوچا)

"اچھا جب لوگوں کو سمجھ نہیں آتا کہ کیا کہیں تو وہ ایسے ھی دامن بچاتے ہیں۔" دانیال نے دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے بیک مرر سے فلک کا پھولا ہوا منہ دیکھا۔ جواباً فلک نے اسے کچھ کہنے سے پرہیز کیا اور بڑبڑاتے ہوئے رخ موڑ لیا۔ امل نے تاسف سے دونوں کو دیکھا۔

"یہ کبھی نہیں سدھریں گے۔" مسکراتے ہوئے اس نے دل میں سوچا۔

"اچھا چھوڑو یار تم دونوں لڑنا بند کرو ایک اہم موضوع کی طرف چلتے ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کیا تم لوگوں نے گفٹز رکھ لیے ہیں؟ کیونکہ ہماری ریگینگ نا ہو یہ تو امپوسیبل ہے۔" امل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں سب سے پہلے بیگ میں رکھے ہی گفٹ پیک تھے بکس تو بعد میں ڈالی تھیں۔" فلک نے فخر سے بتایا گویا بکس آخر میں ڈال کر بہت عظیم کام کیا تھا۔

"چلو یہی بہت تھا کہ بکس رکھ لی گئی تھیں!"

"چلو اترو میں گاڑی پارک کر لوں۔" دانیال کے کہنے پر امل اور فلک اپنے اپنے بیگ سنبھالتی ہوئیں گاڑی سے نکلیں۔

"واہ یار کیا یونیورسٹی ہے!!" امل نے توصیفی نگاہ ارد گرد ڈالی۔ وہ دونوں یونیورسٹی کے داخلی دروازے پر دانیال کی منتظر کھڑی تھیں۔

"چلو کیا آج مراقبے میں رہنے کے ارادے ہیں تم دونوں کے؟" دانیال نے ان کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

"آہ چلو۔۔" کئی توصیفی نظریں ان کی طرف اٹھی تھیں چونکہ وہ سیم ڈریسنگ کیے ہوئے تھے سو بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ مگر وہ ارد گرد سے بے نیاز بس یونیورسٹی کا دیدار کر رہے تھے۔ گیٹ سے داخل ہوں تو دائیں اور بائیں دونوں طرف چھ، چھ کنال کے وسیع گراؤنڈ تھے۔ درمیان سے اک سیدھا راستہ ایڈمن بلاک کی طرف جاتا تھا ایڈمن بلاک کی دائیں اور بائیں جانب مختلف ڈیپارٹمنٹز تھے۔ ان سے قدرے فاصلے پر لائبریری اور کیفے ٹیریا تھا۔ گراؤنڈ میں کئی بینچ نسب تھے۔ کچھ لوگ گھاس پر نیچے بیٹھے اپنے مطالعے میں مشغول تھے اور کچھ بینچ پر بیٹھے اپنا کام کر رہے تھے۔

اوائل مارچ کے دن چل رہے تھے۔ فضا میں تھوڑی سی خنکی برقرار تھی مگر موسمِ گرما کا سورج اپنی حدت پر تھا اور سرما کی خنکی کو ختم کر رہا تھا۔ وہ تینوں گھومتے ہوئے پوری یونیورسٹی کا جائزہ لے رہے تھے۔ گو کہ کلاس شروع ہونے میں ڈیڑھ گھنٹہ پڑا تھا سو وہ تینوں مطمئن تھے۔ مگر نہیں!! وہ چوکنا بھی تھے۔

"سنو تم تینوں۔۔۔" اپنے عقب سے آتی آواز پر وہ پلٹے۔

"جی آپ نے ہمیں مخاطب کیا؟" دانی نے معصومیت سے پوچھا۔

"ہاں تو اور کون چلو آؤ ہمارے ساتھ۔" ان میں سے ایک لڑکا کرخت لہجے میں بولا۔

"پر کہاں؟؟" امل نے حیرانی سے پوچھا۔

"چپ کر کے چلو!"تینوں نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اک دوسرے کو دیکھا۔اور ان کے پیچھے ہو لیے۔وہ لوگ انہیں قدرے ویران جگہ پر لائے۔یہ جگہ یونیورسٹی کی بیک پر تھی۔وہاں ان کے علاوہ چار ڈرے، سہمے سے اسٹوڈنٹس بھی کھڑے تھے۔ان کی حالتیں بتا رہی تھیں کہ وہ بھی نیوایڈ مشن تھے۔مگر وہ ان تینوں کی طرح ہر گز بھی ریلیکس نہیں تھے۔ انہوں نے حیرت سے امل، فلک اور دانیال کو دیکھا جو قدرے ریلیکس نظر آرہے تھے۔

"جی آپ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں؟"آنکھیں گھماتے ہوئے امل نے معصومیت سے پوچھا۔

"ایکچولی بچو ہم تم لوگوں کے سینئرز ہیں ہم نے سوچا کیوں نا کچھ تعارف ہو جائے؟سواٹ از شو ٹائم۔"ہاتھوں کو آپس میں ملاتے ہوئے ایک قبول صورت لڑکا بولا۔

"جی بلکل اٹس شو ٹائم!!"فلک آہستگی سے بڑبڑائی۔

"دیکھیں ہم نے کیا کیا ہے؟ہم تو معصوم سے بچے ہیں ہم معصوموں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے پلیز ہمیں جانے دیں نا۔"امل لجاجت سے بولی۔اس وقت وہ اتنے معصوم لگ رہے تھے کہ معصومیت بھی ان سے پناہ مانگ رہی تھی۔وہ چاروں اسٹوڈنٹ بھی انہیں حیرانی سے تک رہے تھے۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے چلے جانا۔اے تم ہاں جلدی ادھر آؤ۔"امل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دوسرے لڑکے نے اسے بلایا۔امل نے دانیال اور فلک کی طرف دیکھا اور مخصوص اشارہ پاتے ہی وہ ان کی جانب لپکی۔

"جی فرمایئے!!"

"کوئی اچھا سا گانا گاؤ میرے لیے!!" انہی میں سے ایک لڑکے نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"خاص آپ کے لیے۔" امل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں سناؤ!!" اس نے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے سگریٹ کا گہرا کش لیا۔

"اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم!"

"بسسس!!!" لہک کر گاتی امل دھاڑنے کی آواز پر خاموش ہوئی۔

"ک ک کیا ہوا؟ اچھا نہیں لگا میں اور گاتی ہوں۔"

"ماؤں کی دعا پوری ہوئی اور ہمیں اتنی پیاری دنیا میں گھر مل گیا۔" سب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

"ابے چپ کر جا میری ماں خدا کا واسطہ ہے تجھے!" سگریٹ پیروں تلے مسلتے ہوئے اس نے منت آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ نغمہ ہے بے وقوف۔" اس نے امل کی جنرل نالج میں اضافہ کرنا چاہا۔

"مگر میں تو ایسے ہی سنتی ہوں میں گانے نہیں سنتی میں یہی سنتی ہوں۔" امل نے معصومیت سے کہا۔

"دیکھیے میری بہن بہت معصوم ہے آپ اسے کچھ مت کہیں آپ ایک کام کریں ہمیں چھوڑ دیں پلیز۔" دانیال نے منت آمیز انداز اپنایا۔

"کیوں؟ کس خوشی میں؟ کوئی دولت ہے تیرے پاس جو چھوڑ دیں؟" انہی میں سے ایک لڑکے نے آئیبرو اچکا کر پوچھا۔

"ہم۔۔ہم آپ کو گفٹ دیں گے ویسے تو ہمارے فرینڈ کے لیے تھے اس کی برتھڈے تھی۔ مگر آپ لے لیں۔" فلک نے معصومیت سے کہا۔

"اچھا تو سمجھ رہی ہے ہم تیری باتوں میں آ جائیں گے تو شاید تو ٹھیک ہی سمجھ رہی ہے لا نکال دے گفٹ۔" اس کے دونوں دوست جو اپنے دوست کی غیرت پر سینے چوڑے کر کے کھڑے تھے ایک دم ڈھیلے پڑے اور حیرت سے منہ کھول کر اسے تکنے لگے۔ امل، فلک کو دانیال نے اپنے اپنے بیگ سے تین پیک شدہ گفٹز نکالے اور ابھی وہ نکال کر سیدھے ہی ہوئے تھے کہ ایک لڑکا اچھل کر فلک کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ سے گفٹ چھیننے والے انداز سے لیا (چونکہ فلک کا گفٹ پیک سب سے بڑا تھا) امل، فلک اور دانیال نے افسوس بھری نگاہ اس کے ناک پر ڈالی۔ (آف یہ لالچ انسان سے کیا کیا نہیں کرواتا) پھر سر جھکتے ہوئے دوسرے لڑکوں کی طرف متوجہ ہوئے ان دونوں نے منہ بناتے ہوئے اپنے، اپنے گفٹ لیے اور حسرت شدہ نظریں بڑے گفٹ پر مرکوز کیں۔ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے وہ اپنے، اپنے گفٹس کی طرف متوجہ ہوئے ہاتھ میں بڑا گفٹ پیک پکڑے اس لڑکے نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور اپنی قسمت پر نازاں اس نے جلدی سے گفٹ ریپر اکھاڑا۔ جوں ہی اس نے ڈبہ کھولا تو زوردار لوہے کا پنچ اس کی ناک کی ہڈی توڑ گیا۔

"ہائے میں مر گیا۔ہائے ماں بچاؤ! میری ناک کٹ گئی۔بچاؤ!!"اپنی ناک پر ہاتھ رکھتا وہ فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

"د۔۔دیکھو تم لوگوں نے ہمارے ڈبوں میں کیا ڈالا ہوا ہے؟"ایک لڑکے نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔انہیں ان تینوں سے ایسی امید نہیں تھی شکل سے تو وہ معصوم ہی لگ رہے تھے۔

"ہیں آپ لوگ فکر مت کریں آپ لوگوں کے ڈبوں میں گفٹ ہی ہیں۔ارے یار پریشان نہ ہو جب ہم اپنے فرینڈ کو گفٹ دیتے ہیں تو ایک گفٹ ایسا ضرور رکھتے ہیں اب ان کی قسمت۔"کندھے اچکاتے ہوئے دانیال نے ایک نظر زمین پر کراہتے ہوئے اس لڑکے کو دیکھا۔

"آپ لوگ اپنے گفٹ کھولیں نا پلیز!!"امل نے خلوص دل سے مشورہ دیا۔

"کیوں؟"وہ لڑکے حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی بھی دی۔

"دیکھو۔۔پہلے تم کھولو!"شاید دوست کی محبت غالب آگئی تھی۔جوں ہی اس نے اپنا گفٹ کھولا تو ایک فلک شگاف چیخ اس ویران کونے میں گونجی۔کیونکہ ڈبے سے نکلا مینڈک اچھل کر اس لڑکے کے کندھے پر بیٹھا سلامی دینے لگا تھا۔اس لڑکے نے حیرت سے اپنے کندھے پر بیٹھی اس ٹرٹر کرتی مخلوق کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اچھلنے لگا۔اپنے دونوں دوستوں کی درگت بنتے دیکھ کر تیسرے لڑکے نے اپنا گفٹ کھولے بغیر ہی امل،دانیال اور فلک کی طرف پھینک دیا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔م ایک طرف وہ تھا جو گانا سننا چاہ رہا تھا اور اب

زمین پر سجدہ ریز تھااور دوسرا جو خود کو بہت سمارٹ سمجھتا تھا مینڈک کے ساتھ ہی ادھر ادھر پھدک رہا تھا گویا مینڈک صاحب تو پھدکنا چھوڑ کر ان کی کندھے پر پوری شان و شوکت سے براجمان تھے اور ان کے ساتھ ہی اوپر نیچے ادھر ،ادھر ہلتے ہوئے ٹرٹر کرتے گویا یہ کہہ رہے تھے۔

"ارے واہ جانِ من کیا جھولے دیتے ہو تم؟" مگر وہ بیچارے صاحب بہادر تو ادھر ادھر پھدکتے پھر رہے تھے اور مسلسل چیخ و پکار بھی کر رہے تھے۔

"ہاہاہا دیکھا میرے والا سب سے مزے کا تھا اسے دگنی کا ناچ نچوا دیا اف میرا بھی کوئی جواب نہیں؟" دانیال نے فخر سے کالر اکڑائے۔

"ہاں واقعی یہ بہت مزے کا ہے۔" امل اور فلک ہنستے ہوئے بولیں۔ انہوں نے شاید پہلی بار دانیال کی تعریف کی تھی دانیال مزید چوڑا ہوا۔

"تو اور کیا؟ اتنی محنت کی تھی میں نے پرسوں ہی پرانے محلے کی جوہڑ سے پکڑا ہے۔" دانیال نے راز آشکار کیا۔ (گویا یہ حرکت مزید تعریف بٹورنے کو تھی) جبکہ ایک طرف کھڑے وہ چاروں اسٹوڈنٹ ہونق بنے کب سے انہیں تکتے جا رہے تھے۔

"ارے آپ نے میرا گفٹ واپس کر دیا۔۔ کھولیں نا پلیز۔" امل نے تیسرے لڑکے کو کہا جو کہ حیرت سے منہ کھولے تینوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نے نہیں کھولنا جاؤ تم سب چلے جاؤ اپنا یہ فضول قسم کا گفٹ لے کر مجھے نہیں چاہیے۔" وہ لڑکا چلاتے ہوئے بولا۔

"نا کھولیں ہمم!"امل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔اور ڈبہ کھولا جس کے اندر سے تین لالی پوپ نکلے اس نے ایک،ایک لالی پاپ دانیال اور فلک کو دیا اور ایک خود کھول کر منہ میں ڈال لیا۔امل دانیال اور فلک ہنستے ہوئے ان کی طرف ایک ادا سے فلائے کس اچھالتے اس جگہ سے باہر نکلے اور ان کے پیچھے ہی وہ چاروں اسٹوڈنٹ بھی ایک ٹرانس کی کیفیت میں نکلے۔یوں وہ پہلے ہی دن ریگینگ کر چکے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"یار دانی ٹائم کیا ہوا ہے؟"فلک نے کوئی تیسری بار یہی سوال دہرایا تھا۔

"ابھی ایک گھنٹہ رہتا ہے کلاس اسٹارٹ ہونے میں اب چپ کر جاؤ یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھ لو میری ماں!!"دانیال نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔وہ لوگ چلتے ہوئے یونیورسٹی کے وسط تک پہنچے۔

"فلک کہاں جا رہی ہو؟"فلک کو بائیں طرف جاتا دیکھ کر دانیال نے پوچھا۔

"کام ہے مجھے ایک چھوٹا سا کچھ دیکھنا ہے۔میں آتی ہوں۔"بیزاری سے جواب دیتی فلک بائیں جانب بنی لائبریری کی طرف بڑھ گئی۔دانیال نے حیرانگی سے امل کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ اس وقت لائبریری کے سامنے ایک بینچ پر بیٹھا تھا ایک طرف کافی کا کپ رکھے اور دوسرے ہاتھ سے اسائنمنٹ پیپر بنا کر رہا تھا دفعتاً کسی نسوانی ہاتھ نے اس کی آنکھوں کو روشنی سے لا تعلق

کیا۔

"سامنے آؤ فلک!!"وہ مسکرایا تھا۔فلک پاؤں پٹختی ہوئی اس کے سامنے آئی۔

"کیا ہے یار تم ہر بار مجھے پہچان لیتے ہو؟"وہ روٹھے لہجے میں بولی اس کا روٹھا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ ہنسنے لگا۔

"ہاہاہا اپنا موڈ ٹھیک کرو لڑکی ہر بار اس لئے پہچان لیتا ہوں کیونکہ تمہارا اسٹائل یہی ہے۔"

"اوہ ویری فنی!!"فلک دانت نکالتے ہوئے بولی۔دور کھڑے دانیال نے اپنا غصہ ضبط کیا۔

"امل تم دیکھ رہی ہو کیسے فلک اس لڑکے سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہے؟کیسے اس نے اس لڑکے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا؟میں اس لڑکے کا منہ توڑ دوں گا۔۔میں اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گا جن پر فلک نے ہاتھ رکھے۔میں اس کے دانت توڑ دوں گا جنہیں یہ فلک کی باتوں پر نکال رہا ہے میں اس کی ناک!!"

"بسس!!"دانیال مزید بھی بولتا مگر امل نے اس کے پاؤں پر اپنا جوتا اس قدر زور سے مارا کہ وہ بیچارہ بلبلا کر رہ گیا۔

"اف اللہ پوچھے تم سے منحوس!!"دانی نے جھوٹ موٹ کے آنسو صاف کیے۔

"یہاں کھڑے ہو کر بکواس کرنے سے بہتر ہے وہاں جا کر اس پر عمل کرو۔"امل کا مشورہ دانیال کو بہت پسند آیا۔

"ہاں چلو آج یہ نہیں بچے گا سالا!!"بیگ کے بازو ٹانگتے ہوئے دانیال جارحانہ تیوروں سے

اس کی طرف بڑھا جس کا نیم رخ اس کی جانب تھا امل بھی اس کے ساتھ ہی بھاگی۔

"اف آگیا!!" فلک بیزاری سے بولی۔ تو اس نے فلک کی نظروں کے تعاقب میں رخ موڑ کر اپنے طرف آتے دانیال اور اس کے ساتھ آتی امل کو دیکھا وہ آج اس دشمنِ جان کو کتنے عرصہ بعد دیکھ رہا تھا؟ دل نئے انداز میں دھڑکنے لگا اپنی دل کی حالت سے گھبرا کر وہ فوراً رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے کہ فلک کی جانب اس کا نیم رخ تھا جبکہ دانیال اس کے سامنے اور امل کی جانب اس کی پشت تھی جو فلک کے ساتھ آ کھڑی تھی۔

"السلام علیکم!! میں منگیتر ہوں فلک کا، دانیال شاہ زیب کہتے ہیں لوگ مجھے۔" دانیال نے چبا چبا کر الفاظ ادا کیے۔ وہ غصے میں تھا ورنہ مقابل پر غور کرتا۔ آتے ہی وہ ڈائریکٹ جھوٹ بولنے لگا۔ کچھ لمحے تو آریان کو سمجھ ہی نہ آئی مگر جب اسے دانیال کے رویے کی سمجھ آئی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اور نیم رخ سے ہی فلک کو دیکھ کر آئیبرو اچکائی۔

"مسٹر دانیال۔۔ خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" وہ دانستا امل کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

"ہشش۔۔ یہ کون ہے؟" امل نے فلک کے کان میں گھستے ہوئے پوچھا۔

"کزن میرا!!" چھن سے امل کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔

"اوہ کیا یہ وہی ہے؟" دماغ نے پوچھا۔

"نہیں پتا" دل نے جواب دیا۔

New Era Magazine

"تو جانو نا!!" دماغ نے اکسایا۔

"تو کیا وہ لوٹ آیا اپنا وعدہ پورا کرنے؟" دل عجیب کشمکش کا شکار ہوا۔

"تو اور کیا وعدہ کر کے گیا تھا پورا تو کرنا ہی تھا۔" دماغ جھنجھلایا تھا۔

"کک۔۔کس ریلیشن سے؟" امل نے اٹکتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھہر وذرا!" فلک اس وقت عجیب کشمکش کا شکار تھی۔وہ بھی دل ودماغ کی جنگ لڑتے ہوئے دانیال کی جانب دیکھ رہی تھی۔دل اور دماغ دونوں مختلف دلائل دیتے ایک دوسرے کو مطمئن کر رہے تھے۔(افف دانیال کتنا بڑا جھوٹا ہے)

"اس نے یہ تمہارے لیے کیا ہے۔" دل سے آواز آئی۔

"ہمم میرے لیے کیوں کرے گا جھوٹا کہیں کا اس کی تو عادت ہے۔" دماغ نے اک منٹ میں دل کو جھوٹا ثابت کر دیا تھا۔آریان کے ہنسنے پر امل نے اس کی پشت کو گھور کر دیکھا۔

"بندے کو ہنسنا آتا ہو تو کوشش بھی نہ کرے یونانی دیوں کی طرح ہنستے ہیں تمہارے کزن!!" امل نے فلک کے کان میں گھستے ہوئے کہا مگر جو بھی کہا وہ باآسانی آریان اور دانیال کے کانوں تک پہنچ گیا۔

"آپ کی تعریف؟" دانیال کو وہ انسان سخت برا لگا تھا۔

"یہ آریان آفندی ہے میرا کزن یاد تو ہو گا نا تم لوگوں کو۔" فلک نے دانیال کو گھورتے ہوئے کہا اشارہ یہ تھا کہ حد کرتے ہو تم۔۔بندہ پہلے پوچھ لیتا ہے مگر بس تعارف ٹھوکی جاؤ۔

"آریان!!!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

وہ کیسے نا اس شخص کو پہچانتی؟؟ پورے چھ سال اس نے اس شخص کا انتظار کیا تھا۔ آریان بھی اب سیدھا ہو چکا تھا اور امل کو دیکھنے لگا جو گومگو کیفیت میں تھی۔ اس نے چونک کر آریان کی طرف دیکھا اور اسے اپنی طرف متوجہ پا کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کی اس حرکت پر آریان کے عنابی ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکان ٹھہری۔ دانیال نے کچھ چونکتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے فلک کی طرف دیکھا جس نے کندھے اچکا دیے۔

"کمینے یہ تو ہے؟" دانیال نے آریان کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ آریان نے دانیال کو دھکا دے کر سائیڈ پہ کیا۔

"شرم کر میں بڑا ہوں تجھ سے۔ کمینہ نا بول مجھے، مجھ سے بڑا کمینہ تو تو ہے اور کتنے بے شرم ہو تم دونوں مجھے پہچانا تک نہیں؟" آریان خفگی سے بولا۔ اب کے اس نے امل کو بھی گفتگو میں شامل کیا۔

"نہیں یار تم بچپن میں تو اتنے پیارے نہیں تھے اب بس اسی لیے تم پہچانے نہیں گئے۔" دانیال نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"بد تمیز انسان کم از کم تم سے زیادہ خوبصورت تھا۔" آریان نے دانیال کی کمر پر دھموکا رسید کیا۔ وہ بلبلا کر رہ گیا۔

"ہائے قسم سے یقین ہی نہیں آ رہا ہم تم سے مل رہے ہیں یار سچی میں سوچتا تھا کہ شاید ہم دوبارہ مل نہیں پائیں گے۔" دانیال نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے تو ایک دن واپس آنا ہی تھا کسی سے کیا وعدہ پورا کرنا تھا۔" آریان امل کی طرف دیکھ کر شرارتی لہجے میں گویا ہوا اور یکدم ہر شے غائب ہو گئی۔

ہر آواز!! ہر تصویر!!!

وقت امل اور آریان دونوں کو چھ سال پیچھے لے گیا۔ پھر سے کچھ انمول یادوں کو دہرانے کے لیے۔۔ کچھ مدفن رازوں کو آشکار کرنے کے لیے!

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے کالونی کی پارک میں اکا دکا لوگ ہی موجود تھے۔ وہ تیرہ سال کی خوبصورت سی گہری کالی آنکھوں والی بچی دوڑتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔ ہاتھ میں پکڑی آئسکریم پگھل چکی تھی مگر اسے پروا نہیں تھی وہ دوڑتی ہوئی اس طرف آئی جہاں درخت کے سائے میں ایک چودہ سال کا لڑکا سر جھکائے کھڑا تھا۔ وہ اس کے قریب آ کر رکی۔

کالی آنکھوں میں پانی جمع تھا جو باہر چھلکنے کو بیتاب تھا اور اس نے ان آنسوؤں کو روکا بھی نہیں نکلنے دیا۔ آہٹ پر سر اٹھا کر اس نے اپنے سامنے کھڑی امل کو دیکھا۔

"آریان۔۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"ہشش۔۔ مت رو پلیز میں وعدہ کرتا ہوں میں واپس آ جاؤں گا۔ بس حالات ٹھیک ہونے دو۔" وہ کمزور لہجے میں اسے تسلی دے رہا تھا۔

"تم واپس آؤ گے نا؟ میرے لیے؟" وہ بہت مان سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں میں ضرور واپس آوں گا۔۔ تمہارے لیے! ہمارے لیے! مجھے یاد کرو گی؟" محبت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"بھولوں گی تو یاد کروں گی نا۔" وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں چند لمحے ارد گرد سے بے نیاز ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔یوں جیسے اک دوسرے سے ان کی یہ آخری ملاقات ہو!!

یوں جیسے اک دوسرے کے چہروں کو حفظ کر لینا چاہتے ہوں!!!یوں جیسے آخری دیدار ہو!!

پھر امل نے آریان کی ہتھیلی پکڑی اور اپنے گلے میں پہنی چین نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دی۔

"جب واپس آنا تو اسے لے کر آنا اور یاد رکھنا کہ تمہاری امل تمہارا انتظار کر رہی ہے۔" مسکراتے ہوئے اپنے آنسو پونجھ کر وہ پلٹ گئی۔

تیز تیز قدم اٹھاتی وہ پارک کا دروازہ عبور کر گئی۔اس نے مڑ کر بھی نا دیکھا کہ کہیں پتھر کی ہی نا ہو جائے۔آخر کو تھی تو وہ ایک انسان!

ہوا قدرے تیز چلی تھی کہ درختوں کے زرد پتے زمین پر جا بجا بکھر گئے تھے۔ تھڑ تھڑاتے ہوئے بارش کی بوندیں برسنے لگیں۔ایک اور موسم خزاں اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا۔ مگر صرف ایک اور!!

کتنے خزاں باقی تھے وہ نہیں جانتے تھے۔چین ہاتھوں میں لیے کھڑے اداس سے اس لڑکے اور فٹ پاتھ پر خاموشی سے آنسو بہا کر چلتی اس لڑکی میں صدیوں کا فاصلہ تھا اور فاصلے ہوتے ہی طے کرنے کو ہیں۔ خزاں کا موسم گزر چکا تھا اور شاید واقع گزر چکا تھا۔

ماضی کا سفر طے ہوا تو امل نے چونک کر آریان کو دیکھا۔وہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

"کیسی ہو امل؟"کس قدر محبت تھی اس کے لب ولہجے میں۔امو کی جگہ امل لے چکی تھی۔ وقت بہت بدل دیتا ہے یا شاید سب کچھ؟؟

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟"امل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"آریان نے مسکراتے ہوئے اسی کے انداز میں کہا۔

"آریان وہ فلک سے میری منگنی ہو چکی ہے۔"دانیال نے فلک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم منگنی!!مائی فٹ آریان کو بار بار ایک ہی بات مت کہو بے فکر رہو یہ پہلے سے ہی کمیٹیڈ ہے۔"فلک نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

(دانیال نے سکون کا سانس لیا۔شکر ہے اللہ کا)

"کیا سچی؟؟کون ہے؟"دانیال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔اپنی ٹینشن ختم ہوئی تو دوسروں کا خیال آیا۔

امل نے جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا۔

"آہ۔۔میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔"آریان اس سوال سے بچنا چاہ رہا تھا سو اپنا سامان سمیٹنے لگا۔

"اوکے بائے۔۔کلاس کے بعد ملتے ہیں۔"آریان مسکراتے ہوئے ایک نظر امل کو دیکھتا اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے وہ؟"امل نے بے صبری سے پوچھا۔

"پتانہیں مجھے۔ایک دو دفع میں نے پوچھا تھاپر اس نے کبھی نہیں بتایا۔بتاناتو دور اس نے اس کا نام بھی نہیں بتایا۔" فلک نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو کلاس کا ٹائم ہونے والا ہے۔" دانیال کے لیے اتنا ہی بہت تھا کہ فلک آریان میں انٹرسٹڈ نہیں تھی۔

"اففف چلو جلدی۔" فلک بت بنی کھڑی امل کو گھسیٹے ہوئے بولی۔

(کہیں وہ مجھے بھول تو نہیں گیا؟ افف اب اتنی پرانی بات بھی نہیں ہے) سر جھٹکتے ہوئے وہ انکے پیچھے ہولی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"یار کیا مصیبت ہے؟ کب سے تم ہمیں کبھی ادھر کبھی ادھر گھمارہے ہو؟ ایک جگہ ٹک جاؤ منحوس! افسوس۔۔ تمہیں ابھی تک بزنس ڈیپارٹمنٹ ہی نہیں ملا۔" فلک دانیال پر چلاتے ہوئے بولی۔

"اف چپ کرو تم کتنا بولتی ہو وہ بھی نان اسٹاپ بندری کہیں کی۔" دانیال دائیں جانب مڑتے ہوئے بولا۔انھیں یوں باتیں کرتے دیکھ پلر کی اوٹ میں چھپا ایک وجود سامنے آیا۔

"ایکسکیوز می۔۔" اپنے بازو پر نسوانی ہاتھ محسوس کرکے دانیال حیرت سے مڑا۔

"جی؟"

"وہ میں کافی دیر سے دیکھ رہی ہوں تم کبھی ادھر کبھی ادھر گھوم رہے ہو کیا میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی ہوں۔"اک ماڈرن مگر خوبصورت سی لڑکی مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہیلو!! آئی ایم دانیال شاہزیب۔نیوایڈ مشن غالباً آپ بھی نیوایڈ مشن ہیں؟ایکچولی کیا آپ مجھے بزنس ڈیپارٹمنٹ تک گائیڈ کر سکتی ہیں؟"کن اکھیوں سے اس نے کچھ فاصلے پر کھڑی فلک کو دیکھا جو غصہ ضبط کرتی سرخ پڑ رہی تھی۔

"اوہ آئی سی۔۔ہیلو دانی آئی ایم بینش قریشی۔میں بے شک نیوایڈ مشن ہوں مگر میں اس یونیورسٹی کا چپا چپا جانتی ہوں۔"

"آؤ ڈیئر تمہیں بزنس ڈیپارٹمنٹ تک گائیڈ کر دوں۔"دانیال کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتے ہوئے وہ بے تکلفی سے بولی۔دانیال کو وہ سخت بری لگی تھی۔

"دانی کے بچے تم یہاں کھڑے ہو میں کب سے تمہیں ڈیپارٹمنٹ میں تلاش کر رہی تھی۔" فلک کی برداشت کی حد صرف اتنی تھی جبھی تو ایک ہی سانس میں آن تک پہنچی۔

"ڈیئر یہ کون ہے؟"بینش نے فلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔اسے فلک کی آمد ناگوار گزری تھی۔صاف پتا چل رہا تھا کہ بینش محترمہ دانیال صاحب پر لٹو ہو چکی تھیں۔

"میں دانیال کی وائف ہوں فلک دانیال خان کیوں کیا ہوا؟"

فلک نے دانیال کے جواب دینے سے پہلے ہی کہا اور معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔یہ جواب سن کر بینش کی آنکھوں میں چنگاریاں جلنے لگی۔کچھ کھونے کا خوف آنکھوں میں نظر آنے لگا۔ دانیال نے ایک نظر شاک میں کھڑی بینش کو دیکھا اور ایک نظر فلک کو دیکھا جو چہرے پر دل

New Era Magazine

جلانے والی مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ دانیال کو ایک لمحہ لگا ساری بات سمجھنے میں وہ آریان والی بات کا بدلہ لے رہی تھی۔ (ہونہہ کمال ہے میں نے منگیتر کہا تو پتنگے لگ گئے تھے اب سیدھا شوہر بنا دیا مجھے)

"فلک ڈیر میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہیے۔" بینش کا سا کت ہاتھ اپنے شولڈر سے ہٹاتے ہوئے وہ فلک کی طرف بڑھا۔

"ہاں جلدی کرو ویسے بھی تم نے مجھے ٹریٹ دینی ہے رات میں اپنی شرط جو جیت گئی تھی۔" فلک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بینش آپ بھی ہمیں جوائن کر سکتی ہیں آخر کو میں آپ کی بھابھی اور یہ آپ کے بھائی ہیں۔ بھائی بھابھی کی اتنی سی بات نہیں مان سکتی آپ؟؟" فلک نے معصومیت سے کہا اور دانیال اس کے اس قدر فر فر جھوٹ بولنے اور اوپر سے اتنی اعلیٰ ایکٹنگ پر حیران سا کھڑا تھا۔

"ہونہہ۔۔بھائی بھابھی سنو لڑکی میرا ایک ہی بھائی ہے اور اگر میں سب کو بھائی بنالوں گی تو شادی کس سے کروں گی؟" بینش نے فلک کو گھورتے ہوئے کہا۔ وہ چلائی تھی آواز میں گہرا دکھ ہلکورے کھا رہا تھا۔ کچھ تھا جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کوئی راز کوئی بھید؟

"کیوں کیا آپ نے سب سے شادی کرنی ہے؟" فلک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"یو بلڈی فول! بے وقوف لڑکی شٹ اپ!!" بینش پاؤں پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

"چلیے ڈیئر وائفی!!" دانیال نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا! اب زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ہلکا سا مذاق تھا۔" فلک چڑ کر بولی۔

"ہائے صدقے اگر تمہارا یہ ہلکا سا مذاق میری جان لے لیتا تو؟" دانیال آئیبرو اچھکاتے ہوئے بولا۔

"ہونہہ۔۔ اتنی تم نازک جان اور مر بھی جاتے تو خیر تھی زمین پر چلتا پھرتا بوجھ ہو تم اور تمہارے مرنے سے پاکستان کے وسائل بھی بچے رہیں گے۔" فلک یوں بولی جیسے اس کے مرنے پر سب سے پہلے شکرانے کے نفل وہی پڑھے گی۔

"افسوس صد افسوس!!" دانیال نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا۔

"اچھا بس بس اب چلو زیادہ اوور نا ہو۔" فلک پاؤں پٹختی امل کی جانب بڑھی جو ابھی بھی لائبریری کا خالی بینچ دیکھ رہی تھی۔

(ایک تو امل نے جب سے آریان کو دیکھا ہے مراقبے میں جا کر فوت ہی ہو گئی ہے۔ ہاں یار ظاہری سی بات ہے ابھی تک شاک کے زیر اثر ہے) فلک دل ہی دل میں سوچتی امل کی جانب بڑھی۔

کلاسز اٹینڈ کرنے کے بعد وہ تینوں کیفے ٹیریا کی طرف بڑھے۔ پڑھائی کے نام سے تو وہ تینوں پہلے ہی ایسے بھاگتے تھے کہ گویا وہ پڑھائی نہیں ان کی دشمن ہو! ایسا نہیں تھا کہ وہ فیل ہوتے تھے مگر ان کا کہنا یہ تھا کہ جو مزہ طوفان میں کشتی چلانے کا ہے وہ مزہ ساحل پہ کشتی چلانے میں نہیں آتا۔ اسی پرنسپل پر عمل کرتے ہوئے وہ تینوں عین امتحانوں کے وقت پڑھتے تھے۔

بقول دانیال اور فلک کہ :

New Era Magazine

"کتابیں دیکھتے ہی ہمارا بی پی لو ہو جاتا ہے۔" اور اس وقت بھی وہ اپنے بی پی کو ہی نارمل کرنے کیفے ٹیریا کی طرف آئے تھے۔

"افففف یار!" امل، دانیال اور فلک نے اپنے بیگز کو ٹیبل پر اس قدر زور سے پٹخا کہ گویا ان میں بمب ہوں۔ فلک، دانیال اور امل نے منہ "اوپس" کے اسٹائل میں کھول کر اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں پڑھاکوں بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ چشمش بچوں کا گروپ بیٹھا تھا۔ دھماکے کی آواز پر انہوں نے ہڑبڑا کر منہ (جو کتابوں کے اندر دیے ہوئے تھے) اٹھا کر انھیں گھورا اور ایک ہی فلو میں چاروں نے اپنے چشمے درست کیے (جو ہڑبڑاہٹ میں کسک کر ناک پر پہنچ چکے تھے)

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ بھائی؟ پہلے کس قدر زور سے آپ نے افف کیا اور اب یہ اتنا شور؟" اک چشمش نے نہایت عزت سے عزت افزائی کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہو نہہ پڑھ لو، پڑھ لو پھر تم جیسے ہی ہوتے ہیں جو بعد میں بھائی یہ ٹوپک کروا دیں، یہ والا بھی کروا دیں کرتے ہمارے پیچھے دم چھلوں کی طرح پھرتے ہیں۔ مگر میں ایک بات واضع کر دوں ہمارا شیڈول اینڈ پر جا کر بہت ٹف ہو جاتا ہے اور پھر ہم سمجھاتے ایک لفظ نہیں ہیں اس وقت اس لیے بہتر ہے پڑھ لو۔" دانیال نے کہتے ہوئے گھڑی پر یوں وقت دیکھا کہ گویا ان سے بات کرتے ہوئے بھی لارڈ صاحب کا قیمتی وقت برباد ہو رہا ہے۔ لڑکوں نے حیرت سے امل اور فلک کو دیکھا جو خود شاک کی کیفیت میں تھیں (یہ کیا کہہ رہا ہے؟) جبکہ لڑکوں کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ تائیدی انداز میں کندھے چوڑے کر کے زور و شور سے سر اثبات میں ہلانے لگیں گویا دانیال کے کہے پر (جو کہ اک اک لفظ جھوٹ تھا) یقین کی مہر لگا سکیں۔

New Era Magazine

"اوہ کوئی بات نہیں سوری ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایسا۔" چشمش لڑکا معذرت کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہاں!! ٹھیک ہے اپنا کام کرو۔" نخوت سے حکم دے کر وہ تینوں اپنی اپنی کرسیاں کھینچ کر بیٹھ چکے تھے۔اپنے ہمیشہ والے انداز میں (فلک اور دانیال اک دوسرے کے برابر جبکہ امل ان کے سامنے دانیال اور فلک کے ساتھ بیٹھنے میں بھی اک لاجک تھا اور بقول فلک کے اگر میں دانی کے سامنے بیٹھ کر کھاتی ہوں تو مجھے نظر لگ جاتی ہے اور آج صبح جب اس نے مجھے آلو والے پراٹھے کھاتے دیکھا تھا سامنے بیٹھ کر تب سے ہی میرا پیٹ درد کر رہا ہے)

"یار لیکچرز کافی بورنگ تھے نہیں؟؟" دانیال کے کہنے پر فلک اور امل نے بھی اس کی بات کی تائید کی۔

"ہیلو کیسا گزرا تم لوگوں کا پہلا دن؟" مانوس سی آواز پر کھڑکی سے باہر دیکھتی امل نے چونک کر اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں آریان انہی سے مخاطب اپنا بیگ سائیڈ پر رکھ کر امل کے ہی برابر کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔امل نے گہری سانس کھینچ کر اس کے کلون کی خوشبو کو محسوس کیا۔ آریان خود پر جمی امل کی نظروں سے باخبر تھا۔

" صحیح ہی تھا بس۔" فلک کی آواز پر امل سر جھٹکتی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اوہ یہ تو ہو گا آخر کو تم لوگوں نے بزنس جیسا خشک سبجیکٹ سلیکٹ کیا ہے۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو مستقبل قریب میں تم کیا کرنے والے ہو؟" دانیال کو یاد آیا وہ کتنا اہم سوال پوچھنا بھول گیا۔

"ابھی تو فلحال سی.ایس.ایس کی تیاری کر رہا ہوں پھر پولیس ڈیپارٹمنٹ جوائن کروں گا۔"آریان کی بات پر امل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔آریان نے بھی رخ موڑ کر اس کے تاثرات جانچے۔

وقت رکا تھا!

کون کہتا ہے وقت نہیں رکتا؟

وقت رکتا ہے!!! کچھ پرانی یادوں کو دہرانے کے لیے!!

حال ماضی میں تبدیل ہوا تھا۔ہر چیز تخیل ہو گئی تھی۔

"امو!!"

"ہمم؟"نو سال کی امل نے بریڈ کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے ہمم کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

"یار تمہیں فوجی پسند ہیں یا بزنس مین؟؟"دس سالہ آریان نے ہتھیلی پر ٹھوڑی ٹکائے محویت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ممم نا ہی فوجی اور نا ہی بزنس مین۔مجھے تو پولیس والے پسند ہیں۔"امل نے ناک چڑہاتے ہوئے کہا۔ایسا کرتے ہوئے وہ آریان کو بہت پیاری لگی تھی۔

"اچھا پھر میں پولیس والا بن جاؤں گا۔"آریان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا پھر اک دم دوبارہ بولا۔

"پر امو پولیس والے رشوت لیتے ہیں وہ برے بھی ہوتے ہیں۔۔اب؟"آریان نے

New Era Magazine

معصومیت سے پوچھا تو بریڈ کھاتی امل نے اف کے انداز میں ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"ارے پاگل سارے تھوڑی نا لیتے ہیں۔ تم اچھے والے بن جانا نا۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" آریان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر سے وہی کرنا۔"

"کیا؟؟"

"وہ جو تم نے اف کیا تھا۔" آریان نے معصومیت سے کہا۔

"اف!!!" امل نے پھر سے سر پیٹا۔

"افففف!! واٹ پولیس؟" دانیال کی آواز پر امل نے اس کی طرف دیکھا جو اسی کے انداز میں سر پیٹ رہا تھا۔ (کچھ عادتیں نہیں بدلتیں) ماضی سے حال کا سفر طے کر کے اس نے سٹپٹا کر آریان کو دیکھا جو دانیال کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

'آریان اتنی لاتعلقی؟' وہ صرف سوچ ہی سکی۔ (اگر اسے کچھ یاد نہیں تو میں کیوں خود کو ہلکان کروں سوچ سوچ کر؟)

"اچھا اب کچھ منگواؤ آریان میری تو بھوک سے جان جا رہی ہے۔" فلک نے دہائی دیتے ہوئے کہا۔

"اور میرا بیبی لو ہو رہا ہے ہائے میں گیا۔" دانیال نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دہائی دی۔

"تم لوگوں کا پیٹ ہے یا کنواں؟ کتنا کھاؤ گے تم دونوں۔" امل نے حیرانگی سے پوچھا۔

ا"ف امل ڈیئر مینشن ناٹ ڈیئر!" فلک نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا یار آریان کچھ منگواؤ۔" دانیال کے کہنے پر آریان نے مسکراتے ہوئے اشارہ کیا تو کچھ ہی دیر میں ایک بچہ دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا۔

"آریان لالا تم کتنے دن بعد آیا ہے۔" گل کے خالص پٹھانی لہجے میں کیے گئے شکوے پر امل، فلک اور دانیال نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"آریان لالا! ویسے یہ پورا کا پورا تمہارا دوست ہے؟" اس نے ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہم آدھا اس کا دوست ہے اور آدھا بلی کا گوشت ہے۔" دانیال نے اسی کے لہجے میں جواب دیا تو سب ہنسنے لگے۔ گل ابھی تک دانیال کی ماری گئی چس کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہائے تم کتنا کیوٹ ہے؟" فلک نے اس کی گالیں کھینچتے ہوئے کہا۔

"توبہ تم یہ کیا کر رہا ہے؟" گل کو تو گویا کرنٹ ہی لگ گیا۔ ایک دم اچھل کر وہ ایک طرف ہوا۔

"کیا کیا میں نے؟" فلک نے حیرانگی سے پوچھا۔

"یہ جو تم نے ابھی کیا۔" اس نے اپنی گال رگڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ۔۔۔۔!" فلک نے پھر سے اس کی گال کھینچی۔

"استغفراللہ۔۔۔ باجی ام تمارے چھوٹے بھائی جیسا ہے۔" گل نے رونی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"اورام تم سے دس سال چھوٹا بھی ہوگا۔اماں کہتی ہے لڑکیوں سے دور رہنا چاہیے اورام رہتا بھی ہے بس۔۔۔"گل کا چہرہ یکدم سرخ ہوا۔

"بسس؟؟"امل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ناکریں ام کو شرم آتی ہے۔"گل نے اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔

"اوئے چپ کر کے بتا شرم کا بچہ نا ہو تو۔"دانیال نے چڑ کر پوچھا۔

"بس ام نا،ام نا گل رخ سے نہیں دور رہتا۔"

"ہیں؟؟یہ گل رخ کون ہے؟"آریان نے حیرانگی سے پوچھا۔

"وہ۔۔وہ اماری منگ ہے۔"گل نے قمیض کا کونہ منہ میں دباتے ہوئے کہا۔

"اوہو!!"امل،آریان،فلک اور دانیال نے مشترکہ ہوٹنگ کی تو بیچارہ گل گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ناکرونا!آریان لالا۔۔!آپ نے مجھے آواز کیوں دیا تھا؟"اس نے گھبرا کر بات بدلی۔

"ہاں گل چار بوتلیں اور چار بریانی کی پلیٹ لے آؤ۔"آریان اس کے اس طرح بات گھمانے پر مسکرادیا۔

"کیااتنا تھوڑا؟" فلک اور دانیال کی دہائی پر امل نے بمشکل اپنی ہنسی کو دبایا۔

"ہیں؟؟؟"آریان نے بھی انہیں حیرانی سے دیکھا۔

"گل ایک کام کرو ساتھ میں میرے لیے ایک برگر،دو سینڈوچ،دو سموسے،دو رول اور اک

چناچاٹ کی پلیٹ لے آؤبس۔" فلک نے بازوٹا نگتے ہوئے کہا گویا سامنے کھانا پڑا ہے اور وہ اسے للکار کر کہہ رہی ہے۔

"مجھ سے بچ کر دکھاؤ!"

"اور میرے لیے بھی یہی سب لے آنا۔" دانیال نے اپنی ٹانگوں پر رومال بچھاتے ہوئے کہا۔

امل، آریان اور گل منہ کھولے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"بس؟؟؟" امل نے صدمے کی کفیت میں پوچھا۔

"ہاں۔۔۔یہ تو ہم بس ٹیسٹ کرنے کے لیے کھانے والے ہیں۔" دونوں نے سکون سے جواب دیا۔

"تم کیسے اتنا زیادہ کھاؤگے؟" گل نے معصومیت سے دانیال سے پوچھا۔

"یہ اپنے اتنے بڑے ڈائناسور جیسے منہ سے کھائے گا۔" فلک نے اطمینان سے جواب دیا۔

"بکواس بند کرواپنی۔" دانیال نے تنگ کر کہتے ہوئے اپنی توپوں کا رخ گل کی طرف کیا۔

"تم نے اس سے کیوں نہیں پوچھا یہ بھی تو یہی سب کھا رہی ہے۔"

"ادھر آؤ!" گل نے اشارے سے دانیال اور آریان کو اپنے قریب بلایا۔

"وہ اس لیے ام جانتا ہے لڑکیوں کو چٹپٹی چیز کھانے کا اور چٹخارے لگانے کا بہت شوق ہوتی ہے اوران باجی (فلک) کو دیکھ کر تو پتا لگ جاتی ہے کہ ان کو دوسروں کا بھی چھین کر کھانے کی عادت ہے۔" گل نے آریان اور دانیال کے کانوں میں گھستے ہوئے کہا۔ مگر امل اور فلک بخوبی

سن چکی تھیں۔

"گل کے بچے!!!" فلک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اف ہائے باجی تم کتنی گندی والی باتیں کرتا توبہ!! اماری تو ابھی شادی نہیں ہوئی تم نے تو بچہ بھی پیدا کر دیا۔" اب کہ گل نے اپنی قمیض کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں سے بھی منہ چھپا کر کچن کا رخ کر لیا کیوں کہ قمیض اور ہاتھ اس کی شرم کو چھپانے کے لیے ناکافی تھے۔اس کے جانے کے بعد امل، آریان، دانیال اور فلک کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

"تو آج ریگینگ کا تم لوگوں کا بچپن کا شوق بھی پورا ہو گیا ہو گا یا نہیں؟" آریان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اور نہیں تو کیا؟ مزہ آگیا!!" دانیال نے مزہ لیتے ہوئے کہا۔

"پتا تھا مجھے۔" آریان جیسے پہلے ہی جانتا تھا۔

"یاد ہے ہم ایک دوسرے کا بدلہ کیسے لیتے تھے؟" امل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یار وہ دن بہت زبردست تھے۔" فلک اور دانیال نے بھی ٹکڑا دیا۔

"ہاں نا یاد ہے کیسے ایک دفع اسکول کی مانیٹر نے امل کی نوٹ بک کا اک پیج پھاڑا تھا تو فلک نے پوری نوٹ بک پھاڑ دی تھی۔" آریان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور کیا ایویں جانے دیتی ہمت کیسے ہوئی تھی اس باندری کی۔" فلک نے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"اور جب ایک دفع آریان کا کسی لڑکے سے جھگڑا ہوا تھا اور اس نے آریان سے ہاتھا پائی کی تھی پھر کیسے میں نے امل نے اور فلک نے مل کر اس کی دھلائی کی تھی۔" دانیال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور بعد میں انکل انٹی سے تم لوگوں کی دھلائی ہوئی تھی۔" آریان نے تپانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔

"اور اس نمرہ بیچاری کے ساتھ جو اس امل چڑیل نے کیا تھا وہ تو بھلائے نہیں بھولتا قسمے!! بیچاری کی غلطی صرف اتنی تھی کہ اس نے غلطی سے اپنی لمبی چوٹی فلک کے منہ پر مار دی تھی اور امل سے فلک کا رونا برداشت نا ہوا تو اگلے روز ہی بیچاری کی پچھلی چیئر پر بیٹھ کر اس نے اس کی لمبی چوٹی کو شہید کر دیا تھا جس کی لمبائی اور خوبصورتی کی مثال پوری کلاس میں دی جاتی تھی۔" دانیال نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیوں اس کی اتنی فکر ہو رہی ہے مجھے ابھی بھی یاد ہے ان تعریف کرنے والوں میں تم صف اول تھے۔" فلک نے سلگتے لہجے میں کہا۔

"ہاہاہا تم جل رہی ہو میری مچھلی جل کی رانی۔ ویسے سہی بات ہے خوبصورت تو وہ انتہا کی تھی، بلا کی تھی، کمال کی تھی، جمال کی تھی۔" دانیال نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو بے ہودہ آدمی میں جلوں گی؟ اور وہ بھی تم سے؟" فلک پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

"اچھا!! ارادہ ہے تمہارا؟ پھر کب جلو گی؟" دانیال نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔

"تم دونوں لڑنا بند کرو گے پلیز؟ ہونہہ بس موقع چاہیے ہوتا ہے لڑنے کا تم دونوں کو۔" امل

نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں لڑتی امو یار رتمہارا یہ بھائی لڑائی شروع کرتا ہے۔" فلک نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"کیا؟؟میں ؟؟میں لڑائی شروع کرتا ہوں؟میں لڑتا ہوں؟توشاید واقع میں لڑائی شروع کرتا ہونگا۔" دانیال نے ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار بنتے ہوئے کہا۔

"چپ ایک دم چپ۔۔کیا ہر وقت بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہو ہاں ؟؟اب نا تم بولو گی فلک اور نا یہ۔" آریان نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔جو اس کی بات سن بھی نہیں رہے تھے۔ ان دونوں کی آنکھیں تو پیچھے نظر آتے خوبصورت منظر کو دیکھ کر چمک اٹھیں۔

آریان اور امل نے حیرانی سے اک دوسرے کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے چونک کر مڑے۔

"کیا؟؟" آریان اور امل کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

انہوں نے اک نظر پھر فلک اور دانیال کو دیکھا تا کہ ان کے شک کی تصدیق ہو سکے۔فلک اور دانیال نے محبت بھری نظریں گل کے ہاتھوں میں موجود کھانے کے لوازمات پر ڈالیں اور اگلے ہی لمحے ٹیبل پر موجود کھانے کے سامان پر ٹوٹ پڑے۔

"استغفراللہ!!" آریان اور امل بڑبڑاتے ہوئے بریانی کی طرف متوجہ ہوئے۔

دانیال بریانی میں موجود لیگ پیس کا پوسٹ مارٹم کر رہا تھا تو فلک پورا سینڈوچ اک بار ہی منہ میں گھسانے کی سعی کر رہی تھی۔وہ دونوں اس طرح کھا رہے تھے کہ گویا دونوں کے بیچ مقابلہ ہو۔

"اممم!! کھانا تو اچھا ہے۔" دانیال بول بھی رہا تھا اور اپنے منہ سے بریانی کی بارش بھی کر رہا تھا۔

"ہاں!!" فلک نے بھرے منہ سے جواب دیا۔

"صبر سے کھاؤ پلیز۔" امل نے منت آمیز انداز اپنایا۔اب بس ہاتھ جوڑنے کی کثر باقی تھی۔

"یار صبر سے ہی کھا رہے ہیں۔" دانیال نے آدھا رول منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہمم دکھ بھی رہا ہے امل چلو ہم تو کھائیں۔" دانیال اور فلک کو ایک نظر دیکھتے ہوئے اس نے کہا تو بے اختیار ہی امل کو بھی کہہ ڈالا۔

"ہا۔۔ہاں!" امل نے کوک کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"الحمداللہ!!" دانیال نے ٹانگوں پر بچھا یا رومال جھاڑ کر بیگ میں سلیقے سے ڈالا۔

"ہمم مزہ آگیا۔" فلک نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"چلیں؟؟" آریان نے پیسے پلیٹ کے نیچے رکھتے ہوئے پوچھا۔وہ اور امل کافی دیر سے ان دونوں کے کھانا کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔

"ہمم چلو۔" وہ دونوں بھی اپنے بیگ اٹھاتے ہوئے بولے۔

"یار دانیال کچھ کمی سی نہیں لگ رہی؟" فلک نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے بھی شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے۔" دانیال نے پاس سے گزرتی لڑکیوں کے ہاتھ میں موجود ڈیری ملک دیکھتے ہوئے کہا۔

New Era Magazine

"چلو کمی کو پورا کریں نہیں تو وہ کمی احساس کمتری پیدا کر سکتی ہے۔" فلک کے کہنے پر وہ دونوں اپنے سے دو قدم آگے چلتے امل اور آریان کو کچھ بتائے بغیر ہی ان لڑکیوں کی طرف بڑھے۔

"ہیلو سمرا!! پہچانا مجھے یار ر؟ میں کوثر تمہاری جگری یار ر۔۔ تمہارا گردہ!!" فلک نے اس لڑکی کے زبردستی گلے لگتے ہوئے کہا۔

"ہیں؟ کوثر؟ ارے آپ کون؟ اور سمرا کون؟" اس لڑکی نے حیرانی سے پوچھا۔

"اچھا چھوڑو یار باتیں تو ہوتی رہیں گی پہلے کچھ میٹھا ہو جائے؟" فلک نے دانیال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میٹھا؟" اس سے پہلے کے لڑکی کچھ سمجھ پاتی فلک نے اچک کر اس کے ہاتھ میں موجود دو ڈیری ملک جھپٹیں اور وہ لڑکی اسے کچھ کہہ پاتی اس سے پہلے ہی وہ دونوں ایک ہی جست میں دوڑتے ہوئے امل اور آریان کی طرف آئے۔

"حد ہے ویسے۔ مجھ سے لے لیتے پیسے اور اگر اب چھین ہی لائے ہو تو۔۔" آریان نے غصے سے کہتے ہوئے فلک کے ہاتھ سے اک ڈیری ملک کھینچی شڑپ سے ریپر کھول کر ڈیری ملک آدھی کی اور منہ میں ڈالی اور آدھی امل کی طرف بڑھائی جو اس نے فوراً پکڑ لی۔

"ایک ہمیں بھی دے دو۔" آریان نے ہنستے ہوئے جملہ مکمل کیا۔

"اور ہم سمجھے تھے تو شریف ہے۔" دانیال نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔(یہ غم ہرگز کم نہیں ہوتا کہ چاکلیٹ آدھی ملے)

"شریف ہونے سے کیا ملتا ہے ہم تو سدا کے بدمعاش ہی ہیں۔" آریان نے آنکھ دباتے ہوئے

کہا۔

"ہونہہ!!" دانیال نے آدھی سے بھی کم چاکلیٹ کو دکھ سے دیکھا اور یہی غنیمت جانی کہ منہ میں ڈال لے کیونکہ انگلیاں چاٹتی فلک کی نظریں اس کی چاکلیٹ پر جمی تھیں۔

وہ چاروں پارکنگ کی طرف بڑھے۔

"اوکے اللہ حافظ! کل ملتے ہیں۔" آریان مسکراتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ کھڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ باہر زوروں کی بارش ہو رہی تھی ویسے ہی جیسا اس کے دل کا موسم تھا برستا ہوا۔ بارش کا برستا ہر قطرہ اسے اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا۔

عزت، محبت، چاہت کا وہ لمس وہ آج بھی اپنے ماتھے پر محسوس کر سکتی تھی بھرپور لمس۔۔۔ چھ سال بعد بھی وہ وہیں کھڑی تھی۔

ہجر جتنا بھی طویل ہو ہجر، ہجر ہی ہوتا ہے۔

کوئی کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"السلام علیکم۔۔ آج آپ کھانے کے میز پر کیوں نہیں آئیں؟" آریان اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ نظریں اس کے اداس چہرے پر تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بہن کی آنکھیں پچھلے چھ سالوں سے یونہی نم رہتی تھیں۔ وہ اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا اور وہ کر بھی رہا تھا۔

"صارم بھائی کو یاد کر رہی ہیں؟" اس نے ہمیشہ والا سوال پوچھا۔ جواب جانتا تھا۔

"ہاں۔۔وہ تو کہتے تھے کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں آریان۔ مگر کیا محبت کرنے والے ایسے کرتے ہیں؟یوں جدائی کا مرثیہ سناتے ہیں؟آریان وہ میرے محرم تھے وہ مجھے مجھ سے بہتر جانتے تھے۔وہ یہ کیوں نا جان پائے کہ ان کی عالیہ ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔وہ تو کہتے تھے کہ جلد ہجر کا موسم ختم کردیں گے۔ مگر انہوں نے تو اس ہجر کو میرے نصیب میں تاعمر لکھ دیا ہے۔"وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"حوصلہ کریں آپی! میں کچھ بتانا چاہتا ہوں آپ کو۔"آریان نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بہن مزید کوئی دکھ اٹھائے۔

"ہمم کہو؟"عالیہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپی وہ دراصل۔۔طلاق کی بات صارم بھائی نے نہیں تایا ابو نے کی تھی۔"آریان نے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔عالیہ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں

لے سکتی اور یہ ہوتا ہے جب ہم خوش ہوں اکثر یہ تب بھی ہوتا ہے۔

"تم۔۔۔تمھیں یہ بات فلک نے بتائی ہے؟"

"ہاں جی اور ایک بات اور۔۔آپی تایا ابو پچھلے چار، پانچ سالوں سے صارم بھائی کو کنوینس کر رہے ہے کہ وہ آپ کو طلاق دے دیں مگر صارم بھائی یا تو اس جگہ سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں جہاں یہ بات کی جائے یا پھر انکار کر دیتے ہیں۔"آریان نے عالیہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا جو سرد پڑ رہے تھے۔

"تبھی؟؟"عالیہ کی سرسراتی آواز آئی۔

New Era Magazine

"جی بلکل یہی وجہ ہے کہ اب تک تایاابو کچھ نہیں کر پائے۔آج فلک تایاابو کے سامنے اور میں بابا کے سامنے سچ کھولنے والا ہوں۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور چلیں اب اٹھیں شاباش۔۔جا کر وضو کریں اور خدا کا شکر ادا کریں جواب آپ کا یہ ہجر ختم کرنے والے ہیں۔"اس نے مسکراتے ہوئے عالیہ کے گال کھینچے۔

"تم امل سے ملے؟ کیسی ہے وہ اب؟"عالیہ نے اس کے بال بکھیرتے ہوئے پوچھا۔تھوڑی دیر پہلے والے آنسوؤں کی جگہ اب مسکراہٹ لے چکی تھی۔خوبصورت اور اطمینان طلب مسکراہٹ۔اللہ سے مانگنے والوں اور پھر نوازے جانے والوں کے چہرے پہ یقیناً ایسا اطمینان ہی ہوتا ہے۔

"ہاں جی ملا تھا اب بھی ویسی ہی ہے۔"امل کے ذکر پر اس کے ہونٹ مسکرائے۔مگر اگلے ہی لمحے مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لی تھی۔

"آریان ایک بات پوچھوں؟"عالیہ نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"جی؟"

"تم آج بھی امل سے محبت کرتے ہو ناں؟"عالیہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"آپی مجھے لگتا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا دوریاں سہہ کر اب پتا ہے مجھے کیا لگتا ہے؟ مجھے اس سے عشق ہو گیا ہے۔"وہ کم از کم اپنی بہن سے کچھ چھپا نہیں سکتا تھا۔

"تو تم نے اسے بتایا؟"

"کیوں؟"آریان کے نفی میں سر ہلانے پر عالیہ نے صدمے سے پوچھا۔

"آپی! آپ جانتی ہیں کہ شاہ زیب انکل تایا کے کتنے اچھے دوست ہیں۔ماضی میں جو کچھ ہوا وہ سب کچھ شاہ زیب انکل کے ذہن میں ہمارے بابا کا ایک ایسا خاکہ بنا گیا ہے جو اک دھوکے باز اور مکار انسان کا ہے۔کیا وہ ایسے خاندان میں بیٹی دیں گے؟ مجھے ابھی بہت سٹرگل کرنی ہے۔ بابا کی طبیعت سے آپ واقف ہیں ابھی حالات ٹھیک بھی نہیں ہوئے۔میں ایسے میں امل کو کیا امید دلاتا پھروں؟"آریان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس سے وہ سکون سے رہ پائے گی یا تم؟"

"وہ اتنی کمزور نہیں ہے۔فلحال جو جیسا چلتا ہے چلنے دینا چاہتا ہوں اور رہی میرے سکون کی بات تو آپ جانتی ہیں عرصہ ہو گیا میں نے اپنے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا ہے۔"عالیہ نے دکھ سے اپنے سے چار سال چھوٹے بھائی کو دیکھا جو کتنا بڑا ہو گیا تھا۔وقت وقت کی بات تھی۔

وہ سہی تو کہہ رہا تھا عرصہ ہی ہو گیا تھا اس نے اپنے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تھا۔اک عرصے سے وہ اپنے خاندان کے لیے ہی جی رہا تھا اور اب بھی وہ امل سے دستبردار ہو رہا تھا تو صرف اپنے خاندان کے لئے؟ چھ سال پہلے کے آریان اور اس آریان میں بہت فرق تھا۔

وہ ٹوٹا ہوا بکھرا ہوا لڑکا تھا اور یہ، یہ اک ایسا لڑکا تھا جو اپنے خاندان کے لیے جی رہا تھا خود کو فراموش کیے۔

اسی آریان نے انہیں سنبھالا تھا تب بھی جب ان کے باپ کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔تب بھی جب ان کا بزنس خسارے میں تھا اور اب بھی وہ انہیں ہر لحاظ سے سنبھال رہا تھا۔کتنی مصروف سی

زندگی تھی اس کے بھائی کی؟ صبح یونیورسٹی اور شام کو آفس۔وہ سوچ رہی تھی اور باہر بارش تھم چکی تھی۔وہ سر جھٹکتی باتھ روم کی طرف بڑھی اسے ابھی وضو بھی کرنا تھا اور اس رب کا شکر بھی ادا کرنا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

اور اس سے دور اپنی آفس کی کھڑکی کے ساتھ کھڑا صارم باہر برستی بارش کو حزن وملال سے دیکھ رہا تھا۔

چھ سال قبل

"سہیل میں نے ایک فیصلہ کیا ہے باقی بچوں کی مرضی وہ کیا چاہتے ہیں؟" چائے پیتے ہوئے فرحان صاحب نے اپنے ساتھ بیٹھے سہیل کو مخاطب کیا۔

"جی بھائی آپ بولیں؟"

"میں چاہتا ہوں کہ ہم صارم اور عالیہ کا نکاح کر دیں رخصتی پڑھائی ختم ہونے کے بعد کر لیں گے ویسے بھی گھر کی بچی ہے۔" فرحان صاحب نے بنا تمہید بات کہی۔

"بھائی صاحب یہ تو بہت اچھی بات ہے اور مجھے یقین ہے بچے بھی یہی چاہتے ہوں گے۔" سہیل صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دن بھی آیا جب عالیہ، عالیہ سہیل سے عالیہ صارم بن گئی۔عالیہ ابھی انٹر میں تھی اور صارم انٹر کر چکا تھا اور یونیورسٹی جوائن کر چکا تھا سو رخصتی پانچ، چھے سال تک منسوخ کر دی

گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ بھی ڈھلتی شاموں سی ایک شام تھی مگر کچھ تو غیر معمولی تھا اس شام۔آفندیز کے لاؤنج میں کھڑے فرحان صاحب، سہیل صاحب پر برس رہے تھے۔وہ گھر جس کی درودیوار نے ہمیشہ مسکراہٹ، قہقہے سنے آج یہ ڈانٹ سننے پر مجبور تھیں۔

"سہیل مجھے تم سے یہ امید ہرگز نہیں تھی!!آخر ایسا بھی کیا ہوا جو تم اپنا بزنس علیحدہ کرنا چاہتے ہو؟"فرحان صاحب گرجدار آواز میں بولے۔

"بھائی میرا یقین۔۔۔۔۔"

"بسس!!ایک لفظ جھوٹ کا نہیں سننے والا میں ارے قریشی بخت سہی کہتا تھا تم ہو ہی آستین کے سانپ۔"فرحان صاحب تنفر سے گویا ہوئے۔

"بھائی آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں نا۔"سہیل صاحب نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

آریان، عالیہ، فلک اور صارم کونے میں کھڑے حیرانی سے یہ منظر تک رہے تھے آج تک وہ دونوں بھائی کتنی محبت سے اک دوسرے سے پیش آتے تھے اور اب؟ایسا کیا ہوا تھا؟

عائشہ بیگم اور ارفع بیگم بھی ایک کونے میں سر جھکائے کھڑی تھیں کہ وہ تو ساری بات سے واقف تھیں۔

New Era Magazine

"بسس اب ایک لفظ اور نہیں۔میں نے تمہارے شیر ز تمہارے نام کر دیے ہیں اس کے علاوہ آج سے میرا تم سے کوئی تعلق نہیں اور جو تھا وہ ختم سمجھو تم نے پیٹھ پر وار کیا ہے دھوکے باز۔"

اک وقت ہوتا ہے جب انسان ہوش کے بجائے جوش سے کام لیتا ہے اور اپنی اونچی انا کو قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور آنا کو بچاتے بچاتے وہ اپنے انمول رشتے کھو دیتا ہے اور انا میں کیے گئے فیصلوں کے بعد رشتے ٹوٹتے ہیں۔

"بس بھائی صاحب مزید تذلیل نا کریں سب کچھ کہہ لیں۔۔پر دھوکے باز مت کہیں، جا رہا ہوں میں بھائی صاحب مگر میں بتا دیتا ہوں آپکو جس روز آپ کو سچائی معلوم ہوئی اس روز آپ کو دوست اور دشمن میں فرق محسوس ہوگا اور شاید اس روز میں نا ہوں!!" جھکے کندھوں اور آنسوؤں سے تر چہرہ لیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھے ان کے پیچھے ارفع بیگم بھی ہو لیں کہ دکھ درد میں بیوی بہترین غم گسار ہوتی ہے۔

عالیہ نے اک شکوہ کنا نظر صارم پر ڈالی اور اپنے کمرے کی طرف دوڑی۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔کیا وہ اس قدر بے اعتبار تھے؟

اپنے آنسو پونچتے وہ الماری کی جانب بڑھے۔وہ اپنا سامان گاڑی میں رکھ رہے تھے۔

"آریان کہاں تھا شاید وہ پارک گیا تھا۔" ارفع بیگم نے سوچا جب بھی وہ پریشان ہوتا تو پارک جاتا۔اپنی گاڑی میں سامان رکھتے سہیل صاحب نے روتی ہوئی امل کو اس کے گھر کی جانب جاتے دیکھا۔فرحان صاحب اپنے کمرے میں بند ہو چکے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"عالیہ پلیز یار!! مت جاؤ۔ رک جاؤ۔" صارم نے عالیہ کے کپڑوں والے ہینگر اس سے چھینتے ہوئے کہا۔

"صارم کیا میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دوں؟ اور بلفرض چھوڑ بھی دوں تو کیا تایا ابو ایک دھوکے باز کی بیٹی کو اپنے گھر رکھیں گے؟" عالیہ نے شکوہ کناہ نظریں اس پر جماتے ہوئے کہا۔ آنسو خود باخود اس کے رخساروں کو تر کر رہے تھے۔

"پلیز عالی مت رو۔" صارم نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"آپ جائیں صارم مجھے دیر ہو رہی ہے۔" عالیہ نے شدتِ ضبط سے کہا۔

"دیکھو عالی مجھ پر بھروسہ کرو میں جانتا ہوں وقت لگے گا۔ کتنا یہ میں نہیں جانتا، شاید بابا کے دل کی کثافت دور ہو جائے یا شاید سچ سامنے آ جائے۔ دیر ہو گی شاید بہت دیر پر صبر کرنا۔ صبر کا دامن ہاتھ سے مت جانے دینا۔ میں پوری کوشش کروں گا اتنی جتنی میں کر سکتا ہوں مگر تم کبھی مجھ سے بددل نا ہونا۔ یاد رکھنا تمہارا شوہر تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ میں اپنی عالی کو واپس ضرور لاؤں گا یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔" صارم نے عالیہ کا چہرہ اپنے دنوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا۔

"میں انتظار کروں گی۔" اک آنسو عالیہ کی آنکھوں کی سرحد پار کرتا اس کے رخساروں سے نیچے کا فاصلہ طے کرنے لگا۔ صارم نے عالیہ کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی اور اس کے آنسو پونچھے۔

"جاؤ!! فی امان اللہ۔" صارم مسکراتے ہوئے مڑ گیا۔

جدائی کے دکھ کو اگرچہ ہنس کے سہنا تھا

اسے رسمی ہی سہی مگر خدا حافظ تو کہنا تھا

آریان تھکے قدم اٹھاتا گاڑی تک آیا اور اپنی مٹھی میں دبا لاکٹ جینز کی جیب میں اڑستا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ونڈو میں کھڑی امل نے کرب سے آنکھیں میچیں۔کاش کہ وہ پلٹ کر دیکھ لیتا تو محبت کو اپنا منتظر پاتا مگر وہ چلا گیا کہ اسے جانا ہی تو تھا۔

بارش اس روز بھی برس رہی تھی۔اس بارش نے کیا کچھ نہیں چھینا تھا؟

خونی رشتے!!

دوستی کا رشتے!!!

محبت کے رشتے!!!

امل، فلک اور دانیال نے اپنے دوست آریان کو کتنا مس کیا تھا یہ بات ہر اداس شام جانتی تھی۔

صارم نے اپنی بیوی کو کتنا یاد کیا تھا یہ بات ہجر کی طویل راتیں جانتی تھیں۔

پھر وقت گزرا۔۔۔۔

جدائی کے دکھ تو بہت تھے مگر یقین بھی بہت تھا کہ شاید کبھی کہیں بچھڑے دوست، بچھڑے رشتے اور بچھڑی محبتیں مل ہی جائیں۔شاید!!!

New Era Magazine

حال

صارم نے کرب سے آنکھیں میچی۔

اک جگہ پڑھا شعر اسے بے اختیار یاد آیا

جسم سے روح تک نچوڑلیتا ہے

عشق جب ہجر اوڑھ لیتا ہے

اس بارش نے بھی پرانی یادیں، پرانا وقت یاد دلا دیا تھا۔

وہ کیسی ہوگی؟ کیا وہ اب بھی اسے یاد کرتی ہوگی؟

پھر صارم یہ سوچ کر مطمئن ہوگیا کہ اس نے اپنی عالی کو اللہ کی امان میں دیا ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"فلک بیٹا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"جی مما کیوں آپ کو کیوں لگا کہ میری طبیعت خراب ہے؟" فلک نے بازوں کے سہارے اٹھتے ہوئے عائشہ بیگم سے پوچھا جو اس کے سرہانے بیٹھی فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ یونیورسٹی سے واپس آکر وہ کھانا کھا کر کمرے میں آچکی تھی۔(کیونکہ بقول اس کے آج وہ یونیورسٹی میں بھی بھوکی رہی) چونکہ آج بیچاری پڑھ پڑھ کر تھک چکی تھی سو بستر پر لیٹتے ہی خواب خرگوش کے مزے لینے لگی۔

"نہیں مطلب تم کافی دیر سے سو رہی تھی تو مجھے لگا کہیں تمہاری طبیعت ہی خراب نا ہو۔"

"ارے نہیں مما بس آپ کو تو پتا ہے نا یونیورسٹی کی اسٹڈیز کتنی ٹف ہیں نا بس ٹینس ہوں اسی وجہ سے۔" فلک معصوم شکل بنا کر بولی۔

"ہائے میری بچی ایک ہی دن میں کتنا تھک گئی ہے نا؟" عائشہ بیگم کے کہنے پر فلک نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"ہونہہ۔۔ جیسے مجھے تمہارا پتا نہیں نا؟ اٹھو آرام سے لگتی ٹف اسٹڈیز کی۔"

"مما میں نہیں بات کر رہی آپ سے۔" فلک تو کمر پہ پڑنے والے تھپڑ سے بلبلا کر ہی رہ گئی۔

"اچھا نا کرو میں ذرا نیچے جا رہی ہوں تمہارے بابا کے لیے نہاری بنانی تھی اور صارم کی بریانی دم پر ہے۔" عائشہ بیگم جانتی تھیں فلک کا موڈ کیسے ٹھیک کرنا ہے۔

"مما میں کون سا آپ سے ناراض ہوں میری پیاری مما میں آپ کے صدقے جاؤں!!" فلک بڑی اماؤں کی طرح عائشہ بیگم کی نظر اتارنے لگی۔

"اچھا بس آرام سے نیچے آجاؤ اور کمرہ سیٹ کر کے آنا۔" عائشہ بیگم مسکراتی تنبیہہ کرتی نیچے جا چکی تھیں۔

"جی مما۔" فلک منہ بسورتے ہوئے بولی۔

ان کے جاتے ہی فلک نے لپک کر اپنا موبائل اٹھایا جس پہ آریان کی پانچ مس کالز تھیں۔

"یا میرے خدایا۔ اتنی کالز؟ ہاں مما آگئی تھیں اسی لیے کال نہیں اٹھائی تھی۔ اک دفع بندہ کال نا اٹھائے تو اگلے کو سمجھ آجانی چاہیے کہ بندہ مصروف بھی ہو سکتا ہے۔"

"اچھا اب میرا دماغ نا کھپاؤ میں ابھی آفس میں ہوں کام کی بات کی طرف آؤ۔" آریان کی جھنجھلائی آواز برآمد ہوئی۔

New Era Magazine

"کام کی بات یہ ہے باس میں کرنے والی ہوں آج رات معرکہ سر!!" فلک نے کندھے چوڑے کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایک بات یاد سے موبائل ساتھ ہی رکھنا ادھر تم بولو گی اور ادھر میں اور بابا وغیرہ سنیں گے۔" آریان نے فائل کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے مجھے پتا ہے۔" فلک تیزی سے بولی۔

"یہ تمہیں اتنی جلدی کس چیز کی ہے؟" آریان نے فائل کا صفحے پلٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہاری اور بریانی۔۔" فلک نے زبان دانتوں میں دبائی۔

"کیا؟" آریان نے حیرانی سے پوچھا۔

"آہ۔۔۔میرا مطلب ہے کہ تھرل کے لیے سب سے بات کرنی ہے تو بس۔" فلک نے جلدی سے بات بنائی۔ مگر وہ بھول گئی کہ مخاطب آریان آفندی ہے۔

"ہمم جاؤ کھالو کھانا بھوکی۔" آریان نے ہنستے ہوئے کال کاٹی اور اپنا سامان سمیٹتا کار کی چابی لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"اصغر!! نعیم کمپنی کے ساتھ ہماری جو میٹنگ ہے اسے پوسپونڈ کردو آج مجھے ضروری کام ہے۔" آریان نے سنجیدگی سے اپنے سیکرٹری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی سر!" اصغر سر ہلاتے ہوئے پلٹ گیا۔اس کا یہ چھوٹی سی عمر کا باس بہت محنتی اور اپنے کام سے مخلص تھا اس نے کبھی اسے بے وجہ مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔وہ ہر وقت یوں ہی سنجیدہ رہتا تھا۔ مگر اس کا رویہ سب امپلوئز کے ساتھ بہت اچھا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"ہائے کہاں رکھ دی فائل؟" فلک سر کھجاتے ہوئے بولی۔

"آہ۔۔یہ رہی شکر مل گئی۔" بیڈ کے نیچے سے برآمد فائل کو سینے سے لگا کر فلک نے تشکر کا سانس لیا۔فلک نے جلدی سے کمرے کو اس کی اصلی شکل دی۔

"ہائے بریانی اور نہاری!!" فلک زبان چاٹتی باتھ روم کی طرف دوڑی۔وہ ابھی سے ہی بریانی اور نہاری کا ذائقہ اپنی زبان پہ محسوس کر سکتی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"اچھا تو مسٹر آریان آفندی!!اب تم مجھے یعنی اپنی امل کو اگنور کرو گے؟"امل نے افسردگی سے سوچا۔اپنے خیالات میں ہی سہی وہ آریان سے مخاطب تھی۔

"تم یہ دکھانا چاہتے ہو کہ تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا؟ٹھیک ہے مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اب تم مجھے اپنے جیسا ہی پاؤ گے۔"امل نے تنفر سے سوچتے ہوئے پردے برابر کیے اور دانیال کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"ہممم کتنی زبردست خوشبو ہے۔"

"مما جلدی کھانا لے آئیں۔" فلک نے نیلی فائل اور اپنا موبائل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

فرحان صاحب صدر کرسی پر جبکہ صارم بائیں جانب بیٹھا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"بابا!"آریان نے سوچوں میں گم سہیل صاحب کو پکارا۔جس پر انہوں نے چونک کر آریان کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ان کی بائیں جانب ارفع بیگم اور ان کے ساتھ بیٹھی عالیہ کی

New Era Magazine

نظریں بھی اسی پر جمی تھیں۔

"آپ کو یہ سننا چاہیے۔" آریان نے مسکراتے ہوئے فلک کا نمبر ملایا۔

"یہ کیا سنانے والا ہے؟" سہیل صاحب کے استفار پر ارفع بیگم نے کندھے اچکائے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

اور آفندی مینشن کے ڈائننگ ہال میں کرسی پر بیٹھی فلک نے آریان کی رسیوڈ کال کو سپیکر پر ڈالا۔

"آہا نہاری اور بریانی!"

(سہیل صاحب نے آبرو اچکاتے ہوئے آریان کی طرف دیکھا گویا پوچھ رہے ہوں کہ یہ سب کیا ہے برخودار؟ آریان نے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کی)

"آرام سے کھاؤ فلک کھانا کہیں بھاگ کر نہیں جارہا۔" فرحان صاحب نے فلک کی جلد بازی پر اسے ٹوکا۔

(یہ آواز؟؟ وہ لاکھوں میں بھی پہچان جاتے۔ سہیل صاحب نے آنسوؤں سے لبالب آنکھوں سے آریان کی جانب دیکھا۔

کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں؟

یادِ ماضی!!

دکھ!!

تکلیف!!

آریان کے تاثرات سپاٹ تھے)

"بابا۔۔میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں اور میں امید کرتی ہوں کہ میری گفتگو میں مجھے بالکل بھی ٹوکا نہیں جائے گا۔" فلک نے گلا کھنکھارتے ہوئے کہا۔

"کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟" فرحان صاحب نے حیرانگی سے پوچھا۔

"دو سال پہلے میں اپنی ایک کالج فرینڈ کی عیادت کے لیے ہسپتال گئی تھی ایکچوئلی اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔امل اور دانیال بھی میرے ساتھ ہی تھے۔میں رافیہ کی میڈیسن لینے میڈیکل اسٹور گئی تو وہاں میرا ٹکراؤ ایک لڑکے سے ہو گیا۔جانتے ہیں وہ کون تھا؟" فلک نے آئیبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"آریان سہیل آفندی!" ڈائیننگ ہال میں یکدم سناٹا چھا گیا۔

(کچھ یہی منظر سہیل مینشن کے ڈائننگ ہال کا بھی تھا)

"آریان؟؟"

"میری بات مکمل نہیں ہوئی۔" فلک نے صارم کو گھور کر کہا۔

(صارم کی آواز۔۔چھ سال بعد؟؟ عالیہ کے ہاتھوں میں پکڑا چمچ پلیٹ میں واپس گرا)

"تو آریان وہاں اس لیے آیا تھا کیونکہ ہمارے چاچو اور آپ کے بھائی سہیل صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔" پانی کا گلاس یکدم ہی فرحان صاحب کے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر ٹکرے ٹکرے ہو کر بکھرا۔

"آر۔۔آریان؟ یہ تم ہی ہو نا؟" فلک نے خوشی سے چہکتے ہوئے پوچھا۔وہ اسے فیس بک پر سٹاک کرتی رہتی تھی۔

"فلک۔۔۔تم یہاں سب ٹھیک تو ہیں نا۔" آریان نے فکرمندی سے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہیں میں ایکچولی اپنی دوست کی عیادت کے لیے آئی تھی۔"

"کیا ہوا امل کو۔"آریان نے بے چینی سے پوچھا۔

"ارے نہیں وہ ٹھیک ہے۔یہ بتاؤ تم یہاں کیسے؟"فلک نے حیرانی سے پوچھا۔

"فلک میرے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔"آریان نے آہستہ سے کہا۔

"کیا؟؟چاچو کو۔۔پر کیسے؟"فلک نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہونہہ کیسے؟"آریان نے طنزیہ مسکراتے ہوئے فلک کی جانب دیکھا۔

"میں مل لوں؟"فلک نے اس کے طنز کو نظر انداز کیا۔

"نہیں! ان کے لیے اسٹریس اچھی بات نہیں ہے۔"آریان نے سکون سے کہتے ہوئے دوائیوں کا شاپر پکڑا۔

"فلک جانتی ہو وہ سب کس کی سازش تھی؟"

"نہیں۔۔پر مجھے یقین ہے وہ چاچو کی سازش کبھی نہیں ہو سکتی۔"فلک نے نفی میں سر ہلایا۔

قریشی بخت ہے اس سب معاملے کے پیچھے۔۔میں پچھلے ایک سال سے اس معاملے کو دیکھ رہا"

"ہوں۔

"پر بخت انکل ایسے نہیں ہیں بابا کے بزنس پارٹنر ہیں وہ تو بہت اچھے ہیں۔"فلک اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔

"یہی تو سارا مسئلہ ہے تم لوگوں کی نظروں میں اچھا بن کر اس نے تم لوگوں کی ہی کمر پر چھرا گھونپا۔نہ کے میرے بابا نے۔"آریان نے استزائیہ انداز میں سر جھٹکا۔

"اب کیا ہوگا؟"فلک نے تشویش سے پوچھا۔

New Era Magazine

"تمہیں اگر حالات پہلے جیسے چاہیے تو تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا قریشی بخت کو ایکسپوز کرنے کے لیے۔"

"ٹھیک ہے۔" فلک نے پر سوچ انداز میں کہا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"اس کے بعد میں اور آریان کافی موقعوں پر ایک دوسروں سے ملے اور ہم پچھلے دو سال سے ہی ثبوت اکھٹے کر رہے ہیں جو بالآخر مل ہی گئے اور یہ لیں خود دیکھیں۔۔۔یہ لیں!" فلک نے حیران بیٹھے فرحان صاحب کی طرف نیلی فائل بڑھائی۔ جسے انہوں نے ہچکچاتے ہوئے تھام لیا۔ صارم ابھی تک حیرانی سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا جو اکثر اسے کہتی تھی کہ۔۔

"پریشان نا ہو میں آپ کے لیے بہت کچھ کر رہی ہوں جس دن آپ جانو گے نا تو آپ کو مجھ پر بہت کوئی طوفانی قسم کا پیار آئے گا۔" اور وہ ہنستے ہوئے اسے کہہ دیتا تھا۔ "چھوڑو تم وہ کبھی نہیں کر سکتی جو میں چاہتا ہوں" اور جوابا وہ ہنستی اور ہنستی ہی چلی جاتی پھر کہتی کہ "وقت آنے دیں پھر پوچھوں گی۔"

اور آج وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے پوچھنے پر اسے کیا کہے گا؟ اس کی چھوٹی سی بہن کب اتنی بڑی ہوئی؟ اس نے محبت بھری نظروں سے فلک کو دیکھا۔ جس نے مسکراتے ہوئے فرضی کالر اکڑائے۔

"پاگل!!" صارم نے سر جھٹکا اور فرحان صاحب کو دیکھنے لگا جن کے تاثرات بر ہم سے بر ہم ہوئے جا رہے تھے۔ انہوں نے اک جھٹکے سے اس فائل کو دور پھینکا جیسے وہ کوئی آسیب ہو۔

(بھائی صاحب میری بات سنیں۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔جس دن آپ کو پتا چلا کہ آپ کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے تو آپ کو پچھتاوا بہت ہو گا شاید تب میں ناہوں)

مختلف آوازیں ان کے ذہن میں گونج رہی تھیں۔

"میرا سہیل! میرا لاڈلا!! اسے بلادو خدا کا واسطہ ہے پلیز اسے واپس بلالو۔" فرحان صاحب دل پہ ہاتھ رکھتے ڈھ گئے۔

"بابا!!"

"فرحان!" عائشہ، فلک اور صارم چیختے ہوئے ان کی جانب بڑھے۔

("آریان۔۔بھائی صاحب۔۔آریان مجھے ان کے پاس لے چلو۔" سہیل صاحب روتے ہوئے بولے۔

"بابا سنبھالیں خود کو خدارا حوصلہ کریں۔" عالیہ نے ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

سب کی آنکھیں نم تھیں چھ سال۔۔۔پورے چھ سال لگے تھے انہیں بے گناہ ثابت ہونے میں۔۔۔۔

وہ اب ایک پل بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔)

"میرے سہیل کو بلادو خدارا اسے بلالو۔"

"صارم بھیا! خدا کا واسطہ جلدی کریں جلدی کار چلائیں پلیز۔" اپنی گود میں فرحان صاحب کا سر رکھے فلک چلائی۔

(آریان نے جلدی سے موبائل کا سپیکر اف کیا۔)

"ہیلو! فلک تایا کو کیا ہوا؟"

"بابا۔۔آریان بابا کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟ کب سے کہہ رہے ہیں کہ سہیل کو بلا لو پلیز آریان کچھ کرو۔ میرے بابا!" فلک نے فرحان صاحب کے اسٹریچر پر پڑے بے ہوش وجود کو دیکھتے ہوئے کہا جسے لیے ڈاکٹرز ایمرجنسی میں جا چکے تھے۔

"تم ٹینشن نا لو ہم آرہے ہیں مجھے ابھی ہسپتال کا نام مسیج کرو جلدی!" آریان سہیل صاحب کو سنبھالتے ہوئے عجلت میں گاڑی کی طرف بڑھا۔

"ہم بھی چلیں بیٹا؟" ارفع بیگم نے عالیہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"نہیں!" آریان نے سہیل صاحب کی طرف کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر آریان زن سے گاڑی بھگا کر لے گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"ڈاکٹر میرے بابا کو کیا ہوا؟" صارم فوراً آپریشن تھیٹر سے نکلتے ڈاکٹر کی جانب لپکا۔

"اٹ واز آ میجر انجائنا اٹیک آپ بروقت ہسپتال لے آئے تو ان کی طبیعت سنبھلی ہے ورنہ اگر آپ کو دیر ہو جاتی تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ جس قدر ہو سکے یہ اسٹریس سے دور رہیں ادروائز ان کی طبیعت بگڑنے کے کافی خدشے ہیں۔ ائی ہوپ آپ کو سمجھ آگئی ہوگی۔" پیشہ وارانہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے ڈاکٹر آگے بڑھ گیا۔

"بھیا۔۔۔بابا ٹھیک تو ہیں نا؟"

"ہاں ٹھیک ہیں تم ٹینشن نا لو گڑیا۔" صارم نے محبت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے فلک کو حوصلہ دیا۔

"بھائی ایم سوری میں بہت بری ہوں نا میری و۔۔۔وجہ سے بابا!"

"اف چپ کرو بیٹا ایسی کوئی بات نہیں اب رونا بند کرو اور جا کر مما کو دیکھو۔" صارم نے اسے خود سے لپٹاتے ہوئے کہا۔

"آریان اور چاچو!!" فلک نے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نماز پڑھ کر آتیں عائشہ بیگم نے بھی مڑ کر دیکھا جہاں آریان ریسیپشن سے روم نمبر پوچھ رہا تھا۔اس کے ساتھ کھڑے سہیل صاحب جیسے بہت حوصلے سے کھڑے تھے۔

"چاچو!!" فلک اور صارم دوڑتے ہوئے سہیل صاحب کے گلے لگے۔ سہیل صاحب نے بہتی آنکھوں سے انہیں خود سے لپٹایا۔عائشہ بیگم نے آریان کو گلے لگایا۔

"بہت بڑے نہیں ہو گئے تم سب کچھ خود سنبھالنے لگے ہو؟" عائشہ بیگم نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تو آریان مسکراتے ہوئے سر جھکا گیا۔

"بہت بڑا۔" اس نے دل میں سوچا۔

اس نے مسکراتے ہوئے عائشہ اور سہیل صاحب کو دیکھا جو کبھی رو دیتے تو کب روتے ہوئے ہنس دیتے۔

"صارم! بھائی صاحب کہاں ہیں؟ مجھے ان کے پاس لے چلو۔" سہیل صاحب پریشانی سے گویا ہوئے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

کمرے کے وسط میں کھڑے سہیل صاحب کی آنکھیں بستر پر بیہوش پڑے اپنے بھائی کو دیکھ کر بھیگ گئیں۔طرح طرح کی آوازیں ان کے کانوں میں گونجنے لگیں۔

"چلے جاؤ!!!"

"میرا چھوٹا آفندی!"

"آج کے بعد ہمارا رشتہ ختم!!"

"ہم ہمیشہ ایسے ہی رہیں تم، میں، ہمارے بچے اور ہماری بیویاں!!!"

"تم دھوکے باز ہو!!"

"تم میری جان ہو میرے چھوٹے لاڈلے!!"

"تم نے پیٹھ پیچھے وار کیا ہے!"

یہاں کیا کر رہے ہو؟ مما کو بتاؤں؟ دو منٹ میں درخت سے نیچے اترو سمجھے میں تین تک "

"گنوں گا!

ایک۔۔۔

"دھوکے باز!!"

دو۔۔۔۔

"مکار!"

تین۔۔۔۔

"آہ۔۔۔"

"بھائی دیکھیں آپ کا چھوٹا لاڈلا آیا ہے بھائی، آپ تو ایک منٹ میرے بغیر نہیں گزارتے تھے کجا کہ چھے سال؟ بھائی صاحب اٹھ جائیں خدارا۔" سہیل صاحب فرحان صاحب کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے۔

New Era Magazine

"پچھلے چھ سال۔۔ چھ سال سے میں ایک ایک منٹ کو گزار رہا تھا۔جی نہیں رہا۔۔ تھ۔۔۔ تھا۔"فرحان صاحب نے اٹکتے ہوئے کہا۔دونوں کی آنکھیں آنسوں سے تر تھیں۔

اک پچھتاوے میں رو رہا تھا۔۔

تو دوسرا محبت میں۔۔۔

"مجھ۔۔مجھے معاف کر دو۔"فرحان صاحب نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"بھائی صاحب۔۔خدا کا واسطہ ہے مجھے گناہ گار نا کیجئیے۔"فرحان صاحب نے ان کے بندھے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود سے ہی نفرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں نے اس بخت پر بھروسہ کیا تو کیوں کیا؟"فرحان صاحب نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"بھائی جانے دیجئیے پرانی باتوں کو۔"سہیل صاحب نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"سہیل ایک بات مانو گے ؟"

"جی بھائی صاحب حکم کریں !""

"واپس آجاؤ!!آفندی مینشن واپس آجاؤ!"فرحان صاحب نے منت آمیز لہجے میں کہا۔

"جی بھائی ضرور۔"سہیل صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج ہی آجاؤ۔"

"بھائی صاحب ابھی تو آپ کچھ روز یہیں رہنے والے ہیں ارفع کو بھی پیکنگ میں کچھ ٹائم لگے گا تب تک عائشہ بھابھی آفندی مینشن میں ہمارے کمرے صاف کروالیں گی۔"سہیل صاحب

نے ان کی جلد بازی پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔"

"بابا! جان ہی نکل دی تھی آپ نے میری۔" خفگی سے منہ پھلائے فلک فرحان صاحب کے گلے لگی۔

"چل ہٹ بدمعاش کہیں کی! دو سالوں سے یہی کام کر رہی ہو اور باپ کو بتانا بھی ضروری نہیں جانا۔ کہاں ہے تمہارا باس؟" فرحان صاحب نے فلک کے کان کھینچتے ہوئے کہا۔

جبھی کمرے میں صارم، عائشہ بیگم اور آریان داخل ہوئے۔

"السلام علیکم!" آریان مسکراتے ہوئے فرحان صاحب کے گلے لگا۔

"ماشااللہ بھئی آریان تو کافی بڑا ہو گیا نہیں۔" فرحان صاحب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"گیٹ ویل سون تایا ابا!" آریان نے مسکراتے ہوئے پھولوں کا بکے ان کی دائیں جانب پڑے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بس بابا اب آپ چاچو کے ملنے کے بعد کس قدر ہٹے کٹے ہو گئے ہیں اور پہلے ہماری جان ہی نکل دی تھی۔" صارم نے مسکراتے ہوئے فرحان صاحب کے ہاتھ عقیدت سے چومے۔

"بیگم صاحبہ اب آپ رہ گئی ہیں آپ ہم سے کیسے ملیں گی؟" فرحان صاحب نے اپنی شریک حیات کی طرف دیکھتے ہوئے شرارتی لہجے میں پوچھا۔ جس پہ سب کے دانت ایک دم ہی ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار بن گئے جبکہ عائشہ بیگم اپنی جگہ شرمندہ سی ہو گئیں۔

"بس کریں۔ کچھ عقل کر لیں بچے جوان ہو گئے مگر آپ کو تو عقل نا تھی نا آئی۔" عائشہ بیگم

تپ کر بولیں۔

"بس اسی لیے شوہر بچارے کو ہس بینڈ کہا جاتا ہے بیوی اس بچارے کا ہنسنے پر ہی بین لگا دیتی ہے۔"فرحان صاحب نے افسوس سے کہا۔

"بابا مجھے ایک ضروری کام ہے سو میں جا رہا ہوں۔آپ نے جانا ہے یا ٹھہرنا ہے؟"آریان نے کی چین نکالتے ہوئے پوچھا۔

"میں آج بھائی صاحب کے پاس ہی رہوں گا۔"فرحان صاحب نے محبت سے اپنے بھائی کو دیکھا۔آج وہ کتنے عرصے بعد مطمئن اور خوش تھے۔انہوں نے آسودگی سے آنکھیں موند لیں۔

"اوکے خدا حافظ !"آریان مسکراتے ہوئے صارم کے گلے لگا۔

"اچھا سب کو گھر میں سلام کہنا۔"صارم نے آخر کار دل کی بات زبان پر لانا ضروری سمجھی۔

"اچھا جی؟سب کو؟"آریان نے آئبرو اچکاتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔

"ہا۔۔۔ہاں سب کو۔" صارم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے وہ بھائی جس کی خیریت آپ جاننا چاہتے ہیں بس آپ کی طرف سے طلاق کے پیپرز ملنے پر وہ ٹوٹ گئی تھیں۔حالانکہ فلک مجھے بتا چکی تھی کہ وہ پیپرز تایا ابو نے بھیجے تھے ان پر آپ کے سائن بھی فیک تھے۔میں نے جب سے انہیں یہ بات بتائی ہے وہ بات بہ بات مسکراتی رہتی ہیں لیکن اب سب ٹھیک ہو جائے گا ٹینشن نا لیں۔اللہ آپ کی جوڑی سلامت رکھیں اور مجھے جلد از جلد پیارے سے بچوں کا

ماموں اور چاچو بنائیں۔"شرارت سے کہتے ہوئے آریان باہر کی جانب دوڑ گیا۔

"چرا چھو کرا" (پاگل لڑکا)

صارم نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور آمین کہتا آگے بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"دانی کچھ نیا کریں؟"

"ہیں مطلب؟" دانیال نے حیرانگی سے امل کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یار وہ جو دو بنگلے چھوڑ کر بنگلہ ہے نا؟"

"ہاں ہے۔۔۔تو؟؟" وہ کچھ کچھ امل کا ارادہ جان چکا تھا۔

تو یہ کہ وہاں نئے لوگ آئے ہیں چار دن پہلے ہی شفٹ ہوئے ہیں۔آجاؤ تھوڑا تعارف ہی "کروا آئیں۔"

"اچھا تو کیسے کرانا ہے تعارف؟" دانیال نے آئبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"ایسا۔۔" امل نے اس کے کان میں کچھ کہا۔

"یاہو! آجاؤ مزہ آئے گا۔" دانیال اور امل ہائی فائی کرتے باہر کو لپکے۔

"کدھر؟" اسماء بیگم نے کچن کے دروازے میں کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آنن مما ہم نہ۔۔ہم نہ۔۔۔" امل نے دانیال کو گھورا اشارہ یہ تھا کوئی بہانا سوچو۔

"کیا ہم نہ؟" اسماء بیگم نے آئبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہم ابھی آئے۔" دونوں ایک ساتھ باہر کو دوڑے۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے ایسے میں وہ دونوں کالونی کے ایک خوبصورت بنگلے کے سامنے کھڑے تھے۔

New Era Magazine

"سر کس سے ملنا ہے آپکو؟"چوکیدار نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہم نہ کاشف صاحب سے ملنے آئے ہیں یہیں رہتے ہیں نہ وہ؟"امل نے بنگلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جی پہلے رہتے تھے پر اب نئے لوگ آئے ہیں یہاں۔۔پر آپ کون؟"

"ہم دوست ہیں ان نئے لوگوں کے اب ہٹو۔" دانیال امل کا ہاتھ پکڑتا اندر کی جانب بڑھا۔

"یار کتنا کیوٹ ڈوگی ہے نا۔"سفید رنگ کے ایک خوبصورت سے کتے کو داخلی دروازے میں بیٹھا دیکھ کر وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھے۔

"اے کیوٹی۔۔۔کیوٹی۔"دانیال نے اس کے سفید فر پر ہاتھ پھیرا۔

"اے تم کاٹتے تو نہیں نا۔"دانیال کے پوچھنے پر کتا بھو نکنے لگا۔

"مطلب نہیں۔"امل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھہر و یہ تو کچھ سہی سے بتا ہی نہیں رہا۔دیکھو ویسے کتنا معصوم ہے مگر اس کے بال دیکھنا کیسے اس کی آنکھوں پر آرہے ہیں۔"دانیال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اور اب پلیز تم نائی نہ بن جانا۔"امل نے کوفت سے کہا۔آخری چیز جس کی وہ دانیال سے توقع کر سکتی تھی وہ یہی تھی۔

"ایگزیکٹلی!!"

"دیکھو نہ اس کے مالکوں کو ذرا اس کا خیال نہیں ایسے میں پڑوسی خیال نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا اور وہ بھی تب جب پڑوسی ہم جیسے ہوں۔"دانیال نے کہتے ہی کونے میں پڑی مالی کی قینچی اٹھائی۔

New Era Magazine

"دانی نہیں۔۔۔"امل نے اسے روکنے کی ناکام سی کوشش کی۔
کتے کی خوبصورت سی لٹ کو پکڑ کر جونہی اس نے وہ کاٹنی چاہی دو سیکنڈ کا عمل تھا اور امل کے علاوہ پورے بنگلے کے لوگوں نے دانیال کی چیخیں سنی۔امل خود شاک کی کفیت میں ہی دانیال کو دیکھ رہی تھی جو قینچی ایک طرف پھینکے اپنے بازو کو ہاتھ میں لیے زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔
"ہائے اللہ جی ہائے میں مرنا نہیں چاہتا۔ہائے کتے تجھے تو کتا کہوں گا تو بھی کوئی فائدہ نہیں تو تو پیدائشی ہی کتا ہے سالے ہائے میں مر گیا تیرا کچھ نہ رہے اے کتے تو نے اپنے محسن کو ہی کاٹ ڈالا۔ہائے یہ تو ان لڑکیوں جیسا نکلا جو منہ پہ معصوم بنتی ہیں اور حقیقت میں ایسی نکلتی ہے۔ ہائے مجھے تو تمہاری معصوم سی شکل نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔مجھے گانا یاد آرہا ہے وہ کیا تھا ہاں 'سوچتا ہوں کے وہ کتنے معصوم تھے کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے۔'ہو نہ ہو یہ ہماری کی ریگینگ کا انجام ہے۔امل لے جاؤ مجھے ہائے لے جاؤ مجھے ہاسپٹل ورنہ میں مر جاؤں گا۔"دانیال کی اور ایکٹنگ اور کتے کو کوسنے کا پروگرام اپنے عروج پر تھا۔
"دانی میرے بھائی ریلیکس۔"امل نے دانیال کو اٹھاتے ہوئے کہا۔
"ہائے ماں۔۔ہو گیا تمہارا تعارف؟"دانیال نے کراہتے ہوئے کہا۔
"کون ہو تم دونوں؟"ایک شفیق سی آواز پر وہ دونوں مڑے۔
"بیٹا کیا ہوا تمہیں ایکچولی میں نے چیخیں سنی تھیں۔تم ٹھیک ہو؟" وہ پر وقار سے خاتون چالیس سال کے لگ بھگ ہوں گی۔انہوں نے نرمی سے پوچھا۔اس سے پہلے دانیال اپنی کیسٹ شروع کرتا امل بول پڑی۔
"انٹی ہم آپ کے نیبر میں رہتے ہیں میں امل ہوں اور یہ میرا بھائی دانیال۔ہم آپ سے ملنے

آئے تھے اور مما بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ سے پوچھ آئیں کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں لیکن ہم اندر آ ہی رہے تھے کہ ہمیں یہ کیوٹ ساپپی دکھا۔دانی تو بس اس کے فر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔اچانک کیا ہوا کہ اس پپی نے اسے کاٹ لیا۔"

"اوہ بیٹا اسے کوئی پسند نہ آئے یا کوئی تنگ کرے تو یہ اسے ایسے ہی کاٹ لیتا ہے۔"دانیال نے کینہ توز نظروں سے کتے کو گھورا۔

"کتا!!"دل ہی دل میں وہ اسے اپنی جانب سے لقب دے چکا تھا۔

"بیٹا اسے ہوسپٹل لے جاؤ۔انفیکشن نہ ہو جائے ٹیکا لگوالو۔بہر حال میں مسز انجم ہوں میرے ہسبنڈ کالج میں لیکچرار تھے انہیں بلیاں بہت پسند ہیں اور مجھے ڈوگز۔کچھ عرصہ پہلے ان کی بلی کی دم کسی کمبخت نے کاٹ دی تھی بچارے تب سے بہت دکھی رہتے ہیں ہر وقت کہتے ہے ایک دفع مجھے وہ شخص مل جائے میں نے اس کی ٹنڈ کردینی ہے۔تب سے کالج چھوڑ دیا۔خیر میں بھی کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔یہ مالی بھی نہ قینچی کتنی بے احتیاطی سے پھینکی ہے تم بیٹا اسے ہوسپٹل لے جاؤ بلکہ ٹھہرو میں انجم کو کہتی ہوں وہ لے جائیں۔"آنٹی نے افسوس سے دانیال کے بازو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"رک جائیں انٹی پلیز میں اپنی بہن کے ساتھ چلا جاؤں گا آپ کو خوامخواہ زحمت ہو گی۔"وہ کبھی بھی سر انجم کے ساتھ نہیں جاسکتا تھا اسے اپنے بال عزیز تھے۔

"امل چلو۔"

"پر بیٹا۔۔"انہوں نے اصرار کیا۔

"کوئی بات نہیں انٹی۔۔ہم چلتے ہیں بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔"امل نے دانیال کو اپنے

ساتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی بیٹااور اپنی مما کو سلام اور تھینک یو کہنا کہاں ہوتے ہیں آج کل کے زمانے میں اتنے اچھے لوگ۔"

"جی انٹی!"زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے دانیال نے کہا۔

"اللہ حافظ!!ہائے!"

"اللہ حافظ اور سوری ٹومی کی طرف سے۔جاؤ جاؤ بیٹا۔"دانیال کے کراہنے پر وہ بے چین سی ہو کر بولیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"آج تو میرے بال،بال بال بچ گئے ہائے امل لے جاؤ مجھے ہوسپٹل۔"شاہزیب مینشن کی دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے دانیال نے پھر اپنا ڈرامہ شروع کیا۔

"اچھا جا رہی ہوں اور ہاں دانی کے بچے آج واقعے تمہارے بال ل۔۔بال بچے ہیں انجم سر سے۔۔۔ورنہ ہماری لڑکی نے تو انکار کر دینا تھا تم جیسے گنجے سے شادی کرنے پہ۔"امل ہنستے ہوئے کار کی چابی لینے اندر کی طرف بڑھ گئی۔انہیں اسماء بیگم سے یہ بات ہر حال میں چھپا کر رکھنی تھی۔دانیال نے مسکراتے ہوئے اپنی ٹنڈ پر فلک کا ریکشن سوچا جو کہ اس کے سر پر ڈھول بجا رہی تھی تو کبھی چٹکی کاٹ رہی تھی۔

"لاحول ولا قوۃ!!!"

"یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔"ہولناک مستقبل کو دیکھ کر دانیال سر جھٹکتا اپنے زخم کی طرف

متوجہ ہوا کیونکہ وہ امل کو باہر آتا دیکھ چکا تھا۔

(اور یہ حقیقت ہے کہ سو میں سے ننانوے لوگ جب کسی کو اپنی بیماری پر حد درجہ پریشان ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو آٹو میٹکلی بیماری یا زخم کی تکلیف سو گنا مزید بڑھ جاتی ہے۔ بہر حال یہ قدرتی عمل ہے جو کسی کی توجہ کھینچنے کا بہترین طریقہ ہے)

"ہائے۔۔۔امو یہ دیکھو کتنے ریشز اپیر ہونے لگے ہیں افف!!" دانیال آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے بولا۔

"دانی میرے بھائی ٹینشن نہ لو بیٹھو جلدی گاڑی میں۔" امل نے سہارا دے کر دانیال کو گاڑی میں بٹھایا اور جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"شر فو کاکا گیٹ کھولیں جلدی!!!" امل نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے گیٹ کیپر کو آواز دی۔

دانی حوصلہ رکھو میرے بھائی اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ میری طرف دیکھتے رہو۔ دیکھو ہمت نہ ہارو۔"

"فار گاڈ سیک امو مجھے گولی نہیں لگی مجھے۔۔۔ مجھے صرف ایک کتے نے کاٹا ہے۔" دانیال امل کے ڈرامے سے اکتا گیا تھا۔

"تو وہی میں کہنے کی کوشش کر رہی ہوں کب سے بس ہائے ہائے کر رہے ہو۔ کتے نے ہی کاٹا ہے کوئی گولی نہیں لگی نازک حسینہ!!" امل نے تپ کر کہا۔

"ہا۔۔۔"

"خبردار اگر اب ہائے کیا تو!" امل نے انگلی دکھا کر اس قدر رعب دار لہجے میں کہا کہ دانیال

بیچارہ نامحسوس انداز میں دروازے سے چپک گیا۔

"ہاں لیکن ہاسپٹل جا کر ڈاکٹر کو تنگ کریں گے۔" تھوڑی دیر بعد امل کی شرارتی آواز سنائی دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"ڈاکٹر ڈاکٹر!"

"پلیز میرے بھائی کو بچا لیں۔"

"ڈاکٹر ڈاکٹر مجھے بچا لیں۔" دانی نے بھی روتے ہوئے امل کا ساتھ دیا جو اس کے اس طرح کرنے پر دانت پیس کر رہ گئی۔

"دیکھیں یہاں اور بھی پیشنٹز ہیں آپ پلیز ان کا خیال کر لیں۔ اب بتائیں کیا مسئلہ ہوا ہے؟" ان ڈیوٹی ڈاکٹر نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر میرے بھائی کو بچا لیں پلیز اسے ای. سی. یو میں لے جائیں اور فوراً اس کا علاج کریں۔" امل کے کہنے پر ڈاکٹر نے اس کے عقب میں دیکھا۔

"کہاں ہے اسٹریچر اور مریض؟"

"اوہو ڈاکٹر کیا آپ کو اپنے سامنے کھڑا جیتا جاگتا، اونچا لمبا، حسین و جمیل اور زندہ کھڑا ایک عدد مریض بھی ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا؟ آپ کو واقع ایک نظر کے ڈاکٹر کی اشد ضرورت ہے۔" دانیال نے تاسف سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ پر آپ تو تندرست نظر آ رہے ہیں بلکل۔"

"ڈاکٹر یہی مسئلہ ہے کہ میں تندرست ہی تو نہیں رہا اب میں کیا بتاؤں۔" دانیال نے سر پیٹتے ہوئے کہا۔

"اب آپ ہی بتا دیں پلیز میری نائٹ ڈیوٹی نہیں جو آپ کی سنے ہی جاؤں کب سے اوراکیٹنگ کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر میرے بھائی کو میرے بھائی کو نا۔۔ڈوگی نے کاٹا ہے یہ دیکھیں۔" امل نے دانیال کا بازو ڈاکٹر کے سامنے کرتے ہوئے کہا جس پر کاٹے جانے کا نشان تھا۔

"اور شور ایسے مچایا تھا جیسے قریب الموت ہوں صاحب!!" دانیال اور امل کو گھورتے ہوئے ڈاکٹر نے سوچا۔

"آئیں۔۔۔پلیز علاج کر دوں۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے ڈاکٹر نے انہیں پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

"نرس ان کے چودہ انجکشن لگا دیں پیٹ میں۔" ڈاکٹر نے ایک نرس کو کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

اور ٹیکا لگتے وقت ہر کمرے میں موجود مریض کے اہل خانہ نے ایک دفع ضرور کمروں سے سر نکال کر باہر دیکھا تھا کہ پتا چل سکے کہ یہ

بیچارہ کون سا مریض ہے جس کی تکلیف سوا نیزے پر ہے۔امل بھی کانوں میں انگلیاں دیے نیچے کو جھک چکی تھی۔

"استغفراللہ سر مجھے لگا قیامت آگئی۔" ان دونوں کے جانے کے بعد نرس نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈاکٹر سے کہا جو اپنا سر تھام کر بیٹھے تھے۔

"سسٹر پلیز مجھے سر درد کی گولی لا دیں۔" ڈاکٹر نے کہتے ہی اپنا سر میز پر گرا لیا۔اور نرس سر

ہلاتی باہر کو لپکی کیوں کہ اسے بھی ایک عدد سر درد کی گولی کی اشد ضرورت تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"فلک؟"امل کراہتے ہوئے دانیال کو سہارا دیتی ڈاکٹر کے کمرے سے نکلی تو سامنے ہی اسے فلک نظر آگئی۔

"فلک یہاں کیا کر رہی ہے؟"کچھ حیرانگی کے عالم میں امل نے فلک کو مخاطب کیا۔فلک جو اپنے دھیان میں باہر کو جا رہی تھی ایک دم چونک کر پلٹی۔

"ہائے!!!"فلک کو دیکھتے ہی دانیال کے زخم پلس ٹیکے کا درد سوانیزے پر پہنچ چکا تھا۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟اموتم ٹھیک ہو؟"

"مادام ہائے!!میں مر گیا۔مجھے آئے ہیں زخم کیا تمہیں دکھ نہیں رہا؟"

"ویسے تم یہاں؟"دانیال نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا چاہی جو کہ اسے نظر انداز کر کے پوری طرح امل کی طرف متوجہ تھی۔

"ہاں یار وہ میرے بابا۔۔انہیں۔۔میجر انجائنا اٹیک ہوا ہے۔"فلک کے آنسو ایک بار پھر نکلنے لگے۔

"کیا انکل کو؟انکل کہاں ہیں؟وہ ٹھیک تو ہیں نا؟ان کی طبیعت؟یار تم ہمیں انفارم تو کر سکتی تھی ایٹ لیسٹ؟"امل اور دانیال نے پریشانی سے کہا۔

"سوری ایکچلی ٹینشن بہت تھی ناتو بس میں انفارم ہی نہیں کر سکی۔"

"امل آؤ ہم انکل کو دیکھ آئیں فلک انکل جاگ رہے ہیں یا ریسٹ کر رہے ہیں؟"دانیال نے اب کے فلک کو مخاطب کیا۔

New Era Magazine

"ہمم بابا۔۔۔ایکچولی وہ اور چاچو باتیں کر رہے ہیں بیٹھے۔۔ظاہر سی بات ہے چھ سالوں کی باتیں جمع ہیں۔آریان ابھی کچھ دیر پہلے گیا ہے یہاں سے۔"

"کیا؟؟"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"پر تم لوگوں کی ناراضگی کا کیا؟"امل نے حیرانی سے پوچھا۔دانیال بھی حیران وپریشان کھڑا تھا۔

"معجزے اسی دنیا میں ہوتے ہیں۔"فلک نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آریان لوگ واپس آفندی مینشن آجائیں گے؟"دانیال اپنا درد بھول کر اس معاملے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ہاں بالکل!"

"بہر حال یہ ایک لمبی کہانی ہے اور کبھی فرصت میں سناؤں گی۔"

"تم جا کہاں رہی تھی؟"

"گھر جانا تھا اب بابا کی طبیعت سنبھل چکی ہے مما اور صارم بھیا انہی کے پاس ہیں ابھی۔میں دیکھنے جا رہی تھی کہ کہیں آریان چلا تو نہیں گیا مگر اب تک تو جا چکا ہو گا۔چلو ایسا کرتی ہوں کہ مما لوگوں کے گھر واپس آنے تک میں تم لوگوں کے گھر ہی ٹھہر جاتی ہوں۔اب چلو؟؟"

فلک نے اپنے مسئلے کا حل فوراً تلاش کیا۔

"ہمیں ملنے تو دو انکل سے!!"امل نے ان کے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"چپ کرو آرام سے۔۔کل بابا گھر آجائیں گے ہم یونیورسٹی سے واپسی پر میرے گھر چلے جائیں

گے۔ابھی تو چلو نا مجھے بھوک لگی ہے۔" فلک دانیال اور امل کا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔

"پر تمہارے بابا؟"

"وہ اب ٹھیک ہیں اور انہوں نے ہی مجھے واپس جانے کو بولا ہے۔اب چلو چپ کر کے۔۔"

فلک باہر کی جانب لپکی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"ویسے تم لوگ کیوں آئے تھے ہوسپٹل؟"

"اتفاق سے دانی کی وجہ سے آنا پڑا مگر پھر تم مل گئی۔" امل نے سٹیرینگ گھماتے ہوئے کہا۔

"ہائے!!"

"شٹ اپ دانی اگر اب تم نے دوبارہ اپنا ڈرامہ شروع کیا تو میں نے تمہیں اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دینا ہے۔" امل پھاڑ کھانے والے لہجے میں چلائی۔

"شرم کرو! ذرا سی بھی شرم نام کی کوئی چیز تم میں موجود نہیں۔میں تم سے دس منٹ بڑا ہوں کم از کم اسی کا لحاظ کر لو۔"

"ہمم تمہیں اس بات پر اس کا لحاظ کرنا چاہیے۔اپنے سے دس منٹ چھوٹی بہن کا خیال کر لو ذرا اور اب چپ چاپ لیٹے رہو۔" فلک اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"نہیں یہ دو عورتیں مجھے اغوا کر کے لے جا رہی ہیں بچاؤ!!" دانیال نے دہائی دی۔

"اب یہ اپنا سپیکر بند کرنے کا کیا لے گا؟ اور دیکھو اس نے ہمیں عورتیں بولا ہے۔" فلک نے امل کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ تو صرف بابا کی دو چار جوتیوں کی مار ہے۔" امل نے بیک مرر سے دانیال کو گھورتے ہوئے

New Era Magazine

کہا۔

"دیکھو یہ جو تم دونوں میرے ساتھ کر رہی ہو نا بلکل اچھا نہیں کر رہی اگر میں صحت مند ہوتا تو بتاتا۔" دانیال نے نظر نا آنے والے آنسو صاف کیے۔

"صحت مند ہونے کو کیا اب تم بہت بیمار ہو گئے ہو؟ اتنی نازک جان ہو نا کہ کتے نے کاٹ دیا تو مر جاؤ گے؟" فلک نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ امل کے سب بتانے کے بعد وہ دانیال کی بہادری کا لیول چیک کر چکی تھی۔

"مجھے کہاوت یاد آ گئی۔" دانیال نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا؟؟" امل نے گاڑی کھڑی کرتے ہوئے پوچھا۔

"رضیہ گنڈوں میں پھس گئی۔" دانیال نے کہتے ہی اندر کی جانب دوڑ لگا دی۔

"ہاہا چلو کوئی نہیں ہمیں گنڈہ تو بنایا ہی بنایا اپنی جنس بھی بدلا دی۔۔۔ رضیہ!!" امل اور فلک ہنستے ہوئے اندر کی جانب بڑھیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"چلو فلک بیٹا اللہ انہیں صحت دے جاؤ اب تھوڑا ریسٹ کر لو۔" اسماء بیگم نے فلک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"جی انٹی!" امل، فلک اور دانیال دوڑ کر اوپر کی جانب چلے گئے۔

اسماء بیگم نے مسکراتے ہوئے انھیں دیکھا۔ پھر جلدی سے شاہزیب صاحب کو فون کیا۔ انہیں شام میں فرحان صاحب کی عیادت بھی کرنے جانا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

جس وقت اسماء بیگم اور شاہزیب صاحب عیادت کر کے واپس لوٹے تو گھر میں ایک طوفانِ بدتمیزی مچا ہوا تھا۔ بدتمیز دل گانے کے لیرکس وہ دونوں صاف طور پر نیچے لاؤنج میں کھڑے ہو کر بھی سن سکتے تھے۔ اب لیرکس میں رنبیر کپور دیپیکا پڈکون کو اپنے دل کے بدتمیز ہونے کا افسانہ سنا رہا تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے امل کے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو وہ کمرہ کم اور کسی عجیب سی دنیا کا نقشہ زیادہ پیش کر رہا تھا ظاہر سی بات ہے امل دانیال اور فلک اکھٹے تھے۔ زمین پر جا بجا پاپ کارن اور ٹین پیک کے خالی ڈبے پڑے تھے۔ بیڈ کی بیڈ شیٹ کو زمین شیٹ کہنا بہتر ہو گا، بیڈ کا میٹریس بھی دروازے کے پاس ہی پڑا تھا۔ سرھانے اور کوشنز ارد گرد اپنے شاڑوں سے بے نیاز پڑے تھے اور اپنے بدتمیز ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

اسماء بیگم نے ریلینگ سے لٹک کر نیچے کام کرتی شازو کو آواز دی۔

"شازو!"

"جی بی بی جی؟" وہ بوتل کے جن کی طرح فوراً آئی۔

"صفائی کر دو امو کے کمرے کی۔"

"جی بی بی جی!" شازو سر ہلاتی امل کے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور اسما بیگم دانیال کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

"اللہ پوچھے ان تینوں شیطانوں کو ذرا جو چین ہو؟ اگر انہی کی جگہ میری اولاد ہوتی تو اب تک تو میں انہیں پیٹ پیٹ کے ادھ موا کر دیتی مگر بیگم صاحبہ کے یہاں تو یہ روز کا معملا ہے اور بیگم صاحبہ مجال جو کچھ کہیں؟ بیس، بیس کے ہو گئے ابھی تک ان کی عقل گھٹنوں میں ہے۔" بکھراؤ سمیٹتے ہوئے شازو بڑبڑائی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شاہزیب صاحب اپنے کسی کام سے جا چکے تھے۔اسماء بیگم دانیال کے کمرے میں داخل ہوئیں تو اس کمرے کی حالت بہت نازک تھی۔

فل سپیکرز پر گانے چل رہے تھے،بیڈ شیٹ یہاں کی بھی بیڈ پر موجود نا تھی۔سینڈ بیگ پھٹ چکا تھا اور ریت پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی،تکیے کہاں تھے یہ وہ تینوں شیطان ہی جانتے تھے۔بیڈ کے ارد گرد خالی شاپر اور پیزے کے خالی ڈبے پڑے تھے اور بیڈ پر امل کے بلکل سامنے بیٹھے دانیال اور فلک کے سامنے چار پیزے کے ڈبے رکھے ہوئے تھے اور ان دونوں میں شاید نہیں یقیناً زیادہ کھانے کا مقابلہ چل رہا تھا۔وہ اتنی سپیڈ سے کھا کم ٹھونس رہے تھے کہ ان کے پیچھے کتے چھوڑ دیے گئے ہوں۔جبکہ ان کے سامنے بیٹھی امل کا کاؤنٹ ڈاؤن جاری تھا۔

"مما کھائیں گی؟؟"دانیال نے بھرے منہ سے کہا۔

"ہاہا دیکھا امل اب کھایا جو نہیں جا رہا تو بس انٹی کے بہانے کسک رہا ہے۔"

"تم چپ کرو مروت نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے مگر تمہیں کیا پتا وہ کیا ہوتی ہے؟"دانیال نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ایکسٹرا چیز ٹاپینگ والا پیزے کا پیس اچکا۔(اور چیز دیکھ کر کون ظالم نا پگھل جائے؟؟)

"بس کرو موٹی نا ہو جانا۔"فلک نے پیس چھیننے کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہا مگر اس سے پہلے ہی وہ پورا کا پورا ٹکڑا منہ میں کسی طرح ڈال چکا تھا۔

"ہا۔۔۔"فلک کا منہ صدماتی کیفیت میں کھلا ہی رہ گیا۔جبکہ امل اور اسماء بیگم اپنی مسکراہٹیں دبانے میں دوہری ہو رہی تھیں۔جانتی تھیں کہ اب ٹام اینڈ جیری کا شو شروع ہونے والا ہے

اور وہی ہوا!!

ولایتی باندر، بھوکڑ، امریکی شودے، موٹے، کٹے، سانڈ!!

"اللہ کرے تمہاری بیوی تم سے باتھروم صاف کروایا کرے۔اللہ کرے تمہاری بیوی اتنی موٹی ہو جیسے غبارا۔اللہ کرے وہ تمہارا کھانا بھی چھین کر کھالیا کرے۔اللہ کرے وہ تمہارے بچوں کا بھی چھین کر کھالیا کرے۔اللہ کرے وہ تمہارے ناک میں دم کردے۔وہ تمہارے سامنے چٹ پٹی چیزیں بنایا کرے اور پھر تمہارے سامنے ہی کھالیا کرے۔اللہ کرے تم پیزے کو ترسو اور ساتھ تمہارے بچے بھی

اللہ کرے وہ تم سے سارے گھر کی صفائی کروایا کرے اور پُوچا بھی لگوایا کرے۔

"آمین!!"فلک سوں سوں کرتے اپنے ناک کو پونچھتے ہوئے بولی۔دانیال کے اطمینان میں ذرا فرق نا آیا۔

"اور اللہ کرے وہ تم ہو!!"

"آمین!! ثما آمین!!"دانیال نے اسی اطمینان سے کہا۔

اسماء بیگم اور امل تو حیرت سے فلک کی بددعاؤں کا سیشن سنتی رہیں پھر ایک دم ہی ان کے چھت پھاڑ قہقے گونجنے لگے۔

"دانی کے بچے میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں!!"فلک جارحانہ تیوروں سے دانیال کی طرف بڑھی۔

"مزے کی بات بتاؤں؟ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"دانیال دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا؟"فلک ابھی بھی اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"کہ تم مجھے کبھی بھی نہ چھوڑو۔" دانیال نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھدک کر اسماء بیگم کو سامنے سے ہٹاتا وہ باہر کی جانب دوڑ گیا۔

فلک صرف دانت پیس کر رہ گئی۔ پھر مسکراہٹیں دبانے کی ناکام کوشش کرتی امل اور اسماء بیگم کو تیز نگاہوں سے گھورتی وہ پاؤں پٹختی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اسماء بیگم مسکراتی ہوئی باہر کو بڑھ گئیں۔ اور امل بھی دانیال کو دیکھنے باہر کی طرف بڑھ گئی وہ جانتی تھی کہ اب فلک باتھ روم سے تب ہی نکلے گی جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

"شازو!!!" وہ جو امل کے کمرے کی صفائی کرنے کے بعد کمر پر ہاتھ رکھے دوہری ہوتی باہر کو آرہی تھی اسماء بیگم کے بلانے پر دانیال کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اب سنگین گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔

"اللہ سائیں رحم۔۔!" شازو بڑبڑائی۔

"جی بی بی؟"

"کمرہ صاف کر دو دانی کا بھی۔"

"بی بی جی وہ میں نے نیچے کے پورشن کی صفائی کرنی ہے اب یہاں کی رضیہ کر لے گی۔"

"ٹھیک ہے!" اسماء بیگم مسکراتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گئیں۔

"شکر الحمد اللہ! جان چھوٹی! ویسے دیکھوں تو کتنا گند ڈالا ہے؟" اس نے کمرے میں جھانکا۔

"ہائے میرے اللہ میں تو ٹھیک رہ گئی۔ آہا رضیہ پھسی او پھسی!" شازو ہنستی ہوئی نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"ممایہ امواور فلک کہاں گئی ہیں؟"

"مت پوچھو امل نے بڑی مشکلوں سے منایا اسے اور اب دونوں بازار گئی ہیں۔"اسماء بیگم نے کافی پھینٹتے ہوئے کہا۔

رات کو سب لاؤنج میں بیٹھتے تو دن بھر کی باتوں کے علاوہ وہ سب کافی پینے کے بھی عادی تھے۔یہ وقت فیملی ٹائم ہوتا جس میں ہر حال میں انہیں ایک ساتھ بیٹھنا ہوتا تھا۔(والدین اگر ماں اور باپ ہونے کے علاوہ بہترین ہمراز اور دوست ہوں تو یقین جانیں اس کے بعد دنیا کی کوئی ہی ایسی نعمت ہو جس کی آپ کو طلب ہو)

"اف مماوہ تو پتا ہے مجھے۔میرے حسین سے چہرے پر ہی دونوں بائیک کا دھواں اڑا کر نکلی ہیں۔بس یہ بتادیں کہ وہ کرنے کیا گئی ہیں؟" دانیال نے اپنے چہرے کو فون کیمرا میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیکری گئی ہیں آجائیں گی۔"وہ پھینٹی گئی کافی کو ابلتے دودھ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"ہائے اللہ مجھے نہیں لے کر گئیں۔"دانیال نے دہائی دی۔

"نہ تو تمہیں گود میں بیٹھا کر لے جاتیں؟"انہوں نے اسے گھورا۔

"نہیں تو کیا تھا؟لے جاتی اتنا سا میں بچہ ہوں پورا آجاتا آسانی سے۔"دانیال نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

اسماء بیگم نے ہونہہ کے انداز میں سر جھٹکا اور نکالے گئے کپز میں ہی کافی ڈالنے لگیں۔

"لو آ گئیں۔"پورچ میں بائیک رکنے کی آواز پر دانیال پھدکتا باہر کو لپکا۔

"امل دانیال آرہا ہے میرا چاکلیٹز کا شاپر وہاں پودے کے پیچھے چھپا دو۔" بائیک کی پارکنگ کرتی

New Era Magazine

فلک دانیال کو آتا دیکھ چکی تھی۔

"کہاں سے آنا ہو رہا ہے؟" دانیال نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔

"جب پتا ہے تو پوچھ کیوں رہے ہو؟" فلک ہیلمٹ اتارتے ہوئے اندر کی جانب بڑھنے لگی جب دانیال کی آواز پر رکی۔

"تم دونوں کے ہاتھ خالی کیوں ہیں؟ آئی مین کے بازار جانا پھر خالی ہاتھ واپس لوٹنا کچھ سوٹ نہیں کرتا۔" دانیال سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"پر ہم پر کرتا ہے۔" فلک کہتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ دانیال نے امل کی طرف معصومیت سے دیکھا۔

"کیا ایک بھی چاکلیٹ نہیں لائی؟"

"نہیں۔۔ ایک بھی نہیں اور پھٹ جانا ہے کسی دن تم دونوں نے کھا کھا کر!!"

"شودے!" امل کہہ کر رکی نہیں نیچے چلی گئی اور دانیال اتنا سا منہ لے کر ہاتھ مسلتا رہ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"تایا ابا کی طبیعت کیسی ہے؟" وہ چاروں اس وقت گراؤنڈ میں بیٹھے تھے۔

آریان نے بلیو شرٹ کے ساتھ بلیو ہی جینز پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کو جیل سے ایک طرف کو سیٹ کیا ہوا تھا۔ جبکہ امل، دانیال اور فلک نے نیوی بلیو ٹی شرٹز کے ساتھ خاکی جینز پہنی تھیں۔ آریان اپنی اسائنمنٹ بناتے ہوئے گاہے بگاہے بلکل نارمل سی بیٹھی امل کو بھی دیکھ رہا تھا جو فلک سے باتوں میں پوری طرح مگن تھی۔

"ٹھیک ہیں اب وہ اللہ کا شکر ہے۔" فلک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باباتو اچھے رہے۔کل کے جا کر بیٹھے ہیں نہ وہ واپس آنا چاہتے ہیں نہ تایا ابا آنے دے رہے ہیں۔"آریان نے ٹائپنگ کے دوران کہا۔امل اس دوران ان کی باتیں سنتے ہوئے بھی بائیں جانب بیٹھے دانیال سے باتیں کر رہی تھی۔

"میں کل امو اور دانی کے گھر رہی ہوں اور آج صبح بابا لوگ گھر واپس آ گئے تھے ان سے مل کر ہی یونی آئی ہوں۔چاچو بھی بہت خوش تھے۔آریان مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ مت پوچھو۔"فلک نے جھومتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے نہیں پوچھتے۔تم چاکلیٹز نکالو کل والی یار!!"امل کے چاکلیٹ کہنے پر دانیال کی آنکھیں چمک اٹھیں جنہیں فلک نے بھی دیکھا۔امل نے موضوع بدلا تھا۔

"اچھا آؤ کینٹین پر چلیں امو۔۔میٹھے سے پہلے کچھ نمکین بھی ہو جائے۔"

"ہاں چلو!"وہ دونوں ہاتھ جھاڑتی اٹھیں۔

دانیال نے ترچھی نگاہوں سے آریان کی طرف دیکھا جو اس کی ان نگاہوں کا مطلب بخوبی جان چکا تھا۔

"نہیں۔۔!"اس نے آنکھوں سے اسے باز رہنے کا کہا۔مگر وہ دانیال ہی کیا جو مانے؟

"چھوڑو نہ یار کہہ دیں گے کہ تم گھر بھول آئی ہو گی اور آدھی آدھی کر لیں گے۔"فلک کے بیگ سے چاکلیٹ کا بڑا سا ڈبہ نکالتے ہوئے دانیال نے کہا۔چاکلیٹ اس کی آنکھوں کو خیرا کر چکی تھیں۔

"آریان اس ڈبے میں سکسٹین چاکلیٹز ہیں۔"دس بارہ کی گھنتی چھوڑتے ہوئے دانیال نے کہا۔

New Era Magazine

"تواس حساب سے سات تمہاری اور نو میری ٹھیک ناں؟" دانیال نے تائیدی انداز میں آریان سے پوچھا نہیں تھا اسے بتایا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے باکس کھولا اور سات چاکلیٹ آریان کی طرف بڑھا دیں۔ آریان نے کندھے اچکائے اور ریپر کھول کر اپنی چاکلیٹ کھانے لگا۔ گاہے بگاہے وہ دانیال کو بھی دیکھ رہا تھا جو کسی نہ کسی طرح چار فل سائز چاکلیٹز اپنی جیب میں ڈالنے میں کامیاب ہو چکا تھا اور اب اپنی شرٹ کی جیبوں کو بھی بھر رہا تھا۔ دانیال آریان کو مکمل طور پر اگنور کیے اب اپنے شوز میں بھی ایک ایک چاکلیٹ مہارت سے چھپا چکا تھا۔ دو چاکلیٹز وہ پچھلی جیب میں بھی رکھ چکا تھا۔

"آہ ہو گیا!!" دانیال ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"ویسے چاکلیٹ سکستین ہی تھیں نا؟؟" آریان نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا تو دانیال گڑبڑایا۔

"آ۔۔میرے حصے پہ نظر نہ رکھو جس کے نصیب میں جتنا ہو تا وہ کھا لیتا ہے۔" دانیال نے اسے گھورتے ہوئے ریپر اتارا اور اطمینان سے مزے لے لے کر کھانے لگا۔

"اچھا اچھا باقی کب کھاؤ گے؟" آریان بھی اپنی پانچویں چاکلیٹ سے بھرپور طریقے سے انصاف کرتے ہوئے بولا۔

"بس رات کو نرم نرم بستر پر لیٹ کر آہ مزہ آجائے گا اور ساتھ میں دشمن کی غیر ہوتی حالت کو یاد کروں گا تو لطف دوبالا ہو جائے گا۔ آہا۔۔۔یس۔۔۔" دانیال مزے لیتے ہوئے بولا۔

"ہمم۔۔اب یہ بتاؤ یہ ریپر کہاں پھینکوں؟"

"ایسا کرو میرے بیگ میں ڈال دو نیچے نہ گرانا فلک دیکھ لے گی۔" دانیال نے آریان سے ریپر لیے اور اپنی طرف سے انتہائی ہوشیار بنتے ہوئے اس نے ریپر اپنے بیگ میں ڈال دیے اور پھر

دونوں ہی بچے بن کر پڑھنے لگے۔

"آہا۔۔ گرما گرم سموسے!!"فلک نے سموسوں کی پلیٹ دانیال کے ہاتھ میں دی۔

"اور میرے؟"آریان نے خفگی سے پوچھا۔

"امولا رہی ہے۔"فلک اور دانیال اپنے کھانے پہ ٹوٹ چکے تھے اور آریان انہیں مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

کون کہتا ہے کہ بچپن کی عادتیں بدل جاتی ہیں؟کچھ عادتیں نہیں بدلتیں وہ وقت کے ساتھ مزید پختہ ہوتی ہیں۔

"اوہو آریان اب پکڑ بھی لو میرے ہاتھ تھک گئے ہیں۔"امل کے کہنے پر آریان نے اس پر ایک سنجیدہ سی نظر ڈالی اور پلیٹ لے لی۔

امل بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

'تو کیا اسے کوئی فرق نہیں پڑتا؟؟یا یہ بھول گئی سب وعدے؟شاید یہ بھی اصلیت جاننے کے بعد بدگمان ہو گئی ہو؟اسے ہمارا بچپن یاد ہو گا؟

اوہو کیسے نہیں ہو گا یہ کوئی اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی'سر جھٹک کر آریان کھانا کھانے لگا۔

"چلو چلو اب چاکلیٹ ٹائم!!!"فلک نے اعلانیہ انداز میں کہا اور اپنے بیگ میں جھکی تو دھک سے رہ گئی۔

"ہا۔۔۔!!"فلک کی چیخ نکلی۔

"میری چاکلیٹز؟"فلک نے دانیال کی طرف گھور کر دیکھا جو وہ آرام سے بیٹھا آریان کی طرف متوجہ تھا۔امل کو سو فیصد یقین تھا کہ یہ کام دانیال کا ہی ہے۔اس کی نظر دانیال کے عقب میں

گئی تو وہاں چاکلیٹ کا خالی ڈبہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔فلک اور امل کو ایک لمحہ لگا ساری بات سمجھنے میں۔

"دانیی!!!"امل اور فلک اس پر ایک دم جھپٹیں۔

"میں نے نہیں کھائیں سچی!!"دانیال معصوم صورت بنا کر بولا تو امل اور فلک کا پارا ہائی ہو گیا جبکہ آریان اپنی ہنسی دبانے کی کوشش میں بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔

"بتاؤں تمہیں ہاں؟؟ کھڑے ہو شاباش!!"فلک کے کہنے پر دانیال تابعداری سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"پینٹ کی پاکٹ سے نکالو!!"

"فلک نہیں۔۔۔"

"چپ کر کے نکالو!"فلک کے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہنے پر دانیال نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر معصومیت سے فلک کو دیکھا جس کے گھورنے پر اس نے فوراً چار چاکلیٹز اس کی طرف بڑھا دیں۔

"اچھا بس اب خوش؟"دانیال دوبارہ بیٹھنے ہی والا تھا جب ایک بار پھر فلک کے کہنے پر کھڑا ہو گیا۔

"چپ کر کے کھڑے رہو سمجھے؟؟"

"اور اب شرٹ کی پاکٹ خالی کرو شاباش!!"

"فلکککک!!"

"چپ!!!!"

"اچھا۔۔"دانیال نے اپنی شرٹ کی پاکٹ خالی کی اور دیدہ زیب نظروں سے چاکلیٹ کو دیکھا جو اس کی قسمت میں ہی نہ تھی۔

"چلو شاباش اب بیک پاکٹ خالی کرو۔"فلک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اب بس ختم ہو گئی ہیں یار کیا مسئلہ ہے؟؟"دانیال نے چڑ کر کہا۔

"نکالو!!"دانیال نے بچارگی سے آریان اور امل کو دیکھا جو مسکراہٹ دباتے دوہرے ہو چکے تھے۔دانیال نے بیک پاکٹ خالی کیں اور فلک کی طرف بڑھا دیں۔

"کیا ایک بھی ملنے کا چانس نہیں؟"اس نے بے چارگی سے کہا۔اب بس رونے کی کثر ہی باقی رہ گئی تھی۔کہاں بیچارے نے سوچا تھا کہ رات میں مزہ دوبالا کرے گا اور اب کہاں؟؟

"امم یہ تو تھوڑی ہیں ابھی بھی۔۔۔کہاں چھپا سکتا ہے؟آہاں۔۔شوز خالی کرو۔"دانیال نے تپ کر جوتوں میں چھپائی چاکلیٹ دے مارنے والے انداز میں اسے دی۔

"مروسب!! اور اب انڈر گارمینٹ چیک کرنے ہیں تو کپڑے بھی اتار دوں؟؟"دانیال پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

"نہیں بس اس کی ضرورت نہیں۔"فلک نے اس طرح کہا کہ گویا احسانِ عظیم کیا ہو۔دانیال کا تو انگ انگ جلس گیا۔

"فلک آریان نے پانچ کھائیں ہیں یہ دیکھو میرے پاس ثبوت ہے۔"دانیال نے کہتے ہی اپنے بیگ سے ریپر نکال کر فلک کے سامنے کیے۔

"ہونہہ جیسے کہ میں تمہیں جانتی ہی نہیں نا؟مجھے پتا ہے آریان نے نہیں کھائیں۔"فلک نے کہتے ہی وہ سب ریپر دانیال کے منہ پہ دے مارے۔دانیال اتنا سا منہ لے کر رہ گیا اور کینہ توز

نظروں سے آریان کو دیکھا جو ڈھٹائی سے ہنس رہا تھا۔فلک نے آریان اور امل کو ان کے حصے کی چاکلیٹز دیں تو دانیال کے منہ میں پانی بھرنے لگا۔ساری ناراضگی پل بھر میں ہی ختم ہو گئی تھی۔

"یار کیا ایک بھی نہیں ملے گی؟"دانیال نے معصومیت سے پوچھا۔

"اممم۔۔۔ایک بھی نہیں۔"فلک نے نفی میں سر ہلایا تو دانیال اب کی بار خفگی سے منہ پھلا کر بیٹھ گیا۔

"اب تم کدھر جارہے ہو؟"آریان کو اٹھتا دیکھ کر فلک نے پوچھا البتہ امل نے محض اسے ایک نظر دیکھا تھا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"لائبریری!!"مختصر سا جواب دیتا آریان ایک نظر امل کو دیکھ کر لائبریری کی طرف چل دیا تو فلک نے کندھے اچکائے اور اپنی چاکلیٹ کھانے لگی وہ دانیال کا خود کو گھور گھور کر دیکھنا محسوس کر سکتی تھی۔

"آؤ ہم بھی لائبریری چلیں۔"امل نے کھڑے ہوتے ہوئے مشورا دیا۔

"ہونہہ۔۔۔تم ہی جاؤ!آؤ دانی ہم اپنا مشن پورا کرنے چلیں جس کے لیے اللہ نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے۔"دانیال کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے فلک نے کہا۔وہ کہاں اس کی ناراضگی برداشت کرتی تھی؟؟

"چاکلیٹ دو گی نا؟"دانیال نے لجاجت سے پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔"فلک مسکراتے ہوئے بولی۔

"پکا نا؟؟"

"ہاں بابا پکا اب چلو بھی رزق کو انتظار نہیں کرواتے۔"

"ہاں ہاں چلو۔" دانیال اور فلک امل کو وہیں چھوڑ کر اپنے مشن یعنی کھانے کے مشن پر نکل پڑے۔

کندھے اچکاتی ہوئی امل بھی لائبریری کی طرف بڑھ گئی۔ اسے دور سے ہی آریان ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا نظر آیا امل کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ خود سے کیے سارے وعدے وہ بھول چکی تھی یاد تھا تو صرف یہ کہ آریان لڑکی کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ امل ایک طرف بیٹھ گئی جہاں سے وہ آریان اور اس لڑکی کا نیم رخ دیکھ سکتی تھی۔ امل کا دل چاہا کہ اس دانت نکالتی لڑکی کے دانت واقعی نکال دے۔

اس لڑکی کے وہاں سے اٹھتے ہی امل ایک ہی لمحے میں آریان تک پہنچی جو سر جھکائے کتاب کے مطالعے میں مشغول تھا۔

آہٹ پہ سر اٹھا کر امل کو حیرانی سے دیکھا۔

"تم؟؟"

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" امل نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

چھ سال بعد وہ اس سے پہلی بار اکیلی مل رہی تھی۔

"ہمم!!!" آریان نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو؟" آریان نے نرمی سے پوچھا۔ اس کا ریلیکس سا انداز امل کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر گیا۔

"کیسے ہو؟" جب کچھ سجھائی ہی نہ دیا تو حال پوچھنا ہی یاد آیا۔

"میں؟؟ سچ بتاؤں یا جھوٹ؟" آریان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ اسے وہ اس لمحے اپنی

New Era Magazine

پرانی امل محسوس ہو رہی تھی۔

"سچ صرف سچ!"امل نے سنجیدگی سے کہا۔

"واہ ہم میں بھی حال پوچھنے کی نوبت آگئی ہے امل؟ہم تو وہ تھے جو آنکھوں سے ہی ایک دوسرے کے دل کا حال جان لیتے تھے۔"آریان نے استہزائیہ انداز اپنایا۔

ہاں کیونکہ پہلے میں تمہاری امو تھی اور اب"امل نے بھی اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"امل!!

"پہلے جو تھا وہ گزر گیا ہے امل!"آریان نے سکون سے کہا۔

'اس نے اسے پھر امو کہہ کر نہیں پکارا تو کہیں اس کی زندگی میں کوئی لڑکی تو نہیں آگئی؟'امل نے اپنے ہاتھوں پر نظریں جماتے ہوئے سوچا۔

آریان کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے امل نے اسے چور نگاہوں سے دیکھا مگر وہ بڑی خوبصورتی سے اپنی نظروں کو ہٹا گیا۔

اس نے اس شخص کو ایک نظر دیکھا جو بہت گہرا تھا جسے وہ بھی سمجھ نہیں سکتی تھی چھ سال پہلے کی بات اور تھی تب وہ اسے جانتی تھی مگر ان چھ سالوں کے فاصلے نے آریان کو اس کے لیے اجنبی کر دیا تھا۔وہ صرف اس پہ گزرے ظاہری حالت کو جانتی تھی وہ اس کی اندرونی حالت کو نہیں جانتی تھی وہ اس کے دل کی کیفیات سے انجان تھی۔

"کیا کوئی شخص اس قدر بدل سکتا ہے کہ آپ کا دل اس کے اس ردوبدل کو آسانی سے قبول کر سکے؟جس شخص کے بدلنے کے بارے میں آپ نے خواب میں بھی نہ سوچا ہو؟"اذیت ہی اذیت تھی اس کے لہجے میں۔

آریان اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے زخمی سا مسکرا دیا۔

"وقت، حالات اور اپنے سے جڑے رشتے بدل دیتے ہیں انسان کو۔اپنوں سے دوری اور ان اپنوں کیسے اعتمادی انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔باپ کا سایہ اولاد کے لیے بہت معنی رکھتا ہے امل۔میرے سرپرست کی ہمت اپنوں ہی کی بے اعتباری نے توڑی تھی۔جانتی ہو اتنی میری عمر نہیں تھی جتنی میرے سر پر ذمہ داریاں تھیں۔"ایک کرب تھا اس کے لہجے میں۔اپنی ذات کا پہلو وہ اس کے سامنے کھول رہا تھا جو اس کے دل کی مکین تھی۔

"سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا!"کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ محض اتنا ہی بول سکی۔

"میں ناامید نہیں ہوں یہ میری ہمت ہی ہے جو میں برداشت کر رہا ہوں میں دوبارہ رشتوں کی اس کچی ڈور کو جوڑ رہا ہوں۔انسان کے بس میں سب کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔اس کی صلاحیتیں وقت آنے پر اس کے سامنے آتی ہیں۔جانتی ہو جب ذمہ داریوں کا بوجھ پڑتا ہے تو انسان وہ سب کچھ کرنے لگتا ہے جس کے لیے وہ کبھی یہ کہتا تھا کہ یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔"کچھ توقف کے بعد وہ اس کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔

وہ کیا کہہ سکتی تھی؟وہ بھلا اسے کچھ کہنے کے قابل چھوڑتا ہی کہاں تھا؟وہ شخص ایک ساحر تھا اور اس کی باتیں اسے لاجواب کر دیتی تھیں۔ اس کی مسکراتی نظروں کو دیکھ کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔کمال تھا یہ شخص درد میں بھی مسکرانا جانتا تھا۔اپنی فائل تھامتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

آریان کی نظروں نے بہت دور تک امل کا پیچھا کیا تھا یہاں تک کہ وہ لائبریری کے دروازے سے باہر جا چکی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اچھا اب بل تم دو۔" دانیال نے روٹھی ہوئی عورتوں جیسا منہ بنا کر کہا۔

بریانی سے وہ اپنی تواضع کر چکا تھا اور فلک نے بھی بھرپور اس کا ساتھ دیا تھا۔

"پر میں آج پیسے لائی ہی نہیں یار!" فلک نے اپنا بیگ چیک کرتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کروں؟؟" کندھے اچکاتے ہوئے دانیال نے لاتعلقی کا اظہار کیا۔

فلک نے نظریں گھما کر شکار کو ڈھونڈنا چاہا جو بہت جلد اسے نظر بھی آ گیا۔ فلک نے آبرو اچکاتے ہوئے دانیال کی جانب دیکھا جس نے پھر لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔

فلک مسکراتے ہوئے اٹھی اور اس ٹیبل کی طرف بڑھ گئی جہاں بیٹھا لڑکا اپنی کتابوں میں غرق تھا۔

"ایکسکیوز می پلیز!" فلک نے ٹیبل بجاتے ہوئے کہا۔

"جی کہیے؟" احمر نے اپنی چشمے لگی آنکھوں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہیلو! آئی ایم فلک۔" فلک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

زہر لگتے تھے اسے وہ لڑکے جو لڑکیوں کا ایکسرے کرتے تھے۔ فلک کا دل چاہا کہ اس کے سامنے کے دانت توڑ کر اس سے پوچھے "کمینے، بے شرم تمہارے گھر ماں نہیں ہے؟" (اب اکثر کو کہہ دو کہ بہن نہیں ہے؟ تو ڈھٹائی کی ساری حدیں عبور کرتے ہوئے کہتے ہیں نہیں بہن تو ہماری ہے ہی نہیں۔ اس لیے فلک کا ماننا یہ تھا کہ ماں کے بارے میں پوچھ لیا جائے وہ تو خیر ہو گی نا؟)

"جی فلک جی بولیں؟" احمر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

New Era Magazine

"میں ناایکچولی آج جلدی میں اپنے پیسے گھر ہی بھول آئی اب چیک کیا تو پیسے تھے ہی نہیں!!اور میں نے بریانی کھالی اس ساری کینٹین میں آپ ہی مجھے بھلے مانس لگ رہے تھے تو سوچا ادھار ہی لینا ہے کسی شریف النفس انسان سے لے لوں۔میں آپ کو کل لوٹادوں گی اگر آپ کو کوئی مسئلہ نہیں تو۔۔۔"اور فلک جانتی تھی کہ اسے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

"مسئلہ کیسا جی؟ یہ لیں جی اور واپس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جی سمجھ لیجیے گا آج کی بریانی احمر نے کھلا دی جی۔"احمر نے باتوں میں "جی" کا خاصاتڑکا لگاتے ہوئے کہا۔فلک شکریہ کہتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی اور احمر اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"ہے دانی!!!" تبھی بینش دانیال کے سامنے آبیٹھی۔

"ہیلو!!"دانیال نے مروتاً کہا مگر جب کاؤنٹر کے پاس کھڑی فلک کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھا تو جی جان سے بینش کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمہاری بیوی کہاں ہے؟"بینش نے حیرت سے پوچھا۔

""کون سی بیوی؟ کہاں کی بیوی؟"دانیال اس بات کو بھلا چکا تھا۔

"یعنی وہ لڑکی جھوٹ بول رہی تھی۔مجھے تبھی شک ہو گیا تھا کہاں تم اور کہاں وہ چوہیا۔۔۔ ہونہہ!"بینش نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

اور دانیال نے اسی لمحے دل میں سوچا تھا کہ اگر وہ اس چوہیا کی خوراک دیکھ لے اور کبھی جو اس کا پنچ کھالے جو صرف دانیال کے لیے مخصوص تھا تو تب وہ کبھی اسے ایسا کہنے کی غلطی نا کرتی!!

"ہونہہ! خود کیا ہے ڈائیٹنگ کی ماری سوکھی سڑی عوام۔میری فلک کو ایسا بولتی ہے!"دانیال نے نخوت سے سوچا مگر فلک کو جلانا بھی تو تھانا؟؟

"ارے اسے میں نہیں بھول سکتا بیوی کیا کہو اسے آفت کہہ لو کیونکہ میں اسے آفت کے نام سے ہی جانتا ہوں۔" دانیال نے سکون سے کہا اور بینش جسے ابھی سکون ہی آنے لگا تھا بے سکون ہو کر رہ گئی۔

"آہا بینش آپی آپ؟" فلک نے مسکرا کر بینش کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے اگنور کیا اور نزاکت سے اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے اٹھی۔

"آپی مائی فٹ!! ایکسکیوز می!!" بینش نے کڑھ کر کہا۔

"یوار ایکسکیوزڈ!" فلک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بینش اس پر اور دانیال پر ایک سلگتی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے وہاں سے واک اوٹ کر گئی۔

"ارےےےےے چلو بھئی امو کو ڈھونڈیں اور گھر چلیں۔" فلک نے دانیال کو باہر کی جانب گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"پر امل ہے کہاں؟" دانیال نے ہنسی دباتے ہوئے پوچھا اسے فلک کا ایکشن موڈ ہی اچھا لگتا تھا کہ سانپ بھی مر کھپ جاتا اور لاٹھی بھی سلامت رہتی۔

"لائبریری میں تھی آریان کے ساتھ۔" وہ لائبریری پہنچے تو آریان اکیلا بیٹھا رہا فلک اور دانیال آریان کی طرف بڑھے۔

"آریان امل کہاں ہے؟" فلک نے اسے ہلاتے ہئے پوچھا تو وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتا ان کی طرف مڑا۔

"ہیں؟؟ کیا مطلب وہ تھوڑی دیر پہلے ہی باہر گئی ہے۔" آریان نے حیرانگی سے کہا۔

"وہ ہمارے پاس تو آئی ہی نہیں۔" فلک نے پریشانی سے کہا۔

New Era Magazine

"ڈیم اٹ بیو قوف لڑکی پتا نہیں کہاں گئی!" آریان اپنی کتابیں سمیٹتے ہوئے باہر کو لپکا تو فلک اور دانیال بھی اس کے ساتھ باہر کو بڑھے۔ آریان نے لائبریری کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ارد گرد نظر دوڑائی۔ وہ اسے لائبریری سے دور ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ وہ تینوں اس طرف بڑھے۔

"امل!!" فلک نے اسے بلایا۔ مگر جواب ندارد۔

"امل!" فلک نے اب کی بار اونچی آواز میں کہا مگر وہ ساکت بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھی۔ ان تینوں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا وہاں لڑکیوں کا ایک گروپ بیٹھا تھا۔ آریان نے غور سے انہیں دیکھا اور پھر امل کی نظروں کے فوکس میں بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔ پہلے وہ حیران ہوا۔۔ پھر بات سمجھ آتے ہی وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔

امل اسی لڑکی کو گھور رہی تھی جو لائبریری میں آریان کے ساتھ بیٹھی تھی۔ فلک اور دانیال ابھی تک منہ کھولے آریان کو دیکھ رہے تھے۔ جبکہ امل کے بس میں ہوتا تو وہ اس لڑکی کو اپنی نظروں سے ہی جلا کر راکھ کر دیتی۔ فلک نے اب کہ امل کے بازو کو جھنجھوڑا۔

"آےےےے!!! کچھ ہمیں بھی بتا دو۔" امل آریان کے ہنسنے پر خجل سی ہو گئی۔

"چپ کرو! چلو گھر چلیں۔" امل ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھی۔

"ہمم چلو!" فلک نے آریان اور امل کو گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔ آریان نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"السلام علیکم۔۔ کیا ہو رہا ہے؟" آریان نے عالیہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

New Era Magazine

"امم کچھ نہیں پیکنگ کر رہی ہوں۔" عالیہ نے مسکراتے ہوئے سادگی سے کہا۔

"اہو آپ کو توسیاں جی سے ملنے کی بہت جلدی ہو رہی ہے۔" آریان نے عالیہ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ارو پٹو گے اب تم مجھ سے!!" عالیہ نے آریان کے کان کھینچتے ہوئے کہا۔

"اچ۔۔۔اچھا آپی چھوڑیں نا!!!"

"کام کی بات کرو!" عالیہ نے اس کے بال بگاڑتے ہوئے کہا۔

"کام کی بات یہ ہے کہ میرے لیے ایک کپ سٹرونگ سی چائے بنا دیں۔ میں اپنے اسٹڈی روم میں جا رہا ہوں وہیں دے دیجیئے گا۔" آریان عالیہ کے بال بکھیرتا باہر کو دوڑ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اپنا بیگ ایک طرف رکھ کر وہ لائیٹر اور سگریٹ کی ڈبی اٹھائے اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جب بھی پریشان ہوتا تو سیگریٹ پیتا تھا۔

اسٹڈی میں نیم اندھیرا تھا بائیں اور دائیں جانب بڑے بڑے بک ریگ تھے سامنے کی طرف ایک اسٹڈی ٹیبل پڑا تھا جس پہ مختلف فائلز پڑی تھیں اسٹڈی کی ایک دیوار پر جا بجا امل کی تصویریں تھیں جو اس کے بچپن سے لے کر اب تک کی تھیں۔ کچھ تصویروں میں وہ مسکرا رہی تھی، کسی میں وہ کوئی بات کر رہی تھی اور کسی میں کھانا کھا رہی تھی اور کسی میں کھیل رہی تھی۔ یہ تصویریں آریان نے مختلف موقعوں پر فلک کے موبائل سے نکالی تھیں اور اس بات کی خبر فلک کو بھی نا تھی۔

وہ چلتا ہوا ان تصویروں تک گیا اور امل کی ایک مسکراتی تصویر کو دیکھنے لگا۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے امل کے دائیں گال میں پڑتے ڈمپل کو چھوا اور ایسا کرنے سے اس کے بائیں گال میں ڈمپل ابھر کر معدوم ہوا۔

اس نے ایک سیگریٹ سلگھائی اور فضا میں دھویں کا مرغولہ چھوڑا۔ پھر چلتے ہوئے کاؤچ پر جا بیٹھا۔ دھواں فضا میں پھیلنے لگا اور آریان اسے دیکھتے ماضی میں کھو گیا۔

"آریان دیکھو نا میرے صرف دائیں گال پر ڈمپل پڑتا ہے اور دانیال کے دونوں گالوں پہ!" امل نے آریان کے پاس بیٹھتے ہوئے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہوا میرے بھی بائیں گال میں ہی پڑتا ہے۔ ہم دونوں ساتھ ہونگے تو ڈمپل دو ہو جائیں گے نا۔" آریان نے اس کے ڈمپل اور اپنے ڈیمپل کو چھوتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کتنا مزہ آئے گا نادانی کا بچہ اب جل جائے گا اور۔۔" آریان نے زخمی سا مسکراتے ہوئے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا۔

"دیکھ لو امل میں آج بھی صرف تم سے ہی محبت کرتا ہوں۔ میں نے تم سے ہر لمحہ بس عشق ہی کیا ہے۔ میرا عشق تمہارے لیے بے غرض اور مخلص ہے میں اپنے اس عشق کو ہر لمحہ تمہارے لیے بڑھتا ہوا ہی محسوس کرتا ہوں اور میرے لیے یہ احساس بہت معنیٰ رکھتا ہے۔"

وہ اس سے محبت کرتا تھا کتنی؟ وہ نہیں جانتا تھا۔ کب سے؟

وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا وہ جانتا تھا تو بس اتنا کہ وہ اسے ہر لمحے خوش دیکھنا چاہتا ہے اسے مسکراتے دیکھنا چاہتا ہے۔

"معاف کرنا ابھی تو میں خود بہت بکھرا ہوا ہوں خود کو سمیٹ لوں تو تمہیں بھی سمیٹ

New Era Magazine

لونگا۔ تم صرف آریان آفندی کی ہو۔" آریان نے مسکراتے ہوئے دھویں کو فضامیں چھوڑا۔ لمحوں کا کھیل تھااور دھواں فضامیں تحلیل ہو گیا۔

عالیہ نے اسٹڈی کا دروازہ کھولا تو بے اختیار کھانسنے لگی اس نے دھویں میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنا چاہا مگر کچھ دیکھ نا سکی۔ ادھر ادھر ہاتھ مار کر اس نے سوئچ بورڈ کے بٹن دبائے تو پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ آریان سامنے ہی کاؤچ پہ بیٹھا سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔ سامنے پڑا ایش ٹرے بھی بھر چکا تھا۔ عالیہ جانتی تھی کہ اس کا بھائی یہ زہر بھی پیتا ہے مگر وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔ یہاں تک کہ خود وہ بھی۔۔۔

"تمہاری عادتیں بہت بگڑ گئی ہیں جلد تمہاری عادتیں سدھارنے والی کو لانا پڑے گا۔ تمہیں تو امل ہی روک سکتی ہے۔" خفگی سے کہتے ہوئے عالیہ نے اس کے ہاتھوں سے سگریٹ لے کر ایش ٹرے میں پھینکی اور اسے چائے کا کپ پکڑایا۔

" صحیح بات ہے۔ جنہوں نے بگاڑی ہو وہی سدھار سکتے ہیں۔" آریان نے سکون سے کہا۔

"ہاہاہا۔۔۔اور کب تک تصویروں سے دل بہلاؤ گے؟؟ مجھے لگتا ہے بابا سے بات کرنی پڑے گی۔" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چپ رہیں آپ۔۔۔ابھی مجھے ایم ایس سی تو کرنے دائیں پھر سی۔ ایس۔ ایس کروں گا ابھی تین، چار سال تک سوچیے گا بھی مت۔ مجھے بھی پڑھنے دیں اور اسے بھی، نکمی بیوی نہیں چاہیے مجھے۔" آریان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لو بھائی تم تو واقعی سیریس ہو گئے میں تو مذاق کر رہی تھی۔" عالیہ نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

"رہنے دیں شکر ہے یہ آپ کا مذاق تھا آپ کی بھابھی صاحبہ تو مجھ معصوم پہ شک ہی بہت کرتی ہیں اور آج تو حد ہوگئی بیچاری کائنات کو میرے ساتھ لائبریری میں بیٹھا دیکھ لیا اسے یوں گھور رہی تھیں گویا سالم ہی نگل لیں گی۔"

"ہووو۔۔۔" عالیہ نے سیٹی بجانے والے اسٹائل میں ہونٹ گول کیے۔

"اچھا اب ذرا فریش ہو کر نیچے آجانا۔ کھانا کھالو اور آج آفس نا جاؤ پیکنگ کر لینا دو تین دن تک شفٹ ہونا ہے اور ویسے بھی اپنی پیکنگ تو تم خود ہی کرو گے مجھ سے نہیں ہوتی۔" عالیہ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ سے کہہ بھی کون رہا ہے۔ آپ اپنے سیاں جی سے ملنے کی تیاری کریں ہمارا کیا ہے ہم تو پہلے بھی خود ہی کرتے ہیں۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب جو لڈو آپ کے دل میں پھوٹ رہے ہیں ان سے واقف ہیں ہم۔" عالیہ نے فرضی کالر اچکاتے ہوئے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔ آریان نے مسکراتے ہوئے بند دروازے کو دیکھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ تینوں ہنستے ہوئے ایک ساتھ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ سامنے کا منظر دیکھ کر ایک دم ئی ان کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔ پھر حیرت کی جگہ حیرانی نے لے لی۔ انہیں اس شخص کو پہچاننے میں ایک منٹ سے بھی کم کا عرصہ لگا۔

"یہ تو وہی مال والا لڑکا ہے نا؟؟ کہیں تم سے بدلہ لینے تو نہیں آگیا؟"

"ہاں!!ایسی بات نہیں ہوگی یار آریان کا دوست لگ رہا ہے۔دیکھو تو سہی کیسے مزے سے باتیں کرنے میں لگے ہیں۔"امل نے سامنے آریان کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے فہد کو دیکھتے ہوئے فلک کو جواب دیا۔وہ خود بھی حیران تھی۔

"آریان ایسے لوگوں کی کمپنی میں کب سے اٹھنے بیٹھنے لگا؟"دانیال نے حیرت سے کہا۔

"چلو آؤ دیکھیں!"فلک کہتی اس طرف بڑھی تو امل اور دانیال بھی اس کے ساتھ لپکے۔

"السلام علیکم!"ان تینوں نے ایک ساتھ باآواز بلند سلام کیا اور فہد قریشی کو چبھتی نظروں سے دیکھا۔

فہد نے انہیں ایک نظر دیکھا اور مروتاً مسکراتا واپس مڑ گیا البتہ واپسی پر اس نے مڑ کر ایک نظر امل کو دیکھا تھا جو اسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ گال سہلانے لگا اور وہ سٹپٹا کر مڑ گیا۔

"یہ تمہارے ساتھ کیا کر رہا تھا؟"فلک نے آریان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کر رہا تھا مطلب؟دوست ہے میرا۔تمہیں کیا اس طرح سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"آریان نے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ ہے کون؟تمہیں پتا بھی ہے؟"فلک نے اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"بخت قریشی کا بیٹا فہد قریشی۔۔۔میرا کلاس فیلو،دوست،بھائی سب کچھ!!"آریان نے جتنے سکون سے کہا فلک کی آنکھیں اس قدر ہی پھیل گئیں۔

"کیا؟"فلک نے شاک کی کیفیت میں کہا۔

"ہاں! پر یہ اپنے باپ سے بہت مختلف ہے یعنی ٹوٹلی ڈفرنٹ۔۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بخت قریشی کا بیٹا ہے اور تم۔۔ تم نے اسے ہی دوست بنایا ہوا ہے؟ تم۔۔ کیسے؟" فلک سے صدمے کی کیفیت میں بولا بھی نا جا رہا تھا۔

"میں نے کہا نا اپنے باپ سے مختلف ہے!! بہت اچھا ہے بہت زیادہ۔ شروع میں وہ میرے لیے بخت تک پہنچنے کے لیے ایک مہرا تھا جس کے ذریعے میں بخت قریشی کے آفس تک اس کے دوست کے طور پہ رسائی حاصل کر چکا تھا۔ میں اسے چھوڑ دیتا مگر میں نے اسے بہت زیادہ مختلف پایا ہے پھر یہ میرا واحد دوست ہے پوری یونیورسٹی میں جس کی نیچر مجھ سے ملتی ہے ہاں چند ایک باتوں کو چھوڑ کر!" آریان نے اپنی گردن پہ شرمندہ سے انداز میں ہاتھ پھیرا۔

"ہیں؟ تمہیں پتا ہے اس نے کیا کیا؟" فلک نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور ایک نظر امل کو دیکھا جس نے اسے نظروں ہی نظروں میں خاموش رہنے کا کہا۔ آریان نے گھور کر امل کو تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"فلک بتاؤ مجھے!!!" جس پر فلک نے اسے مال والی ساری بات من و عن بتا دی۔

"ہاہاہا تو وہ امل تھی جس کا تھپڑ فہد آج تک نہیں بھولا؟ ہاں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے مال میں ایک پٹاخہ لڑکی ملی تھی پر اندازہ نہیں تھا کہ وہ امل ہو گی۔" آریان نے ہنستے ہوئے کہا البتہ ہاتھوں، بازوں اور گردن کی نسیں ابھر کر باہر کو آ چکی تھیں۔ اس نے امل کو دیکھا جس کا منہ ابھی تک کھلا تھا ایک اتنی باتیں سن کر اور دوسرا آریان کا اس اتنی بڑی بات پہ نو ریکشن دیکھ کر۔

وہ امل کو کہنا چاہتا تھا کہ "امو میری جان تمہاری ڈریسنگ ہی ایسی ہے کہ فہد کیا کئی اور لڑکے بھی تمہیں آنکھیں بھر بھر کر دیکھتے ہیں۔" وہ جس سوسائٹی سے تھے وہاں ایسی ڈریسنگ عام سی بات تھی مگر جب سے اس نے ہوش سمبھالا تھا اپنی ماں اور بہن کو ہمیشہ مشرقی حلیے میں ہی دیکھا تھا اور امل اور فلک قمیض شلوار تو کیا دوپٹے بھی نا لیتی تھیں۔ان کی ڈریسنگ دیکھ کر ان کو پہچانا مشکل ہوتا تھا۔امل کے بال اسے شروع سے ہی پسند تھے لمبے،کالے گھٹا جیسے بال مگر اب تو ان بالوں کی جگہ ڈائی گولڈن،شولڈر کٹ بالوں نے لے لی تھی۔ڈریسنگ اس کی بچپن جیسی تھی وہ تب بچی تھی مگر اب تو نہیں۔جب جب کوئی اسے دیکھتا تو آریان کا خون کھول اٹھتا۔

مگر وہ اسے کس حق سے کہتا؟

اس کے پاس کوئی حق نا تھا کہ اس کو روکتا۔

"ہا۔۔۔!اتنی بڑی بات اور تم دانت نکال رہے ہو؟" فلک نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کہا نا وہ کچھ باتوں میں مجھ سے مختلف ہے۔اور یہ بات سچ ہے کہ اسے دوسروں کو تنگ کرنے میں مزہ آتا ہے اسپیشلی لڑکیوں کو!!لڑکیاں اس کی کمزوری ہیں ہاں اب تک اس کی کوئی گرل فرینڈ نہیں یہ الگ بات ہے۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو تو میں۔۔۔" تبھی فلک کی بات بیچ میں ہی رہ گئی ان تینوں نے حیرانی سے دانیال کو دیکھا جس نے اپنا بیگ پوری قوت سے زمین پہ دے مارا تھا۔

"انا للہ ھی وانا علیہ راجعون!!" دانیال آرام سے وہیں دراز ہو چکا تھا۔

New Era Magazine

"اس۔۔۔اسے کیا ہوا؟؟" فلک نے دل پہ ہاتھ رکھ کر ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"دانی!" فلک ایک سیکنڈ میں اس تک پہنچی۔

"دانی اٹھو دانی!! دیکھو یہ مت کرو میں مر جاؤں گی۔" فلک نے دانیال کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔امل اور فلک دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔

"میں اب تمہیں ولایتی باندر نہیں کہوں گی۔۔میں۔۔تم۔۔۔تمہیں پاکستانی باندر کہہ لوں گی۔" فلک ہچکیوں کے درمیان بولی۔

"آریان دیکھو دانی کو کیا ہوا ہے؟" امل نے آریان کو ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہٹو ذرا!!" آریان نے فلک اور امل کو ہٹایا اور اپنے کف فولڈ کرنے لگا۔

"تم بازو کیوں اوپر کر رہے ہو؟"

"چیک کرنا ہے کہ یہ بیہوش کیوں ہوا ناکہ مارنا ہے۔" آریان کے سخت تیور دیکھ کر فلک گڑبڑائی۔

"اس کی اداکاری نکالنی ہے۔" آریان کے کہنے کی دیر تھی کہ دانیال بلکل سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔

"میں ٹھیک ہوں!!" دانیال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"در فٹے منہ!!" امل اور فلک اس پہ دو لفظ بھیجتی اٹھیں۔کتنا پریشان ہو گئی تھیں وہ اس کے لیے۔

"اس بکواس حرکت کا مطلب؟؟" آریان بیگ سنبھالتا اٹھا۔

"خود ہی لگے ہوئے ہو فہد بخت کرنے۔مجھے کچھ بتایا تک نہیں حد ہے میں نے سوچا شاید میں مر گیا ہوں جو مجھے بھول چکے ہو!"دانیال نے معصومیت سے کہا۔آریان سر جھٹکتا کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ امو ہم چلیں۔جب اس کا یہ فضول اور شو داڈرامہ ختم ہو گیا تو خود آ جائے گا۔"فلک امل کو بازو سے پکڑتے ہوئے بولی۔وہ جانتی تھی کہ

دانیال ابھی ان کے پیچھے آئے گا اور یہی ہوا۔۔

"امو!!فلک!!اچھا بات تو سنو۔۔" دانیال ان کے ساتھ چلتے ہوئے بولا۔

"میں ناراض ہوں!"دانیال نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔"

"کیا اچھا؟؟مطلب تمہیں کوئی فرق نہیں پڑ رہا؟"دانیال نے فلک کو گھورتے ہوئے کہا۔

"امو میرے بیگ کی آخری زپ میں چاکلیٹ ہے نکالنا ذرا۔۔" فلک کے کہنے کی دیر تھی کہ دانیال کی ناراضگی ہوا ہو گئی۔

"لو۔۔۔"فلک نے اس کی طرف بڑھائی۔

"ارے یاروں سے کیسی لڑائی؟؟"دانیال سر کھجاتے ہوئے بولا اور فلک کے ہاتھوں سے چاکلیٹ کھینچنے والے انداز میں لی۔

"ویسے میں اب بھی ناراض ہوں۔"چاکلیٹ وہ کھا چکا تھا۔

"امو یار جب بھی فری ہو تو اسے بات بتا دینا پلیز۔"

"اب ٹھیک ہے؟؟"امل نے تصدیق چاہی۔

New Era Magazine

"ہاں!!"دانیال بخوشی بولا۔

"ویسے اگر یہ سچ ہوتا تو؟؟اگر میں مر جاتا تو؟؟"دانیال نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"تو؟؟"ببل چباتے ہوئے فلک بے نیازی سے بولی۔

"ہاں وہی میں پوچھ رہا ہوں تو؟"

"ہم بھنگڑے ڈالتیں۔۔۔اب خوش؟؟"امل پھاڑ کھانے کو دوڑی۔وہ کب سے اس کا یہ ڈرامہ برداشت کر رہی تھی۔

"بس دیکھ لینا تم دونوں ہی آگے لگ لگ کر روگی۔"دانیال کے سنجیدہ لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ کلاس میں داخل ہوتیں فلک اور امل بے ساختہ ہی مڑیں تھیں۔

"اچھا بابا مذاق تھا اب میرے پیچھے ہی نا پڑ جانا۔"دانیال دونوں کے بال بگاڑتے ہوئے بولا۔

"پٹو گے!!"امل اور فلک اس کی طرف لپکیں تو وہ دوڑ لگاتا کلاس میں گھس گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"فادی!!"آریان نے کلاس کے باہر کھڑے فہد کو بلایا۔

"ہمم بول؟"فہد نے سوالیہ انداز سے اس کی جانب دیکھا۔

"ذرا میرے ساتھ یونی کی بیک سائیڈ پر آنا۔"

"کیوں؟"فہد نے حیرانی سے پوچھا وہ تو گھر کے لیے نکلنے والا تھا۔

"کام ہے ذرا سا۔"شرٹ کے بازو اوپر کرتے ہوئے آریان نے مصروف سے انداز میں کہا۔فہد نے غور سے آریان کو دیکھا اور کندھے اچکاتا اس کے پیچھے ہو لیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج آفندی مینشن میں صبح سے ہی چہل پہل تھی۔ہر کوئی اپنے حصے کا کام کرنے کو دوڑتا پھر رہا تھا۔عائشہ بیگم ادھر ادھر دوڑ تیں نوکروں کو مختلف ہدایتیں دے رہی تھیں۔پورے مینشن میں انواع اقسام کے پکوانوں کی خوشبویں پھیلی ہوئی تھی۔کچن میں کھڑی عائشہ بیگم اور اسماء بیگم مختلف پکوان تیار کر رہی تھیں۔فلک،آریان،عالیہ،سہیل اور ارفع کے کمرے سیٹ کر کے اب فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔فلک نے کچن کے لاؤنج میں کھلتے دروازے سے کچن میں جھانکا۔علاقہ صاف ملتے ہی وہ آہستگی سے کچن میں داخل ہوئی کیونکہ عائشہ بیگم اور اسماء بیگم فریش ہونے کے لیے کمرے کی طرف جا چکی تھیں۔ورنہ ان کی موجودگی میں فلک کے لیے کھانے پر ہاتھ صاف کرنا مشکل ہوتا۔

"ہم کو ہمی سے چرالو!"پلاؤ چیک کرتے ہوئے فلک گنگنائی تھی یوں جیسے اسے لگا کہ صاحب پلاؤ واقعی اسے چرا سکتے ہیں۔

"آہ مزہ آگیا۔زبردست!!کیا بات ہے۔"انگلیاں چاٹتے ہوئے فلک مزے سے بولی۔

"دل میں کہیں تم بسالو!!"قورمہ والے ڈونگے کا ڈھکن ہٹا کر اس نے ایک بوٹی اچکی۔

"ہائے اللہ کیا بات ہے،اتنے مزے کا۔۔۔اممم۔۔۔"فلک مزہ لیتے ہوئے بولی۔

"ہم اکیلے ہونا جائیں!"گنگناتے ہوئے اس نے شامی کباب کا آمیزہ انگلی پہ لگایا۔

"امممم کیا بات ہے!دل کرتا ہے ان خواتین کے ہاتھ چوم لوں۔"

"دور تم سے ہونا جائیں!"لزانیہ دیکھ کر وہ سب کچھ بھول چکی تھی۔

"آہ میری پہلی محبت ہو تم!!!"

"کہاں ہیں یہ عظیم عورتیں میں ان کے ہاتھ اب واقعی چوم لوں گی۔"

"لالالا پاس آؤ گلے سے لگالوں!" اس سے پہلے کہ فلک واقعی لفظوں کے تقاضوں کا احترام کرتے ہوئے کھیر کے باول کو گلے لگاتی، عائشہ بیگم کی طرف سے پڑنے والے تھپڑ نے اسے رومانوی دنیا سے حقیقی دنیا میں پٹخا۔

"ہائے اللہ جی!! یہ ولن کہاں سے آگیا؟!" فلک بلبلا کر ہی تو رہ گئی تھی۔

"بتاؤں تمھیں؟؟ اسی لیے تمھیں کچن میں آنے سے منع کر رہی تھی مجھے تمہاری نیت کا باخوبی اندازہ ہے۔" عائشہ بیگم نے اس کے کان کھینچتے ہوئے اسے لتاڑا۔

"کیا ماما کوئی اتنا بھی ظلم کرتا ہے اپنی اولاد پہ۔ مجھے چھوڑ دیں۔ اگر میرے ہبی جی کو پتا لگا کہ ان کی وائف ٹوبی کو ان کی ساسوماں نے روئی کی طرح فلاں تاریخ کو دھنکا تھا تو پھر دیکھیئے گا وہ آپ سے بدلہ لیں گے۔" فلک نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا؟؟" عائشہ بیگم کو پہلے تو سمجھ ہی نا آئی مگر جب تک آئی فلک خود کو چھڑوا کر بھاگنے کو پر تول رہی تھی۔ مگر عائشہ بیگم کی ہوائی چپل اس کی کمر پر پڑی تو وہ بلبلاتی ہوئی رکی۔ پھر عائشہ بیگم کو دوسرا جوتا بھی اتارتے دیکھ کر وہ گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب ہو گئی۔

"بے شرم نا ہو تو!" عائشہ بیگم دانت پیستے ہوئے بولیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

دانیال کمرے سے نکلا اور سیڑھیاں اترتا نیچے کی طرف بڑھا۔ پورے گھر میں خاموشی تھی۔ ملازم کوارٹر میں تھے، اسماء بیگم اور شاہ زیب صاحب گھر میں موجود نا تھے جبکہ امل ویکینڈ کے باعث ابھی تک سو رہی تھی۔ سیٹی پہ گانے کی کوئی دھن بجاتا ہاتھ سے ماتھے پہ بکھرے بالوں

کو سیٹ کرتے ہوئے وہ کچن کی طرف بڑھا۔ بھوک زوروں کی لگی تھی زیادہ محنت نا کرنی پڑی۔
دانیال نے فریج پر لگے اسٹکی نوٹ کو اکھاڑا۔
"میں عائشہ باجی کی ہیلپ کے لیے جا رہی ہوں۔اون میں چیز سینڈوچ بنا کر رکھ دیے ہیں کھا لینا اور پانچ بجے تک تم دونوں بھی تیار ہو کر آجانا۔" یہ اسٹکی نوٹ اسماء بیگم ہی لگا کر گئیں تھیں جب بھی انہیں کہیں جانا ہوتا اور امل اور دانیال سو رہے ہوتے یا گھر نا ہوتے تو وہ ایسے ہی انہیں اپنی بات پہنچاتی تھیں۔چیز سینڈوچ کے بارے میں سنتے ہی دانیال کی بھوک نئے سرے سے چمک اٹھی۔دبے پاؤں چلتا ہوا وہ اون کے پاس پہنچا اور چیز سینڈوچ نکالے۔چیز سینڈوچ کی مسحور کن خوشبو کو اس نے ناک کے نتھنوں سے محسوس کیا۔

عشق کو پانی پوری مار دیتی ہے، عقل کو چیز مار دیتی ہے
آدمی خود کا خود نہیں مرتا بھوک مار دیتی ہے

کندھے اچکاتے ہوئے دانیال نے شعر کا اتنا برا ایکسیڈنٹ کروادیا کہ بیچارہ ہاتھوں اور پیروں سے ہی معذور ہو گیا۔
اور گمان یوں ہو رہا تھا کہ نامنہ نا متھا جن پہاڑوں لتھا۔
"الحمداللہ!" آٹھ سینڈوچ کھا کر خالی پلیٹ اس نے ایک طرف کی اور اٹھا۔
"کچھ ہیوی نہیں ہو گیا ابھی تو دعوت بھی کھانی تھی مما میرے لیے اتنے سینڈوچ رکھ۔۔۔۔" دانیال کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ اسی پل اسے یاد آیا کہ امل بھی بھوکی ہو گی۔
"ہا۔۔امو کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔" دانیال نے پریشانی سے سوچا۔

"چلو کوئی نہیں وہ تو بی بی بچی ہے صبر کر لے گی۔"مسئلہ حال ہو چکا تھا۔مگر نہیں اصل مسلہ اب شروع ہوا تھا۔

"اففف میرا پیٹ اتنا ہیوی ہو گیا ہے اب کیا کروں؟؟"اس نے پریشانی سے سوچا۔

"آہا!! اسپغول زندہ باد۔"دانیال نے کہتے ہی کپ بورڈ سے اسپغول کا ڈبہ نکالا۔فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے اس کی نظر ایک طرف پڑے کیک پر پڑی۔

"نہیں نہیں دانی! سوچنا بھی مت!!"خود پر جبر کرتے ہوئے دانیال نے خود کو دل ہی دل میں تنبیہہ کی۔مگر بے اختیار کیک کی طرف بڑھتے ہاتھ کو وہ روک نا پایا۔

"کیوں آخر کیوں؟؟"نوے کی دہائی کی اداکاروں کی طرح دانیال نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دہائی دی۔

"چلو کوئی نہیں،اتنا بھی ہیوی نہیں ہوا ہے۔"خود کو تسلی دیتے ہوئے دانیال نے کیک کا ڈبا اٹھا لیا۔

"صرف ایک!!"دانیال نے خود کو پھر سے تنبیہہ کی۔

"دانی!!"امل کی آواز پر دانیال نے جلدی سے کیک کا خالی ڈبا ڈسٹ بن کی نذر کیا۔

"ککک۔۔کیا ہوا؟"خود کو کمپوز کرتے ہوئے دانیال نے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"مما کہاں ہیں؟؟"امل نے تفتیشی انداز اپنایا۔

"فلک وغیرہ کی طرف گئی ہیں۔"دانیال نے لٹھ مار انداز میں کہا۔

"ہیں؟مجھے اتنی بھوک لگی ہوئی ہے میں نے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا تھا مما کچھ بنا کر بھی نہیں گئیں۔"امل رونے والی ہو گئی تھی بس اب آنسوؤں کی ہی کثر باقی تھی۔

"ہاں تو اور کیا میری بھی بھوک سے حالت پتلی ہو رہی ہے سچ میں مجھے تو بہت ویکنیس ہو رہی ہے۔"

'وہ الگ بات ہے کہ ویسے حالت پتلی ہو چکی ہے۔' اگلی بات دانیال نے دل میں سوچی تھی۔

امل نے تیکھی نظروں سے دانیال کے بالوں پر دائیں جانب لگی کریم دیکھی جو بچارے سے جلد بازی میں لگ گئی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کی نظر کیبنیٹ پہ لگے اسٹکی نوٹ پر پڑی۔

"تم نے سچ میں کچھ نہیں کھایا نا؟؟" امل نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہا۔۔ ہاں تو اور کیا؟؟" دانیال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"دانی کے بچے ے ے ے ے ے ے!!"

"بچ کر دکھاؤ ذرا!!" امل بیلچہ اٹھائے جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھی۔ ساری بات وہ سمجھ چکی تھی۔

"اہو۔۔ شٹ اسے کیوں نہ ڈسپوز کیا؟" سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے دانیال نے خود کو کوسا اور اگلے ہی لمحے باہر کو دوڑا اب حال یہ تھا کہ دانیال پاگلوں کی طرح آگے آگے دوڑ رہا تھا جبکہ ایک ہاتھ میں بیلچہ اور دوسرے ہاتھ میں جوتا پکڑے امل اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا ایک منٹ!" سانس لینے کو دانیال رکا۔

"دیکھو۔۔۔" دانیال نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"دکھاؤ!" وہ گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا کوئی اور طریقہ نہیں ہے معافی کا؟" دانیال نے امید سے پوچھا۔

"ایک شرط پہ مل سکتی ہے معافی۔" وہ سوچتے ہوئے بولی۔

دانیال اسے گھور کر رہ گیا۔ "اتنا سا بھی نہیں برداشت کر سکتی تھی یہ اتنا سا بھی نہیں؟ کیا اسے میری معصوم صورت پہ ترس نہیں آتا؟"

وہ دل میں ہی سوچ سکا وہ اسے کہہ نہیں سکتا تھا کیوں کہ جانتا تھا کہ جواب کیا ہونا ہے۔

"بولو؟" دانیال نے دانت پیسے۔

"دیکھو سادی سی بات ہے۔ مجھے نوڈلز بنا دو نہیں تو یہ بات میں نے مما کو تو بتانی ہی بتانی ہے بابا کو بھی بتا دینی ہے۔" امل نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ دانیال کا دل چاہا کہ اس کے سارے دانت نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دے۔

"بیٹھو!! بنا دیتا ہوں۔" وہ دونوں چلتے ہوئے کچن تک آئے تو دانیال اسے بیٹھنے کا بول کر خود کیبنٹ سے نوڈلز کا پیکٹ نکالنے لگا۔

"ویسے خود بھی کچھ بنانا سیکھ لو لڑکی۔ کل کلاں ہماری ہی بدنامی کرواؤ گی۔ سسرال والے کہیں گے کیسی پھوہڑ لڑکی ہمارے متھے پا دی ہے۔"

ساس پین میں پانی ڈال کر چولہے پہ رکھتے ہوئے دانیال نے اسے لتاڑا۔

"بسسسس۔۔ میری فکر نہ ہی کرو تم تو بہتر ہے۔" ہاتھ جھلاتے ہوئے امل بے فکری سے بولی۔

"ہاں بھئی مجھے کیا فکر مجھے تو صرف اس بیچارے کی فکر ہو رہی ہے جس کی قسمت تمہارے ساتھ پھوٹنی ہے۔ میری ساری دلی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہیں۔" تپا دینے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے دانیال نے ابلتے ہوئے پانی میں نوڈلز ڈالے۔

"تم نے اگر فکر کرنی ہی ہے تو اپنے منہ کی کر لو اگر تمہیں یہ منہ عزیز ہے تو۔" امل شرٹ کے بازو اوپر کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو؟؟ تم نے اس بیچارے کو ایسے ہی ذلیل کیا کرنا ہے۔"

"سنیں جی!! مجھے نہ بہت بھوک لگی ہے نوڈلز بنا دیں اور پھر دیکھنا کیسے بیچارہ اگلے ہی دن تمہیں لا کر ہمارے متھے مارے گا اور کہے گا 'لیں پکڑیں اپنی کا کی بیٹی جس دن بڑی ہو گئی فون کر دیجیئے گا میں آ کر لے جاؤں گا'" قہقہہ لگاتے ہوئے دانیال نے اپنی ہی بات کا مزہ لیا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ویری فنی!" امل نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لینا ایسا ہی ہو گا ورنہ میرا نام بدل دینا!" دانیال نے اسے تپاتے ہوئے کہا۔ اسے مزہ آتا تھا۔ امل کو تنگ کرنے میں اور پھر اس سے لڑائی کرنے میں!

"چپ کر وولایتی باندر! دیکھنا مجھے خود نوڈلز بنا کر دیا کریں گے میرے وہ تم بس نام بدلنے کی تیاری پکڑ لینا اور اپنی جیب کی فکر کر لینا میرے بھائی!! یوں یوں خالی کرے گی فلک تمہاری جیب۔" چٹکی بجاتے ہوئے امل وارننگ دینے والے انداز میں بولی۔

"وہ بس آنے کی کرے بندہ پورا کا پورا ہی اس کا، جیب کی کیا اوقات ہے ایسی کروڑ جیبیں قربان اس پہ۔" دانیال مسکراتے ہوئے بولا۔

امل نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ کس قدر خوش نصیب تھی فلک کہ اسے کوئی اتنا چاہتا تھا۔

"لو ندیدی!" دانیال نے نوڈلز کا باؤل اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ جانتا تھا اب نوڈلز جانیں یا امل۔ امل کا بس چلتا تو صبح، شام اور رات ہر ٹائم بس نوڈلز ہی کھاتی۔ جبھی تو ہر مہینے اس کے لیے نوڈلز کے دو کارٹون آتے تھے۔

"ہمم اچھے بنے ہیں۔ مگر اتنے بھی نہیں ابھی بھی سخت محنت کی ضرورت ہے بہت سخت محنت کی۔" امل نے کھاتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"موٹی بھینس!!" دانیال دانت پیستا ہوا بولا اور پاؤں پٹختا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے ابھی دعوت کے لیے بھی تیار ہونا تھا۔

"اممم۔۔۔یمی!!! بنائے تو مزے کے ہیں ڈفرنے!!" امل نے کھاتے ہوئے دل میں سوچا۔

ایسا ہی ہوتا ہے بہن بھائیوں کا رشتہ۔ مخلص، بے غرض اور انمول!

کچھ رشتے بہت ہی انمول ہوتے ہیں جن کا کوئی نعمل البدل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ بہن بھائیوں کا رشتہ، ماں باپ، دوست، شوہر و بیوی کا رشتہ!! یہ وہ رشتے ہیں جن کا کوئی نعمل البدل نہیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

آخر کار عرصے بعد ہی صحیح مگران کو صبر کا پھل مل ہی گیا تھا۔ رب کسی کو دے کر اور کسی سے لے کر اسے آزماتا ہے اور آزمائش میں ثابت قدم رہنے والوں کے لیے پھر میٹھا پھل ہی ہوتا ہے۔ وہ نم آنکھوں سے فرحان صاحب کے گلے لگے تھے۔

ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ آنسو غم کے ہر گز نہ تھے وہ آنسو خوشی کے تھے۔ وہ اپنے رب کے شکر گزار تھے کہ عرصے بعد ہی سہی مگران کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف ہو چکے تھے۔ یہ آنسو نہ تھے وہ پانی تھا جو غلط فہمیوں کو دھو رہا تھا۔ صارم اور فلک بھی اپنے چاچو کے گلے لگے ہوئے تھے۔ صارم کی نظریں بھٹک، بھٹک کر گیٹ کی طرف اٹھ رہی تھیں۔

New Era Magazine

گاڑی پارک کرتے آریان نے بخوبی اس کی بے صبری کو نوٹ کیا تھا۔

"مما اور عالیہ آپی پیچھے والی گاڑی میں آرہی ہیں پہنچنے ہی والی ہیں۔" آریان نے صارم کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ وہ اس کی بے صبری کو دیکھ چکا تھا۔ صارم دھیرے سے مسکرا دیا۔

سہیل صاحب، شاہزیب صاحب اور فرحان صاحب سے ملنے کے بعد اب اندر کی طرف جا چکے تھے۔ جبکہ عائشہ بیگم اور اسماء بیگم ابھی بھی گیٹ کے پاس کھڑی عالیہ اور ارفع بیگم کا انتظار کر رہی تھیں۔ ایک اور گاڑی اندر آیا اور ڈرائیونگ دوڑ کھول کر عالیہ باہر نکلی دوسری طرف سے ارفع بیگم بھی نکلیں۔ صارم کی نظریں اٹھیں تو جھکنا ہی بھول گئیں۔

چھ سال!! وہ اسے چھ سال بعد دیکھ رہا تھا وہ اپنی بیوی کو چھ سال بعد اپنے روبرو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کے انداز میں بھی کس قدر محبت اور عزت تھی۔ عالیہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تو کیا ہجر ختم ہو چکا تھا؟؟

ہاں!!

اسے یقین کرنا ہی تھا کیوں کہ اس کا خواب اس کے سامنے حقیقت بنا کھڑا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔

وہ اپنے رب کی شکر گزار تھی۔ اس کی دعائیں رائیگاں نہیں گئی تھیں۔ اس نے تو اپنی دعاؤں میں بھی اپنے محرم کو ہی مانگا تھا ممکن کیسے تھا اسے عطا نہ کیا جاتا؟

صارم بھی اس کی جانب دیکھتے ہوئے دھیمے سے مسکرا دیا تھا۔ اسے ماننا پڑا تھا کہ گزرے چھ سالوں نے عالیہ کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔

ہلکی بھوری آنکھیں، سرخ و سپید رنگت، چھوٹی سی خوبصورت ناک، احمریں لب اور آنکھوں میں موجود حیا۔۔۔جو اسے سب سے خوبصورت بنا رہی تھی۔

بیشک عورت کا بڑا گہنا حیا ہی ہے۔ عورت کی آنکھوں میں کاجل موجود ہو یا نہ ہو، اگر حیا موجود ہو تو اس کی آنکھیں دنیا کی خوبصورت ترین آنکھیں ہوتی ہیں۔

ارفع بیگم اور عالیہ مسکراتے ہوئے عائشہ اور اسماء بیگم سے ملیں۔

"کیسا ہے میرا بیٹا؟" صارم کو گلے لگاتے ہوئے وہ محبت سے بولیں۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں چچی جان! آپ کیسی ہیں؟" صارم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اب بلکل ٹھیک ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے بولیں۔

عائشہ بیگم اور اسماء بیگم کے ہمراہ ارفع بیگم اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

"السلام علیکم۔" صارم نے مسکراتے ہوئے عالیہ کو دیکھا۔

"وعلیکم اسلام!!" عالیہ جھجھکتے ہوئے بولی۔

"اہم۔۔اہم ملاقاتیں اوہو۔۔۔" تبھی کھلے گیٹ سے مسکراتے ہوئے دانیال اور امل اندر کی طرف آئے۔ عالیہ مسکراتے ہوئے امل کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم!" امل مسکرا کر اس کے گلے لگی۔

"وعلیکم السلام!! کتنی پیاری ہوگئی ہو تم گڑیا!" عالیہ محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ جو اس وقت اونچی کرتا سٹائل بے بی پنک شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے اپنے کھلے شولڈر کٹ بالوں میں کیچر لگائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"آپ بھی بہت زیادہ خوبصورت ہوگئی ہیں۔" امل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو جناب کیسے مزاج ہیں آپ کے؟" عالیہ نے دانیال کے بال بکھیرتے ہوئے کہا۔

"مزاج بہت اچھے ہیں اور ہٹیں ابھی تک میں اپنی گرل فرینڈ سے بھی نہیں ملا۔" دانیال سب کو ہٹاتا اندر کی طرف بڑھا۔

عالیہ، صارم، آریان اور امل اس کی بات کو سمجھتے ہوئے مسکرا دیے۔

"چلو مجھے نہیں لگتا شو مس کرنا چاہیے۔" آریان کے کہنے پر سب سر ہلاتے اندر کو بڑھ گئے۔

"اوہو!!!!!"

"مجھے تو بھول ہی گئے سب!" دانیال نے لاؤنج کے دروازے میں کھڑے ہو کر دہائی دیتے ہوئے کہا۔

"ہا۔۔۔ جانو کیسی ہیں؟؟ اور کتنی خوبصورت ہو گئی ہیں۔۔۔ مر مک گیا میں تو آپ کو دیکھ کر۔" دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے دانیال نے ارفع بیگم کو ایک ادا سے کہا۔

"میں ٹھیک تم کیسے ہو میری جان؟" ارفع بیگم اسے گلے لگاتے ہوئے بولیں۔ سب ہی مسکرا دیے۔

"افففف کچھ جل تو نہیں رہا نہ؟؟ جیسے ہی میری جانو نے مجھے میری جان کہا تو اسی وقت یہاں سے جلنے کی بو آنے لگی ہے۔" دانیال نے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک طرف بیٹھے سہیل صاحب کی طرف اشارہ کیا۔

"جل تو میں واقعی رہا ہوں انہوں نے آج تک کبھی مجھے بھی میری جان نہیں کہا!" سہیل صاحب ناراضگی سے منہ پھلاتے ہوئے بولے۔

"اوہو بس جو جس قابل ہوا سے اتنا ہی ملتا ہے۔" دانیال نخوت سے بولا تو اس کے انداز پر سب

New Era Magazine

ہنس دیے۔

"میری بے عزتی ہی کیے جاؤ گے بدمعاش یا آ کر مجھ سے ملو گے بھی؟" سہیل صاحب کے کہنے پر دانیال دانت نکالتا ان کی طرف بڑھا۔

"چلو مل ہی لیتے ہیں رقیبوں سے بھی!" دانیال نے یوں کہا کہ گویا احسان عظیم کر رہا ہو۔ امل بھی ارفع بیگم سے مل کر سہیل صاحب کی طرف بڑھی۔ خوش گوار ماحول میں سب نے کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران بھی صارم وقتاً فوقتاً عالیہ کی جانب دیکھتا رہا۔

صارم کی نظروں کو بخوبی محسوس کرتے ہوئے بھوری آنکھیں اٹھیں اور مقابل کی گہری سیاہ آنکھوں میں اتر گئیں۔ عالیہ کے چہرے پر دھنک کے سارے رنگ اتر آئے۔ صارم نے محبت سے یہ منظر دیکھا اور مزید اسے تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ آریان مکمل طور پر امل کو نظر انداز کیے ہوئے تھا اس کی تمام توجہ کھانے کی طرف تھی اگر وہ سیر تھا تو وہ بھی سوا سیر تھی۔ امل بھی مزے سے اسے اگنور کیے فلک اور عالیہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ جبکہ دانیال کے لیے اس وقت کھانے سے اہم کوئی کام نہ تھا۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ امل، فلک اور عالیہ نے مل کر چائے تیار کی۔ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ عالیہ نے چائے بنائی اور ان دونوں نے باتیں۔ چائے کے دوران بھی وہ ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے۔ ارفع، عائشہ اور اسماء بیگم کی اپنی باتیں جاری تھیں جن میں آس پڑوس کی خبریں، کھانا پکانا، حالات، بچوں کی پڑھائی وغیرہ شامل تھیں تو دوسری طرف مردوں کی بزنس اور سیاست کی باتیں جاری تھیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

پچھلے کچھ دنوں سے موسم برسات اپنے جوبن پر تھا۔جولائی کا آخری ہفتہ چل رہا تھا۔بارش کے سبب ہوا میں ہلکی ہلکی نمی موجود تھی۔شام کے وقت کھلی فضا میں کھڑے یہ ہوا بہت بھلی معلوم ہورہی تھی۔

امل،فلک،دانیال اور عالیہ بھی اس وقت لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

"کتنا پیارا موسم ہورہا ہے نہ بھابھی؟؟"فلک نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔"عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپی وہ دیکھیں صارم بھائی ٹیرس پر کھڑے آپ کو دیکھتے ہی جارہے ہیں۔"امل کے کہنے پر عالیہ بوکھلا گئی۔

"افففف کیا وہ ابھی بھی دیکھ رہے ہیں؟"عالیہ نے سرخ ہوتے چہرے کو چھپاتے ہوئے پوچھا۔

"جی اور اتنی محبت ہے ان کی نظروں میں کہ میں آپ کو کیا بتاؤں!"دانیال نے فلک اور امل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہا۔۔۔انہیں شرم نہیں آتی؟"عالیہ اب کہ ڈوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھ چکی تھی۔

"بھابھی ہا!!بھائی کہہ رہے ہیں عالی سے کہو میرے کمرے میں آئے۔"فلک نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے حیران ہونے کی اداکاری کی۔

"پلیز انھیں کہو نہ کریں نہ!!!"عالیہ منمنائی۔

امل،فلک اور دانیال کے ہنسنے پر عالیہ نے گھونگھٹ اٹھا کر انہیں دیکھا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہورہے تھے۔اگلے ہی لمحے اس نے مڑ کر خالی ٹیرس کو دیکھا۔

"بدتمیزو!! میرا اسانس سوکھ گیا تھا تم لوگوں کی وجہ سے!!" عالیہ جوتا اٹھا کر دوڑی تو امل، فلک اور دانیال ہنستے ہوئے لان میں ہی بھاگنے لگے جبکہ عالیہ جوتا اٹھائے ابھی بھی ان کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ آسمان پر چھاتے چاند نے مسکراتے ہوئے اس لمحے کو وقت کے باب میں قید کر دیا۔

"اور یادوں سے رہائی ممکن نہیں ہوتی"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"آریان بیٹا تم اب بزنس کو چھوڑ دو وہ سب اب صارم سنبھال لے گا تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔" فرحان صاحب نے شفقت سے کہا۔

"پر۔۔۔۔"

"کوئی پر ور نہیں!! منع کر دیا سو کر دیا۔ ابھی تو آپ مینیج کر رہے ہو پر جلد ہی آپ کے فائنلز ہونے والے ہیں۔ تب کیا کرو گے؟ صارم ہے بیٹا وہ سنبھال لے گا اتنی سی بات بھی نہیں مانو گے میری؟" فرحان صاحب نے خفگی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔" آریان ہار مانتے ہوئے بولا۔

"یہ ہوئی نہ بات!!" فرحان صاحب آریان کا کندھا تھپکتے ہوئے بولے۔

"چلو بھئی تھک گئے ہو گے آپ سب لوگ۔ مانا کہ کل سنڈے ہے مگر اب ساری رات تو جاگنے سے رہے نہ؟ چلو شاباش ایسا کرو دانیال آج تم آریان کے ساتھ رک جاؤ اس کے ساتھ سیٹنگ کروا دینا اور امل تم اور فلک مل کر عالیہ کا ہاتھ بٹا دینا۔ زیادہ کام نہیں ہے مگر وارڈروب

وغیرہ سیٹ کروادینااور کمپنی بھی دے دینا۔" عائشہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں تو امل اور دانیال کی باچھیں کھل گئیں۔

"ضرور!" دونوں ایک زبان بولے پھر ایک ساتھ مسکرا دیے۔

"باجی ایسے کیسے یوں تنگ کریں گے آپ کو۔" اسماء بیگم ان دونوں کی ماں تھیں ان کے مزاج کو خوب جانتی تھیں۔

"کیا مطلب پہلے بھی تو اکثر ویکینڈ پر رہتے ہیں ایک ساتھ کبھی فلک آپ کے گھر اور کبھی یہ دونوں یہاں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو تم ایسے کہہ رہی ہو۔" عائشہ بیگم خفگی سے بولیں۔

"بلکہ تم لوگ بھی یہیں رک جاؤنہ۔" فرحان صاحب بولے۔

"نہیں بھائی ہم تو جارہے ہیں گھر میں بھی کافی کام ہیں۔" شاہ زیب صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔

"اور خبردار تنگ کیا تو۔۔" اسماء بیگم وارن کرتے ہوئے بولیں۔

"یس باس آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔" دانیال سلیوٹ کرتے ہوئے بولا تو اس کے انداز پر سب مسکرا دیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"امل یار کافی ہی بنا دو پلیز۔۔۔" عالیہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولی۔

"اوکے!" امل نے اٹھتے ہوئے کہا تو عالیہ کی آواز پر رکی۔

"اور ایک کام کرنا دو کپ بنا لینا آریان کو بھی اس ٹائم کافی پینے کی عادت ہے اسے بھی دے

آنا۔"

"جی ٹھیک ہے۔۔"امل مسکراتے ہوئے بولی۔

"ایک کپ میرا بھی۔۔"فلک بیڈ پر گرتے ہوئے بولی۔

"دس منٹ دو مجھے۔۔"امل مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

ہمم۔۔۔۔لالالا۔۔۔

اے دل ٹھہر جا جینے کی کوئی تو وجہ ڈھونڈھ لے۔۔گھبرانا غم سے اپنے خوشی کا تو پتا ڈھونڈھ لے۔۔۔

تو پیار کر۔۔اظہار کر۔۔۔۔ہے پیار ہی۔۔۔

غم کی دوا۔۔۔سن لے ذرا!!!سن لے ذرا!!

اے میرے دل سن لے ذرا۔۔!!

امل گنگناتے ہوئے انہماک سے کپ میں کافی پھینٹ رہی تھی۔آریان جو کہ کافی کا ہی بولنے کچن کی طرف آیا تھا مسکراتے ہوئے ہاتھ باندھ کر دروازے ہی کے پاس کھڑا ہو گیا۔امل اس کی آمد سے بے خبر گنگنا رہی تھی۔

اہم اہم۔۔۔

چھو کے مجھے تو پہچان لے گا۔۔

لمحہ تیرا ہی گزرا ہوں میں۔۔

ڈھونڈھ لے جو کھو گیا۔۔

میں ہوں تیرا وہ راستہ۔۔

سن لے ذرا!! سن لے ذرا۔۔۔!!

آریان کی آواز پر امل کا کافی پھینٹتا ہاتھ تھم گیا۔

"آہ۔۔۔تم؟؟ وہ میں وہ ایسے ہی۔۔۔"امل بوکھلا ہی تو گئی تھی۔

"اچھا گا لیتی ہو۔"آریان مسکراتے ہوئے بولا۔

"تمھیں اس سے مطلب میں جیسا بھی گاؤں؟؟"امل آریان کو گھورتے ہوئی بولی۔

"کس بات کی ناراضگی ہے میں پوچھ سکتا ہوں؟"آبرو اچکاتے ہوئے آریان نے پوچھا۔

"تم پوچھ چکے ہو۔"امل نے غصے سے کہتے ہوئے برنر اون کیا۔

"تم ناراض ہو امل؟"آریان اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا مجھے نہیں ہونا چاہیے؟"امل بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"نہیں!! تمھیں یہ حق نہیں حاصل۔۔تم مجھ سے بات کلئیر کر سکتی ہو۔مگر مجھے اپنی اس ناراضگی کی وجہ تو بتاؤ؟"آریان اسے ایک طرف کرتا خود کافی بنانے لگا۔

"کوئی ایک بات ہو تو بتاؤں؟؟میں بتانے بیٹھی تو صبح ہو جائے گی!"امل نروٹھے لہجے میں بولی۔

"میں سن سکتا ہوں زندگی بھر تک!"آریان سنجیدگی سے بولا۔

"تم بہت بدل گئے ہو۔وقت نے تمھیں بہت بدل دیا ہے۔"وہ اس سے شکوہ کر رہی تھی یا اسے بتا رہی تھی وہ سمجھ نہ پایا۔

"وقت بہت ظالم شے ہے۔کب،کیسے اور کس طرح جینا ہے سب سکھا دیتا ہے۔" آریان سنجیدگی سے بولا۔پھینٹی ہوئی کافی دودھ میں ملی تو ایک دم ہی دودھ کا رنگ بدلا۔

"تم بہت سیریس باتیں کرنے لگے ہو اور اب ایسے رہتے ہو جیسے مرچیں چبائی ہوں۔" وہ اس سے شکوہ کر رہی تھی۔ وہ دھیرے سے مسکرا دیا ڈمپل ابھر کر معدوم ہوا۔

"سریسلی؟؟؟" آریان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مذاق نا اڑاؤ!!" وہ چڑ کر بولی۔

"نہیں میں پوچھ رہا تھا۔" آریان سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"تم مجھ سے بات بھی نہیں کر رہے تھے پتا ہے مجھے کتنا فیل ہوا تھا؟ اگر اسی غم میں میں مر جاتی تو؟" امل سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے بولی۔

"کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا یہ حقیقت ہے لوگ جینے کے لیے کوئی نہ کوئی وجہ ڈھونڈھ ہی لیتے ہیں۔ ادھر نہیں تو ادھر سہی ادھر نہیں تو کہیں اور سہی!! سنو امل۔۔۔ کسی کے چلے جانے سے کوئی نہیں مرتا انسان کو جینا پڑتا ہے اپنے لیے نہیں تو دوسروں کے لیے۔" بات کڑوی ہی سہی مگر درست تھی۔ اس نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔

"تم اچھی تقریر کر لو گے اگر کبھی کرنی پڑے۔" امل مسکراتے ہوئے بولی۔

"تو ابھی بھی ناراض ہو؟ یا کوئی اور وجہ باقی ہے؟ یا کوئی الزام؟؟" آریان کافی کپوں میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"نہیں اب ٹھیک ہے۔" امل نے مسکراتے ہوئے ڈش اٹھائی۔

"شکر ہے!" آریان ہنستے ہوئے بولا۔ اس رات دو دلوں میں موجود غلط فہمیاں ختم ہو گئی تھیں۔

غلط فہمیاں خود بخود ہی ختم نہیں ہوتی انہیں ختم کرنا پڑتا ہے۔ کسی ایک کو جھکنا ہی ہوتا ہے۔ انا

کے پجاری تہی دامن ہی رہ جاتے ہیں۔ مگر جو جھک جاتے ہیں وہ فتح یاب ہوتے ہیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اسے نیند میں ہی خود پر ایک بوجھ محسوس ہوا۔اس نے ہلنے کی کوشش کی مگر وہ ہل نہ پایا۔آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہوا۔ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہونے لگا۔۔اس نے ہلنے کی کوشش کی مگر اٹھ نا پایا۔۔اسے اپنا آپ جکڑا ہوا محسوس ہوا۔۔اس نے خود کو آزاد کرانے کی کوشش کی مگر بے سود۔۔پھر آہستہ آہستہ اسے سب یاد آنے لگا۔۔۔رات کا منظر اس کے ذہن کے پردوں پر لہرایا۔۔
وہ کافی پینے کے ساتھ ساتھ ضروری کام نپٹا کر سوتے ہوئے دانیال کے ساتھ سونے کے لیے لیٹا تھا تو اس کا مطلب۔۔

"ہٹو پیچھے!!"آریان نے پوری طرح خود پر لیٹے دانیال کو ہٹانا چاہا۔مگر وہ تو شاید نشہ کر کے سویا تھا۔آریان نے جھنجھلا کر ادھر ادھر دیکھا۔رات کا تیسرا پہر تھا۔

"کیا مصیبت ہے یار تجھے ہٹ پیچھے!"ایک دفع پھر اس نے دانیال کو ہٹانا چاہا مگر بے سود۔۔۔۔

پہلے تو صرف اس کا بازو اور ایک ٹانگ ہی آریان پر تھی اب آریان اسے ہوا میں دوسری ٹانگ بلند کرتے ہوئے بھی دیکھ چکا تھا۔

"نہیں۔۔۔"اس سے پہلے آریان اسے روک پاتا دانیال اس پر حاوی ہو چکا تھا۔

New Era Magazine

"اس نے مجھے اپنا سرہانا سمجھ لیا ہے۔" آریان بڑبڑایا۔

اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ جبکہ کمرے میں گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ دانیال کے خراٹے بھی گونج رہے تھے۔

"دفع ہو کیا مصیبت ہے؟" آریان نے اسے زور سے دھکا دیا تو وہ دھڑام سے زمین پر گرا۔

"ککک۔۔کیا ہوا؟ کیا ہوا؟" دانیال بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ابھی تو کچھ نہیں ہوا تھا مگر تو جس طرح مجھ پر چڑھائی کر رہا تھا نا؟؟ اگر کوئی آ جاتا تو میری جنس مشکوک ہو جانی تھی۔" آریان کمبل ہٹاتے ہوئے غصے سے بولا۔

"ہیں؟؟؟ میں تو سو رہا تھا۔" دانیال حیرانی سے بولا۔

"نہیں تم سو نہیں رہے تھے تم مجھے فلک سمجھ رہے تھے۔" آریان اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"کمینے!!! رک ذرا!" دانیال اٹھتے ہوئے بولا۔

"چھوڑ مجھے گدھے میں فلک نہیں ہوں۔" آریان خود کو چھڑواتے ہوئے بولا۔

"مر ادھر میں صوفے پر ہی سو جاؤں گا۔" دانیال اسے بیڈ پر دھکا دیتا اپنا سرہانا سنبھالتا صوفے پر چلا گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"پاں۔ں۔ں۔ں۔۔۔ں۔ں۔۔۔ٹی ٹی ٹی ٹی۔۔۔" الارم کی پھاڑ کھانے والی آواز پر آریان نے آنکھیں کھولتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دور کالونی کی مسجد میں امام صاحب اذان دے رہے تھے۔ دانیال آریان سے بدلہ لینے کی خاطر اس کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھے موبائل میں الارم سیٹ کرتا خود کانوں میں روئی ڈالے بے خبر سو رہا تھا۔ آریان نے الارم کی چنگاڑتی آواز کو بند کیا۔ فجر

کاوقت ہو چکا تھا سو آریان نے بھی نماز پڑھنے کی خاطر بستر چھوڑ دیا۔

"یہ بدھو نا بھی رکھتا تو بھی میں نے جاگنا تو اسی ٹائم پر تھا۔ چچ۔۔پلان فیل۔"آریان نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

دور امام صاحب اب کہہ رہے تھے۔

"اصلاۃُ خیرُ من النوم!"(نماز نیند سے بہتر ہے۔)

مگر ہم اس لمحے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔رب کا پیغام نہیں سن رہے ہوتے۔موذن بلا رہا ہوتا ہے۔۔

"آؤ فلاح کی طرف۔۔آؤ کامیابی کی طرف"

مگر ہم ہر شے سے بے خبر خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے ہیں رب کی یاد سے بے خبر۔۔۔رب کی عطا سے بے خبر۔۔۔ہم انسان بہت ناشکرے ہیں۔کسی بھی حال میں خوش نہیں رہ سکتے۔کچھ نا کچھ پانے کی مزید چاہ رہ ہی جاتی ہے۔رب کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے اس کا شکر ادا کرو گے تو ہی یہ بے چینی اور بے سکونی ختم ہو گی۔

قرآن میں ارشاد ربانی تعالی ہے:

"بیشک اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا اطمینان ہے۔"(رعد:۲۸)

جب انسان سو رہا ہوتا ہے تو شیطان تین لگا میں ایسی باندھتا ہے جو انسان کو بستر سے اٹھنے نہیں دیتیں۔

پہلی لگام تب کھلتی ہے جب انسان بیدار ہونے کی دعا پڑھ لیتا ہے!

دوسری لگام وضو کرتے وقت کھل جاتی ہے!

www.neweramagazine.com

اور تیسری اور آخری لگام نماز پڑھتے وقت کھلتی ہے!

"دانی!!!اٹھو۔۔۔"آریان وضو کر چکا تھا اب دانیال کو اٹھانے کا مقصد اسے بھی اپنے ساتھ مسجد لے جانا تھا۔

"کیا ہے؟؟"جب آریان نے دانیال کے چہرے پر بوتل سے پانی کا چھڑکاؤ کیا تو وہ ایک دم ہی اٹھ بیٹھا۔

"نماز پڑھنے چلو میرے ساتھ وضو کرو جلدی۔"آریان بال سنوارتے ہوئے بولا۔

"ار یو کریزی؟"دانیال آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

"جو پوچھنا ہو راستے میں پوچھ لینا۔فلحال جلدی اٹھ کر اپنا حلیہ درست کرو اور وضو کرو کیوں کہ میں تمہیں بخشنے والا نہیں ہوں آج۔"

آریان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھی قسم کی رعایت نہیں دینے والا۔

"جاؤں گا تو ایسے ہی جاؤں گا ورنہ نہیں۔۔۔"دانیال ڈھٹائی سے بولا۔اس وقت وہ بنیان ٹائپ شرٹ اور شارٹز پہنے ہوئے تھا۔

آریان نے ایک نظر اس کے حلیے کو دیکھا اور دوسری نظر گھڑی پر ڈالی اگر وہ اسے سمجھانے بیٹھتا تو دیر ہو جانی تھی۔آریان نے یہی غنیمت جانی کہ کم از کم وہ جا تو رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔وضو کر کے جلدی نیچے آجاؤ۔"اسے باتھروم میں جاتا دیکھ کر آریان نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"آریان اتنے سارے جوتے پڑے ہیں یہاں اگر میرا جوتا گم ہو گیا؟؟"مسجد کے باہر جوتے

پڑے دیکھ کر وہ پریشانی سے بولا۔

"چپ کر کے چلو۔" آریان اسے گھورتا ہوا بولا۔ دانیال جمائی روکتا بے زار سا مسجد میں داخل ہوا۔ صبح کا وقت تھا دل فریب اور من موہ لینے والی ہوائیں چل رہی تھیں، چرند پرند رب کی تسبیح کرنے میں مشغول تھے۔ دانیال نے ادھر ادھر دیکھا۔ ایک باریش سے بزرگ کے ساتھ کھڑا آریان اسے جلد ہی نظر آ گیا۔ بزرگ کے چہرے کی نورانیت انہیں منفرد بنا رہی تھی۔ دانیال چلتا ہوا ان تک آیا۔ ارد گرد صفیں درست کرتے لوگوں نے ناگواری سے اسے دیکھا مگر وہ کندھے اچکاتا آگے بڑھ گیا۔

"السلام علیکم!" دانیال نے ادب سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بچے کیا حال ہیں آپ کے؟" وہ اس قدر محبت بھرے لہجے میں بولے کہ دانیال کو ماننا ہی پڑا کہ جس قدر خوبصورت ان کا چہرہ ہے اس سے کہیں زیادہ خوش اخلاق وہ خود ہیں۔

"میں ٹھیک آپ سنائیں؟" یہ شاید ان کی محبت کا ہی اعجاز تھا کہ دانیال بھی آرام سے بلا جھجھک ان سے بات کر رہا تھا۔

"الحمد للہ بیٹا۔ شکر اس رب کا وہ جس حال میں رکھے۔" وہ شفیق مسکراہٹ لیے بولے۔

"بیٹا آپ پہلی بار آئے ہو تو رعایت ہے ورنہ نماز پڑھتے ہوئے لباس پورا پہنتے ہیں۔ جیسے آریان بیٹے نے پہنا ہے۔" ان کی بات پر آریان مسکرا دیا۔ اسی لیے تو اس نے دانیال کو سمجھایا نہیں تھا جانتا تھا کہ مولوی صاحب اسے خود سمجھا دیں گے۔

"میں نے کون سا دوبارہ آنا ہے؟" دانیال نے دل میں سوچا اور سر ہلا دیا۔

"شاباش بہت اچھے بیٹا۔" مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔ جو بہت جلد اس کی سوچ کو غلط ثابت

کرنے والی تھی۔ہر انسان کی زندگی میں ایک لمحہ ایسا ضرور آتا ہے کہ وہ اس لمحے کو بار بار جینا چاہتا ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

نماز کے بعد وہ واک کے لیے نکل پڑے تھے۔
"اوہ تم روز اس ٹائم اٹھتے ہو کیا؟؟"آریان کے ساتھ چلتے ہوئے دانیال بولا۔
"الحمداللہ۔"آریان اطمینان سے بولا۔
"تو کیا تمہارا دل نہیں کرتا کہ تم سو؟؟آئی مین اتنی مزے کی نیند کون قربان کر سکتا ہے؟"وہاں حیرانی ہی حیرانی تھی۔
"دل کرتا ہے نا بہت کرتا ہے۔مگر ہمیشہ وہی نہیں ہوتا جو ہمارا دل چاہتا ہے۔جیسے سب کچھ صرف چاہنے سے ہی نہیں مل جاتا اس کے لیے کوشش کرنا بھی لازم ہوتی ہے۔اسی طرح جنّت بھی صرف چاہنے سے ہی نہیں مل جائے گی۔اس کے لیے جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔"
آریان سکون سے بولا۔
"اوہ مائی گاڈ!!آریان تمہاری سوچ کتنی اچھی ہے۔"دانیال عقیدت بھرے لہجے میں بولا۔
"مما ہمیں نماز پڑھنے کا کہتی رہتی ہیں مگر فورس نہیں کرتیں ان کا کہنا ہے کسی کے کہنے پر پڑھی تو کیا پڑھی؟خود دل میں رب کی محبت ہو گی تو رب نماز کے لیے کھڑا کر دے گا۔ویسے آریان تمہیں پتا ہے میں ہر بار کہتا ہوں کل سے نماز شروع کروں گا مگر۔۔۔"
"انٹی کی بات سہی ہے۔کسی کے کہنے پر پڑھی نماز بھی کیا نماز ہوتی ہے۔آپ کو رب سے اتنی

محبت ہونی چاہیے کہ خود نماز کے لیے کھڑے ہوں۔آپ کے دل سے آواز آئے کہ یہ لمحہ ہے اسے رب کی رضا سے گزار لو۔پھر رب تمہیں دائمی لمحات دے گا جو تم اپنی مرضی سے گزارو گے۔دانی ہم کتنی بھاگ دوڑ کرتے ہیں نا؟؟صرف اور صرف اس لاحاصل اور فانی دنیا کے لیے!!تم،میں،ہم سب نے ایک دن لوٹ جانا ہے اپنے اصل کی طرف،پھر اس دنیا کی ہی پرواکیوں کریں؟؟یہ دنیا نا تمہیں کچھ دے سکتی ہے نا مجھے۔یہاں لینے کے لیے جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔مگر اگر اس دنیا میں رب کی رضا سے زندگی گزار لوگے تو کامیابی اور فلاح تمہارے قدم چومے گی۔اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی اور دانی کسی بھی کام کو کرنے کا درست وقت کل نہیں آج ہوتا ہے۔"اپنی بات کے اختتام پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"تو میں کل کتنے بجے اٹھوں؟؟"دانیال کی بات پر آریان کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"السلام علیکم!!"آٹھ بجے کے قریب اسماء بیگم اور شاہ زیب صاحب ناشتہ لے کر آگئے۔

"آرے واہ بھئی۔۔حلوہ پوریاں۔۔"سہیل صاحب اور فرحان صاحب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ان کے ساتھ ہی عائشہ بیگم اور ارفع بیگم بھی بیٹھی تھیں۔جبکہ ینگ پارٹی ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔صرف عالیہ،آریان اور دانیال جاگ رہے تھے۔آریان اور دانیال لان میں بیٹھے تھے۔جبکہ عالیہ کچن میں جوس بنا رہی تھی۔

"شکریہ اسماء باجی آپ نے تو میری خواہش ہی پوری کردی۔دل کر رہا تھا کہ حلوہ پوری کھاؤں اور وہ بھی آپ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی۔"وہ سب اگر کبھی حلوہ پوری کھاتے بھی تھے تو صرف

اسماء بیگم کے ہاتھوں کی بنی ہوئی کھاتے تھے۔ان کے ہاتھوں کی بنی حلوہ پوری ہوتی ہی اتنی لذیز تھی کہ کھانے والا انگلیاں ہی چاٹتا رہ جاتا تھا۔

"اور دیکھیں مجھے پتا چل گیا کہ میرے بھائی کو پوریاں کھانی ہیں۔"اسماء بیگم مسکراتے ہوئے فرحان صاحب سے مخاطب ہوئیں۔

"عالیہ بیٹا۔۔۔"

"جی۔۔"اسی وقت عالیہ کچن سے نکلی۔

"ناشتہ لگاؤ بھئی ٹیبل پر۔"عالیہ نے سر ہلایا اور ہاٹ پاٹ پکڑے ملازموں کو اپنے پیچھے ہی کچن میں آنے کا اشارہ کیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"یار آج کوئی اسپیشل دن ہے نا؟؟ مجھے یاد نہیں آرہا۔"اچانک دانیال کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"امم مجھے تو نہیں پتا۔"آریان مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔جانتا تھا اب دانیال اتنی آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

"وہ آج میرے یار کی برتھڈے ہے۔"دانیال جھومتے ہوئے بولا۔

"تو؟"آریان سکون سے بولا۔

"چل تو پوچھ ہی رہا ہے تو بتا دیتا ہوں آرام سے۔۔۔شرافت سے مجھے ٹریٹ دو۔"دانیال کے مطالبے پر آریان دانت پیس کر رہ گیا۔

"وجہ؟"آریان اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"تو بائیس کا ہو گیا ہو ووو۔" دانیال پھر سے جھومنے لگا۔

"ایک شرط پر۔۔۔" آریان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"دیکھو جان مانگ لینا ٹریٹ نہیں۔" دانیال ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"ایک ماہ بعد ہے نا تم تینوں کی برتھڈے۔۔" آریان سوچتے ہوئے بولا۔

"نہیں!!!" دانیال فورا بولا جانتا تھا کہ شرط کیا ہو گی۔

"تم لوگ مجھے ٹریٹ دے دینا میں تم لوگوں کو دے دوں گا۔" آریان سکون سے بولا۔

"ٹھیک ہے ڈن باس۔۔۔" دانیال کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"کیا کر رہے ہو تم؟؟" آریان نے حیرانی سے دانیال کو دیکھا جو سوتی ہوئی فلک کی مختلف اینگلز سے تصویریں بنا رہا تھا۔

"آریان فلک کو غور سے دیکھ لو۔ دن میں میک اپ کر کے خوبصورت بنتی ہے ورنہ اس وقت چیک کر و یار یہ کچھ عجیب نہیں لگ رہی؟؟" دانیال کی آواز سرگوشی سے کم نا تھی۔ اس کی بات سن کر آریان کا دل چاہا یا اپنا سر دیوار میں دے مارے یا اس نمونے کو دیوار میں دے مارے۔

"مقصد بتاؤ؟؟" آریان اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"اسٹیٹس لگاؤں گا نا یار اس کی برتھ ڈے پر!" چہرے پر خبیث مسکراہٹ سجاتے ہوئے دانیال نے کہا۔ آریان نے ایک نظر فلک کو دیکھا جو سوتے میں بھی معصوم سی لگ رہی تھی اور دانیال کو تو بس اس بیچاری کو تنگ کرنے کا بہانہ چاہیے ہوتا تھا۔ بیچاری دن کے وقت بھی اچھی بھلی

لگ رہی ہوتی تھی تب بھی دانیال یونہی اس کی عزت افزائی کرتا کہ وہ بیچاری کڑھ کر رہ جاتی۔
حالانکہ دانیال یہ بات بہت اچھے سے جانتا تھا کہ امل اور فلک میک اپ ہی نہیں کرتی تھیں۔
"اب تم کیا کر رہے ہو؟؟"آریان کو امل کی طرف بڑھتا دیکھ کر دانیال نے پوچھا۔
"تم میری بہن کا فوٹو شوٹ کرواور میں تمہاری بہن کو بخش دوں ناممکن۔"آریان نے اسے چڑاتے ہوئے کہا جبکہ دانیال جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے جب ہی تو وہ اپنی ہنسی دبانے میں ناکام ہو رہا تھا۔آریان نے کیمرہ اون کرتے ہوئے امل کا کمبل ہٹایا مگر یہ کیا۔۔۔؟
اگلے ہی لمحے دانیال ہنستے ہوئے رکوع اور اس کے بعد سجدے میں جا چکا تھا۔آریان نے حیرت سے کیمرے میں کیپچر امل کے پاؤں کی تصویر دیکھی۔
"یہ اب بھی ایسے ہی سوتی ہے کیا؟" آریان نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
"ہاں ناسوتی سیدھا ہے اور صبح اس پوزیشن میں ہوتی ہے۔ہمیں تو عادت ہے اس لیے ہم اس طرف جانے کا تکلف ہی نہیں کرتے۔" آریان نے اس پر کمبل سیدھا کیا اور مسکراتے ہوئے اٹھا۔
"ریڈی؟؟"آریان نے پوچھا۔
"گو۔۔۔"دانیال اور آریان ایک ساتھ بولے۔
"امل۔۔۔فلک۔۔۔"دونوں اتنا اونچا بولے کہ ایک دم ہی امل اور فلک جھٹکے سے اٹھ بیٹھیں۔ایسا کرنے سے ان کے بال ان کے چہروں پر آ گئے۔اب چیخنے کی باری دانیال کی تھی۔
وہ چلاتے ہوئے باہر کو دوڑ گیا۔
"بھ۔۔۔بھوتنیاں۔۔"آریان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"کلک۔۔۔کیا ہوا؟؟"وہ دونوں بوکھلا گئیں۔

"ناشتہ تیار ہے آجاؤ جلدی فریش ہو کر۔۔"آریان سنجیدگی سے کہتا باہر کو بڑھ گیا کیوں کہ اب اگر تھوڑی دیر بھی ادھر رہتا تو اپنی ہنسی پر شاید قابو نا رہتا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

ناشتہ سب نے خوش گوار ماحول میں کیا۔

"بھئی عائشہ بہت ظالم ساس ہو تم۔۔۔مانا کہ عالیہ اس گھر کی بہو ہے مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تم اس سے ابھی سے اتنے کام کروانے لگو۔"فرحان صاحب اخبار کے صفحے پلٹتے ہوئے بولے۔

ان کی بات پر سب ہنسنے لگے۔عائشہ بیگم کا تو منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا تھا ان کے الزام سن کر۔اب وہ بیچاری تو کتنا اسے روکتی رہی تھیں مگر عالیہ کی ضد کے سامنے انہیں ہار ماننی پڑی۔جبکہ عالیہ چہرہ جھکائے برتن اٹھا رہی تھی۔صارم نے ذرا کی ذرا اس بات پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ انگوری رنگ کی شلوار قمیض اس کے سرخ و سپید رنگ پر خوب جچ رہی تھی۔وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

عالیہ نے بھی اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

شولڈر کٹ بالوں کی درمیان سے مانگ نکال کر شیشے میں دیکھتے ہوئے اس نے خود پر ایک آخری تنقیدی نگاہ ڈالی اور باہر کی طرف بڑھی۔

پیلی شارٹ فراک اور جینز میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔میک اپ وہ پہلے بھی نہیں کرتی تھی۔فلک بھی پیلے ہی کلر کی فراک پہنے
ہوئے تھی یہ فراکس ان دونوں کو دانیال نے ہی گفٹ کی تھیں۔

"ہاہاہا یہ تم دونوں تھیں۔اوہو تم دونوں کو دور سے دیکھ کر مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ آگ کے شعلے ہیں۔مجھے لگا وہاں سامنے لان میں آگ لگ گئی۔ویسے یہ اتنا بھڑکیلا اور شوخ رنگ کس فضول آدمی کی چوائس ہے؟؟"دانیال بلکل بھول چکا تھا کہ یہ فراک اسی نے گفٹ کی ہیں۔گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑے اس نے مزے سے ان پر تنقید کی۔

"ہاہاہا۔۔۔افسوس۔۔۔خود کو ہی فضول آدمی کہہ رہے ہو!!"

"چچچ۔۔۔"امل اور فلک نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہیں؟؟؟میں نے کبب؟"دانیال اٹکا تھا۔

"ناجی ناہو ہی نہیں سکتا۔میں مان ہی نہیں سکتا بلکل بھی نہیں۔میں ایک سکہ نادوں کجا کہ فراکس۔۔۔مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا جو تم لوگوں پر پیسے اڑاتا؟؟"اور پھر پورے راستے دانیال اس بات کی سختی سے نفی کرتا رہا کہ اس نے انہیں زندگی میں کبھی کچھ لے کر ہی نہیں دیا کجا کہ کپڑے وہ بھی اتنے شوخ رنگ کے۔آریان،امل اور فلک صرف اسے گھور رہے تھے جس کی زبان فراری کے انجن کی طرح دوڑ رہی تھی وہ ابھی بھی بضد تھا کہ وہ پاگل ہر گز نہیں ہے۔فون کی بیل پر دانیال نے اپنی زبان کو بریک لگائے۔

"السلام علیکم!"

"ہاں بولو؟"

"خیریت؟"

"فادی سب ٹھیک ہے نا؟"آریان فکر مندی سے کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔میں آرہاہوں۔"اس نے عجلت میں گاڑی موڑی۔

"کیاہوا آریان سب ٹھیک تو ہے نا؟"امل نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا۔

"فہد کا فون تھا اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔اللہ کرے سب خیر خیریت ہو۔چوٹیں تھوڑی آئی ہیں اس لیے وہ گھر ہی ہے۔"وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے مصروف انداز میں بولا۔

"ٹینشن نالو سب ٹھیک ہو گا۔"دانیال کی تسلی پر آریان محض سر ہلا کر رہ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان تیزی سے گاڑی سے اترا۔

"تم لوگ چلوگے؟؟"اس نے اندر آنے کا پوچھا تھا۔

"نہیں تم جاؤ ہم ویٹ کر لیتے ہیں۔"دانیال بولا تو آریان سر ہلاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"فہ۔۔۔فہد تم تو بلکل ٹھیک ہو پھر موبائل پہ بے ہودہ مذاق کیوں کیا تھا ہاں؟؟جان نکال دی تھی میری۔۔۔"فہد کو بیرونی دروازے کے پاس کھڑے مسکراتے دیکھ کر آریان کا بیپی ہی شوٹ کر گیا تھا۔کچھ دیر پہلے تو اس نے فون پر بتایا تھا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا زیادہ بڑا نہیں تھا مگر پھر بھی چوٹیں لگی ہیں اور یہ سنتے ہی آریان کی جان فنا ہوئی تھی۔

"آف کورس!!میں ٹھیک ہوں جانی اور تمہارے سامنے ہوں۔"فہد نے شرارت سے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔تو آریان نے اس کے کندھے پر مکا مارا۔

"کمینہ!!!"وہ بڑبڑایا تو فہد ہنس دیا۔

"چل آ جا اندر آ ہی گیا ہے تو۔" فہد اسے لے کر اندر کی طرف بڑھا۔

"رک ذرا!! تیرے اکسیڈنٹ کا سن کر میں گاڑی بھگا کر لایا ہوں۔ میرے ساتھ دانی، امل اور فلک ہیں۔ وہ باہر انتظار کر رہے ہیں۔" آریان باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

"اچھا جی!! بھابھی صاحبہ اور تمہارے سالے صاحب اور جمع سالی صاحبہ آئی ہیں تو انہیں باہر کیوں روکا ہے میرے غریب خانے میں لے آتے۔ تو رک میں لاتا ہوں۔" فہد اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"بکواس نا کر۔۔" آریان دانت پیستے ہوئے بولا۔

"ہٹو میں خود لے آتا ہوں انہیں۔" آریان گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"فہد اتنا اندھیرا کیوں ہے ادھر۔۔؟؟" آریان اندر داخل ہوا تو ہر طرف اندھیرا ہی تھا۔

"چپ کر!!" فہد کا مسکراتا لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا۔

اگلے ہی لمحے پورا ہال روشن ہو گیا۔

"ہیپی برتھڈے ٹو یو!! ہیپی برتھڈے ٹو یو!!! ہیپی برتھڈے آریان!!! ہیپی برتھڈے ٹو یو!!!!"

آریان کے کچھ یونی فیلو بھی تھے اور بینش بھی وہیں موجود تھی۔ وہ بور لگ رہی تھی مگر دانیال پر نظر پڑتے ہی اس کی مسکان گہری ہوتی چلی گئی۔ دوسری طرف میز پر پڑے انواع اقسام کے کھانوں کو دیکھ کر جہاں دانیال کے منہ میں ابھی پانی بھر اہی تھا بینش کو دیکھتے ہی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ آریان نے مسکراتے ہوئے فہد کو دیکھا اور پھر اس کے پیچھے ہال کو دیکھا۔

پورے ہال میں نیلے اور سفید رنگ کے غباروں سے خوبصورت سجاوٹ کی گئی تھی۔بیک گراؤنڈ میں بہت خوبصورت انداز سے ہیپی برتھڈے آریان لکھا گیا تھا۔فہد چلتا ہوا اس تک آیا اور اس کے گلے لگ گیا۔اس نے ہنستے ہوئے آریان کو اٹھایا اور گھمانے لگا۔

"ابے چھوڑ میں تیری گرل فرینڈ نہیں ہوں۔"آریان دانت پیستے ہوئے بولا۔

"اہم اہم۔۔۔ہم بھی ادھر ہیں سو یہ لیلیٰ مجنوں نا بنو پلیز ہمیں شمیاں آرہی ہیں۔"دانیال نے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"کیسے ہو جونیئر؟" فہد آریان کو اتار کر دانیال کی طرف بڑھا۔

"ٹھیک ہوں سینئر!"دانیال بھی اس سے ملتے ہوئے اسی کے انداز میں بولا۔اسے یاد آیا کہ اس نے ابھی تک امل کو سلام نہیں کیا۔سو وہ اسی کی طرف بڑھا۔

"السلام علیکم بھابھی۔۔۔"فہد کے بولنے پر جہاں آریان کو کھانسی کا دورہ پڑا وہیں امل،فلک اور دانیال بھی حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا بولا؟؟"دانیال اسے گھورتا بولا۔

"باجی۔۔"فہد معصومیت سے بولا۔

"اچھا مجھے سننے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔"دانیال کندھے اچکاتا بولا۔

"میرا مطلب باجی کیسی ہیں آپ؟؟"آریان کے گھورنے پر فہد نے تصیح کی۔

"میں ٹھیک!"امل ابھی تک حیران تھی۔

"آئی ایم سوری۔"فہد آہستہ سے بولا۔

"پر کیوں؟"امل نے حیرانی سے پوچھا۔امل کی بات پر فہد کا ہاتھ سیدھا اپنے رخسار پر گیا۔

New Era Magazine

بے اختیار اس کے ذہن کے پردوں پر کچھ دن پہلے کا منظر لہرایا۔

"ہاں بولو؟؟ خیریت تھی اس ٹائم کیا بات کرنی ہے؟؟"یونیورسٹی کے بیک گراؤنڈ میں کھڑے فہد نے آریان سے پوچھا جو صرف اسے گھور رہا تھا۔

"کچھ پھوٹ بھی کہ ایس۔۔۔"اس سے پہلے کہ فہد کی بات مکمل ہوتی آریان کی طرف سے پڑنے والے زوردار تھپڑ پڑا اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"آئندہ تو مجھے کسی لڑکی کے آس پاس نظر نا آئے!!"آریان اسے وارننگ دیتے ہوئے بولا۔

"پر یار وہ میں صرف مذاق مذاق میں کرتا ہوں۔"

"مذاق میں بھی نہیں۔۔"آریان چبا چبا کر بولا۔

"تم نے امل کو تنگ کیا تھا نا مال میں؟ جانتے بھی ہو کہ وہ کتنی اہم ہے میرے لیے؟؟ تو سوچو جتنی لڑکیوں کو تم تنگ کرتے ہوگے وہ کس کس کے لیے اہم ہو نگی؟"آریان سنجیدگی سے بولا۔

"وہو۔۔تو یہ بات ہے بھابھی جی۔۔۔"وہ جی پر زور دیتا شرارت سے مسکرایا۔

"چپ رہ بیوقوف!"آریان دانت پیستے ہوئے بولا۔

"آئندہ پرومس کر کسی لڑکی کو تنگ نہیں کرے گا؟"

"ٹھیک ہے پر تم نے بہت زور کا مارا ہے۔"فہد شکایتی انداز میں بولا۔

"اچھا ہے نا جب جب تو کوشش کرے گا کسی لڑکی کو چھیڑنے کی تو تجھے یہ تھپڑ یاد آجائے گا۔"آریان اطمینان سے بولا۔

"کہاں گم ہوگئے ہیں فہد بھائی؟؟"فلک کی آواز پر فہد چونکا۔

New Era Magazine

"ک۔۔کچھ نہیں۔۔" فہد نے آریان کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ سنبھل کر بولا۔

"بس مجھے عقل آگئی۔میں نے اس دن مال میں آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا سو۔۔"

"ارے چھوڑیں کوئی بات نہیں۔۔" امل مسکراتے ہوئے بولی۔ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔دل میں آریان کی عزت مزید بڑھ گئی۔

"افففف میں کتنا غلط سوچ رہی تھی۔۔" سر جھٹکتے وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

" چلیں وہ میں کہہ رہا تھا رزق کو کیا انتظار کروانا؟" دانیال کہتے ہوئے کھانے کی میز تک پہنچا۔

اس کی بات پر سب ہنس دیے۔

آریان کے کیک کاٹنے کے بعد کھانا لگایا گیا جو سب نے خوش گوار ماحول میں کھایا۔

کھانے کے میز پر بینش نے دانیال کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کی تو دائیں جانب سے فلک مسکراتے ہوئے آئی اور بینش کی کھینچی ہوئی کرسی

پر بیٹھ گئی اور بیٹھنے سے پہلے فلک بینش کا شکریہ ادا کرنا بھولی۔بینش کڑھ کر رہ گئی اور پاؤں پٹختی دوسری طرف جا کر بیٹھ گئی۔دانیال زیر لب مسکرایا اور فلک اطمینان سے کھانا کھاتی رہی۔

"آریان۔۔"

"ہمم؟" فہد اور آریان لان میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔جب سب دوست جا چکے تھے۔ امل،دانیال، فلک اور بینش اندر ہال میں بیٹھے تھے۔

"آٹھ ماہ بعد ہمارا سی۔ایس۔ایس کا ٹیسٹ ہے۔" فہد سنجیدگی سے بولا۔

"اوہ ٹھیک ابھی ہفتے بعد فائنلز ہیں وہ تو نپٹا لیں پھر فارغ ہو کر اکھٹے تیاری کریں گے۔"آریان کافی کا سپ لیتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے۔"جس وقت وہ دونوں اندر گئے وہ چاروں باتوں میں مشغول تھے۔

"کیا ہو رہا ہے؟؟"آریان اور فہدان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے۔ایک طرف صوفے پر امل اور بینش بیٹھی تھیں۔جبکہ دوسری طرف دانیال کاؤچ پر بیٹھا تھا اور فلک اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔"امل نے کندھے اچکائے۔

"چلو پھر ہم چلتے ہیں۔"آریان گاڑی کی چابیاں نکالتا ہوا بولا۔

"خداحافظ ! بہت اچھا لگا ہمیں سب کچھ فہد بھائی اور بہت مزہ آیا۔تھینک یو سو مچ بھائی!"امل مسکراتے ہوئے بولی۔

"سیم ہیر!!"دانیال اور فلک ہاتھ ہلاتے ہوئے ایک ساتھ بولے۔آریان مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا۔

کچھ لوگ بہت خاص ہوتے ہیں اور اپنی انہی خصوصیات سے وہ دوسروں کے دلوں کو فتح کرنے کا بھی ہنر رکھتے ہیں۔فہد کی خوش اخلاقی نے بلاشبہ انہیں بہت متاثر کیا تھا کم از کم گھر پہنچنے تک تو ان کی ہر بات فہد بھائی سے لے کر فہد بھائی پر ہی ختم ہو رہی تھی۔آریان صرف مسکراتے ہوئے انہیں سن رہا تھا۔واقعی زندگی میں مخلص دوستوں کا کوئی نعمل البدل نہیں ہوتا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اب تم دونوں کدھر جا رہی ہو؟؟"دانیال فریش ہو کر لان کی طرف آگیا۔تھوڑی ہی

دیر گزری تھی کہ فلک گیٹ سے آئی اور اسے دیکھے بغیر اندر کی طرف بڑھ گئی۔ دانیال نے کندھے اچکائے اور پھر سے اپنے کام میں لگ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ دونوں باہر آتی نظر آئیں۔ شاید انہوں نے دانیال کو دیکھا نہیں تھا۔ وہ دونوں ہیلمٹ پہنتی بائیک پر آگے پیچھے سوار ہوئیں۔

دانیال کے پوچھنے پر حیران سی فلک نے اسے مڑ کر دیکھا تھا جو امل کے پیچھے بیٹھ رہی تھی۔

"ہاں ہمیں ذرا کام ہے تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔" فلک نے محتاط لہجے میں کہا۔

"ٹھیک۔" انہیں اوپر سے نیچے شکی نظروں سے گھورتے ہوئے وہ پھر اپنے کام میں لگ گیا اور وہ دونوں تیزی سے بائیک اس کے پاس سے گزار لے گئیں۔

"پر لینا کیا ہے؟؟" مال میں داخل ہوتی امل نے فلک سے پوچھا۔

"یا تم گھڑی لے لو یا میں لے لونگی دوسرے آپشن میں پرفیوم رکھ لیتی ہیں۔ یہ ٹھیک رہے گا نا؟" فلک آبرو اچکاتے ہوئے بولی۔

"یہ بہتر رہے گا۔" وہ مسکراتی ہوئیں مال کی ایک دکان میں داخل ہوئیں۔

"ویسے دانی کا گفٹ کیا ہوگا؟؟ کچھ آئیڈیا ہے تمہیں؟؟" امل نے فلک سے پوچھا۔

"فضول ہوگا دیکھ لینا!" فلک اسے گفٹ پیک کرتے دیکھ چکی تھی مگر ابھی تک گفٹ سے ناواقف تھی۔ امل نے ایک بہت خوبصورت میلز واچ پیک کروائی اور فلک نے ایک مسحور کن پرفوم پیک کروایا۔ بل کی ادائیگی کے بعد وہ دونوں واپسی کے لیے ہو لیں چونکہ رات ہونے والی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

جس وقت امل اور فلک آریان کو گفٹ دے کر اس کے کمرے سے نکلیں اسی وقت سامنے سے دانیال آرہا تھا۔ گرتے، پڑتے بہت مشکل سے وہ اتنا بڑا ڈبہ اٹھائے ہوئے تھے۔اتنا بڑا تحفہ دیکھ کر امل اور فلک کو اپنے دیے تحفے چھوٹے ہی لگے۔منہ بسورتے ہوئے انہوں نے دانیال کو آریان کے کمرے میں جاتے دیکھا۔فلک پاؤں پٹختی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور امل کندھے اچکاتی اپنے گھر ہولی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان ابھی فریش ہونے جا ہی رہا تھا کہ اچانک ٹھک، ٹھک کی آواز پر اس نے دروازے کی طرف دیکھا کوئی تھا جو باہر سے دروازے کو دھکے لگا رہا تھا۔آریان کی شرٹ کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے اس نے تولیہ ایک کندھے پر منتقل کیا اور دروازے کی طرف گیا۔ایک ہی لمحے میں اس نے دروازہ کھولا تھا۔سامنے اتنا بڑا ڈباہوا میں معلق دیکھ کر آریان ہق دق رہ گیا پھر اس کی نظریں نیچے کو گئیں تو اسے دانیال کی ٹانگیں دکھیں۔

"ہٹو پیچھے میں آرہا ہوں۔"وہ یہ بات دوسری بار کہہ چکا تھا مگر دونوں بار ڈبے نے اسے اندر نا آنے دیا۔

"آؤ۔"آریان ایک طرف ہوا۔

ایک۔۔۔۔

دو۔۔۔۔

اور یہ تین۔۔

New Era Magazine

"ہائے اماں۔۔۔" دانیال زمین پر پڑا تھا اور ڈبا اس کے ہاتھ سے دور جا گرا تھا۔ آریان نے مسکراہٹ دبائی اور آگے بڑھ کر اسے ہاتھ سے اٹھانا چاہا۔ دانیال نے محبت سے اسے دیکھا کتنا خیال رکھتا تھا وہ۔۔۔

"ہائے قربان!!" دل میں سوچ کر اس نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔

"خبیث۔۔" دانیال چیخا تھا کیونکہ ایک بار پھر وہ زمین پر تھا۔

"لعنت ہو!" دانیال بڑبڑایا۔

"کس پر؟" آریان نے مسکراہٹ دبائی۔

"مجھ پر جس نے اچھا سوچا۔"

"تم نا سوچا کرو کچھ اچھا سوچنا سوٹ نہیں کرتا تم پر۔" وہ ہنسا تھا وہ بھی ساتھ ہنس دیا۔

"بیبی۔۔۔ بٹن بند کر میری جنس مشکوک نا کر۔" وہ اسے اسی کی بات لوٹا چکا تھا۔

"تو آیا ہے میں تو نہانے جا رہا تھا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"جا رہا ہوں۔" دانیال پاؤں پٹختا بڑبڑاتا وہاں سے چلا گیا۔ آریان نے دروازہ بند کیا اور فریش ہونے چلا گیا۔ تولیے سے نم بال رگڑتے وہ باہر آیا تو اس کی نظر ایک طرف پڑے گفٹس پر پڑی۔ گہرا سانس بھرتے تولیے کو ایک طرف رکھتے وہ گفٹس کی طرف آیا۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے امل کا دیا گفٹ اٹھایا۔ اس پر ہیپی برتھڈے آریان لکھا تھا وہ مسکرا دیا۔۔

پھر نفاست سے گفٹ کھولنے لگا۔ امل کا دیا تحفہ دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔ اس نے اسے گھڑی ہی تحفے میں دی تھی۔ اس نے گھڑی نکال کر پہنی۔ وہ بہت بیش قیمتی گھڑی تھی۔ آریان نے اس کی پسند کو داد دی۔ پھر فلک کا تحفہ کھولا اس میں بہت مسحور کن پرفیوم تھی۔ اسی طرح وہ فہد اور

باقی سب کے دیے تحفے کھولتا رہا۔سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔اب ایک کونے میں پڑا دانیال کا دیا ڈبہ پڑا تھا۔

"ویسے حیرت ہے یہ اتنا سخی کیسے ہوا؟" خود سے کہتے وہ ڈبے تک آیا اور اسے کھولا۔

نیچے ایک اور ڈبہ برآمد ہوا۔آریان نے آنکھیں میچیں۔

"تو کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔"دوسرے کے بعد تیسرا۔۔

"دانی!!"اس نے دانت پیسے۔

پھر چوتھا۔۔اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر خود کو ریلیکس کیا۔

پانچواں۔۔

چھٹا۔۔

ساتواں۔۔

آٹھواں۔۔

اس کی ہمت جواب دے رہی تھی۔نوواں ڈبہ بالآخر آخری ڈبہ تھا اس نے سکون کا سانس لیا۔اب وہ بڑا ڈبہ نہیں تھا جو دانیال لایا تھا اب وہ ایک منی باکس رہ گیا تھا۔آریان نے ڈبہ کھولا۔وہ حیران رہ گیا۔ڈبے کی تہہ پر ایک فریم پڑا تھا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے وہ فریم اٹھایا۔وہ اس کی اور دانیال کی تصویر تھی۔آریان اسے کسی بات پر گھور رہا تھا جبکہ وہ گردن پیچھے گرائے ہنس رہا تھا۔یہ بہت خوبصورت منظر تھا۔

اس نے فریم کو الٹا کیا جس کے ساتھ ایک کاغذ چپساں تھا۔

"دیکھو تم جانتے ہو میں ایک انتہائی غریب آدمی ہوں اور بہت مشکل سے گزر بسر کرتا ہوں۔

New Era Magazine

تمہیں تحفے تو وہ دیں جو امیر ہیں۔ہم ٹھہرے غریب لوگ تو ہماری طرف سے یہ نذرانہ قبول کریں۔ویسے میں سوچ یہ رہا تھا کہ تمہیں گفٹ کی کیا ضرورت؟؟تمہارے پاس تو ایک جیتا جاگتا گفٹ ہے!!! ارے میں یار اف کورس ہاہاہا۔"آگے بھی اس نے ایسی ہی باتیں لکھیں تھیں یعنی اپنی تعریفیں۔۔۔۔

آریان مسکرا دیا۔اسے یہ تحفہ بہترین لگا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اوہو! شٹ مجھے نیند کیوں آگئی اب یہ ٹاپک کیسے یاد کرنے ہیں؟"فہد پریشانی سے اٹھ بیٹھا پھر گھڑی کی طرف دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی وہ بستر سے اٹھا اور کچن کی طرف بڑھا۔ارادہ کافی بنانے کا تھا۔

"ارے بابا کے کمرے کی لائٹ کیوں اون ہے؟"وہ خود کلامی کے انداز میں بولتا ان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ڈور ناب پر رکھا ہاتھ پہلو میں گرتا گیا اندر سے آتی آوازیں وہ بخوبی سن سکتا تھا۔اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

یہ یقیناً بینش کی ہی آواز تھی۔

"بابا اب ختم کریں جلد اس ڈرامے کو۔میں تھک گئی ہوں بھائی بھائی کر کے۔"

"اففف بینش صبر کرو تمہاری یہی بے صبری ہمارے ہاتھوں میں آیا سب کچھ گنوا ہی نا دے۔"

"اہمہ۔۔۔ بابا یہ تو بتائیں ہمارے ہاتھ لگا ہی کیا ہے؟"

"اچھا ٹھیک ہے مگر جو لگنا ہے وہ تمہاری بے صبری کی وجہ سے ہاتھوں سے ہی نا نکل جائے۔" فہد نے دیوار کا سہارا لیا۔

"میں کہتی ہوں کیوں اتنی طول دے رہے ہیں اس معاملے کو؟ ماریں اس فہد کو اور جان چھڑوائیں مجھ سے اب مزید انتظار نہیں ہوتا۔"

"کرواتا ہوں بندوبست یہ سارے چکر اس کی کمبخت ماں کی وجہ سے گلے پڑے ہیں۔ سیدھے سے ساری جائیداد میرے نام لگا دیتی تو نا اسے اتنا مارنا پیٹنا پڑتا مگر نکلی وہی فرنگی نا! مرتے ہوئے بھی ساری جائیداد اس فہد کے نام لگا گئی تاکہ سنبھالوان صاحب زادے کو جب تک بیس کے نہیں ہو جاتے۔ اب بائیس کا ہو گیا ہے مگر کوئی طریقہ ہاتھ نہیں لگ رہا۔ اگر مروا دیا تو جائیداد ہاتھ سے نکل جانی ہے۔ کوئی اور ہی طریقہ ڈھونڈ ھنا پڑے گا۔ اچھا عذاب ہے یہ!!"

کیسا زہر خند لہجہ تھا۔ فہد نے گہرا سانس کھینچنا چاہا مگر سانسیں سینے میں ہی کہیں اٹک گئی تھیں۔ وہ بے دم ہو کر نیچے بیٹھتا گیا۔ یہ اس کے اپنے تھے اپنے ایسے تو نہیں ہوتے کہ منہ پر کچھ اور اور باہر سے کچھ اور۔ آج تک اسے یہی بتایا گیا تھا کہ اس کی ماں ایک بد چلن عورت تھی اور انگلینڈ میں ہی کسی گاڑی کے نیچے آ کر مر گئی تھی۔ یہ موضوع ختم ہو گیا تھا اسی روز جس روز فہد کو یہ سب بتایا گیا کہ اس کی ماں نے اپنے کسی عاشق کے لیے طلاق لی تھی اور پھر اسی کے ساتھ حادثے میں ماری گئی فہد کو ہر لمحہ اس عورت سے نفرت محسوس ہوتی تھی جس نے اپنا گھر اور چار سال کا بچہ تک چھوڑ دیا تھا۔ لیکن بخت قریشی کی بیوی ذکیہ بیگم نے اسے پالا پوسا اور کبھی کسی چیز کی کمی نا ہونے دی۔ ان کا رویہ بلکل سگی ماؤں جیسا تھا۔ فہد کو ان کی ممتا نے ہر دکھ بھلا

New Era Magazine

دیا تھا پھر بینش ہوئی بینش کی پیدائش پر ذکیہ بیگم زندگی سے منہ موڑ گئیں ان کے جانے کا سب سے زیادہ دکھ فہد کو ہوا تھا ایک بار پھر اس نے ماں کو کھو دیا تھا مگر اس چھوٹی سی گڑیا نے اسے بتایا کہ اب اس کی زندگی صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہی اور پھر وہ اس چھوٹی سی گڑیا کے ساتھ مگن ہو گیا جو اس کے ہاتھوں میں کھیلتی، کھیلتی اتنی بڑی ہو گئی تھی کہ آج اس کو مارنے کے منصوبے بنانے لگی تھی۔ دولت کی ہوس انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے؟ ساری عمر دولت کے پیچھے بھاگ کر آخر میں وہ دولتا سی دنیا میں ہی چھوڑ کر جانا پڑتی ہے۔ وہ اب کسی بات پر قہقہے لگا رہے تھے۔

"کوئی بندوبست کرنا پڑے گا کہیں یہ آریان ہماری پول نا کھول دے اور ساری دولت ہاتھ سے نکل جائے۔۔" یہ بخت قریشی کی آواز تھی فہد ایک دفعہ پھر متوجہ ہوا اور اب کی بار وجہ آریان کا ذکر تھی۔

"کیوں؟"

"وہی جو اس کے باپ اور اس کے چاچو میں پھوٹ ڈالوا کر شیرز ہتھیانے چاہے تھے۔ شیر ز تو ہتھیا نہیں سکا مگر وہ دونوں بھائی علیحدہ ضرور ہو گئے مگر وہی خون میں بڑی کشش ہوتی ہے پھر سے ساتھ رہنے لگے ہیں سنا ہے دونوں۔"

"لو بھئی کسی کو تو بخشا ہوتا۔" بینش قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔

فہد آنسوؤں سے دھندلی آنکھوں اور کانپتے وجود کے ساتھ لڑکھڑاتا اپنے کمرے تک پہنچا۔ دروازہ بند کرتے ہی وہ بے دم ہو کر ایک بار پھر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا۔

"ماما۔۔۔میری ماما!!" وہ اپنی سسکیوں کا گلا بمشکل گھونٹ رہا تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے

بہتے جارہے تھے۔آج اس کے پاس کوئی اپنا نہیں تھا جس کے سامنے وہ اپنے دکھ بیان کرتا۔ساری رات وہ سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونکتا اپنا غم ہلکا کرنے کی کوشش میں لگا رہا مگر یہ بھی اس کے اندر کی کھولن کو ختم نا کر سکا تو وہ کپڑوں سمیتتی شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔مسلسل گریہ وزاری سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔آنکھوں کو ایک مرکز پر ٹھہرائے وہ مسلسل کسی گہری سوچ میں تھا۔کچھ دیر بعد وہ انہیں گیلے کپڑوں میں باتھروم سے باہر آیا۔دور کہیں فجر کی اذان ہو رہی تھی۔اس نے کپڑے بدل کر وضو کیا۔آریان کے ساتھ اکثر وہ جمعہ کی نماز پڑھنے جاتا تھا اور اسے نماز پڑھ کر ایک عجیب سا سکون ملتا تھا۔اکثر کبھی وہ بے چین ہوتا تو سکون نماز میں ہی تلاش کرتا تھا۔وہ مسجد کی طرف چل دیا۔جو قدم رات کمرے میں آتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے اب وہ انہیں قدموں کو مضبوطی سے زمین پر جمائے مسجد کی طرف جا رہا تھا۔واپسی پر اس کے چہرے پر سکون پھیلا ہوا تھا کیوں کہ وہ اپنا غم اپنے رب کو سنا چکا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"یار آریان!"

"ہمم؟"وہ دونوں فجر کی نماز کے بعد واک کر رہے تھے۔وہ کل کے حلیے سے قدرے مختلف اس لمحے پوری آستینیں اور ٹراوزر پہنے ہوئے تھا۔

"میرا گفٹ کیسا لگا؟"دانیال نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

"بہت زبردست!"توقع کے برعکس جواب ملنے پر دانیال رکا۔

"اب کیا ہے؟"آریان نے مڑتے ہوئے پوچھا۔

"سچ بول؟"

New Era Magazine

"تو چاہتا ہے کہ میں یہیں تیری عزت افزائی کروں؟" آریان نے آبرو اچکا کر ادھر ادھر دیکھا۔اس کے اشارے کو سمجھتے دانیال نے بھی ادھر ادھر دیکھا اردگرد کافی لوگ واک کرتے پھر رہے تھے۔

"نہیں اس سب کی بھلا کیا ضرورت ہے۔دیکھ یار تجھے گفٹ دینا میرا فرض تھا زیادہ فارمل نا ہو۔" دانیال نے اس کے کندھوں پر ہاتھ جماتے ہوئے کہا تو نا چاہتے ہوئے بھی آریان کو اس کے اس انداز پر ہنسی آگئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ چاروں اس وقت یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھے تھے۔دانیال کی کسی بات پر وہ تینوں ہنس رہے تھے۔ ستمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔موسم اب درمیانہ ہی ہوتا تھا۔آج کل میں برساتی موسم بھی شروع ہونے والا تھا۔آریان کی نظر یونیورسٹی گیٹ سے اندر داخل ہوتے فہد پر پڑی جس کا چہرہ آج روزانہ کی نسبت مرجھایا محسوس ہو رہا تھا۔

"ارے فہد ادھر آجاؤ۔" دانیال نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بلایا۔تو وہ ان کے پاس آیا۔

"آئیں بیٹھیں نا۔۔" امل اور فلک نے ایک طرف ہو کر اسے پیشکش کی۔

"نہیں مجھے کچھ کام ہے۔" ترچھی نگاہوں سے اس نے آریان کو دیکھا جو اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔آریان نے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھا غالباً وہ ساری رات جاگا تھا۔اس سے پہلے کہ آریان کچھ پوچھتا وہ یونیورسٹی کی بیک سائیڈ پر چلا گیا۔آریان ان تینوں سے ایکسکیوز کرتا فہد کے پیچھے ہو لیا۔

"فادی۔۔۔"اس نے اسے پکارا جو اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔

"کیا؟"اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے وہ پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"فہد قریشی!!"جب وہ غصے میں ہوتا تو اس کا پورا نام ہی لیتا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ فہد نے اسے مکا کیوں مارا مگر اگر یہ مذاق تھا تو بہت برا مذاق تھا۔

"نام نا لے میرا!"فہد نے دوبارہ اس کے شانے پہ مکے برساتے ہوئے کہا۔

"تو مجھے بتا نہیں سکتا تھا؟"وہ اسے گھور رہا تھا اور آریان آفندی کو ایک دم ہی فہد کی سرخ آنکھوں اور بھینچے ہونٹوں کی وجہ سمجھ آ گئی تھی۔

"فہد میں بتانا چاہتا تھا مگر نہیں بتا پایا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ ایک بچہ اپنے باپ سے نفرت کرے۔واقف تو میں اول روز سے ہی تھا۔اب بھی میں بخت قریشی کو اتنا زیادہ جانتا ہوں جتنا تم بھی نہیں جانتے۔ہم چاہتے تو بخت قریشی کے خلاف کیس کر سکتے تھے مگر ہم نے نہیں کیا کیونکہ ہمارے اختلاف ختم ہو گئے تھے اور جب اختلاف ہی ختم ہو جائیں تو معملے ختم کر دینا چاہیے۔ہم ساتھ ہیں اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے تھا۔" اپنی بات مکمل کیے وہ اب سکون سے ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کچھ بول نا؟؟یار تو چپ اچھا نہیں لگتا۔فادی اب تو ٹھیک ہے نا؟"وہ پریشان سا اس کے کندھوں پر ہاتھ جمائے پوچھ رہا تھا اور پھر ایک دم ہی فہد اس کے گلے لگا۔

"تم بہت زیادہ اچھے ہو۔"وہ نم لہجے میں بولا تو آریان اس کا انداز دیکھ کر مسکرا دیا۔

"پتا ہے مجھے۔"آریان ہنسا تھا اور اس کا ڈمپل ابھر کر معدوم ہوا ہلکی بڑھی شیو میں کیجول سے حلیے میں بھی وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا۔

New Era Magazine

"اب اتنا بھی اچھا نہیں ہے تو، یہ تو میں ہی ہوں جو گزارا کر رہا ہوں۔" آخری بات پر فہد نے مسکراہٹ دبائی اور اس کے گال پر چوما۔ آج اسے آریان پہ بہت پیار آ رہا تھا جس نے اسی کی خاطر اسے کبھی سچ پتا نا چلنے دیا اور ہمیشہ اس کا ساتھ دیا تھا۔ اس سے پہلے آریان جوتا اتارتا وہ بھاگ چکا تھا۔

"کمینہ!" زیر لب بڑبڑا کر اس نے گال صاف کیا جہاں وہ کچھ زیادہ ہی محبت سے چوم گیا تھا۔ ہڑبڑا کر اس نے کچھ فاصلے پر بیٹھے لڑکوں اور لڑکیوں کے گروپ کو دیکھا جو اسے خاصی مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"کمینہ مجھے مشکوک کر گیا۔" سر جھٹکتے وہ کلاس کی طرف بڑھ گیا مگر بخشنے گا تو وہ بھی نہیں یہ وہ سوچ چکا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

کلاس روم میں گہری خاموشی تھی۔ جبکہ پروفیسر زاہدا سٹیج پر ادھر ادھر لیکچر دیتے پھر رہے تھے۔ تمام بچے ان کی طرف متوجہ تھے۔ انہوں نے تیسری بار رک کر آخری بینچ پر سر جھکائے بیٹھے دانیال کو دیکھا تھا جس کا سر تقریباً کتاب کے اندر تھا۔ پھر نظر اس کے دائیں جانب بیٹھی امل اور اس سے ہوتی بائیں جانب بیٹھی فلک پر گئیں وہ دونوں بھی پروفیسر ہی کی جانب متوجہ تھیں وہ دانیال کو ہلانا چاہتی تھیں مگر پروفیسر کے اشاروں پر خاموش بیٹھی رہیں۔

"رول نمبر 19" جواب ندارد۔

"رول نمبر 19"

"دانیال شاہزیب!"اب کہ وہ اونچی آواز میں بولے مگر وہ ہنوز سر جھکائے بیٹھا تھا۔ساری کلاس اب کتابیں بند کیے اسی کی طرف رخ کیے بیٹھ گئی۔امل اور فلک نے ایک دوسرے کو دیکھا۔فلک نے دانت پیس کر دانیال کو دیکھا جو ہڈ سر پر گرائے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"رول۔۔نمبررررر۔۔19"پروفیسر نے اس کی ڈیسک بجائی ایک دم ہی دانیال بوکھلا کر اٹھا۔جھٹکے سے اٹھنے پر ہڈ گری تو توجہاں پروفیسر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہیں ساری کلاس میں بھی دبے دبے قہقہے گونجنے لگے۔دانیال ابھی تک سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ واقعی پکڑا گیا ہے۔پروفیسر نے اس کی مہارت سے سیٹ کی گئی ہینڈ فری کو کچھ اس مہارت سے کھینچا کہ وہ جیب میں پڑے موبائل سمیت باہر برآمد ہو گئی۔پروفیسر نے ہینڈ فری اتاری تو ایک دم ھی جسٹن بیئیبر کا گانا"ڈیسپاسیتو"چلنے لگا۔پروفیسر نے دانیال کو گھورتے ہوئے موبائل پاور آف کیا اور پٹخنے کے انداز میں ڈیسک پر رکھا۔

"سر آرام سے میرا آئی فون۔"وہ منمنایا۔تو ساری کلاس ہنسنے لگی۔

"یہ سب کیا تھا دانیال؟"وہ کڑے تیوروں سے پوچھ رہے تھے۔

"سر سونگ۔۔میرا گانا۔۔مطلب۔۔اممم گیت یعنی کہ۔۔"

"شٹ اپ!!"پروفیسر تقریباً دھاڑے۔

"سر بس لیکچر سن کر نیند آرہی تھی تو۔۔۔"وہ معصومیت سے بولا۔

"گیٹ اوٹ فرام مائی کلاس!"خود پر قابو پا کر وہ بمشکل بولے۔

"اوکے سر۔"شرافت سے کہتے اس نے بیگ اٹھایا اور چلنے لگا ساری کلاس منہ کھولے اس انتہائی فرمانبردار بچے کو دیکھ رہی تھی۔

"ایسے نا دیکھو پلیز!"

"میں بڑوں کی بہت عزت کرتا ہوں۔"سر کو خم دے کر اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے وہ کلاس سے جا چکا تھا۔

"سر؟"امل اور فلک نے ایک ساتھ کہا۔

"جی؟؟؟"وہ اب ان دونوں کی طرف مڑے۔

"سر ہم اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔"سر جھکائے دونوں نے کہا۔

"گیٹ اوٹ!"

"تھینک یو سر۔۔"وہ دونوں بیگ اٹھائے مسکراتی باہر کو بڑھ گئیں۔

"پانچ منٹ لیٹ آئی ہو تم دونوں۔"وہ خفگی سے بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے موڈ سہی کروا پنا اب!"فلک نے اسے پچکارا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔آؤ کینٹین چلیں۔"اور پھر وہ تینوں مسکراتے ہوئے کینٹین کی طرف بڑھ گئے جہاں گل خان نے ہمیشہ کی طرح ان کا آرڈر لیا اور ہر روز کی طرح دانیال اور فلک کے آرڈر پر کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"تم پھٹتا کیوں نہیں آخر؟"وہ ہر روز کی طرح دوبارہ پوچھ رہا تھا۔

"گل خان!!!"فلک نے اسے گھورا پھر کچھ سوچ کر مسکرائی۔

"گل رخ کیسی ہے؟"اور اس سوال پر ایک دم ہی گل خان کا چہرہ سرخ ہوا تھا اور وہ شرماتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"انتہائی کوئی وہ انسان ہو تم۔" آریان نے دانت پیستے ہوئے اسے کہا جو پارکنگ لاٹ میں اس کے پیچھے مسکراہٹ دبائے چل رہا تھا۔ آریان سے اب مزید اس کی یہ کمینی مسکراہٹ نہیں دیکھی گئی اور ابھی صبح والی بات کا بدلا بھی لینا تھا۔

"وہ کیا؟ خالی جگہ پر کریں پلیز۔" فہد نے مسکراہٹ دبائی۔

"خود کر لے۔" آریان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آہا۔۔ میں بہت اچھا انسان ہوں ہیں نا؟ یار تو کتنا اچھا ہے۔ شکریہ!" فہد نے کہا اور اس سے پہلے آریان اسے کچھ کہتا وہ ایک بار پھر اس کی گال پر پیار کرتا اپنی گاڑی کی طرف دوڑا۔

"رک ذرا۔۔۔" آریان بھی اس کے پیچھے دوڑا اور پھر پارکنگ لاٹ میں آریان اور فہد کی مشترکہ ہنسی گونجنے لگی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان اور فہد کے امتحانات شروع ہو چکے تھے۔ فل فور فہد صرف دل جمی سے پڑھ رہا تھا۔ بخت قریشی اور بینش کو اس نے کسی قسم کا شک نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ ان کی باتیں سن چکا ہے۔ آریان اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا ایک دم ہی دھاڑ سے دروازہ کھول کر امل اندر آئی۔ آریان نے نوٹس ایک طرف رکھے اور اسے دیکھا۔ جو معمول کے مطابق اس وقت بھی جینز شرٹ میں شولڈر کٹ بال کھولے ہوئے تھی۔

"خیریت؟" آریان نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"آئس کریم کھانے چلیں؟" امل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

New Era Magazine

"امو! اس وقت میرا جانا پوسیبل نہیں ہے میں ابھی کل کے پیپر کی تیاری کر رہا ہوں۔ میں دانیال کو بولتا ہوں وہ تمہیں اور فلک کو لے جائے گا۔" آریان بیڈ سے اتر کر اپنا جوتا پہننے لگا۔

"ہو نہہ مجھے نہیں جانا اب بیٹھو اور کرواپنے پیپر کی تیاری مسٹر آریان!" امل کہتے ہی ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتی باہر نکل گئی اس کے جھٹکے سے دروازہ کھولنے پر فلک اور دانیال اندر گرتے گرتے بچے۔ آریان نے فلک اور دانیال کو گھورا۔ تو یہ ان تینوں ہی کی مشترکہ پلیننگ تھی۔

"شرم کلو دانی تم خود آکر مجھے بولتے بزدلوں کی طرح امو کو آگے کیا۔"

"تو ہم تو سمجھتے تھے کہ تو اس کی بات مانتا ہے انکار ہی نہیں کر سکتا ہمارے ساتھ شرط لگا کر آئی تھی بے چاری کہ دیکھنا وہ میری بات مان لے گا مگر۔۔۔افسوس!!" دانیال نے سر جھٹکا اور اپنی طرف سے دو تین باتیں لگائیں۔

"ٹھیک ہے چلو چلتے ہیں۔"

"ضرورت نہیں مسٹر آریان! آپ کا قیمتی وقت ہم لوگوں پر ضائع ہو گا۔" گھور کر اسے کہتے امل فلک کا بازو پکڑے اسے وہاں سے لے گئی جبکہ آریان دانت پیس کر رہ گیا۔ آریان نے دانیال کو زبردست گھوری سے نواز کر دروازہ اسی کے منہ پر بند کر دیا۔ اسے ذرا اندازہ نہیں تھا کہ امل اس بات کو اتنا سیریس لے گی۔ امل نے اس سے بات چیت ختم کی ہوئی تھی مگر جب بھی مخاطب کرتی تو آپ جناب اور مسٹر کہتی۔ بمطابق اس کے آریان مسٹر اونچے لوگ ہیں جن کے پاس ان معصوموں کے لیے وقت بھی نہیں ہے۔ آریان تو تپ ہی گیا تھا۔

آریان کی طرف سے بھی اب جوابی کروائی شروع ہو چکی تھی جسے امل بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اف اللہ جی!! یہ بندہ اب مجھے ایٹیٹیوڈ دکھانے لگا ہے۔کیا ضرورت تھی امل تجھے اوور ایکٹ کرنے کی۔ہائے اللہ! ناراض ہی ہو گیا اب کیا ہو گا؟؟"امل مسلسل اپنے کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتی خود کو ہی کوس رہی تھی۔کینہ توز نظروں سے اس نے بیڈ پر بکھرے نوٹس کو دیکھا۔

"اللہ اب آریان بھی ناراض ہو گیا۔اب مجھے اسائیمنٹ کون بنا کر دے گا؟تف ہے تجھ پہ امل۔۔"امل نے خود کو کوسا۔پہلے وہ سب اسائینمنٹ آریان سے بنوا لیتی تھی مگر اب وہ کس سے بنواتی۔واحد یہ اسائینمنٹ بنانا ہی امل کو زہر لگتا تھا۔امل کو رہ رہ کر دانیال اور فلک پر غصہ آرہا تھا جو ہر بار کی طرح نا جانے کسے پیسے دے کر اسائینمنٹ نا صرف بنا لی تھی بلکہ اچھے بچوں کی طرح جمع بھی کروا دی تھی۔امل نے بھی انہیں یہی بتایا تھا کہ وہ بھی کسی سے بنواتی ہے مگر اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ آریان سے بنواتی ہے ورنہ انہوں نے آریان کو کہاں بخشنا تھا۔

"کچھ سوچ امل کچھ سوچ۔۔"امل نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"آئیڈیا!!!ایوں فضول میں،میں اس سے جھگڑ کر بیٹھی ہوں۔ابھی جا کر معافی مانگتی ہوں اور اسے بولوں گی۔"امل نے جلدی جلدی نوٹس اکھٹے کیے اور باہر کو دوڑی۔

"دھیان سے امل بیٹا گر جاؤ گی۔"اسے سرپٹ دوڑتے دیکھ شازو بولی۔

"ماسی آئی ایم فائن!"وہ مسکراتی گیٹ کھولتی باہر نکل گئی۔

New Era Magazine

"کمبخت۔۔موہے انگریز!!اب پتانہیں کیا بول کر گئی ہے۔۔"ماسی نے بڑبڑاتے ہوئے انگریزی کے ہاتھ پاؤں توڑے اور کندھے اچکاتی اندر بڑھ گئیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان فہد سے ملنے جارہا تھا۔تیار ہو کر وہ نیچے آیا تو سامنے سے ہی امل آرہی تھی آریان نے فورا اپنے تاثرات سنجیدہ کیے۔

"مسٹر آریان آفندی۔۔"امل نے اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

"جی مس اینی پرابلم؟؟"آریان نے خود کو خطرناک حد تک سنجیدہ رکھتے ہوئے کہا۔حالانکہ دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے اتنے دنوں بعد وہ اس سے مخاطب تھی۔

"وہ۔۔وہ مجھے دراصل ایک کام تھا تم سے۔"امل نے اسے اپنے مقصد سے آگاہ کیا۔

"جی فرمائیں محترمہ؟"آریان نے بیزاریت سے کہا۔

"ہونہہ۔۔اکڑ کیسے دکھا رہا ہے؟کوئی بات نہیں مجھے بھی کوئی کام نا ہوتا تو منہ توڑ دیتی جناب کا۔"امل نے نخوت سے سوچا اور اگلے ہی لمحے تمام سوچوں کو جھٹکتی وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کردو گے نا میرا کام؟"امل لجاجت سے بولی۔آریان نے دو منٹ اسے گھورا۔

"محترمہ میں سمجھ چکا ہوں کس نوعیت کا کام ہے۔۔۔لاؤ دو نوٹس۔"آریان نے مسکراہٹ دبائی۔

"ہائے آریان تم کتنے اچھے ہو؟"تعریف تھی یا سوال آریان سمجھ ہی نا پایا۔

"اچھی اچھی بنا کر دینا۔وعدہ آئندہ خود بناؤں گی۔"امل نے معصومیت سے کہا۔

"بنوانی ہے تو دے دو میں نے جانا بھی ہے۔" آریان گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ لو۔۔یہ لو" امل نے جلدی سے اسے نوٹس پکڑائے مبادا وہ اپنا ارادہ ہی نا بدل لے۔

"وعدہ یہ آخری ہو گی۔اللہ تمہیں خوش رکھے۔اللہ تمہیں خوبصورت بیوی دیں۔۔اور۔۔ اور ڈھیر سارے بچے بھی دیں۔" امل نے بوڑھی اماؤں کی طرح دعائیں دی۔امل کی دعاؤں پہ بمشکل آریان نے اپنے قہقہوں کا گلا گھونٹا۔

"ڈھیروں بچے؟؟؟"

"لائک سریسلی؟؟" آریان نے دل ہی دل میں امل کی معصومیت پر قہقہہ لگایا اور اس کی اسائینمنٹ والی بات پر آریان کو یاد آیا کہ پچھلی بار بھی محترمہ نے یہی کہا تھا۔سر جھٹکتا فائل کام والے کو اندر رکھنے کا بول کر وہ باہر کی جانب بڑھ گیا مگر ایک دل فریب مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔

"ہائے اللہ یہ میں نے کیا بول دیا۔جب بھی بولنا بغیر سوچے سمجھے بولنا جاہل!" امل نے اپنے سر پر چپت لگائی اور زبان دانتوں تلے دبائی۔

"افففففف۔۔خیر کوئی بات نہیں!! ویسے چھوٹی بات بھی نہیں۔۔" پیر پٹختی وہ اپنے گھر کی طرف چل دی مگر اب وہ خوش تھی چاہے جو بھی ہوا اسائینمنٹ تو نہیں بنانی تھی اب۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

موسم خاصہ خوش گوار تھا۔آریان نے گاڑی پارک کی اور ریسٹورنٹ میں داخل ہوا۔ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔کچھ فاصلے پر ہی اسے فہد بیٹھا نظر آیا۔فہد سر جھکائے بیٹھا تھا۔آریان خاموشی

سے اس کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"خیریت؟تو نے اتنا ارجنٹ بلایا؟"جب وہ کچھ نا بولا تو آریان کو ہی بولنا پڑا۔

"آریان میں۔۔دراصل پرسوں انگلینڈ جارہا ہوں۔"فہد نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"یار پکا پکا نہیں جارہا۔مجھے کچھ کام ہے۔"فہد دھیمے لہجے میں بولا۔

"کیسا کام؟"

"وو۔۔۔وہ دراصل۔۔۔"

"فہد!!"آریان نے نرمی سے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اب تم مجھ سے باتیں چھپاؤ گے؟"

"تو تم نے بھی تو چھپائیں ان کا کیا؟"فہد نے اسے گھورا۔آریان نے اس کی بات پر سر جھٹکا۔

"تمہارے بھلے کے لیے چھپائی تھیں۔"اس سے نگاہ ہٹا کر آریان نے ویٹر کو آرڈر لکھوایا۔

"دو کیپچینو۔۔"

"شیور سر۔"ویٹر سر ہلاتا واپس پلٹ گیا۔

"پتا ہے مجھے۔"وہ مدھم لہجے میں بولا۔آریان نے کچھ غور سے اس کے گم سم انداز دیکھے۔وہ خاصہ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

"فہد قریشی مجھے اپنے اس فیصلے کا پس منظر سناؤ۔"آریان نے کمر کرسی کی پشت سے لگالی۔

"آریان میں نے بخت قریشی کا اصلی چہرہ دیکھا اس خول سے ہٹ کر جو وہ خود پر چڑھاتا ہے اور مجھے تصویر کا دوسرا رخ دیکھ کر تکلیف ہوئی ہے۔انسان ویسا کیوں بن کر دکھاتا ہے جیسا وہ نہیں

ہوتا۔" سر جھکائے اب وہ میز کی سطح کو کھرچ رہا تھا۔اوپر کیا گیا ہلکے بھورے رنگ کا پینٹ اتر چکا تھا اب لکڑی کا گہرا ابھورا، رنگ سامنے آیا۔تو ثابت ہوا کہ گہرا رنگ ہلکے رنگ کے نیچے آکر بھی نہیں چھپ سکتا۔

"کیوں انسان کو پیسے کی ہوس اس قدر گرادیتی ہے کہ وہ اپنے اور پرائے کا فرق بھول جاتا ہے۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔آریان نے اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی، درد دیکھا۔

"فہد!! رشتوں کی قدر پیسوں سے نہیں ہوتی۔رشتے تو انمول ہوتے ہیں جن کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔جیسا کہ ہم دونوں کا رشتہ ہے۔ان بے غرض رشتوں کے بارے میں مت سوچو فہد جو تمہاری قدر نہیں کرتے۔" میز کو کھرچتا اس کا ہاتھ لمحہ بھر کو رکا۔آنکھیں شدت ضبط سے لال ہو چکی تھیں۔اس نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے اپنے دوست کو دیکھا۔جس کی دوستی ہر غرض سے پاک تھی وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔

"آریان میں اپنی مما کی قبر پر جانا چاہتا ہوں میں ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنا چاہتا ہوں۔میں وہ بد قسمت بیٹا ہوں آریان جس نے اپنی زندگی کے
اتنے سال اس عورت پر ایک دفع بھی فاتحہ پڑھنا تو دور اس کے بارے میں سوچا تک نہیں جس نے مجھے پیدا کیا۔آریان میں اپنی مما کے پاس جانا چاہتا ہوں۔میں بہت چھوٹا تھا آریان جب ہم نے انہیں چھوڑا۔میں انہیں ابھی ٹھیک سے محسوس بھی نا کر سکا تھا کہ میرے دل میں ان کے لیے نفرت ڈال دی گئی آریان!! اب جب میں انہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں تو وہ نہیں رہیں وہ مٹی تلے سو رہی ہیں آریان۔مجھے ان سے معافی مانگنی ہے۔" کافی کے کپ بھاپ اڑا رہے ہے

تھے۔ فہد کی آنکھوں میں دھند اترنے لگی۔ رخ موڑ کر اس نے آنکھیں جھپکائیں تو ایک آنسو اس کی آنکھوں سے نکلا۔ جسے اس نے ایسے صاف کیا کہ اس کی خبر آریان کو بھی نا ہوئی۔

"فہد اس سب میں قصور بخت قریشی ہی کا ہے جس نے تمہیں حقیقت سے لا علم رکھا۔ حالاں کہ تمہاری والدہ بہترین عورتوں میں سے تھی۔"

"تم۔۔ جانتے ہوا نہیں؟" فہد کے بے تابی سے پوچھنے پر آریان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تو بتاؤ مجھے تمہیں کیسے پتا؟" فہد آگے کو ہو کر بیٹھا۔

"فہد، بخت قریشی نے ہمارے خاندان کے بزنس میں اپنی ٹانگ اڑانی چاہی۔ اس نے بابا کو یہ کہا کہ تایا اپنا بزنس علیحدہ کرنے والے ہیں اور تایا کو کہا کہ سہیل شیئرز بیچ رہا ہے جبکہ شیئرز بیچنے کے نقلی عدالتی پیپر تو بخت قریشی کے پاس تھے۔ اس نے ان پیپر پر بابا کے دستخط کاپی کروا لیے اور تایا کو وہ پیپر دیکھائے۔ تایا نے گھر آکر بابا سے لڑائی کی مگر بابا سچائی جانتے تھے وہ اس وقت خاموش ہو گئے انھیں تکلیف تایا کے الفاظوں نے دی تھی۔ ہمیں گھر چھوڑنا پڑا۔ حالات بہت خراب تھے۔ بابا کو ہارٹ اٹیک ہو گیا۔ میں نے پڑھائی کے ساتھ پارٹ ٹائم جاب بھی شروع کر دی۔ پہلے پہل بہت مشکل پیش آئی۔ ستراں سال کی عمر میں، میں نے بابا کا بزنس سنبھالا۔ جو بہت کرائسس میں آچکا تھا۔ مجھے بہت ٹائم لگا تھا اسی بزنس کو دوبارہ کھڑا کرنے میں۔ پھر حالات سازگار ہوتے گئے اور ایک دن میں ہسپتال میں فلک سے ملا ہم دونوں ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے۔ مجھے بھی بابا نے سب بتایا ہوا تھا۔ فلک کو یقین تھا کہ حالات پہلے جیسے ہو جائیں گے۔ مجھے بھی عالیہ باجی اور بابا کی خوشی چاہیے تھی پھر ہم اکثر ملنے لگے اور پھر میری دوستی تم سے ہوئی۔ شروع پر میرا مقصد صرف بخت قریشی تک پہنچنا تھا میں سمجھتا تھا کہ

تم بھی اپنے باپ جیسے ہو مگر پھر مجھے پتا چلا کہ تم ان سے کس قدر مختلف ہو میری دوستی تم سے گہری ہوتی چلی گئی۔ایک روز میں بخت قریشی کے آفس آیا۔بظاہر میں تم سے ملنے آیا تھا مگر در حقیقت یہیں وہی شیر زوالی نقلی فائل لینے آیا تھا کیوں کہ اصلی ڈاکومنٹ اسی کے ساتھ تھے تم وہاں موجود نہیں تھے میں نے بخت قریشی سے اپنا تعارف تمہارے دوست کی حیثیت سے کروایا اس نے مجھے چائے کی آفر کی میں ٹھکرا نہیں پایا۔میرا مقصد اور تھا۔پھر میں نے کمال ہوشیاری سے اس میز پر چائے گرا دی جو اس کے کپڑوں پر آ گری۔جسے دھونے کے لیے وہ وہاں سے گیا۔میں نے فوراً کھلے لاکر سے فائلز اٹھائیں اور پیون کو یہ بول کر چلا گیا کہ اپنے صاحب کو بتا دینا آریان کو ارجنٹ طور پر ہسپتال جانا پڑا۔گھر آ کر میں نے ان فائلز کو چیک کیا میرے اندازے کے مطابق ان فائلز میں تقریباً بخت کے سارے کارناموں کی تفصیلیں تھیں۔جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ چونکایا وہ انگلینڈ کے شیر زکی فائل تھی۔صلہ فاروق کی فائل میرے لئے حیرانی کا باعث تھی اور پھر مجھے تمہارا برتھ سرٹیفکیٹ ملا جس کے مطابق تم صلہ فاروق اور بخت قریشی کی اولاد تھے اور پھر انہی دنوں بزنس کے باعث میرا انگلینڈ جانے کا اتفاق ہوا اور پھر میں نے ٹھان لی کہ میں صلہ قریشی سے ضرور ملوں گا میں نے جانے سے قبل انہی فائلز میں موجود ایڈریس بھی ساتھ لیا۔انگلینڈ میں بزنس میٹرز سے فارغ ہوتے ہی میں اس ایڈریس پر جا پہنچا۔" آریان رکا اور فہد کو دیکھا وہ حیرانی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اور پھر آریان نے گہری سانس لی اور دوبارہ گویا ہوا۔

"اور وہاں جا کر مجھے پتا چلا کہ۔۔۔کہ وہ نہیں رہیں۔"

□□□□□□□□□□□□□□□□□

چھ ماہ قبل

"ہیلو۔۔"آریان نے مسکراتے ہوئے دروازے میں کھڑی بوڑھی عورت سے کہا۔

"السلام علیکم۔"جوابا بوڑھی عورت نے سلام کیا تو آریان کو شرمندگی ہوئی وہ تو ان کے بھورے بال اور نیلی آنکھیں دیکھ کر انہیں انگریز سمجھا تھا۔

"وعلیکم السلام!!کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"آریان نے تذبذب سے پوچھا۔

"ضرور۔"وہ اس کے ایشیائی نقوش دیکھ کر سمجھ چکی تھیں کہ یہ پاکستانی ہے۔

آریان ان کی معیت میں چلتا ہوا خوبصورتی سے سجائے ہال میں آیا۔جہاں ایک طرف دیوار پر جابجا تصویریں لگی تھیں جس میں چار سال کے بچے کی تصویریں نمایاں تھیں کچھ تصویروں میں اس بچے کے ساتھ بلا کی خوبصورت عورت بھی تھی جس کے نقش بلکل بوڑھی عورت جیسے تھے لمبے خوبصورت بھورے بال،نیلی سحر زدہ آنکھیں اور سفید رنگت اسے پہچاننے میں آریان کو ایک لمحہ لگا۔بلاشبہ وہ صلہ قریشی ہی تھیں۔

"آپ کا ہال بہت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔"آریان نے مسکرا کر بوڑھی عورت سے کہا۔

جوابا انہوں نے گہری سانس بھر کر ہال پر نگاہ دوڑائی۔

"یہ سب میری بیٹی صلہ کے شوق تھے اس نے خود کو کبھی فارغ رہنے ہی نہیں دیا تھا۔ہر وقت یا عبادت کرتی رہتی یا یہی کام کرتی بہت محبت تھی اسے رب سے تبھی تو اس کی دی ہر آزمائش کو سہتی رہی میری بچی۔"انہوں نے بات کے آخر پر تصویروں میں موجود عورت کی طرف اشارہ کیا۔

"یہی ہے میری صلہ!!دکھوں کی ماری تھی مگر رب نے جلد اپنے پاس بلا کر اس کے دکھ ختم

کر دیے۔" وہ مسکراتے ہوئے نم لہجے میں بولیں۔

"ویسے تم کون ہو؟ پاکستانی ہو نا؟" صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے وہ بولیں۔

"جی۔" پھر آریان انھیں سب بتاتا گیا اس نے دیکھا فہد کے ذکر پر وہ مچل اٹھی تھیں۔

"بخت قریشی بھی جلد رب کی پکڑ میں آئے گا بہت دوغلہ انسان ہے وہ میری صلہ کی زندگی برباد کی اس نے صرف پیسوں کی خاطر۔"

"اگر آپ کو برا نا لگے تو کیا آپ مجھے صلہ انٹی کے بارے میں بتا سکتی ہیں وہ سب جو بخت قریشی نے کیا؟"

"صلہ ہماری اکلوتی اولاد تھی۔ بخت قریشی صلہ سے یونیورسٹی میں ملا تھا صلہ ایک ہونہار آرٹ اسٹوڈنٹ تھی بخت قریشی انہی دنوں پاکستان سے یہاں پڑھنے آیا تھا۔ بخت قریشی کی نظر صلہ پر پڑی صلہ امیر ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھی۔۔ بخت نے بہانے بہانے سے اس کے سامنے جانا شروع کر دیا اور پھر دونوں کی دوستی ہو گئی اور ایک دن اس نے صلہ کو پرپوز کر دیا صلہ کو وہ اچھا آدمی لگتا تھا کیونکہ وہ مشرقی مرد تھا اور صلہ کا بہت خیال رکھتا تھا۔ چونکہ صلہ کو فیصلے کا اختیار ہم نے دیا تھا اس نے ہمیں بخت سے ملوایا۔ وہ ہمارے سامنے بہت اچھا بنا۔ ہمیں بھی وہ اپنی صلہ کے لیے موزوں لگا اور پھر ان کی شادی ہو گئی۔ ہمیں اپنے اور صلہ کے فیصلے پر افسوس اور پچھتاوا تب ہوا جب ہم نے بخت کو اپنے ساتھ رہنے کا کہا دوسرے لفظوں میں گھر داماد بننے کا کہا اور وہ اپنی غیرت کو سلا کر بنا چوں چراں کیے مان گیا۔ پھر صلہ کے والد فاروق نے اپنی ساری جائیداد صلہ کے نام لگا دی اور پھر فاروق کی ڈیتھ ہو گئی۔" وہ رکیں اور اپنے آنسو صاف کیے۔

"بخت کا اصلی چہرہ سامنے آنے لگا اسے اب صلہ سے کوئی دلچسپی نا تھی صلہ ماں بننے والی تھی۔
بخت نے ہمارے آفس جانا شروع کر دیا اور فاروق کی کرسی سنبھال لی۔ میں بوڑھی تھی میں اسے روک نہیں سکتی تھی اور پھر اس گھر کے در و دیوار جاگ اٹھے کیونکہ فہد پیدا ہوا تھا۔ میں اور صلہ بہت خوش تھے مگر بخت نے تو اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔ صلہ خاموش تھی۔ بخت نے صلہ کو مجبور کیا اور کہا کہ وہ اپنی جائیداد بخت کے نام کروادے مگر صلہ نے انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ اس جائیداد پر فہد کا حق ہے۔ بخت نے اسے خوب سمجھایا پھر بات دھمکیوں تک آ پہنچی اس نے صلہ کو دھمکی دی کہ وہ پاکستان چلا جائے گا مگر صلہ بھی اپنے فیصلے پر اڑی تھی اور پھر بخت ہر رات شراب کے نشے میں دھت گھر آنے لگا میں خاموشی سے کڑتی رہتی۔ بند دروازے سے مجھے۔۔ مجھے میری صلہ کی چیخیں سنائی دیتیں وہ انسان نہیں حیوان تھا جس کی حیوانیت کے اثرات میں بخوبی صلہ پر دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسے بہت پیٹتا تھا۔ پھر وہ گوریوں کی بانہوں میں گھر آنے لگا اور وہ گوریاں اس کے ساتھ میری صلہ کے بیڈ روم میں رات گزرتیں اور میری صلہ ساری رات باہر بیٹھ کر روتی رہتی اپنے کمرے میں دروازے کی جھری سے دیکھ دیکھ کر میں بھی روتی رہتی اور ننھا فہد اس سب سے بے خبر سوتا رہتا۔ دن ماہ میں اور ماہ سالوں میں بدل گئے، صلہ دن بادن کمزور ہوتی گئی۔ بخت روزانہ اسے مارتا کبھی بیلٹ سے تو کبھی ہاتھ پاؤں سے، مقصد یہی تھا کہ جائیداد وہ اس کے نام کر دے اور پھر صلہ نے عدالتی کاغذات بنوائے اور ساری جائیداد فہد کے نام کروادی ان نوٹس کے مطابق جب تک فہد بیس کا نہیں ہو جاتا جائیداد اس کے نام نہیں ہو گی اور ناہی کوئی اور وہ جائیداد لے سکتا تھا فہد کی موت کی صورت میں جائیداد این جی او کو مل جائے گی۔ بخت نے اس رات صلہ کو بہت مارا اور پھر اسے طلاق دے

دی اسی بات پر اس کا دل نہیں بھرا تو اس نے طلاق دی ہوئی صلہ کو اپنی حیوانیت کا نشانہ بنایا اور راتوں رات جائیداد کے وہ کاغذ اور ہمارے فہد کو لیے وہ ہوش وحواس سے بیگانہ صلہ اور مجھے چھوڑ کر پاکستان چلا گیا۔ صلہ ایک ماہ ہسپتال رہی اور پھر ہر وقت وہ خاموش رہتی اس کی خاموشی مجھے بہت تکلیف پہنچاتی تھی۔ اس نے خود کو عبادتوں میں مصروف کر لیا اور ہر وقت کچھ نا کچھ کرتی رہتی میرے پوچھنے پر وہ اداسی سے مسکرا کر کہہ دیتی "خود کو زیادہ مصروف رکھتی ہوں تاکہ فہد کی یاد نا آئے" اور میں اسے راتوں کو سرہانے میں منہ دے کر روتے دیکھتی تو خود بھی رو پڑتی میں نے اسے بہت سمجھایا کہ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے؟ صرف اٹھائیس سال۔ شادی کر لے مگر اس نے منع کر دیا۔ وہ کافی بیمار رہنے لگی میں نے بہت اصرار کیا کہ ڈاکٹر کے ہاں چلتے ہیں مگر وہ ٹال دیتی اور پھر ایک دن وہ۔۔ سوتے میں ہی مجھے چھوڑ گئی۔ وہ ایک سال بھی فہد کی دوری برداشت نا کر سکی اس کا آخری اسٹیج کا کینسر اس کی موت کی وجہ بن گیا۔" ہال میں مکمل خاموشی تھی اور وہ زار و قطار رو رہی تھیں۔ آریان خود بھی بہت مشکل سے ضبط کیے بیٹھا تھا اسے ایک نئے سرے سے بخت قریشی سے نفرت ہوئی۔

"پلیز انٹی مت روئیں۔ بخت قریشی صلہ انٹی کا مجرم ہے اور میں اسے سزا دلواؤں گا اس کے سارے کارنامے دنیا کو دکھاؤں گا۔" آریان انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"بیٹا فہد کو بتانا اس کی ماں بری نہیں تھی نجانے اسے انہوں نے کیا بتایا ہو گا۔" وہ سر جھکائے بولیں۔

"مجھے فہد کی تصویر دکھاؤ۔" آریان نے سر ہلاتے ہوئے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور انہیں تصویر دکھائی۔

"ہو بہو میری صلہ کی کاپی ہے۔ دیکھو نا بس اس کی آنکھوں کا رنگ تھوڑا گہرا نیلا ہے رنگت صلہ جیسی اور نقش بھی۔" وہ تصویر چھوتے بولیں۔

"صلہ دیکھو ہمارا فہد۔۔ تمہارا فہد صلہ دیکھو کتنا بڑا اور خوبصورت ہو گیا ہے؟" وہ فہد کی تصویر صلہ کی تصویر کے سامنے کرتی گلوگیر لہجے میں بولیں۔

"دیکھو کیسے مسکرا رہی ہے؟ فہد کو دیکھ کر کتنی خوش ہے نا؟" وہ آنسو صاف کرتی پلٹیں۔

"جی انٹی بلکل۔۔اب مجھے اجازت دیں۔" ان سے مل کر آریان نے ایک نظر صلہ فاروق کی مسکراتی تصویر کو دیکھا اور پھر اس خوبصورت گھر سے باہر نکلا۔ پراپرٹی فہد کے نام تھی۔ مگر صلہ اس گھر کو بھی فہد کے نام لگوا گئی تھیں۔ اور پھر آریان نے فہد کی تصویروں کو ڈیولپ کروایا اور انہیں پارسل کروا کر پاکستان چلا آیا اس میں مزید ہمت نا تھی ان کا سامنا کرنے کی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

حال

"فہد۔۔۔" مگر وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ آریان بل رکھتا باہر کو بھاگا۔ کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ ویٹر نے کندھے اچکائے اور کپ اٹھاتا مڑ گیا۔

"فادیرک یار۔۔"

"آریان میں۔۔ ناراض نہیں ہوں یار تجھ سے بس میں اس وقت اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں کل انگلینڈ جا رہا ہوں پرسوں نہیں۔" آریان کے کندھے کو تھپکتا شکستہ قدموں سے چلتا وہ اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔ آریان نے کرب سے اسے جاتے دیکھا۔ آج ہی تو ان کے پیپر ختم

ہوئے تھے اور وہ پیپر دے کر نکلا تھا تو کتنا خوش تھا پھر اچانک اس نے فون کر کے آریان کو ریسٹورنٹ بلایا تھا اور اب۔۔۔

"بخت قریشی رب کی پکڑ میں ضرور آؤ گے تم۔" آریان سر جھٹکتا مڑ گیا مگر دل اب اس کی فکر میں گھل رہا تھا۔شاید اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ انگلینڈ جائے۔اس نے دل میں سوچا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان گھر میں داخل ہوا تو اسے غیر معمولی چہل پہل محسوس ہوئی۔امل اور فلک عالیہ کو لیے لان میں ایک طرف بیٹھی تھیں اور وقفے،وقفے سے اسے کچھ کہتیں تو وہ پل بھر میں سرخ ہوتی۔آریان نے مسکرا کر انھیں دیکھا پھر اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں سب بڑے بیٹھے تھے دانیال اور صارم ایک طرف بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور دانیال کے دانت اندر ہی نہیں جا رہے تھے۔ایک طرف عائشہ،اسماء اور ارفع بیگم بیٹھیں رسالے دیکھ رہی تھیں اور تبصرے کر رہی تھیں تو دوسری طرف شاہزیب صاحب، سہیل اور فرحان صاحب کچھ فاصلے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

"خیریت؟" آریان نے دانت نکالتے دانیال کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یار!! ہماری تو ابھی خیر ہی ہے پر صارم بھائی کی نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"اوہو صارم بھائی اور عالیہ صاحبہ کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی ہے۔"

"کیا؟کب ؟آریان مسکراتے ہوئے آگے ہو کر بیٹھا۔

"ابھی ہیں پندرہ دن۔۔۔"دانیال ٹانگیں جھلاتا بولا۔

"اتنی جلدی؟؟"

"اوبھائی بس کر!!اب کیا دونوں کو بوڑھا کرنا ہے؟پھران کے بچے ایسے لگا کرنے ہیں جیسے اپنے دادادادی کے ساتھ کھڑے ہیں۔"دانیال نے شرارتی لہجے میں کہا۔عالیہ جواندر آرہی تھی دانیال کی بات سن کر پل بھر میں سرخ ہوتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی جبکہ امل اور فلک ہنستے ہوئے اس کے پیچھے ہی گئیں مزید ریکارڈ جو لگانا تھا۔

"لعنت ہے بندہ ارد گرد دیکھ ہی لیتا ہے مگر تجھے ذرا جو شرم آئے؟"صارم نے اس کی گردن دبوچی۔

"چھوڑ مجھے سچ کڑوا ہے۔"دانیال نے مزید اسے چڑایا۔

"چپ کر منحوس میں پچیس کا ہوں اور وہ صرف چوبیس کی تم لوگوں سے صرف پانچ،چار سال ہی بڑے ہیں ہم۔"آریان مسکراہٹ دباتا ان کی بحث سن رہا تھا۔

"اچھا چھوڑ میں ذرا ابھی آیا۔"

"کدھر؟"دانیال اٹھا تو آریان نے پوچھا۔

"گرل فرینڈ کی یاد آرہی ہے۔"آریان اس سے قبل جوتا اٹھاتا وہ ارفع بیگم تک پہنچ چکا تھا۔

"آرے میری پیاری سی ڈارلنگ ! آپ یہ والا سوٹ پہننا ویسے پر ایک دم کینٹ لگو گی۔"

دانیال نے ارفع بیگم کے سامنے پڑے رسالے کو

اٹھا کر ایک انگوری رنگ کے سوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ارفع بیگم نے مسکراہٹ

دبائی جبکہ عائشہ بیگم اور اسماء بیگم اپنے قہقہے روک ناپائیں۔

"ہمیں بھی بتاؤ ہم کون سے سوٹ لیں؟" اسماء بیگم بولیں۔

"یہ آفر صرف خوبصورت لوگوں کے لیے ہے۔" دانیال نے انہیں تپایا اور ارفع بیگم کو آنکھ ماری۔ سہیل صاحب بھی انہیں گھورتے وہاں چلے آئے۔

"بیگم آپ یہ والا سوٹ پہننا۔" انہوں نے ہلکے گلابی سوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ممم نہیں مجھے تو یہ اچھا لگا ہے۔" انہوں نے دانیال کے پسند کیے سوٹ کی طرف اشارہ کیا۔

دانیال کی باچھیں کھلیں اور سہیل صاحب کا منہ۔ اگلے ہی لمحے وہ دانیال کی طرف خونخوار تیوروں سے بڑھے۔ دانیال جھٹکے سے اٹھا اور باہر کی جانب دوڑ گیا جبکہ پیچھے سب کے قہقہے بلند ہوئے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد انگلینڈ جا چکا تھا۔ بخت قریشی کو ویسے بھی کوئی خاص فرصت حاصل نا تھی کہ وہ اس بات پر غور کرتا کہ فہد کہاں گیا ہے۔ آفندی مینشن اور شاہ زیب مینشن میں عالیہ اور صارم کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ گھر کی عورتیں اور لڑکیاں شاپنگ میں مصروف رہتیں مرد حضرات ہال کی بکنگ اور دوسرے معاملات میں مصروف رہتے۔ آج بھی امل کے سوا سب شاپنگ کرنے گئی تھیں کیوں کہ امل کی طبیعت بدلتے موسم کے باعث خراب تھی۔

دانیال کچھ دیر پہلے ہی باہر گیا تھا۔ امل نے بور ہو کر موبائل چلانا شروع کر دیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

"ہیلو دانی خیریت ؟"وہ ابھی نہا کر نکلا ہی تھا کہ اسے دانیال کا فون آیا۔ٹاول ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے فون اٹھایا۔

"یار وہ مجھے ذرا کام سے باہر آنا پڑا ہے۔ملازم بھی آج چھٹی پر ہیں۔امل کی طبیعت خراب تھی مما وغیرہ شاپنگ کرنے گئی ہیں اور امل کو گھر میرے سہارے چھوڑا تھا اب میں باہر آیا ہوا ہوں ارجنٹ تھا یار۔تو ایک کام کر پلیز میرے بھائی جا کر اسے کچھ بنا کر کھلا دے۔۔مین پرہیزی کھانا!!"دانیال سے بات کر کے وہ بے چین ہو چکا تھا۔جلدی جلدی شرٹ پہن کر وہ شاہزیب میشن کی طرف چل دیا۔چوکیدار نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔دھیمی چال چلتا وہ سیڑھیاں عبور کرتا اسکے کمرے تک آیا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازہ بجایا اور اگلے ہی پل اندر سے آتی امل کی "یس"کی آواز پر وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

"ارے تم؟؟"وہ حیرانی سے اٹھی۔

"دانیال کا فون آیا تھا اسی نے بولا ہے تمہیں پرہیزی کھانا بنا کر دینے کو اور ہاں یہ تمہاری اسائینمنٹ۔"امل نے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ سے اسائینمنٹ پکڑی۔

"امم مجھے نہیں لگتا تمہیں شکریہ کہنے کی کوئی ضرورت ہے۔"وہ شرارتی لہجے میں بولی۔

"نہیں بالکل نہیں تمہاری دعائیں کافی تھیں۔"وہ خاصی سنجیدگی سے بولا تو امل اپنی دی گئی دعائیں یاد کر کے اپنی زبان پھر دانتوں تلے دبائی۔

"اچھا وہ؟؟"

"ہاں وہی!!"مسکراہٹ دبائی گئی۔

New Era Magazine

"آننن!!!بس یہی موضوع ملا ہے تمہیں بندہ حال چال ہی پوچھ لیتا ہے اور ویسے بھی دعا ہی دی تھی اس میں کوئی برائی نہیں تھی۔" کندھے اچکا کر وہ بولی۔آریان نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا وہ جانتا تھا وہ اپنی خفت مٹا رہی ہے۔

"طبیعت کا کیا پوچھوں؟اچھی بھلی تو لگ رہی ہو۔جب سے میں آیا ہوں چپ تو ایک منٹ کے لیے نہیں کی تم۔"وہ سنجیدگی سے بولا البتہ آنکھوں میں واضع شرارت تھی۔

"ہاااا۔۔شرم نہیں آئی ذرا بھی تمہیں؟دوست بیمار ہے یہ نا ہوا حال چال پوچھ لے بندہ اوپر سے مجھے اتنی بھوک بھی لگی ہے اور کسی کو میرا خیال نہیں۔"وہ رو دینے کو تھی۔

"مابدولت آپکی بھوک کا علاج کرنے ہی آئے ہیں۔"شرارتی لہجے میں کہتا وہ تعظیماً جھکا جبکہ اسکے اس انداز پر امل کھکھلا اٹھی۔ایسا کرنے سے اسکا ڈمپلا ابھرا۔

"کیا کھانا پسند کریں گی آپ میم؟؟"

"اچھا بس بس۔۔زیادہ ہی اوور لگ رہا ہے مجھے ہنسی آرہی ہے تمہیں ایسے دیکھ کر۔"امل کے اوور کہنے پر تو آریان کا منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا یعنی کہ حد ہے!!

"اممم تم ایسا کرو مجھے نا۔۔۔مجھے نا۔۔۔"وہ رکی اور آریان کو دیکھا آریان مسکرایا۔

"نوڈلز کھانے ہیں نا تم نے؟"

"ارے واہ دیکھا۔۔کیا کمال کے دوست ہو تم شاباش اب جلدی بنا کر لاؤ نوڈلز۔"وہ کہتی اپنے موبائل کی طرف بڑھی۔

مادام آپ بھی ذرا میرے ساتھ کچن تک تشریف لے جائیں دراصل میں انجان ہوں کہ "سامان انٹی نے کہاں رکھا ہے۔"

"ہاں چلو اتنا تو مجھے بھی نہیں پتا مگر کوئی بات نہیں مل کے ڈھونڈھ لیں گے۔" وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ معمول کے مطابق اس وقت بھی وہ جینز شرٹ میں ہی تھی۔ آریان نے سر جھٹکا اور اسکے پیچھے ہی کمرے سے نکلا۔ اگلے دس منٹ تک وہ سارا سامان ڈھونڈھ چکے تھے۔ آریان اب برنر چلائے ساس پین میں پانی ابال رہا تھا۔ امل کاؤنٹر پر بیٹھی پاؤں جھلاتی اسے کام کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ جو آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے مہارت سے اپنا کام کر رہا تھا۔ اسکے کسرتی بازو اس ہاف بازوؤں والی ٹی شرٹ میں واضع نظر آرہے تھے۔ بکھرے بال ماتھے پر ایک طرف گرے ہوئے تھے غالباً وہ نہا کر آیا تھا اور جلدی میں آتے ہوئے بال بھی نہیں سنوار سکا تھا۔

"مادام کیا مجھے نظروں سے ہی سالم نگلنے کا ارادہ رکھتی ہیں آپ؟"

"بس!! بس!!! اتنے بھی کوئی خوبصورت نہیں ہو تم۔" وہ سر جھٹک کر نخوت سے بولی۔

"تو مجھے اس طرح دیکھنے کا مقصد؟" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

آریان تم فضول باتیں کیوں کرتے ہو؟ آرام سے اپنا کام کرو اور میں لان میں جا رہی ہوں" میرا کھانا وہیں لے آنا۔" حکم دیتی وہ وہیں سے مڑ گئی آریان نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"ارے واہ مزہ آگیا! یہ اب تک کے میرے کھائے گئے نوڈلز میں سے بہترین تھے۔ کتنی زبردست کوکنگ ہے تمہاری!! آنٹی ارفع سے سیکھی یا عالیہ بجو سے؟"امل مزے سے کھاتی بولی۔

"جی نہیں ہمارے گھر یہ بچوں والی خوراک کوئی بھی نہیں کھاتا۔ یہ تو میں نے پیکٹ کے باہر سے ہی ریسیپی پڑھی تھی۔"آریان نے موبائل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاااا۔۔۔کہاں یہ بات لکھی ہے کہ نوڈلز صرف بچے کھا سکتے ہیں؟ کیا نوڈلز کے پیکٹ کے باہر لکھا ہوتا ہے کہ ناٹ الاوڈ فار یو تھ۔۔۔بہت بہت زیادہ غلط بات کی ہے تم نے۔"اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا!! کون جیت سکتا ہے تم سے بحث میں؟"اس نے کندھے اچکائے۔

"کرنا بھی مت کیونکہ تم نہیں جیت سکتے۔"

"جیتنا بھی کون چاہتا ہے؟"وہ بڑبڑایا اتنا آہستہ کہا کہ آواز امل تک بھی نہیں پہنچی۔

"ہیں؟؟ بندہ اونچا بول لیتا کہ اگلا بندہ بھی گفتگو سے فیض یاب ہو جائے۔"

"چلتا ہوں دانیال آچکا ہے۔"گیٹ سے داخل ہوتی دانیال کی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ اٹھا۔

"آریان صاحب کبھی باتیں پوری بھی کر دیا کریں ادھوری ہی چھوڑ دیتے ہیں۔"امل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"پھر کبھی سہی اور یور ویلکم۔"

"ہیں؟؟ تمہیں تھینک یو کس نے بولا ہے؟"اس نے حیرانی سے پوچھا مگر وہ شانِ بے نیازی سے چلتا ہوا دانیال تک پہنچا۔امل نے گھور کر اسے دیکھا اب وہ دانیال سے کوئی بات کر رہا تھا پھر سر ہلاتا باہر کو بڑھ گیا۔

"فضول انسان!!"امل بڑبڑائی اور پیر پٹختی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"مما!! مجھے معاف کر دیں پلیز اپنے اس بد نصیب بیٹے کو معاف کر دیں پلیز۔"وہ سر جھکائے ایک قبر کے پاس بیٹھا رو رہا تھا قبر کے کتبے پر جلی حروف میں لکھا تھا 'صلہ فاروق ولد فاروق شاہ' اور نیچے تاریخ پیدائش اور سن وفات بھی لکھا تھا۔کتنی مختصر سی زندگی تھی اس عورت کی صرف انیتس سال؟؟ فہد سر جھکائے بیٹھا دھیرے دھیرے سر گوشیوں میں ان سے بات کر رہا تھا۔

"مما۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں مما میں آپکے لمس کو محسوس کرنا چاہتا ہوں مما میں آپکا بد قسمت بیٹا ہوں مما!! کاش!! مجھے بہت پہلے حقیقت کا علم ہو جاتا مما میں آپکو کبھی خود سے دور نا جانے دیتا۔"اپنے غم میں وہ یہ بھول رہا تھا کہ جانے والوں نے ہر حال میں جانا ہوتا ہے انھیں کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ائیر پورٹ سے سیدھا وہ یہیں آیا تھا آریان کی زبانی اسے پتا چل چکا تھا کہ اسکی ماں کس قبرستان میں ہیں۔وہ یہاں اس قبر کے پاس صبح سے بیٹھا تھا اور اب شام ہونے کو تھی۔ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں۔موسم خزاں کے باعث قبرستان میں لگے

تمام درخت زرد ہی تھے۔جا بجا پتے بکھرے ہوئے تھے۔ہر سو خاموشی تھی لمحے بعد ہوا چلتی تو ارد گرد بکھرے پتے مزید بکھرتے اور پتوں کی سرسراہٹ شور پیدا کرتی۔فہد نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ایک نظر قبر پر ڈالتے وہ مٹی کو چومتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"خدا حافظ مما!"رونے کے باعث اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی۔آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ قبرستان سے باہر نکلتا گیا۔قبرستان کے دروازے کے پاس رک کر وہ مڑا اور قبر کو ایک نظر دیکھتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سڑک پر نکل آیا۔سڑک پر اکادکا گاڑیاں ہی تھیں۔سڑک کے کنارے وہ اپنے چھوٹے سے ہینڈ کیری کو پکڑے کھڑا تھا۔اس نے ایک ٹیکسی رکوائی۔

"ہیلو!!گڈ ایوننگ سر۔۔آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟"ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی زبان میں پوچھا۔فہد نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور اسے ایڈریس سمجھا کر اس نے پھر سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔

"ہیوا ے گڈ ڈے سر۔"ٹیکسی ڈرائیور مخصوص مسکراہٹ لیے بولا فہد سر ہلاتا گاڑی سے نکلا۔گاڑی کے چار جزوہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔فہد نے دور جاتی ٹیکسی کو دیکھا پھر سر جھٹکتا وہ اس عالیشان گھر کی طرف متوجہ ہوا دروازہ کھٹکھٹا کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔وہ دروازے کی طرف بڑھتی چاپ سننے لگا۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"ہیلو سر۔۔۔گڈ ایوننگ!"دروازہ کھلا اور سامنے ہی ایک میڈ کھڑی مودبانہ انداز میں بولی۔

"امم۔۔ارم شاہ یہاں رہتی ہیں کیا؟"فہد نے گلا کھنکھارا اور انہی کی زبان میں سوال کیا۔"وہ

یہاں رہتی تھیں۔۔ مگر تین ماہ قبل ہی انکی وفات ہو گئی ہے۔اب اس گھر کی دیکھ ریکھ میں ہی کرتی ہوں۔" وہ اب فہد کے پیچھے پیچھے چلتی اسے انگریزی میں ہی آگاہ کر رہی تھی وہ ہال میں لگے لڑکے کی تصویریں دیکھ چکی تھی اور لمحہ لگا تھا اسے فہد قریشی کو پہچاننے میں کیونکہ اکثر ارم اپنے نواسے کا ذکر کرتی تھیں۔

"سر آپ کا روم۔"اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔"فہد بمشکل بولا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔دو منٹ بھی وہ مزید رکتا تو اسی عورت کے سامنے رو پڑتا۔دروازہ بند کرتے ہی وہ اپنی

پشت دروازے سے لگا تا زمین پر بیٹھتا چلا گیا وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا تھا۔جس کا سب کچھ لٹ گیا ہو۔آنسو اس کی گہری نیلی آنکھوں سے نکل نکل کر اسکے گریباں میں جذب ہونے لگے۔اس نے آنے میں کتنی دیر لگا دی تھی یہ سوچتے ہی اس نے اپنے بال مٹھی میں دبا لیے۔ساری رات وہ روتا رہا۔بھوک،پیاس ہر احساس مٹ چکا تھا۔جین کئی بار اسے کھانے کا بولنے آئی مگر اس نے انکار کر دیا۔پانچ بجے کے قریب وہ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھا۔کل فلائٹ سے لے کر اب تک وہ اسی سوٹ میں تھا نہا کر اس نے سوٹ تبدیل کیا اور وضو کیا۔قبلہ کدھر تھا اس بات کا اندازہ اسے نہیں تھا اسی لیے موبائل کھول کر اس نے قبلہ معلوم کیا اور نماز پڑھنے لگا۔جوں جوں وہ نماز پڑھ رہا تھا اسے اپنے دل میں سکون اترتا معلوم ہو رہا تھا۔نماز پڑھ کر وہ اٹھا اور اطمینان سے چلتا بستر پر لیٹ گیا۔اسے پر سکون نیند کی

New Era Magazine

اشد ضرورت تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"شاہزیب صاحب!!"اسماء بیگم نے بیڈ پر نیم دراز شاہزیب صاحب کو پکارا تو انہوں نے محبت بھری نظروں سے اپنی شریکِ حیات کو دیکھا۔

"بولیں بیگم!!"وہ خوشگوار لہجے میں بولے۔

"مجھے نور کی بہت یاد آرہی ہے اسے اب پاکستان آجانا چاہیے۔باقی کی اسٹڈی وہ پاکستان آکر امل اور دانیال وغیرہ کے ساتھ ہی کمپلیٹ کرلے میرا مطلب ہے امل دانی اور فلک کی کلاسس بھی تو کچھ ماہ پہلے ہی شروع ہوئیں ہیں ایسے میں نور آکر کور بھی کرسکتی ہے سارا سلیبس۔کب تک اکیلی پردیس میں رہے گی میں اسکی سگی خالہ ہوں میرا دل کٹتا ہے اسکے تنہا پردیس رہنے پر۔باجی سارہ اور بھائی اظہر کی وفات ایک حادثہ تھی جو بھلائے نہیں بھولتی مگر اب بس بہت ہوا بلائیں نور کو پاکستان۔"وہ آنسو پونچھتی حتمی لہجے میں بولیں۔

"لیں بیگم اس میں رونے والی کیا بات ہے؟ابھی فون کرتے ہیں ہم نور بچے کو۔۔۔ویک اینڈ ہے ویسے بھی وہ فارغ ہوگی۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اور اگلے ہی پل نور کا نمبر ملایا۔ بیل جارہی تھی تیسری بیل پر فون اسپیکر میں نور کی آواز گونجی۔

"السلامُ علیکم پاکستانیو!!"ہشاش بشاش سا لہجہ سن کر وہ دونوں ہی مسکرا دیے۔

"کیسی ہے ہماری بیٹی؟؟"شاہزیب صاحب نے محبت سے پوچھا۔

"میں ایک دم فٹ۔۔آپ سنائیں ینگ مین؟"

"ہاہاہا۔۔۔تم نا بدلنا کبھی۔۔۔۔ہماری یاد تو آتی ہی نہیں تمہیں۔" شاہزیب صاحب نروٹھے لہجے میں بولے۔اسماء بیگم دونوں کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھیں۔

"ارے ینگ مین؟؟ کیا کہا؟ مجھے یاد نہیں آتی آپ لوگوں کی؟ میں تو ہر پل یاد کرتی ہوں آپ لوگوں کو۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"تو ہماری بیٹی ہمارے پاس آجائے۔" تبھی اسماء بیگم نے شاہزیب صاحب کے ہاتھ سے موبائل کھینچا۔شاہزیب صاحب نے منہ بسور کر انھیں دیکھا پر وہ مسکراہٹ دباتی نظر انداز کر گئیں۔

"ارے زہے نصیب۔۔۔کیسی ہیں ینگ مین کی ینگ لیڈی؟"

"ٹھیک ہوں میں۔۔پر تمہاری بہت یاد آتی ہے۔پاکستان آجاؤ۔" وہ نم لہجے میں بولیں۔

"ارے لیڈی ایسے روتے ہوئے کیوں کہہ رہی ہیں آپ بس حکم کریں بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو جاؤنگی۔میں تو کب سے انتظار میں تھی کہ کوئی فون کر کے پاکستان بلائے مگر ہائے رے قسمت میں بوڑھی ہوگئی مگر فون نا آیا کسی کا۔" آخر میں اسکا لہجہ شرارتی ہوا۔

"تو آجاؤ بوڑھی اماں اس سے پہلے کہ یہاں ینگ مین اور ینگ لیڈی بوڑھے ہو جائیں۔"

"لیں پھر مجھے تین چار دنوں میں اپنے روبرو پائیں گی آپ اب اور فکر نا کریں یار آپ لوگ بوڑھے ہونے والا مٹیریل ہی نہیں ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی اور پھر وہ کافی دیر اس سے بات

کرتے رہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"ارے عالیہ آپی جلدی کریں ناصارم بھائی کا حکم ہے ہم آپ کو شاپنگ کروالائیں تاکہ ہر سوٹ آپ اپنی ہی پسند کا لیں اور پھر مایوں بھی تو بیٹھنا ہے ناآپ نے۔"امل گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے عالیہ سے بولی جو اپنا دوپٹہ درست کرتی آرہی تھی اسی کے پیچھے ببل گم چباتی فلک موبائل پر ٹائپنگ کرتی آرہی تھی۔آج ہی صارم کے کہنے پر امل اور فلک عالیہ کو شاپنگ کروانے لے جارہی تھیں چونکہ شادی ہونے میں اب ایک ہفتہ ہی باقی تھا کل سے عالیہ کو مایوں بھی بیٹھانا تھا اور اس کا برائیڈل ڈریس ابھی تک پسند نہیں کیا گیا تھا امل اور فلک نے جب سے نور کے پاکستان آنے کا سنا تھا انہوں نے اپنی شاپنگ کرنے سے انکار کردیا تھا کیونکہ دونوں کا کہنا تھا کہ وہ شاپنگ صرف نور کے ساتھ کریں گی بھئی ایک جیسے کپڑے بھی تو لینے تھے۔

"محترمہ ذرا تیز چلیں پلیز۔"امل نے چڑ کر فلک سے کہا جو کچھوے کی چال چل رہی تھی۔

"کیوں کیا ٹرین نکل گئی ہے؟"کیا شاہانہ انداز تھے مادام کا امل کا دل کیا کہ جانے کا پلان کینسل کرکے خوب درگت بنائے محترمہ کی۔

"ہاں نکل رہی اور اسی طرح چلنا ہے تو بائے۔"امل غصے سے کہتی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی۔

"ارے مجھے چھوڑ کر نا جانا کمینی!!"فلک کا ارادہ محض اسے تنگ کرنے کا تھا تبھی تو اسے تپاتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

فلک نے گاڑی میں بیٹھتے ہی دانت نکال کر امل کو دیکھا جو بیک مرر میں دیکھتی اسے ہی گھور رہی تھی۔

"بد تمیز کہیں کی۔"امل بڑبڑآئی اور گاڑی سٹارٹ کر کے مال کے راستے پر ڈال دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد کو انگلینڈ آئے آٹھ دن ہو چکے تھے۔وہ تقریباً روز صلہ فاروق کی قبر پر جاتا گھنٹوں وہاں بیٹھا رہتا پھر چپ چاپ اٹھ کر باہر نکل جاتا۔گھر آتا تو ہر طرف صلہ فاروق کی تصویریں لگی دیکھتا تو دل کی حالت عجیب سے عجیب تر ہو جاتی۔ہال میں اسکی تصویریں بھی لگی تھیں یہ وہی تصویریں تھیں جنہیں آریان نے ڈیولپ کروا کر ارم شاہ کو دیا تھا۔وہ گھنٹوں گم صم بیٹھا ان تصویروں کو دیکھتا رہتا۔وہ اپنی ماں سے شکل و صورت میں کتنا ملتا تھا۔وہ آخری بار صلہ فاروق کی قبر پر گیا۔دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔

وہ اس دن کے بعد رویا نہیں تھا کہ کہیں اسکا رونا اسکی ماں کی روح کو بے چین نا کر دے۔پھر وہ کتنی ہی دیر وہاں بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا اور پھر فاتحہ پڑھ کر وہ اٹھا۔دل رونے کو بے چین تھا مگر اس نے سختی سے اپنے دل کو ڈانٹا۔

اسے کل کی فلائٹ سے واپس جانا تھا حالانکہ اسکا دل بالکل بھی رضامند نہیں تھا مگر یہاں اسکے اپنے نا تھے جن کے لیے وہ ٹھہرتا وہاں آریان تو تھا نا جو اسکا اپنا اسکا دوست تھا۔اگلے دن وہ نماز

پڑھنے کے بعد بالکل تیار تھا ناشتہ کرنے کے بعد اس نے جین کو کچھ تاکید کی اور ٹیکسی کروا کر ائیر پورٹ کی طرف نکل گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"یار فلک یہ شرٹ دیکھو۔"

"ہاں یہ بہت پیاری ہے۔" فلک نے پر شوق نظروں سے ریڈ کلر کی کُرتی دیکھی۔

"تم لوگ کیا کبھی شلوار قمیض بھی پہنو گی یا میری خواہش بس خواہش ہی رہ جائے گی؟" عالیہ ڈریس پیک کروا کر ان دونوں کی طرف چلی آئی۔

"آپی بس عادت نہیں ہے۔" فلک سادگی سے بولی۔

"ارے واہ کیا خوب کہی؟؟ بیٹا جی عادت ڈالنی پڑتی ہے۔ چلو اب شاباش میری خوشی کے لیے ہی سہی کم از کم ایک شلوار سوٹ تو خرید لو۔" عالیہ کہتے ہوئے ایک طرف ڈسپلے شلوار سوٹ دیکھنے لگی۔ وہ جو ابھی کچھ کہنے کے لیے منہ کھولنے ہی والی تھیں عالیہ کو شلوار سوٹ کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔

"چلیں ٹھیک ہے کیا یاد کریں گی آپ مان لیتے ہیں آپکی بات ویسے بھی ہفتے تک آپ نے پیا گھر سدھار جانا ہے۔" امل شرارتی لہجے میں کہتی کاؤنٹر کی طرف بڑھی۔

"بد تمیز میں نے وہیں رہنا ہے بس ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں شفٹ ہونا ہے۔ عالیہ جھینپتے ہوئے بولی۔

ویسے میں ایک بات سوچ رہی تھی عالیہ آپی کہ آپکا کمرہ کسے ملے گا؟"امل باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"کسے ملنا ہے ایسے ہی رہے گا جب تک انکے چنٹو، منٹو نہیں آجاتے اور بعد میں وہ کمرہ انہیں کا تو ہو گا۔" فلک نے شرارتی لہجے میں کہا۔

بد تمیز بجواب مجھ سے!!"شرم سے لال ہوتے عالیہ انکے پیچھے لپکی تو وہ دونوں چیختی ہوئیں" مال سے نکلیں۔آتے جاتے لوگوں نے مڑ کر ان دیوانیوں کو دیکھا جواب گاڑی میں بیٹھ کر جا بھی چکی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

امل اور فلک عالیہ کی خواہش پر شلوار سوٹ پہن چکی تھیں انہیں اپنا آپ بہت بدلا ہوا محسوس ہوا ایک دوسرے کے سامنے آتے ہی وہ دونوں ہنس دیں۔

"اچھی لگ رہی ہو امو!!" فلک نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا۔

"تم بھی۔"امل مسکرا کر بولی۔

"یہ دانیال اور آریان اگر ہمیں ایسے دیکھ لیں تو حیرت کے مارے پاگل ہو جائیں۔"امل کھلکھلاتے ہوئے بولی۔

"ہاں انہوں نے پوچھا تو کیا کہیں گے؟"

"اوہو کہہ دیں گے فیشن چل رہا ہے۔"امل ہاتھ جھلاتے ہوئے بولی۔

"ویسے عالیہ بھابھی کتنی خوش ہوئی تھیں ناہمیں ایسے دیکھ کر؟؟" فلک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔اب چلیں باہر؟؟"امل نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔وہ دونوں سر جھکا کر باہر آئیں جہاں دانیال اور آریان گاڑی کے پاس کھڑے انہیں کاانتظار کر رہے تھے۔آریان کو بھی آج یونی اپنے کچھ ڈاکومنٹ لینے جاناتھا۔

"کیاآج عید ہے بڑی؟"دانیال نے امل اور فلک کو دیکھتے ہوئے آریان سے پوچھاجو خود بھی امل اور فلک کواس طرح دیکھ کراپنی جگہ حیران تھا۔

"میں بھی تم سے کچھ ایساہی پوچھنے والا تھا۔۔ چلوانہی سے پوچھ لیتے ہیں۔"آریان نے امل اور فلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو؟"امل نے ان کے سر پر پہنچتے ہی کڑے تیوروں سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔"

"یہ بتاؤ؟؟آج خیریت تو ہے ناتم دونوں نے شلوار قمیض پہن رکھی ہے؟ میز:سرسیلی تم دونوں نے؟"دانیال باز نہ آیا۔

"کیوں کیاشلوار قمیض پر لکھاہے؟اٹ از ناٹ الوڈ فارامل اینڈ فلک؟"فلک کمرپر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"رہنے دودانی تمہیں نہیں پتاآج کل شلوار قمیض کا فیشن بہت ان ہے۔انہوں نے بھی اسی

لیے پہنی ہو نگی۔"آریان شرارتی لہجے میں بولا۔

"ہاں تو اور کیا؟"امل اور فلک ایک ساتھ بولیں تو آریان اور دانیال ہنس دیے۔امل، فلک انہیں گھورتی گاڑی میں جا بیٹھیں۔آریان اور دانیال کو وہ دونوں آج اس طرح بہت خوبصورت لگیں تھیں پر اس بات کا اعتراف وہ دونوں ہی نہیں کریں گے یہ بات امل اور فلک جانتی تھیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

اس کی بورڈنگ ہو چکی تھی اور اب وہ فلائٹ کی آناؤنسمنٹ کا انتظار کر رہی تھی۔دفعتاً اس کی فلائٹ کا اعلان ہونے لگا اس نے سامنے چلتی اسکرین کو دیکھا جہاں اس کی فلائٹ کی ڈیٹیل دی جا رہی تھیں۔وہ اس وقت جینز اور کھلے کرتے میں ملکے سے اسٹولر کو گلے میں ڈالے لیئر کٹ بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائے ہوئے تھی۔اپنا ہینڈبیگ سنبھالتے ہوئے وہ اٹھی۔دوسرے ہاتھ سے اس نے جینز کی جیب سے اپنا موبائل نکالا وہ چلتے ہوئے ٹائپنگ کر رہی تھی۔موبائل کو ایروپلین موڈ پہ ڈالنے سے پہلے وہ شاہزیب صاحب کو میسج پر اپنی فلائٹ کے تھوڑی ہی دیر میں ٹیک آف ہونے کے بارے میں بتا چکی تھی۔وہ آج اس ملک کو چھوڑ کر ہمیشہ، ہمیشہ کے لیے جا رہی تھی اس ملک کی ہواؤں میں اس نے سانس لی تھی اپنی زندگی کے بیس سال اس نے یہاں گزارے تھے۔مگر وہ آج جاتے ہوئے رنجیدہ نہیں تھی کیونکہ وہ وہاں جا رہی تھی جہاں اس کے اپنے تھے۔اپنوں سے ملنے کی چاہ،ان کے ساتھ رہنے کی چاہ آج پاکستان ناصرف نور اظہر کو لے جا رہی تھی بلکہ کچھ قدموں کے فاصلے پر چلتے فہد قریشی کو بھی واپس اپنوں کے پاس

New Era Magazine

لے جا رہی تھی۔ منزل دونوں کی ایک تھی، راستہ بھی ایک ہی تھا فرق یہ تھا کہ نور اظہر اب مزید تنہا رہ نہیں سکتی تھی اور اپنوں کے ساتھ رہنا چاہتی تھی اور فہد قریشی اب مزید تنہا نہیں ہونا چاہتا تھا اور بچے ہوئے اپنے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ جو چلے گئے انہیں جانا ہی تھا انہیں نا فہد قریشی روک سکتا تھا، نا کوئی دوسرا اور نا ہی کوئی تیسرا کیونکہ موت وہ اٹل حقیقت ہے جو ہر لذت کو مٹا دے گی۔

نور نے گہرا سانس کھینچا اور اطمینان بخش مسکراہٹ چہرے پر سجائے جہاز تک پہنچی۔ ایئر ہوسٹس نے اس سے اس کا بورڈنگ کارڈ لیا اور مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور اپنی سیٹ کی طرف بڑھی۔

"یا اللہ!! پلیز ونڈو سیٹ ہو پلیز۔" شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی کا ٹوسٹ کیے وہ آنکھیں بند کیے بچوں کے سے انداز میں بولی۔ اپنی مطلوبہ سیٹ پر پہنچ کر اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔

"اللہ پلیز!!!" کہتے ہی اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔

"نہیں!!" وہ زور سے کہتی اپنی سیٹ پر گری۔ ہینڈ بیگ پٹخنے کے انداز میں سامنے رکھا۔ اس کے ساتھ والی ونڈو سیٹ پر بیٹھے فہد قریشی نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر کندھے اچکا کر دوبارہ سر سیٹ کی پشت سے لگا گیا۔

"اۓ ہاۓ نور کیا بات ہے پورا تندوری چکن ہے۔۔ کیا آدمی ہے ہاۓ!! قسم سے جہان سکندر جیسا ہے افففف وہی ادا!! وہی لاپرواانداز افففف وہی ایٹیٹیوڈ!! قسمت کھل گئی۔" فہد پر

New Era Magazine

نظریں ٹکائے وہ ہلکی آواز میں بولتی سیٹ پر سیٹ ہو کر بیٹھی نظریں اب بھی فہد پر ہی تھیں جو اس کے منہ سے اپنے لیے تندوری چکن اور جہان سکندر کا لقب سننے کے بعد حیرت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے گولڈن بال دیکھ کر فہد تو کم از کم یہی سمجھا تھا کہ یہ انگلینڈ ہی کی ہے وجہ اس کی ظاہری شکل وصورت اور گورا رنگ تھا۔

"I know I'm very beautiful"

(مجھے پتا ہے میں بہت خوبصورت ہوں۔)وہ اسے انگریز ہی سمجھی تھی تبھی انہی کی زبان بولی۔

"Self praise has no recommendation"

(اپنے منہ میاں مٹھو مت بنو۔)فہد بے نیازی سے کہتا دوبارہ اپنی سابقہ حالت میں چلا گیا۔

"ہونہہ اٹیٹیوڈ ہی سانس نہیں لے رہا۔"وہ اب اردو میں بولی کیونکہ نور مادام کو اس بات کا یقین تھا کہ ساتھ بیٹھا آدمی انگریز ہی ہے اسے کون سا سمجھ آنی ہے۔

"اففف ہا۔۔۔اففففف میں گئی۔۔۔میں مرگئی۔"وہ آنکھیں میچے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"Mister can you please exchange your seat with me please.It's very urgent because I am a asthma patient and I feel suffocation when I didn't sit with window please ..!!"

New Era Magazine

(مسٹر کیا ازراہ کرم آپ اپنی سیٹ میرے ساتھ تبدیل کروا سکتے ہیں جلدی کریں پلیز میں ایستھما کی مریضہ ہوں اور جب میں ونڈو کے ساتھ نا بیٹھوں تو میرا دم گھٹتا ہے) فہد نے اس کی حالت دیکھی جو واقعی ترحم آمیز لگ رہی تھی فہد کو اس سے ہمدردی ہوئی۔

"بیچاری!"اس نے دل میں سوچا اور اپنی طرف دیکھتی نور کو اثبات میں سر ہلاتے وہ اپنی سیٹ سے اٹھا۔نور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کی سیٹ پر پہنچ چکی تھی۔

"Thank you"

(شکریہ)وہ دانت نکالتے بولی۔

"ہا۔۔اتنا بھولا بیچارہ۔۔ہا!!!اتنا سیدھا؟؟"وہ افسوس سے فہد کو سر تا پاؤں دیکھتی بولی اور یہ فہد ہی جانتا تھا کہ وہ کس ضبط سے بیٹھا تھا۔

"ہے بھی اتنا پیارا پتا نہیں مسلمان ہے بھی یا نہیں؟اگر مسلمان ہو تو کیا بات ہو؟؟واہ مزہ آجائے!!اگر مسلمان ہو تو اللہ کرے شادی شدہ نا ہو۔۔ارے مجھے بھی لائن مارنے کا پورا حق ہے۔"نور خود میں ہی مگن چپڑ چپڑ بولتی جا رہی تھی۔

"Excuse me"

نور اس کی طرف مڑتے ہوئے بولی۔

"No excuse me"

فہد می پہ خاصہ زور دے کر بولا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

New Era Magazine

"Are you married?"

(کیاآپ شادی شدہ ہیں؟)نور نے تجسس سے پوچھا۔

"No"

(نہیں)فہد مسکراہٹ دبائے بولا۔

"لو بھئی ایک تو یہ بندہ انگریز نا ہوتا ناتو۔۔۔!کاش۔۔۔اے کاش!"وہ سر ہلاتی افسوس کر رہی تھی۔

"میں انگریز نہیں ہوں۔"فہد اطمینان سے بولا۔

"اچھاااا۔۔۔۔کیا؟؟تم؟؟تم اردو بول رہے ہو؟؟تو اس کا مطلب تم سمجھ بھی لیتے ہو گے اردو۔ہے نا؟؟"نور جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔کتنی بکواس کر چکی تھی وہ اس کے سامنے اور وہ اس کی ہر ہر بات سمجھ رہا تھا۔

"غالباً اردو بولنے والا اردو سمجھ بھی سکتا ہے مادام۔"

"کتنی غلط بات ہے۔تمہیں مجھے بتا دینا چاہیے تھا میں اگر کچھ الٹا سیدھا بول دیتی تو؟؟"نور عورتوں کے انداز میں ہاتھ نچا نچا کر بولی۔اس کی بات پر فہد نے ایک ابرو اچکا کر اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو"سریسلی؟ابھی بھی کچھ رہتا تھا؟؟"

"ہاں تو؟مجھے کونسا پتا تھا تم اردو بول لیتے ہو؟؟ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"نور اپنی خفت مٹاتے ہوئے بولی۔

New Era Magazine

"فہد قریشی!"

"نوراظہر!"

"کیا میں نے پوچھا؟"فہد نے اسے گھورا اس لڑکی کی وجہ سے اس کے سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔

"پر میں نے تو بتا دیا نا۔"نور نے کندھے اچکائے۔

"اچھا مسلمان ہو؟اور کیا پاکستان جا رہے ہو؟"

"الحمدللہ مسلمان ہوں اور مادام کیا آپ افریقہ جانے والی فلائٹ پر چڑھی تھیں؟"ٹھنڈے انداز میں بھگو بھگو کر طنز مارتے فہد رخ موڑ گیا۔

"ہونہہ اکڑ تو دیکھو لارڈ صاحب کی۔ایسے طنز مار رہا ہے جیسے میں اس کی بھینس لے کر بھاگی ہوں۔"نور نے اسے گھورتے ہوئے دل میں سوچا اور سر جھٹک کر اپنا موبائل نکالا۔اب وہ اپنا سب سے پسندیدہ کام کر رہی تھی۔

کون فہد؟؟ کیسی بے عزتی؟اس لمحے اسے سب بھول چکا تھا۔

فہد کو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آرام دہ حالت میں بیٹھے ابھی بمشکل دس منٹ ہوئے ہوں گے جب اس کی آنکھ کسی کے زور و شور سے رونے کی وجہ سے کھلی۔وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اپنے ساتھ بیٹھی نور میڈم کو دیکھا جو زور و شور سے رو رہی تھی۔ارد گرد بیٹھے مسافر بھی انہیں مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

New Era Magazine

"کیا ہوا؟ پلیز آپ کچھ بولیں بتائیں کیا ہوا؟" فہد فکر مندی سے بولا۔ نور نے آنسوؤں سے لبالب آنکھوں سے فہد کو دیکھا۔

"وہ۔۔وہ نہیں رہا۔"

"اناللہ ھی وانا علیہ راجعون۔" فہد کو دکھ ہوا۔اس نے اپنی پاکٹ سے ٹشو نکال کر اسے دیا۔

"آپ کا بھائی تھا؟"

نہیں۔"نور پھر رونے لگی اور ٹشو سے ناک رگڑا۔"

دوست؟"ایک اور ٹشو دیا۔"

نہیں۔"اس نے ٹشو سے آنکھیں صاف کیں۔"

ہسبنڈ؟"ایک اور ٹشو۔"

نہیں۔"دوبارہ ناک رگڑا گیا۔"

"بوائے فرینڈ؟"

استغفر اللہ شرم کرلو کچھ۔"پھر ناک رگڑا۔"

"تو پلیز ایسے مت روئیں۔۔۔بتائیں تو سہی کہ کون ہے آخر وہ جو مر گیا؟"

"خبردار۔۔۔شہید ہو گیا کا لفظ استعمال کرو۔ مر گیا نا کہنا۔"

کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟""

"""میجر حیدر!!"اب کے نم آنکھیں صاف کیں۔"وہ کون ہے؟

نہیں پتا تمہیں ہا۔۔۔ارے ابھی تو اسکا نکاح ہوا تھا اور ابھی بیچاری دعا بیوہ بھی ہو گئی قسمت "کے فیصلے دیکھو۔۔۔

"کون دعا اور کون حیدر؟"

"چلو اب ساتھ چلتے ناول نہیں پڑھا تم نے؟ٹشو تو دو۔۔ہا۔۔۔میں مر گئی۔حیدر!!"

ختم ہو گئے ٹشو۔"فہد دانت پیستے بولا۔یہ لڑکی واقعی سائیکو تھی۔فہد قریشی کا شک یقین میں بدل چکا تھا۔

تمہیں افسوس نہیں ہوا؟"وہ گلو گیر لہجے میں بولی۔مگر اب فہد ہینڈ فری کانوں میں ڈال کر" والیم بڑھا چکا تھا۔نور کا رونا اب بھی جاری تھا ظاہر سی بات ہے رونا تو بنتا تھا بیچاری کا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ تینوں ائیر پورٹ کے باہر کھڑے نور کا انتظار کر رہے تھے۔نور کی فلائٹ لینڈ ہو چکی تھی۔ امید تھی کہ کچھ دیر میں وہ باہر بھی آ جائے گی۔

"آ گئی نور!!"ایک دم ہی امل اور فلک کے چلانے پر دانیال بھی متوجہ ہوا۔

"چڑیل۔"وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔وہ تینوں چلتے ہوئے اس تک پہنچ چکے تھے۔

"اے ڈرائیور؟؟میرے سوٹ کیس اٹھاؤ اور گاڑی میں منتقل کرو۔"وہ دانیال کو حکم دیتی امل اور فلک سے لپٹ گئی۔

"یارر۔۔۔آئی مسڈ یو بوتھ سو مچ۔"(میں نے تم دونوں کو بہت یاد کیا)وہ دبی آواز میں بولی۔

"اوہ ہیلو محترمہ؟ یہ ڈرائیور کسے بولا؟"دانیال تو ہوش میں آتے ہی چلا اٹھا تھا۔

"تمہیں اور کسے؟ ویسے تم لوگ کب سے اتنے کھوجے ڈرائیورر کھنے لگے؟"دانیال کو کہتے وہ امل اور فلک کی طرف متوجہ ہوئی۔

"خود ہو گی تم کھوجی میں تو اتنا ہینڈسم ہوں اتنا ہینڈسم ہوں۔۔۔کہ بس کیا بتاؤں؟"دانیال ایک جذب سے بولا۔

"کچھ بتانے کو ہو گا تو بتاؤ گے نا؟"نورا سے چڑا رہی تھی۔

"تم سے۔۔۔بات کرنا فضول ہے۔"دانیال پاؤں پٹختا اس کے سوٹ کیس کھینچتا گاڑی تک جا پہنچا۔

"ہاہاہا۔۔۔"وہ تینوں اس کی حالت پر ہنستے ہوئے گاڑی کی طرف چل دیں۔

"اس بچارے کا کیا حال ہو گا جو تمہارے ساتھ بیٹھا ہو گا؟"دانیال نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا جانتا جو تھا کہ اب تک اس بندے بے چارے کا سر خالی ہو چکا ہو گا۔

"وہ ہاں یار بڑا کول بندہ تھا۔اقف کیا بتاؤں۔اچھا جو ہوا نا وہ تو جا کر گھر بتاؤں گی اس کے سامنے نہیں۔باقی یہ کہ ابھی وہ ائیر پورٹ سے باہر ہی نہیں نکلا تھا نہیں تو تم لوگوں کو اس خوش نصیب کا دیدار کرواتی جسے میرے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا۔"نورا ٹھلاتے ہوئے بولی تو امل اور فلک ہنس دیں اور اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں جبکہ دانیال محض آنکھیں گھما کر رہ گیا تھا۔

"تھری ایڈیٹس!!!" وہ دھیمے سے بڑبڑایا اور ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

امل، فلک اور نور دو دن مسلسل بازار جا جا کر اپنی شاپنگ پوری کر چکی تھیں اور اب انتہائی مطمئن تھی کیونکہ شاپنگ ہو چکی تھی۔اب وہ اپنا سارا وقت عالیہ کو دیتیں جو ان کی باتوں پر لال پیلی ہوتی رہتی۔نور کے آنے سے ان کا گروپ پورا ہو چکا تھا بچپن میں نور کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہی تھی اور تب بھی ان کی آپس میں خوب جمی تھی۔عالیہ مایوں بیٹھ چکی تھی۔اسے مایوں بیٹھے آج دوسرا دن تھا۔امل، نور اور فلک اس کے کمرے کے باہر بہت سخت پہرا دیے ہوئے تھیں۔عالیہ بیچاری کو تو انہوں نے کمرے سے باہر بھی نکلنے نہیں دیا تھا اور خود ہی سارے کام کر رہی تھیں۔عالیہ اس وقت بھی اپنے کمرے میں ہی تھی۔سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اب اکثر شام کو سب اکھٹے ہوتے کیونکہ چار دنوں تک شادی تھی تو سب کی زبان پر یہی بات موضوع گفتگو تھی۔

"کل مجھے نجمہ کی کال آئی پہلے تو مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کون بات کر رہی ہے۔بلا آخر اس نے اپنا تعارف کروایا کہ وہ صیاد صاحب کی بیٹی کی شادی پر مجھ سے ملیں تھیں، تو مجھے یاد آیا۔فلک میں انہی انٹی کی بات کر رہی ہوں جو آپ کا بائیو ڈیٹا لے رہی تھی۔" بات کرتے ہوئے عائشہ بیگم نے فلک کو بھی اندر گھسیٹا تو آپس میں باتیں کرتیں امل، فلک اور نور ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"انہوں نے زیادہ گھمایا پھرایا نہیں اور سید ھا مدعے پر آئیں۔انہیں اپنے بیٹے کے لیے ہماری

فلک پسند آئی تھی اور انہوں نے اسی کے متعلق بات کی۔ لڑکا اچھا ہے کافی بزنس ہے ان کا، میں شادی پر بھی ملی تھی اس سے سمجھدار بھی ہے میں نے وقت مانگا ہے ان سے۔" عائشہ بیگم نے بات ختم کی اور چائے کا کپ اٹھایا۔ دانیال ابھی تک صدمے کی کیفیت میں کبھی عائشہ بیگم کو دیکھتا تو کبھی باقی سب کو۔

"ارے سمپل سی بات ہے انکار کر دو عائشہ!! میں نے فلک کو ہمیشہ سے اپنے آریان کے لیے ہی سوچا ہے۔" ارفع بیگم نے مسکراتی نظروں سے فلک کو دیکھا۔ دانیال نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ تو سب جانتی تھیں تو پھر یہ سب؟؟

اس نے اپنے ماں باپ، پھر امل اور عائشہ بیگم کو دیکھا سب کچھ تو وہ جانتے تھے پھر اب؟؟؟ وہ کیوں نہیں روک رہے تھے؟ وہ کیوں کچھ بول نہیں رہے تھے؟ آریان سر جھکائے بیٹھا تھا۔ آریان کچھ کیوں نہیں بول رہا؟

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" شاہزیب صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔ انہوں نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا جس کی آنکھیں انہیں شکوہ کرتی نظر آئیں۔

انہوں نے فوراً نظر ہٹائی۔ اسی پل دانیال کو ہوش آیا۔ وہ ایک دم کھڑا ہوا سب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ سر جھکائے بیٹھی فلک نے بھی جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟" وہ ایک دم بولا تو سب اسے حیرانی سے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب؟"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"کیسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟"سہیل صاحب نے مسکراہٹ دبائی۔اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے۔

"ایسا!!!!"

"ایسا کیسا؟؟"عائشہ بیگم نے حیرانگی سے پوچھا۔

"یہ جو آپ سب کرنے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔یہی سب۔۔یعنی آریان اور فلک؟سوچیے گا بھی مت!!" اس کا انداز وارننگ دیتا ہوا تھا۔

"قباحت تو نہیں ویسے اس بات میں اور اگر ہم ایسا نا بھی کریں تو کوئی اور لڑکا بھی تو نہیں ہے نا خاندان میں۔۔۔"عائشہ بیگم مسکرائیں۔ان کی بات پر دانیال ایک جھٹکے سے اٹھا۔

"کیا آپ لوگوں کو میں تیسری مخلوق لگ رہا ہوں؟؟"اس کا انداز حیرانی لیے ہوئے تھا اور اس کے انداز پر سب کے قہقہوں نے اسے جتایا کہ وہ کیا بول چکا ہے۔ایک دم ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھتا زمین پر بیٹھ گیا اور ایک بار پھر سب ہنسنے لگے۔پھر اس نے چور نظروں سے فلک کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی شاید مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔کم از کم دانیال کو تو یہی لگا تھا مگر کون بتائے اسے کہ فلک بی بی شرما رہی تھیں۔پھر اس نے یونہی ٹیڑھی نظروں سے آریان کو بھی دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔اسے تو تپ ہی چڑھ گئی یعنی حد ہے یہ فضول انسان کیوں مسکرا رہا ہے؟کہیں؟؟؟ اس سے آگے اس سے سوچا نا گیا۔۔۔وہ ایک دم اٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔

"تیرے دانت کیوں نکل رہے ہیں۔کہیں ویسا تو نہیں جیسا میں سوچ رہا ہوں؟؟"وہ ابرو اچکائے مشکوک انداز میں بولا۔

"بڑوں کا فیصلہ ہے میں تو خوش ہوں۔"آریان نے سعادت مندی سے جواب دیا تو دانیال کا

منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میں کروں گا فلک سے شادی اور اگر آپ لوگ اسے بے شرمی سمجھتے ہیں جو میں کر رہا ہوں تو سمجھیں کیونکہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم اپنے بڑھاپے میں، گرمیوں کے موسم میں لان کے کسی درخت کے سائے میں بیٹھ کر یا سردیوں کے موسم میں انگیٹھی کے سامنے بیٹھ کر یہ سوچنا نہیں چاہتا کہ 'ایک فلک تھی جس سے میں عشق کرتا تھا اور بڑوں کے فیصلے کے سامنے مجبور ہو کر مجھے اس سے دستبردار ہونا پڑا پھر اس کے بچے مجھے ماموں کہنے لگے۔' میں پچھتانا نہیں چاہتا۔ یہ زندگی آپ کی ہے اسے خوشی سے اور اپنی مرضی سے گزارنا آپ کا حق ہے تو حق کے لیے آواز اٹھاؤ نا کہ خاموش رہو اور مظلومیت کی مثال بنو۔ میں چاہتا ہوں بوڑھا ہو کر جب میں کسی درخت کے نیچے بیٹھوں یا انگیٹھی کے سامنے بیٹھوں تو میرے ہمراہ فلک بھی ہو اور ہم پیزا آرڈر کروائیں۔ فلک کے بچے میرے پاس پیزا لائیں اور کہیں بابا!! پیزا آگیا۔ میں ماموں نہیں بابا کہلانا چاہتا ہوں۔ میں بوڑھا ہو کر فلک کے ساتھ پیزا کھانا چاہتا ہوں۔ دانتوں کا سیٹ ہم شئیر کر لیا کریں گے اور فلک!! ہم مل کر کھانا کھایا کریں گے۔۔ ہوٹلنگ کیا کریں گے۔" وہ سنجیدہ بات کو بھی مذاق میں ڈھال دینے کا ہنر رکھتا تھا۔ سب اس کی بات پر مسکرائے۔

"تو پھر ہمیں بھی تم پر ترس آگیا ہے دانیال بیٹا! جاؤ کیا یاد کرو گے بوڑھے ہو کر کہ عظیم ماں باپ ملے تھے۔" سہیل صاحب مسکرائے۔

یس!!" دانیال نے پرجوش آواز میں کہا تو اسکے انداز پر سب ہنس دیے۔"

"تو دانی بیٹا ہماری بھی ایک خواہش ہے کہو پوری کرو گے؟؟ تاکہ آریان بھی اپنے بڑھاپے میں

ہمیں دعائیں دے سکے۔" فرحان صاحب سنجیدگی سے بولے۔آریان نے سر جھکا لیا۔

"عرض کریں آپ!!!" دانیال تابعداری سے جھکا۔

"بھئی تم لوگ ہمارے آنگن کی کلی لے لو اور ہم تم لوگوں کے آنگن کی کلی لے آئیں گے۔" ارفع بیگم نے اپنے ساتھ کھڑی امل کے گال کھینچے۔ تو وہ شرماتے ہوئے سر جھکا گئی۔دانیال نے دکھ سے آریان کو دیکھا۔وہ اسکا درد محسوس کر سکتا تھا محبت چھن جانے کا دکھ جو تھوڑی دیر پہلے وہ خود بھی محسوس کر رہا تھا دانیال کو اپنی آریان سے مہینہ پہلے کی گئی بات یاد آئی۔

"اچھا جناب تو تم فلک سے محبت کرتے ہو؟؟"

"ہاں نا۔" دانیال نے تابعداری سے سر ہلایا۔

اس وقت وہ دونوں لان میں بیٹھے تھے۔ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔امل اور فلک عالیہ کے ساتھ کچن میں تھیں۔غالباً عالیہ کی بنائی گئی ڈشز پر ہاتھ صاف کر رہی تھیں۔

"تمہیں بھی کسی سے محبت ہے نا؟؟ مجھے یاد آیا جس دن ہم یونی میں ملے تھے فلک نے ہی ذکر کیا تھا۔کون ہے وہ؟ گھنے میسنے؟" دانیال نے اسکے کندھے پہ دھپ رسید کی۔

وقت آنے پر بتاؤں گا۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔"

دانیال نے چونک کر آریان کو دیکھا جسکے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ بہت کچھ جتا رہی تھی اس نے نظروں کا زاویہ موڑا اور امل کو دیکھا جو شرما رہی تھی۔

"یااللہ!! مجھے پتا ہی نا چلا واقعی گھنا میسنا ہے۔"

اسماءاور شاہزیب ہم لوگ آپ سے اپنے بیٹے آریان کے لیے امل بیٹی کو مانگتے ہیں۔"سہیل" صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ہم اپنے نکمے بیٹے کے لئے آپ لوگوں سے فلک کا ہاتھ مانگتے ہیں۔"شاہزیب صاحب نے" فرحان صاحب کے کندھوں پر بازو پھیلاتے ہوئے کہااور لفظ"نکمے" پر دانیال کے ایکسپریشن نارمل ہی تھے کیونکہ بات سولہ آنے درست تھی۔

"اوہ مائی گاڈ!!ناولز میں بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔۔ہاؤ کیوٹ۔۔"نور خوشی سے اچھلی تو سب اسکے بچگانہ انداز پر ہنس دیے۔ماں باپ کے لیے انکی اولاد ہی کل سرمایا ہوتی ہے اولاد کی خوشی ہی ماں باپ کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔سب بڑوں کی مشترکہ رائے کے مطابق انکے نکاح،صارم اور عالیہ کی مہندی والے دن طے پائے۔وہ چاروں اسقدر نارمل بیٹھے تھے کہ انہیں دیکھ کر یہ کہنا مشکل تھا کہ ابھی انہی کی شادی کی بات ہوئی ہے کم از کم نور کے لیے تو یہ سب نیا ہی تھا کیونکہ بقول اسکے میرے ناول کی ہیروئن تو شرما کر کمرے میں بھاگ جاتی ہے اب اسے کون سمجھائے کہ یہ امل اور فلک ہیں جن سے صرف اتنی سی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ پل دو پل شرمائیں یا یوں کہنا بہتر ہے اداکاری کریں۔مگر کون جانے اندازے غلط ہونے والے تھے؟

آریان کا فون بجا تو وہ معذرت کرتا اٹھا اور باہر کی جانب چل دیا۔اسکرین پر"فادی کالنگ" لکھا نظر آرہا تھا۔بالا آخر اسکی کال آہی گئی تھی پچھلے دس دنوں سے آریان کی اس سے بات نہیں ہو پائی تھی کیونکہ فہد کا نمبر بند جارہا تھا۔

"السلام علیکم!"اسپیکر سے فہد کی ہشاش بشاش آواز آئی۔آریان کو سکون محسوس ہوا۔

"وعلیکم السلام!!کیسے ہو؟"آریان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایک دم فٹ تو سنا کیا ہو رہا ہے؟"

کچھ نہیں بس سب اکٹھے ہوئے بیٹھے ہیں پرسوں عالیہ آپی کی رسمیں شروع ہو رہی ہیں تم ہماری

"طرف ہی آجاؤ۔"

"اوہ یہ کہنے کی بات ہے کوئی کہو تو ابھی آجاؤں میں تو بیگ تیار کیے بیٹھا ہوں۔"

"آجاؤ!!بلکہ میں لینے آتا ہوں۔"

"اؤ بھائی میرے رک جا۔۔آج نہیں۔۔۔مایوں والے دن ہی آؤں گا۔تو یہ بتا یہ آج تیری آواز کچھ بدلی بدلی سی کیوں ہے؟تو بہت خوش لگ رہا ہے جیسے خزانہ ہاتھ لگا ہو؟کہیں انکل وغیرہ نے تمہارا املب ھابھی کے ساتھ رشتہ تو طے نہیں کر دیانا؟؟"لان میں شام اترنے لگی تھی۔سامنے کھلے خوبصورت گلاب کے دو پھول دیکھتے ہوئے آریان سوچ رہا تھا سچے دوست کسی نعمت سے کم نہیں ہوتے وہ چاہے دور بھی بیٹھے ہوں آپکی آواز سن کر اندازہ بھی لگا لیں گے آیا آپ خوش ہیں یا نہیں؟

"خزانہ نہیں ہے وہ۔اسے پیسوں میں مت تولو۔یہ کہہ سکتے ہو کہ مجھے میری کسی نیکی کا ثمر مل گیا اور سنو تمہارا اندازہ بالکل درست ہے عالیہ آپی اور صارم بھائی کی مہندی والے روز ہی میرا اور امل کا نکاح ہے۔مجھے میری محبت محرم بن کر ملنے والی ہے۔فہد میں رب کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے۔"آریان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کمینے!!دوست کو بتانا گوارا نا کیا۔ٹھیک ہے میں کونسا تمہارا کچھ لگتا ہوں؟"فہد کی ناراض سی آواز اسپیکر سے آئی تو آریان کھل کر ہنس دیا۔اسکے لیے چائے کا کپ لاتی امل اسے ہنستا دیکھ کر

مسکرائی اگلے ہی لمحے اسکی مسکراہٹ سمٹی۔

"ارے نہیں تم تو میری جان ہو۔" آریان ہنستے ہوئے بولا۔

اچھا۔۔بس کر یہ کچھ زیادہ نہیں ہو گیا۔ جھوٹے۔۔جان تو تمہاری بھابھی جی میں ہے ہماری "او قات ہی کیا ہے؟"

"نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں تمہارے بغیر میں مر جاؤں گا سچ میں۔" (آریان بھی کسی سے محبت کرتا ہے۔ کئی بار اس نے مجھے بتایا ہے لڑکی کی عادتوں کے بارے میں بھی مگر مجھے نہیں پتا وہ کون ہے) امل کو فلک کی بات یاد آئی۔

"اچھا بس بس۔۔ویسے آج میرا دل کر رہا تھا پیزا کھانے کو کیا خیال ہے پیزا پارلر چلیں؟؟ دانی کو کہنا تمہاری سالی صاحبہ اور بھابھی کو بھی لے آئے اور تو آکر مجھے پک کر ڈرائیونگ کا کوئی موڈ نہیں سچ میں۔"

"اچھا میں بات کرتا ہوں ہاں۔۔ہاں آتا ہوں صبر۔" آریان نے مسکراتے ہوئے کہا اور کال کاٹتے ہوئے اٹھا اور اپنے پیچھے امل کو کھڑا پایا۔

وہ ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے بت بنے کھڑی تھی۔ آریان نے گہرا سانس کھینچا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سمجھ چکا تھا۔ وہ چلتی ہوئی کرسی تک گئی اور چائے کا کپ رکھتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"امل۔۔۔یہ لو۔" آریان نے میز پر اپنا موبائل رکھا۔ (اب یہ مجھے خود بتا رہا ہے تاکہ میں انکار کر دوں) امل نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا لیا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے کال لاگ کھولا۔ سامنے ہی اسکرین پر فادی لکھا جگمگا رہا تھا اور ساتھ میں کال ڈیٹیل بھی تھیں۔ امل نے شرمندگی سے سر جھکا کر موبائل واپس میز پر رکھ دیا۔

"امل پلیز یوں شرمندہ مت ہو۔میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں تھا بس تمہارا وہم دور کرنا تھا اور مجھے تمہیں یہ کہنا ہے امل کے آئندہ کبھی بھی میرے حوالے سے کچھ برا مت سوچنا۔جب کبھی تمہیں یہ جاننا ہو کہ میں کس سے فون پر بات کر رہا ہوں تو پیچھے کھڑی مت رہا کرنا۔سامنے آیا کرنا اور یوں ہی میرے سامنے بیٹھ کر جان لیا کرنا کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں۔میں نہیں چاہتا تم میرے حوالے سے ایک لمحے کی بدگمانی کو بھی اپنے دل میں جگہ دو۔"وہ نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ویسے چائے تو ٹھنڈی ہو چکی ہے۔"امل ہونٹ سکوڑتے ہوئے بولی۔

"میرا دل کر رہا ہے آج کہ میں ٹھنڈی چائے پیوں۔"آریان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور ایک سانس میں ہی ٹھنڈی چائے پی گیا۔ اگرچہ اسے پینا مشکل تھا مگر امل کا دل نا دکھے اور اسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔یہ چائے کا ٹھنڈا کپ تو پھر معمولی سی چیز تھی۔

"کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں اٹھوں کیونکہ فہد نے پلان کیا ہے کہ ہم سب پیزا کھانے چلیں۔"

"اوہ ضرور اور تھینک یو۔"

"ضرورت نہیں۔"اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور امل کو اندر جانے کا اشارہ کیا امل مسکراتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی آریان بھی اسکے پیچھے اندر چلا آیا۔

امل اور فلک اب اکثر شلوار سوٹ پہننے لگی تھیں یا پھر لمبی شرٹ کے ساتھ جینز پہن لیتی تھیں نور تو کرتا جینز پہننے کی ہی شوقین تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ تینوں تیار ہو کر گاڑی کی طرف آئیں۔آریان فہد کو پک کرنے کے لیے نکل چکا تھا دانیال نے بھی ان تینوں کو ساتھ لے کر ہی

انہیں جوائن کرنا تھا۔

بھئی مفت کی پیزا پارٹی کون کافر ٹھکرائے؟؟؟

□□□□□□□□□□□□□□□□

"اورسناؤ سفر کیسا گزرا تھا؟؟"آریان نے موڑ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"مت پوچھو یار۔"فہد نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے باقاعدہ توبہ مانگی۔

"کیوں؟؟خیریت؟"

"یار توبہ۔۔۔میں اپنی پوری زندگی میں اس جیسی لڑکی سے نہیں ملا یار۔۔۔کوئی نمونہ ہی تھی وہ۔۔۔"

"اوہ یعنی تمہارا سفر کسی حسینہ کے ساتھ گزرا ہے۔"

"پتا نہیں یار کیسی تھی وہ؟؟کون تھی؟اس کے حسن پر تو تب غور کرتا جب وہ اپنی چپڑ چپڑ بند کرتی۔قسم سے آکر دو سر درد کی گولیاں کھائیں تو سکون ملا۔"اور پھر فہد نے اسے ساری کہانی سنائی۔

"ہاہاہا۔۔"آریان باقاعدہ قہقہے لگا کر ہنسنے لگا۔

"اب تو کیوں ہنس رہا ہے؟"فہد نے تپ کر پوچھا۔

"فہد قریشی دی گریٹ!!جو کسی زمانے میں اتنے لفنگے تھے کہ لڑکیوں کو چھیڑنا اپنا پسندیدہ مشغلہ سمجھتے تھے اور جس کے سامنے لڑکیوں کی بولتی بند ہو جاتی تھی۔اس کی بولتی ایک لڑکی نے بند کروائی تو وہ بھی کس انداز میں۔۔۔"وہ ہنستا جارہا تھا۔

"ویسے اس کا نام کیا تھا؟؟"

"مس روندو۔"آریان نے فہد کو گھورا اور پھر وہ دونوں ہنس دیے۔

"اچھا سیریس ہو جاؤ فہد یہ کیسا نام ہوا؟؟"گاڑی پارک کرتے ہوئے آریان نے پوچھا۔

"یار وہ روتی بہت ہے۔"فہد نے ہنستے ہوئے کہا اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

کالا ڈوریا کنڈے نا۔۔

مہندی لگا کے رکھنا۔۔

کار کی پچھلی سیٹ پر فلک کے ساتھ بیٹھی نور لہک لہک کر گا رہی تھی۔دانیال بھی گاڑی چلاتے ہوئے مسکراہٹ دبائے فلک اور امل کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"نور بکواس بند کرو۔"فلک نے تپ کر کہا۔

"کیوں؟میں تو گاؤں گی۔"نور پھر سے گانے لگی۔امل نے فلک کو مڑ کر کوئی اشارہ کیا جس پر فلک کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ پھیلی۔وہ نور کے کان کے قریب جھکی۔

"نور!!"

"کیا ہے؟"نور بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"اسکا نام کیا تھا جو تم سے پلین میں ملا تم نے ہمیں بتایا نہیں تھا۔" فلک کی بات پر نور کچھ سوچنے لگی اور اسکے کان کے قریب جھکی۔

"مسٹر ٹشو۔"

"ہیں؟؟ یہ کیسا نام ہے؟؟" امل نے حیرت سے پوچھا۔

"یار اسکے پاس ٹشوز بہت ہیں۔" نور نے ہنستے ہوئے کہا اور سیلفی لینے لگی۔ اسکی بولتی واقعی وہ دونوں بند کروا چکی تھیں۔

"کیا بات ہے مجھے بھی بتاؤ۔" دانیال نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔

"چپ کر کے گاڑی چلاؤ۔" دانیال نے منہ بسورا۔

"اترو اور جاؤ اندر میں پارک کر لوں گاڑی۔" دانیال نے پیزا پالر کے باہر گاڑی روکی۔

امل، فلک اور نور اندر کی جانب چلی گئیں۔

"میں تو کہتا ہوں تمہیں وہ لڑکی دوبارہ مل جائے۔" آریان نے ہنستے ہوئے کہا اور اپنا موبائل میز پر رکھا۔ وہ دونوں کونے والی میز بک کروائے وہاں بیٹھے تھے۔

"او تیری خیر..!!" فہد ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا؟" آریان نے حیرانی سے پوچھا۔

"یار تیری زبان کتنی کالی ہے۔۔۔لے آگئی تیری ماں۔۔۔"

"کون؟؟"

"مس روندو۔۔۔۔" فہد رونے والا ہو گیا۔

"تو تو کیوں رو رہا ہے۔۔ میں بھی ذرا اس عظیم لڑکی کو دیکھ لوں جس نے تیرا منہ بند کروایا۔"

آریان نے تھوڑا سا پلٹ کر پیچھے دیکھا اور امل اور فلک کے آگے سیلفی پر سیلفی بناتی نور کو دیکھا وہ انہی کی طرف آرہی تھیں۔

"یار ہماری طرف کیوں آرہی ہے؟" فہد نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔آریان نے مسکراہٹ دبائی۔

"سہی پھسے ہو بچو!!" آریان نے دل ہی دل میں قہقہہ لگایا۔

"ارے آریان بھائی۔۔۔آئیں سیلفی ہو جائے۔" نور نے کہتے ہی اپنے پیچھے آتی امل اور فلک کو بھی گھسیٹا اور سیلفی لینے لگی۔

"ایکسکیوزمی مسٹر!!"

"نو ایکسکیوزمی۔" فہد نے ترچھی نظروں سے دانت نکالتے آریان کو گھورا۔

"بے غیرت۔" وہ بھنا کر دل ہی دل میں بولا۔

"ہیں؟؟ دیکھیں آپ آریان بھائی کے دوست ہیں ہم سیلفی بنانے لگے ہیں آپ بھی ہمیں جوائن کریں نا۔" نور نے آریان کی طرف دیکھا اور اشارہ کر کے پوچھا کیا یہ پاگل ہیں؟؟؟

آریان نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ پردہ کرتے ہیں؟؟ آپ کی چادر نظر نہیں آرہی۔"

بس۔۔۔یہی تھی فہد قریشی کی حد۔۔۔وہ جھٹکے سے اسکی طرف مڑا۔

"تم؟؟؟"

"ہاں میں۔" فہد میں پر زور دے کر بولا۔

"تم آریان بھائی کے دوست نکلے۔دیکھو ذرا قسمت کے کھیل۔" نور تو حیران رہ گئی تھی۔دل

الگ بھنگڑے ڈال رہا تھا۔

"جی محترمہ۔۔۔" وہ ناراضگی سے رخ موڑ کر بیٹھ گیا۔

"آریان کیا تم مجھے بتا نہیں سکتے تھے؟" وہ آریان کو گھورتا ہلکی آواز میں بولا۔ امل، فلک اور دانیال حیرانی سے بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"اب تم کہاں جا رہے ہو؟؟" فہد کو اٹھتا دیکھ کر آریان نے پوچھا۔

"پینڈول کی گولیاں لینے جا رہا ہوں۔" اسکی بات کا مطلب سمجھتے آریان نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔

"شاید میرے پاس ہو۔" نور اپنا کلچ کھولتے ہوئے بولی۔

"اچھا ہے۔۔۔ ساتھ لے کر گھومتی ہیں محترمہ کہ جس جسکا سر کھاؤں اسے ایک ایک گولی بھی دیتی جاؤں۔" فہد نے دل میں سوچا۔

"اس میں ایک ہی گولی رہتی ہے۔" نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بہت خوبصورتی سے مسکرائی تھی۔

"نہیں مجھے اب کی بار پورا پیکٹ ہی چاہیے۔" اب کے فہد بھی مسکرایا۔

"لڑکی بری نہیں ہے بس امیچور ہے اور شاید تھوڑی کھسکی ہوئی بھی۔" فہد نے دل میں سوچا۔

"کچھ بتاؤ گے کیا ہے یہ سب۔"

"یہ مس رونددو ہیں۔"

"یہ مسٹر ٹشو ہیں۔"

وہ دونوں ایک ساتھ بولے اور پھر ہنس دیے۔ امل اور فلک ہنس دیں انہیں بے اختیار فہد قریشی

New Era Magazine

پر ترس آیا تھا۔

"مجھے بھی کچھ بتاؤ!!!" دانیال چیخا۔

"یہی ہیں وہ بدنصیب انسان جو نور محترمہ کے ساتھ فلائٹ میں تھے۔" دانیال نے افسوس میں سر ہلایا۔

"آپکا ناول مکمل ہو گیا؟"

"ہاں وہ میں نے اسی دن پڑھ لیا تھا پتا ہے میں رات چار بجے تک جاگتی رہی تھی بس پھر کیا پڑھ لیا۔" نور نے کندھے اچکائے۔

"یہ پاگل بھی ہے۔" فہد نے اسے دیکھتے ہوئے پھر سے دل ہی دل میں کہا اسے کہنے کی ہمت نہیں تھی تبھی بس یہی بولا۔

"گڈ!"

"آرڈر کرواؤ!!!" دانیال نے فہد کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

امل دانیال کے ساتھ ہی جبکہ فلک اور نور آریان کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ آریان آرڈر کروانے کے بعد انکی طرف متوجہ ہوا۔

"ہم اس طرح بیٹھے کپل لگ رہے ہیں۔" نور نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر سے اپنے موبائل میں غرق ہو گئی اس بات پر غور کیے بغیر کے وہ کیا بول چکی ہے۔

"اچھا آریان بھائی ذرا یہ تو بتائیں آپکا انسٹا گرام اکاؤنٹ کا نام کیا ہے اور مسٹر ٹشو تم بھی بتاؤ۔" وہ موبائل پر ہی سر جھکائے بولی۔

"کیوں؟"

"ارے بتائیں نا۔۔"

"تم بھی بتاؤ مسٹر!!!"آریان اپنے اکاؤنٹ کا نام بتا چکا تھا مگر فہد خاموش رہا۔

"نہیں بتاؤں گا کبھی نہیں بتاؤں گا۔اب بتاؤ؟"فہد نے ہنستے ہوئے کہا۔

اگلے ہی لمحے ایک ساتھ سب کے موبائل کی نوٹی فکیشن رنگ بجیں سب سے پہلے آریان اور فلک نے موبائل اٹھائے اور اگلے ہی لمحے وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے انکی دیکھا دیکھی امل اور دانیال نے بھی اپنے اپنے موبائل چیک کیے اور انکی حالت بھی ان دونوں سے مختلف نہیں تھی۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر فہد نے بھی اپنا موبائل اٹھایا اور اگلے ہی لمحے وہ غم و غصے سے نور کو گھور رہا تھا۔جس نے آریان کی پوسٹ پہ ٹیگ شدہ فہد کے اکاؤنٹ کو ڈھونڈ نکالا تھا۔نا صرف ڈھونڈ نکالا تھا بلکہ انکی ابھی تھوڑی دیر پہلے کی بنائی ہوئی سیلفی میں اسے بھی ٹیگ کیا تھا جس میں فہد ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپائے بیٹھا تھا اور نیچے کیپشن میں واضع لکھا ہوا تھا۔

"سوری یہ فہد صاحب ہیں یہ لڑکیوں سے پردہ کرتے ہیں۔لڑکیاں چھوڑیں لڑکوں سے بھی پردہ کرتے ہیں۔ خیر ہم ہیں اس وقت پیزا پارٹی کرنے والے ہیں۔"آٹھ ہنستے ہوئے ایموجی وافر مقدار میں موجود تھے۔ فہد منہ پھلائے بیٹھ گیا اس آفت کی پرکالا کو وہ کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتا تھا۔فہد کو سامنے بیٹھی لڑکی بیوقوف ہونے کے ساتھ ساتھ مینٹل ہوسپٹل سے بھاگی ہوئی بھی لگنے لگی تھی۔فہد نے میسج ٹیون بجنے پر موبائل کی طرف دیکھا جہاں نور کا میسج انسٹا گرام کے انباکس ریکویسٹ میں تھا۔ مسکراہٹ دبائے اس نے نور کی طرف دیکھا جس نے اسے میسج ریکویسٹ اکسیپٹ کرنے کا اشارہ کیا۔امل،آریان،دانیال اور فلک کسی اور بات میں مصروف تھے۔فہد نے گہری سانس کھینچی اور "نور دیگریٹ" نام کی پروفائل کی میسج ریکویسٹ اکسیپٹ

کر لی۔

"مجھے پتا ہے میں بہت خوبصورت ہوں۔"نور کا میسج پڑھ کر فہد نے سر جھٹکا۔

"یہ آپکو کس نے کہا؟"

"اب ظاہر ہے اتنی دیر تک تم مجھے آنکھیں جھپکائے بغیر دیکھتے رہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میں پیاری ہوں جبھی تو تمہاری نظر مجھ پر سے نہیں ہٹی۔"نور نے مسکراہٹ دبائی۔

"مادام اسے دیکھنا نہیں گھورنا کہتے ہیں۔"

"واٹ ایور۔کوئی فرق نہیں اس میں مجھے پتا ہے میں بہتتتت۔۔۔پیاری ہوں۔"

"ٹھیک ہے مان لیتا ہوں کہ آپ پیاری ہیں اور یہ بات آپکو پتا ہے مگر کچھ ہے جو آپکو نہیں پتا۔"

"کیا؟؟"

"یہی کہ آپ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بے وقوف، پاگل اور کھسکی ہوئی لڑکی ہیں۔"نور نے اسے گھورا مگر وہاں فرق ہی کسے پڑتا تھا۔

"شکریہ! خوبصورت لڑکوں کے طنز کو تو میں تعریف سمجھ کر قبول کر لیتی ہوں۔مینشن ناٹ۔۔"آٹھ ہنسنے والے ایموجی بھی تھے۔

"آپ واقعی پاگل ہیں۔"فہد نے میسج سینڈ کیا اور موبائل میز پر رکھ کر سیدھا ہوا کیونکہ وہ چاروں ان دونوں کو گھور رہے تھے جو موبائل میں سر دیے بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا؟؟"فہد نے مسکرا کر پوچھا۔

"کس سے اتنا مسکرا مسکرا کر بات ہو رہی تھی؟"آریان نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔فہد نے تھوک نگلتے ہوئے نور کو دیکھا اس نے کندھے اچکا دیے۔

"وہ۔۔دوست۔۔۔دوست تھا کوئی۔" فہد کی زبان اسے دوست کہتے ہوئے کڑوی ہوئی تھی اور وہ تو مزید کندھے چوڑے کر کے بیٹھ گئی تھی۔

"تھا کوئی؟؟ پکا ہے نا؟؟" دانیال نے ائیبرو اچکا کر اسکی طرف مشکوک انداز میں دیکھا۔

"ہاں میرا بہت۔۔بہت اچھا دوست ہے اور تم لوگ کیسے شک کر رہے ہو مجھ پر۔۔حد ہے۔" وہ انہیں گھور کر بولا۔

"اچھا۔۔" ابھی دانیال مزید کچھ کہتا مگر سامنے سے ویٹر کو آتا دیکھ وہ سب بھول چکا تھا یاد تھا تو بس اتنا کہ وہ یہاں پیزا کھانے آیا تھا۔

"فلک یہ لو۔" دانیال نے اسکی جانب رومال بڑھایا۔

"اہ۔۔شکریہ دانیال۔" فلک نے مسکراتے ہوئے وہ رومال اس سے لیا۔

فلک اور دانیال کو اپنے گھٹنوں پر رومال بچھاتے دیکھ کر آریان نے سر نفی میں ہلایا۔

"یہ سدھرنے والی قوم ہی نہیں ہے۔" وہ سب ایک ایک سلائیس کھا چکے تھے دوسرا سلائیس انکے ہاتھوں میں تھا۔اب صرف پین میں ایک ٹکڑا ہی پڑا تھا۔اپنا پیس کھاتے دانیال نے چور نگاہوں سے آریان،امل اور فہد کو دیکھا۔وہ اپنے اپنے سلائیس سے بھرپور انصاف کر رہے تھے۔ذرا کی ذرا نظریں اٹھا کر اس نے سامنے بیٹھی فلک اور اسکے ساتھ بیٹھی نور کو دیکھا۔فلک کی نظر بچے ہوئے پیزا پر ہی تھی اور وہ جلدی جلدی اپنا سلائس کھا کم ٹھونس زیادہ رہی تھی۔اسکی دیکھا دیکھی دانیال نے بھی پیزا کھانا کم،ٹھونسنا زیادہ شروع کر دیا تھا۔دانیال نے آخری پیس منہ میں ڈالا اور منہ اٹھا کر ان سب کو دیکھا سب اپنا آخری سلائس کھا چکے تھے اب سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر پیزے کے سلائس کو اور پھر ایک دوسرے کو

دیکھا۔

"میرا ہے۔" سب نے ایک دم ہی کہا اور اس پر جھپٹے سب لوگ ان دیوانوں کی طرف دیکھنے لگے جواب باقاعدہ ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ کسی کے ہاتھ میں اولیو، کسی کے ہاتھ میں مشروم، کسی کے ہاتھ میں بوٹی تو کسی کے ہاتھ چیز اور روٹی ہی لگی۔

"یہ میرا تھا۔" سب سے پہلے فلک چیخی۔

"نہیں اس پر میرا نام لکھا تم لوگوں کو نظر نہیں آیا۔" دانیال اولیو پلیٹ میں پٹختے ہوئے بولا۔

"اور کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا تھا کیا؟ بوٹیوں کے سیکوینس نے اتنا بڑا دانیال لکھا ہوا تھا۔" فہد اپنے ہاتھ لگی دو بوٹیاں کھاتے ہوئے بولا۔

"میں نے دیکھا تھا تبھی تو اسکا قتل کیا۔" نور اطمینان سے بولی۔ امل اور آریان خاموشی سے بیٹھے انہیں گھور رہے تھے۔ انکے تو حصے میں ایک بوٹی کا ٹکڑا بھی نہیں آیا تھا۔

"بکواس بند کرلو تم لوگ اپنی اپنی دیکھ نہیں رہے یہ گھر نہیں ہے پبلک پلیس ہے مگر ذرا جو تمہیں حیا چھو کر بھی گزر جائے۔" آخر میں امل نے دانیال کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لو بھلا۔۔ جب سے یہ ڈائن میرے پیچھے پڑی ہے تب سے حیا نے مجھے چھو کر گزرنا چھوڑ دیا ہے۔" دانیال نے فرمانبردار بچے کی طرح سر جھکا کر کالج والی حیا کا ذکر کیا۔

"ٹھہرو تمہیں تو میں بتاتی ہوں۔" فلک غصے سے کہتی اٹھی تو دانیال نے باہر کی جانب دوڑ لگا دی۔ فلک بھی اسکے پیچھے دوڑی۔ سب ہنستے ہوئے فلک اور دانیال کے بہانے باہر نکل گئے اور دانت پیستے ہوئے آریان نے بل ادا کیا

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اور پھر عالیہ اور صارم کی مایوں کی رسم اگلے ہی روز شام میں منعقد ہوئی۔ فہد اپنا سامان لے کر آفندی مینشن پہنچ چکا تھا کیونکہ آریان اور فرحان صاحب کی ضد تھی کہ وہ ولیمے تک انکے ساتھ رہے اب ظاہری بات تھی انتظامات بھی تو سنبھالنے تھے۔ تقریب میں کچھ ہمسائے، عالیہ کی دوستیں اور دونوں خاندان ہی شامل تھے۔ رسم کا سارا انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا دانیال کا کہنا تھا کہ ٹینٹ لگائے جائیں جبکہ سب کا یہ کہنا تھا کہ یہ تقریب چونکہ چھوٹے پیمانے پر ہو گی اس لیے لان کو ہی سجایا جائے گا یہ خوبصورت بھی لگے گا۔ اس لیے لان کے وسط میں اسٹیج بنایا گیا جس پہ خوبصورت گیندے کے پھولوں سے سجا جھولا رکھا گیا تھا اور سجاوٹ کے طور پر چاٹیاں اور دیے رکھے گئے تھے۔ تھیم گولڈن رکھا گیا تھا۔ ہر پودے پر بھی سجاوٹ کی گئی تھی۔ اوپر ٹینٹ کے بجائے گیندے کے پھولوں کی ہی لڑیاں لٹکائی گئی تھیں۔ آفندی مینشن اور شاہزیب مینشن کو بہت ہی خوبصورتی سے سنہری برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ آدھے مہمانوں نے ادھر اور آدھے مہمانوں نے ادھر رہنا تھا۔ لڑکوں اور لڑکیوں نے شاہزیب مینشن میں ہی رہنا تھا سو اپنا سارا سامان وہ وہاں شفٹ کر چکے تھے۔ یہ گھر کی پہلی شادی تھی سب ہی بہت خوش تھے۔ صارم فہد، آریان اور دانیال چاروں نے سفید کرتے اور شلواریں پہنی تھیں، صارم نے البتہ پیلے کپڑے کی پٹی بھی گلے میں ڈال رکھی تھی۔ جبکہ لڑکیوں نے سفید لمبی کرتی کے ساتھ کیپری پہنی تھی، تینوں نے مختلف رنگوں کے چنری والے دوپٹے لے رکھے تھے۔ عالیہ نے پیلا جوڑا پہنا تھا۔ سب سے پہلے عالیہ اور صارم کو اکٹھے بٹھایا گیا ایسے کہ عالیہ کو گھونگھٹ کروایا گیا تھا۔ اسکے بعد ابٹن لگانے کی رسم شروع ہوئی۔ سب نے باری باری دونوں کو ابٹن لگایا۔ صارم مطمئن انداز میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ آخر کو

انتظار ختم ہونے والا تھا بس اب ایک دن ہی تورہ گیا تھا۔دانیال،آریان اور فہد انتظامات دیکھتے پھر رہے تھے۔دانیال تو ادھر ادھر دیگوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کھانے کو بھی منہ مارتا رہتا۔(چیکنگ کے بہانے)اسٹیج پر بیٹھے صارم کو شرارت سوجھی۔

"یہ اچھا پھسے ہیں۔"عالیہ کو صارم کی آواز سنائی دی۔

"کون؟؟"وہ گھونگھٹ میں ہی بولی۔

"تمہارے بھائی۔"عالیہ مسکرائی اسکا اشارہ کام کرتے دانیال،آریان اور فہد پر تھا۔

"پر میں کیسے دیکھ سکتی ہوں؟"عالیہ نے پریشانی سے کہا اسے بھی انکی حالت دیکھنی تھی۔

"کیسے مطلب؟گھونگھٹ اٹھالو نا اور دیکھ لو بلکہ میں اٹھا دیتا ہوں۔"صارم کہتے ہی باقاعدہ اسکی طرف مڑا۔اب کے عالیہ کو اسکی شرارت کی سمجھ آئی۔

"نا کریں صارم۔"وہ منمنائی۔

"ہیں؟؟میں نے اب کیا کر دیا یار؟"وہ حیرانی سے بولا۔

"یہی جو آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں سب دیکھ رہے ہونگے کتنا برا لگتا ہے۔"وہ وارننگ دیتے انداز میں بولی۔

"تو یار میں کیا کروں پچھلے سات آٹھ دنوں سے میری تو سگھی بہنیں بھی میری نہیں رہیں تمہیں باقاعدہ پردہ کروایا ہوا ہے۔"وہ روہانسا ہوا۔عالیہ کو شرارت سوجھی۔

"صارم اگر اب آپ سیدھے ہو کر نا بیٹھے نا تو میں بتا رہی ہوں کل بھی گھونگھٹ نکالوں گی اور پرسوں بھی۔"عالیہ کی دھمکی پر وہ فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا مبادا وہ واقعی ایسا نا کر دے۔جبکہ مطمئن سی مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کر لیا اور گھونگھٹ کے نیچے عالیہ بھی مسکرا

New Era Magazine

دی۔امل بھی نیلے چنری والے دوپٹے کو سنبھالتی ادھر ادھر ہر میز پر جا جا کر حال چال پوچھتی پھر رہی تھی جب کہ فلک اور دانیال کھانا کھلنے کے بعد سے غائب تھے۔نور موبائل پر سیلفیاں بناتی پھر رہی تھی۔نورہی کے مطابق فلک دانیال کے میسج پر اٹھ کے اسکے ساتھ اندر چلی گئی تھی جبکہ دانیال کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی ٹرے تھی۔(کھانا کھانے گئے ہوں گے اندر دونوں سکون سے شکر ہے کوئی عقل والا کام کیا یہاں کھاتے تو لوگ ڈر ہی جاتے)آریان نے دل میں سوچا۔فہد وقتاً فوقتاً اس پاگل لڑکی کو بھی دیکھ لیتا جو آج کافی حسین لگ رہی تھی اور ہر کسی کے ساتھ سیلفی بناتی پھر رہی تھی یہاں تک کہ اس نے کیٹرینگ والوں کو بھی نہیں بخشا تھا۔فہد نے انسٹا گرام کھولا تو وہی ہوا جو وہ سوچ رہا تھا۔تقریباً نور مادام ہر تصویر شیئر کر رہی تھیں۔

"اففف یہ لڑکی۔۔"اس نے سوچا اور سر نفی میں ہلایا۔

امل آریان کی طرف آئی جو ایک کونے میں کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔اسے آتا دیکھ آریان نے بات سمیٹی اور اسکی طرف متوجہ ہوا پھر اسے دیکھ کر مسکرایا۔کل انکا نکاح ہونے والا تھا اس بات نے آریان کو مزید سکون بخشا پاکیزہ محبت کو منزل ملنے کو تھی۔وہ بھی اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی پھر سر پہ ہاتھ مارا جیسے کچھ یاد کیا ہو۔

"تم نے کھانا نہیں کھانا کیا آریان؟"

"کیا تم نے کھالیا؟"اس نے موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی نہیں۔"امل نے سادگی سے کہا تو آریان نے اسے گھورا۔

"امل اب تک کھانا نہیں کھایا بری بات ہے آؤ دونوں مل کر کھاتے ہیں۔"آریان نے اسے

چلنے کا اشارہ کیا۔ کھانا کھانے کے بعد امل نے آریان سے فلک اور دانیال کا پوچھا تو آریان نے اسے نور والی بات بتادی۔

"آریان صارم بھائی اور عالیہ آپی نے کتنا لمبا انتظار کیا ہے نا؟ اللہ ان دونوں کی جوڑی کو یوں ہی سلامت رکھے۔" امل کی بات پر آریان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور آمین کہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" امل پوچھے بغیر نا رہ سکی۔

"امل تم پر یہ وائٹ کلر بہت پیارا لگ رہا ہے کتنا مقدس رنگ ہے یہ۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے تمہیں میری ہی نظر نا لگ جائے۔" آریان سنجیدگی سے بولا۔

"کم اون تم کب سے اتنے سیریس ہو گئے؟ مجھے تمہاری نظر کیوں لگے گی بھلا۔" امل ہنستے ہوئے بولی۔

"میں ہمیشہ سے ہی ایسا تھا بائے دی وے اور زیادہ مت پھیلو سنبھالنی مشکل ہو جاؤ گی اتنی بھی کوئی پیاری ویاری نہیں لگ رہی ہو تم۔" آریان بھی فل فارم میں واپس آ چکا تھا۔

"ہمم دکھادی نا اپنی اوقات؟؟ زیادہ نا پھیلو۔۔ ہونہہ۔۔" امل نے اسکی نقل اتاری۔

"میں پھیلوں یا نا پھیلوں تمہیں اس سے کیا اپنے کام سے کام رکھو۔" وہ تو گویا اپنی بے عزتی پر تلملا اٹھی۔

"اپنے کام سے ہی تو کام رکھ رہا ہوں۔" اس پر ایک سنجیدہ نظر ڈالتا وہ پلٹ گیا۔ اسکی بات پر امل کا چہرہ سرخ ہوا اور پھر وہ مسکرا دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

نکاح کے لیے سب نے یہی منصوبہ بنایا تھا کہ سب بچوں کو بادشاہی مسجد لے جائیں گے اور پھر نکاح بعد نمازِ ظہر ہی کیا جائے گا۔امل اور فلک نے سفید قمیض شلوار پہنی تھیں اور ساتھ لال چنزی لی ہوئی تھی جس کے چاروں کناروں پر گوٹی کا کام ہوا تھا۔امل، فلک، عالیہ کو مسجد نور ہی لے کر گئی عالیہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ امل اور فلک پیچھے بیٹھی تھی۔کتنی ہی بولڈ بننے کی وہ کوشش کر رہی تھیں مگر بھلا ہو اس حیاو شرم کا جو انہیں ایسا کرنے سے روکے ہوئے تھی،وہ دونوں اس وقت ایک حجاب سا محسوس کر رہی تھیں سو خاموشی سے بیٹھی تھیں میک اپ کے نام پر انہوں نے مسکارا اور لپسٹک ہی لگائی تھی جبکہ اسماء اور عائشہ بیگم کے اصرار پر دونوں ہاتھوں میں گجرے بھی پہن لیے تھے۔۔فہد اپنی گاڑی میں شاہزیب صاحب،اسماء بیگم،ارفع بیگم اور سہیل صاحب کو جبکہ آریان،دانیال،عائشہ بیگم،فرحان ایک گاڑی میں تھے۔صارم الگ گاڑی میں آرہا تھا کیونکہ اسے نکاح کے چھوارے اور مٹھائیاں لانی تھیں۔

جس وقت وہ لوگ بادشاہی مسجد پہنچے ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔امل،فلک،نور اور عالیہ میک اپ کرنے سے پہلے ہی وضو کر چکی تھیں۔وہ عالیہ کے کہنے پر اب کبھی کبھی نماز بھی پڑھ لیتی تھیں۔باقی سب نے بھی وضو کیا اور نماز پڑھی۔پھر شاہزیب صاحب اور سہیل صاحب آریان اور دانیال کو لیے مولوی صاحب کے پاس چلے گئے۔امل اور فلک کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہونے لگیں بلا آخر وہ گھڑی آہی گئی جب انکے نام کے ساتھ کوئی اور نام جڑنے والا تھا۔کچھ دیر بعد شاہزیب صاحب مسکراتے ہوئے آئے اور اسماء بیگم سے کچھ کہا۔نور کو اشارہ کیا۔امل اور فلک اپنے دل کی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی عالیہ اور نور کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔امل نے سر اٹھا کر گھونگھٹ سے ہی دیکھا تو سامنے وہ دشمنِ جان کھڑا فارم فل

کروا رہا تھا۔سفید کرتے کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا وہ ایک ہاتھ سے ماتھے پر پڑتے بالوں کو سلجھا رہا تھا۔اس نے جلدی سے نگاہ جھکالی۔اسکے بر عکس فلک گھونگھٹ سے دیکھ رہی تھی،دانیال کو نہیں۔۔۔اپنے سے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑے صارم کو جو مٹھائیوں اور چھواروں کی ٹوکریاں نکلوا کر رکھوا رہا تھا۔(اف فلک تیرا کچھ نہیں ہو سکتا)

امل اور فلک کو دانیال اور آریان کے سامنے بیٹھا یا گیا۔دانیال کے چہرے سے ایک لمحے کے لیے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔بلا آخر مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا سب سے پہلے مولوی صاحب آریان کی طرف متوجہ ہوئے اور مائک میں ہی بولے۔ظہر کی نماز پڑھنے آئے نمازی بھی انکے نکاح میں شریک تھے۔

"امل شاہزیب بنتِ شاہزیب کو بعوض حق مہر سکہ رائج الوقت ایک لاکھ،آپکے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے۔"(سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا)

اسے امل کی بات یاد آئی وہ مسکرایا۔واقعی سب ٹھیک ہو چکا تھا۔تین بار اس سے یہی پوچھا گیا اور بلا آخر اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے۔امل سر جھکائے اسکے ایجاب و قبول کو سن رہی تھی۔پھر مولوی صاحب اسکی طرف مڑے۔

"آریان آفندی ولد سہیل آفندی کو بعوض حق مہر سکہ رائج الوقت ایک لاکھ آپکے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے۔"(دل و جان سے)

وہ مسکرائی اور بہت اطمینان بھری مسکراہٹ تھی دونوں کی۔

ایجاب و قبول کے مراحل کے بعد ان دونوں کے لئے دعا کروائی گئی جس پر نا جانے کتنے لوگوں نے آمین کہا تھا۔مبارک سلامت کے بعد مولوی صاحب دانیال کی طرف متوجہ ہوئے۔

"فلک آفندی ولد فرحان آفندی کو،بعوض حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت آپکے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے۔"(اللہ کرے تمہاری بیوی تم سے پوچیاں لگوائے تمہیں کھانے کو نا کچھ دے۔۔ فلک ہاتھ نچا نچا کر بد دعائیں دے رہی تھی۔اللہ کرے وہ تم ہو۔۔)دانیال کو اپنی ہی آواز سنائی دی۔

دانیال مسکرایا اسکی دعا قبول ہوئی تھی پھر اس سے ایجاب و قبول کروانے کے بعد مولوی صاحب فلک کی طرف متوجہ ہوئے جسے چھوارے جلد از جلد کھانے تھے۔

"دانیال شاہزیب ولد شاہزیب کو،بعوض حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت آپکے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے۔"(خبردار دانی اگر تم مجھے کسی لڑکی کے آس پاس نظر آئے میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گی)

اس نے سر جھٹکا۔دعا کے بعد ہر طرف مبارک سلامت کا شور اٹھا۔سب نمازیوں کو اب نکاح کی بید دی جا رہی تھیں اور وہ چاروں اطمینان و خوشی سے مسکرا رہے تھے۔پاکیزہ محبت کو منزل جو مل چکی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

پاکیزہ محبتوں کو حقیقی منزل مل چکی تھی۔وہ منزل مل چکی تھی جو پاکیزہ محبت کا اصل ہوتی

New Era Magazine

ہے۔ان کی محبت کو ایک شرعی رشتہ مل چکا تھا۔اب وہ ایک دوسرے کے دوست،ایک دوسرے کے محرم بن چکے تھے۔وہ چاروں مسکرا رہے تھے۔ان کی مسکراہٹ میں ایک سکون،ایک خوشی تھی جو پاکیزہ اور حلال رشتوں،اللہ کی قائم کردہ حدود کی پاسداری کرنے والوں کے چہروں پر ہوتی ہے۔محبت تو محبت ہوتی ہے۔۔۔

دو راستے ہوتے ہیں۔

حلال۔۔یا حرام۔۔۔

یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ کون سا راستہ منتخب کرتے ہیں۔حلال حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے،جی جان لگانا پڑتا ہے۔حرام،حرام ہوتا ہے۔آپ کو کسی محنت کی ضرورت نہیں ہو گی یہ خود انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس میں اتنی کشش ہوتی ہے۔اب آپ پر منحصر ہے اپنا دامن حلال نعمتوں سے بھریں گے یا حرام۔۔

مگر وہ حلال راستہ چن چکے تھے۔جب دوست تھے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے کبھی ایسی بات نہیں کی اور اب تو ایک دوسرے کے محرم تھے۔تب بھی دیکھنے کے انداز میں محبت، احترام اور عزت تھی اور اب بھی دیکھنے کے انداز میں وہی محبت تھی،وہی احترام تھا اور وہی عزت تھی۔مگر اب وہ ایک دوسرے کی عزت تھے۔میاں،بیوی ایک دوسرے کی عزت ہوتے ہیں مرد کی عزت اس کی عورت میں اور عورت کی عزت اس کے مرد میں ہوتی ہے۔

منگنی کر کے ہمارے ہاں جوڑے کے بارے میں یہی خیال کیا جانے لگتا ہے کہ بس اب تو کوئی بات نہیں شادی ہو ہی جانی ہے اور پھر فون پر گھنٹوں ایک نامحرم سے بات چیت ہونے لگتی ہے۔ہمارے ہاں اس بے غیرتی کو ماڈرنزم خیال کیا جاتا ہے۔مگر اکثر منگنیاں بھی ٹوٹتی ہیں پھر

New Era Magazine

کیسی خیر ؟؟ ہم لوگ سمجھتے نہیں جس سے ہم بات کر رہے ہیں وہ ہمارا شوہر نہیں، ہمارا محرم نہیں ہے اس کے اور ہمارے درمیان شرعی رشتہ نہیں ہے اس کے اور ہمارے درمیان جو رشتہ ہے وہ ایک انگھوٹی کا ہے اور بس !!! مگر ان سب باتوں کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں نا ہی وہ دماغ ہے جو ماڈرنزم کو ایک طرف رکھے اور پھر بچوں کے مستقبل کا سوچے۔ مگر جو سوچتے ہیں، وہ اچھے رہ جاتے ہیں، ان کے چہروں کی مسکراہٹ اس میں جھلکتا اطمینان، خوشی حقیقی ہوتی ہے۔ جب آپ محبت کو پاکیزہ رکھتے ہیں تو محبت خود راستہ بناتی ہے، وہ راستہ جو منزل کی طرف لے جاتا ہے۔

صارم انکے نکاح کی بید بانٹ رہا تھا۔ وہ جو نہی ان کے قریب آیا فلک دانیال کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالتی صارم تک پہنچی اور ہاتھ میں جتنے پیکٹ آ سکتے تھے اٹھا لئے، دانیال بھی کیوں پیچھے رہتا فوراً صارم کی طرف آیا اور فلک کی طرح ہی پیکٹ اٹھا لیے۔

"ایسے نکاح کا فائدہ ہی کیا جب بندہ اپنے ہی نکاح کے چھوارے نا کھائے۔" خشک خوبانی کھاتے ہوئے دانیال مصروف سے انداز میں بولا۔ کشمش کھاتی فلک نے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم دونوں؟" امل اور آریان ان دونوں کی طرف آئے۔

"ارے اپنے نکاح کی بید کھا رہے ہیں۔ چلو شاباش ہمیں مت ٹوکو اور اپنا اپنا منہ میٹھا کر لو۔" فلک انہیں سمجھاتی پھر سے کشمش کھانے لگی۔ وہ دونوں بھی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے اور آگے بڑھ کر صارم کے ہاتھوں سے بید کے پیکٹ لے لیے۔ صارم نے ان چاروں کو گھورا پھر ٹوکری زمین پر رکھتا وہ اٹھا۔

"کہیں سے لگ رہا ہے میری آج رات مہندی ہے۔"وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے بولا تو وہ چاروں رکے اور اسے دیکھا۔

"نہیں بھی لگ رہا تو ٹیگ لگا کر گھوم لیں اوپر جلی حروف میں لکھئیے گا میں دولہا ہوں۔"دانیال نے سیانوں کی طرح مشورا دیا اس کے کہنے پر آریان، فہد مصنوعی کھانسی کھانسے۔صارم پلٹا اور اپنے پیچھے کھڑے فہد کو زبردست گھوری سے نوازا۔پھر دانیال کی طرف مڑا۔

"میں پاگل تھوڑی ہوں۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"عقلمند بھی نہیں ہیں۔"دانیال برجستہ بولا۔

"کیا کہا تم نے مجھے؟؟ تمیز سے بات کرو بچے میں اب تمہارا سالہ بھی ہوں۔"صارم نے اپنا کالر سیٹ کیا اور جتاتے لہجے میں کہا۔

"یار!! آپ میرے سالے ہیں؟ سالا آدھا گھر والی ہوتا ہے۔"

"بیوقوف وہ سالی ہوتی ہے۔"آریان نے اس کی تصیح کی۔وہ دانیال کو گھورنے لگا مگر ایک دم جیسے چونکا۔

"ہائے میں کیا کروں؟ میری تو کوئی آدھی گھر والی ہے ہی نہیں۔"دانیال پیکٹ ایک طرف رکھتا دہائی دیتا زمین پر بیٹھ گیا سب نے اس کی بات پر ماتھا پیٹا۔فلک ویسے ہی مگن انداز میں کھا رہی تھی۔پھر ایک دم اس نے دانیال کی بات پر غور کیا اور کڑے تیوروں سے اس کی جانب پلٹی اور اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا۔

"اتاروں جوتا؟"اس کے کہنے پر دانیال نے اس کا کھسہ دیکھا جس پر کافی موتی لگے ہوئے تھے۔یہ چبنے بھی بہت ہیں۔اس نے دل میں سوچا پھر سر اٹھا کر جلدی جلدی نفی میں سر ہلایا۔اس کی

توسٹی ہی گم ہو چکی تھی۔

"یا۔۔۔یار؟؟ کیا کر رہی ہو؟ میں ابھی تمہارا دس منٹ پہلے کا بنا تازہ تازہ شوہر ہوں۔"

"اور میں دس منٹ پہلے کی بنی تمہاری تازی تازی گھر والی ہوں اور تم کہہ رہے ہو تمہیں آدھی گھر والی بھی چاہیے؟ خبردار ایسی خرافات دوبارہ منہ سے نکالی تو۔"اس کا ہاتھ جوتے تک گیا تو دانیال بول اٹھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں یار وعدہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا پکا وعدہ۔" فلک نے سر ہلایا اور جھک کر بید کا پیکٹ اٹھالیا۔آریان نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"مستقبل قریب میں جناب دانیال شاہ زیب صاحب بزنس مین بنیں نا بنیں زن مرید پکا بنیں گے۔" فلک نے فہد کو گھورا۔

"بھائی اب آپ بھی کوئی ڈھونڈھ لیں ایسی جو آپ کی بولتی بھی بند کروادے۔"اس کی بات پر فہد کی نظریں بے ساختہ دائیں جانب گئیں جہاں نور کھڑی تھی۔پتا نہیں ایک وہی تو تھی جو اس کی بولتی بند کروادیتی تھی۔نور گھبرا گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔فہد نے نظروں کا زاویہ بدلا۔آریان نے دونوں کو دیکھا۔سب بڑے ایک طرف کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔کچھ دیر بعد ان سب کا فوٹو شوٹ ہوا۔ان کے پیچھے بادشاہی مسجد پورے جاہ و جلال سے کھڑی تھی۔درمیان میں وہ چاروں کھڑے مسکرا رہے تھے۔فلک اور دانیال دونوں کے ہاتھوں میں بید کے پیکٹ تھے۔آریان نے دونوں سے پیکٹ کھینچے۔"اب تو چھوڑ دو انہیں!"وہ دونوں کھسیانی ہنسی ہنسے اور تصویر کھیچوانے لگے۔بچے آگے اور بڑے پیچھے

کھڑے تھے۔نور نے ہاتھ بلند کر کے وکڑی بنائی ہوئی تھی اور فہد نے اس کے منہ کے الٹے سیدھے زاویے دیکھ کر سر جھٹکا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

لان میں مہندی کا انتظام کیا گیا مگر آج لان میں مار کی لگائی گئی تھی۔ تھیم گولڈن اور بلیک تھا۔ انٹرس پر بہت ہی خوبصورت واس رکھے گئے تھے ساتھ خوبصورت ڈیکوریشن پیس تھے جن سے موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔اندر داخل ہوں تو سب سے پہلے نظر سامنے مہارت سے سجائے جھولے پر پڑتی جو اسٹیج پر پڑا تھا۔ جھولے کو گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج سے اتریں تو سامنے ہی منی اسٹیج تھا جہاں سب نے ڈانس کرنا تھا۔اسٹیج کے دائیں جانب فلور کشن پڑے تھے جن کے درمیان بڑی سے ڈھولک پڑی تھی۔ بائیں جانب ساؤنڈ سسٹم پڑا تھا۔پورے لان میں میز لگائے گئے تھے جن کے کور سیاہ تھے جبکہ کرسیاں گولڈن تھیں اور ان کے ارد گرد سیاہ ربن لگے تھے۔ہر ٹیبل کسی نا کسی فیملی کے لیے ریزرو تھا۔منی اسٹیج اور اسٹیج کے ارد گرد ڈسکو بال لگی ہوئی تھیں۔ مہندی کا فنکشن کمبائین تھا۔ فنکشن رات نو بجے شروع ہونا تھا۔امل،نور اور فلک عالیہ کو چار بجے ہی پالر لے گئی تھیں۔دانیال،آریان اور فہد انتظامات میں مصروف تھے۔

سات بجے کے قریب انہوں نے اپنے ساتھ کام کرواتے صارم کو تیار ہونے کے لیے زبردستی کمرے میں بھیج دیا کیونکہ مہمان آنے لگے تھے۔

"بچوں! جلدی جاؤ شاباش اب تم لوگ بھی تیار ہو جاؤ۔ چلیے دیکھو تم لوگ اپنے۔" ارفع بیگم

تیار ہو کر ان کے پاس آئیں۔انہوں نے دانیال کا کہا انگوری رنگ کا سوٹ ہی پہنا تھا۔انہیں دیکھتے ہی دانیال نے سیٹی بجائی۔انہوں نے خفگی سے اسے گھورا مگر وہاں اثر کسے ہونا تھا وہ اب بھی انہیں یونہی تنگ کر رہا تھا۔آریان نے اسے گھورا تو وہ دانت نکالنے لگا۔ارفع بیگم کو دیکھ کر ایک آنکھ دبا تا وہ تیار ہونے چل دیا۔آریان اور فہد ہنسے تو ارفع بیگم نے اپنا دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے انہیں گھورا اور جلد تیار ہونے کی تنبیہ کی۔

صارم نے سفید شلوار قمیض اور گولڈن ویسکوٹ پہنا تھا۔آریان، فہد اور دانیال نے کریم شلوار قمیض اور ایک جیسی ہی مہندی کی شال لے رکھی تھیں۔سب اپنے معمول کے حلیے سے یکسر مختلف نظر آرہے تھے۔انہیں دیکھتی ہر آنکھ نے انہیں سراہا اور ہر زبان نے ماشاللہ کہا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"نور میں بال کٹوالوں شولڈر سے نیچے جانے لگے ہیں۔" وہ چاروں اس وقت پالر میں تھیں۔امل نے اپنے بالوں کو دیکھا پھر نور کی جانب مڑی جو مہندی لگوا رہی تھی۔عالیہ کی مہندی لگ چکی تھی ایک اور لڑکی فلک کے مہندی لگا رہی تھی۔

"ہاں کٹوالو مرضی ہے تمہاری۔" نور نے کندھے اچکائے۔

"اموڈیئر۔۔۔"

"جی؟؟" عالیہ کے بلانے پر اس نے رخ موڑ کر عالیہ کو دیکھا۔

"پہلے بہت بڑے ہیں بیٹا جی آپ کے بال؟" عالیہ نے اس کے چھوٹے بالوں پر طنز کیا۔

"بڑے نہیں ہی۔۔۔۔پر ہو رہے ہیں۔" امل نے بالوں کی طرف اشارہ کیا۔

"مت کٹواو آریان کو لمبے بال پسند ہیں بہت وہ تمہیں کہنا چاہتا ہے مگر کہہ نہیں پاتا۔ وہ چاہتا تھا تم شلوار سوٹ پہنو اور تم نے اس کے کہے بغیر شلوار قمیض پہننا شروع کر دیے اب یہ کام بھی اس کے بن کہے چھوڑ دو۔" عالیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ آریان کی پسند۔۔۔ وہ رکی پھر اس لڑکی کی جانب مڑی جو قینچی پکڑے کھڑی تھی۔

"سنو۔۔۔ رہنے دو۔" عالیہ، نور اور فلک مسکرا دیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

"فہد بیٹا تم پالر جاؤ اور بچیوں کو لے آؤ۔" فہد سر ہلاتا گاڑی کی چابیاں لیے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ تیار ہو چکی تھیں۔ امل، فلک اور نور نے ایک جیسی ہی شلوار قمیض پہنی تھیں جن کے ڈیزائن ایک ہی تھے مگر رنگ مختلف تھے۔ وہ تینوں بھی شلوار قمیض اور گوٹے کے دوپٹوں میں ہلکا ہلکا میک اپ کیے بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ میک اپ فنکشن کے لحاظ سے کیا گیا تھا اور تینوں نے پہلی بار اتنے ہیوی جھمکے پہنے تھے۔ کھلے بال تینوں نے پشت پر پھیلا رکھے تھے۔ عالیہ نے پیلے رنگ کی کرتی اور پیلے ہی رنگ کا شرارہ پہن رکھا تھا اور ہم رنگ دوپٹہ لے رکھا تھا لمبے بالوں کی چوٹی بنائی گئی تھی جسے بائیں کندھے پر ڈالا گیا تھا جس میں گیندے اور گلابوں کے پھول لگائے گئے تھے۔ میک اپ، پھولوں کے نازک زیور اور حنائی ہاتھوں میں مہندی وہ بہت دل کش لگ رہی تھی۔ خود ان تینوں نے بھی مہندی لگوائی تھی۔ نور مادام کے شوق نور جیسے۔۔۔

جنہوں نے دونوں پاؤں پر بھی مہندی لگائی تھی۔ تھوڑی ہی دیر پہلے انہوں نے عائشہ بیگم کو فون کیا تھا کہ وہ تیار ہو چکی ہیں اب وہ فہد کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد فہد آ گیا۔ نو بجنے والے تھے۔ نور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر سب سے پہلے بیٹھ گئی وہ تینوں پیچھے بیٹھ گئیں۔ گیر لگانے کے لیے جو نہی فہد نے بائیں جانب رخ موڑا اس کی نظریں برابر میں بیٹھی نور کے حنائی ہاتھوں اور پیروں پر ٹک گئیں وہ جانتا تھا وہ غیر اخلاقی حرکت کر رہا تھا مگر نظریں بے اختیار ہو رہی تھیں۔

"فہد بھائی؟؟؟" امل نے اسے منجمد دیکھ کر بلایا وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"جی؟؟"

"چلیں۔"

"جی۔۔وہ میں۔بس۔۔وہ میں۔۔۔" اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواز پیش کرے پھر تھک کر وہ خاموش ہو گیا۔

"یا اللہ میں کیوں اس لڑکی کو بات بہ بات دیکھتا ہوں؟؟"

(وادیِ عشق میں رقص کرتی محبت اس بات پر رکی اور پریشان نظر آتے شہزادے کے پاس جا رکی۔ شہزادے نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھا سامنے ہی محبت کھڑی مسکرا رہی تھی شہزادے نے محبت کو دیکھا پھر اس کے پیچھے نظر آتے ایک کھلے دروازے کو دیکھا جہاں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ شہزادہ آنکھوں میں حیرت سموئے سامنے دیکھ رہا تھا پھر اس نے دیکھا کہ محبت اس سے کچھ فاصلے پر ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی گویا اس کی منتظر تھی۔ وہ کچھ جھجکا پھر محبت کا ہاتھ تھام لیا محبت کھل کر مسکرا اٹھی اور اسے لیے آہستہ آہستہ اس دروازے کی جانب بڑھنے

لگی۔اسے لیے خود پہ نازاں محبت وادیِ عشق میں داخل ہوئی۔)

"جی میں بس چلانے ہی لگا تھا بھابھی جی۔"اس کے بھابھی کہنے پر امل کو آج دوپہر ہونے والا اپنااور آریان کا نکاح یاد آیا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔فلک اور عالیہ ایک دوسرے سے کوئی بات کررہی تھیں۔اور فہد خود کولاکھ سمجھاکر بھی بار بار نور کا مشرقی روپ دیکھنے پر مجبور تھا۔

"کیادیکھ رہے ہو؟"اچانک نور بول اٹھی تووہ سنبھلا۔

"کسی بھی خوش فہمی میں مت رہنا۔کم ازکم آپ کو نہیں دیکھ رہا۔"وہ آہستہ بولااتناکہ اس کی آواز صرف نور تک پہنچی۔

"سچ بول دیتے تومیں نے کون ساتمہیں پھانسی پر چڑھادیناتھا؟دیکھ رہے ہوتومان کیوں نہیں لیتے؟"

"محترمامیں موڑکاٹ رہاہوں یہ آپ کاانگلینڈ نہیں ہے کہ لوگ مہذب انداز میں گاڑی چلائیں۔یہ پاکستان ہے یہاں موڑکاٹنے سے پہلے دونوں طرف دیکھناپڑتاہے۔"اس نے سر جھٹکااور موڑکاٹا۔نورڈھٹائی سے مسکرائی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

عالیہ کودیکھ کرصارم بھرپورانداز میں مسکرایا۔وجہ یہ تھی کہ وہ آج بلآخر سات دن کے مایوں کے بعداس کے سامنے آئی تھی۔عالیہ نے بھی اسے دیکھااور سرجھکاکر مسکرائی۔وہ دونوں ایک ساتھ اندرداخل ہوئے۔لڑکوں نے چاروں طرف سے چادر پکڑرکھی جس کے سائے

میں ان دونوں کو اسٹیج تک لانا تھا۔ان کے پیچھے ہی نور،امل اور فلک مہندی کے بڑے بڑے تھال لیے اندر داخل ہوئیں جن پر دیے اور موم بتیاں لگی تھیں۔پیچھے ان کی دوستیں اور رشتہ دار لڑکیاں بھی چھوٹی،چھوٹی تھال پکڑے داخل ہوئیں۔ہر طرف اتنے خوبصورت انداز پر ہوٹنگ ہو رہی تھی۔اس کے بعد گھر کی بڑی عورتیں مہندی لیے داخل ہوئیں۔لڑکیوں نے وہ تھال اسٹیج کے ارد گرد رکھے جبکہ فلک،امل اور نور نے اپنے اپنے تھال اسٹیج پر رکھے۔آریان نے دلچسپی سے امل کا جائزہ لیا جو مکمل مشرقی روپ میں اس کے دل،گردے اور پھیپھڑے سب دھڑکا گئی تھی۔امل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا مگر وہ صارم سے کوئی بات کر رہا تھا۔امل مسکرائی۔

"سنو آریان؟"

"سناؤ امل؟"وہ جو باہر جا رہا تھا امل کی آواز پر رکا اور اسے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"اچھے لگ رہے ہو۔"امل پہلے اس کے انداز پہ ہنسی پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی۔ایک ہاتھ سے اس نے اپنے چہرے سے بالوں کی لٹ کو بھی ہٹایا۔

"کیا تم نے میری تعریف اس لیے کی ہے کہ جواباً میں بھی تمہاری تعریف کروں؟"اس نے ابرو اچکائی۔

"ہاہاہاہا۔۔(وہ کھلکھلائی)نہیں سچ میں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔"

"کیوں تمہارا دل نہیں چاہ رہا کہ میں بھی تمہاری تعریف کروں؟"آریان نے شرارتی انداز اپنایا۔

"جی نہیں۔۔۔"امل نے تڑخ کر جواب دیا۔

"کیوں نہیں؟"آریان کو اسے چھیڑ کر مزہ آرہا تھا۔

"افففف۔۔ تم تعریف نا بھی کرو تو بھی میں جانتی ہوں کہ میں بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔"اسے اب خود پر غصہ آرہا تھا کہ کیا ضرورت تھی تعریف کرنے کی؟

"ایک بات کہوں؟؟ بلکل بچے کھانے والی ڈائین لگ رہی ہو کیونکہ تمہیں تو ٹھیک سے لپسٹک بھی لگانا نہیں آتی۔"امل کو جلتا کلستا چھوڑ کر وہ باہر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ امل اپنا پاؤں جوتے کی قید سے آزاد کرواچکی تھی۔دور جاکر آریان نے اسے آنکھ ماری اس کا چہرہ شرم سے لال ہو گیا اس نے فورا رخ پھیر لیا اور اسٹیج کی جانب بڑھ گئی لڑکیاں بیٹھی ڈھولک بجا رہی تھیں نور اور فلک بھی وہیں بیٹھی تھیں امل بھی اسٹیج سے اتر کر انہیں کی جانب بڑھ گئی۔کھانا کھانے اور مہندی لگنے کا کام ختم ہوا تو بارہ بج چکے تھے۔کچھ مہمان جا بھی چکے تھے اب صرف گھر کے فرد اور کچھ دوست احباب بیٹھے تھے۔اسٹیج پر صارم عالیہ سے کچھ کہہ رہا تھا جسے سن کر وہ دھیمے انداز میں ہنس رہی تھی۔نور اب پوری طرح ڈھولک بجانے اور فارغ ہو جانے کے بعد ادھر ادھر سب کے ساتھ سیلفیاں کھینچتی پھر رہی تھی۔

"سب لوگ متوجہ ہوں اب ہم سب آپ کو اپنے پچھلے ایک ہفتے کی محنت دکھانے والے ہیں۔"دانیال نے ساؤنڈ سسٹم کے پاس جا کر اسپیکر میں کہا۔سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔اسپاٹ لائٹ منی اسٹیج پر پڑیں جہاں امل،فلک اور نور ایک جانب کھڑی تھیں ان کی دوسری طرف فہد،آریان اور دانیال کھڑے تھے۔اور پھر ان سب نے مل کر چٹا ککڑ گانے پر ڈانس کیا ہر طرف زبردست ہوٹنگ ہو رہی تھی۔عالیہ اور صارم بھی اسٹیج سے اتر کر منی اسٹیج پر آگئے اور ڈانس کرنے لگے۔ڈی جے نے گانا بدلا اور اب وہاں موجود سب لوگ ناچ رہے

New Era Magazine

تھے۔سب بڑے بیٹھے ہوٹنگ کررہے تھے اوران کی حوصلہ افزائی کررہے تھے۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے شاہزیب صاحب اسماءبیگم، سہیل صاحب ارفع بیگم کو لیے اسٹیج پر چڑھ گئے۔

"شرم کرلیں کچھ بوڑھے ہوگئے ہیں ہم اب۔"جب فرحان صاحب نے عائشہ بیگم کو اٹھنے کا کہا تو وہ جھینپ گئیں۔

"دل جوان ہونا چاہیے بیگم۔محبت کا عمروں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔"وہ بولے اور عائشہ بیگم کو اپنے ساتھ لیے انھی کی طرف بڑھ گئے جو ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے،ہوٹنگ کرتے ناچنے گانے میں مگن تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فنکشن دو بجے ختم ہوا۔ناچ ناچ کر امل، فلک،نور اور دانیال کی ٹانگیں دکھنے لگی تھیں۔آریان اور فہد بلکل نارمل تھے البتہ تھکاوٹ انہیں بھی ہورہی تھی۔فلک دانیال کے پاس آئی جو زمین پر چوکڑی مارے بیٹھا تھا اس کے بال بکھر کر ماتھے پر بے ترتیب پڑے تھے۔فلک بھی لڑکھڑاتی ہوئی اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔نور اور امل عالیہ کو کمرے تک چھوڑنے گئی تھیں۔سب بڑے اندر جاچکے تھے۔ارد گرد کیٹرینگ والے سامان سمیٹ رہے تھے کیونکہ کل اور پرسوں کا فنکشن ہال میں ہی تھا۔

"میاں جی۔۔۔"

"جی بیگم جی۔"دانیال اس کی جانب رخ موڑ کر بیٹھ گیا اس کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے۔مٹے مٹے میک اپ اور آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے وہ بہت حسین لگ رہی تھی دانیال کی تھکاوٹ ایک دم دور ہوئی۔

"میں کیسی لگ رہی تھی آج؟" وہ آنکھیں پٹپٹائے اسے دیکھنے لگی۔ ایک پل تو دانیال کا دل کیا کہہ دے حسین بہت حسین مگر پھر رگِ شرارت پھڑک اٹھی۔

"ڈائین لگ رہی تھی، چڑیل۔ مجھے تو تم سے اب بھی خوف آرہا ہے۔ بال دیکھے ہیں تم نے اپنے؟ چھتا گھونسلا لگ رہا ہے۔" وہ دانت نکالتا اپنے گھر کی جانب دوڑ گیا۔ فلک بھی اس کے پیچھے دوڑی کیونکہ جب تک شادی تھی وہ سب بچہ پارٹی وہیں رکنے والے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

رات تین بجے:

دو سائے خاموشی سے ایک کمرے سے نکلے۔ سارے گھر میں تاریکی تھی۔ واحد روشنی باہر لگے برقی قمقموں کی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں کچھ تھا۔ دبے قدموں چلتے وہ دونوں بائیں جانب بنے کمرے کے سامنے آرکے۔ پہلے سائے نے دوسرے سائے کی طرف دیکھا۔

"تم کھولو۔۔۔"

"نہیں تم۔" دوسرا سایہ بول اٹھا۔

امل نے فلک کو گھورا اور آہستہ سے بنا آواز دروازہ کھولا۔

"آنکھ تو نہیں کھلے گی ان تینوں کی؟" امل نے فلک سے پوچھا جس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نیند کی گولی دی ہے مذاق نہیں۔" اور پھر وہ دونوں آدھے گھنٹے کے بعد اپنے کام سے فارغ ہوئیں اور اسی طرح خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد نے آنکھیں کھولیں اسے اپنا سر بھاری محسوس ہوا۔

"اُف لگتا ہے رات کے ہنگامے کے باعث سر درد ہے۔ جا کر چائے پی لیتا ہوں۔" اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو نو بجا رہی تھی۔ پھر اس کی نظر صوفے پر گئی جہاں دانیال منہ تک کمبل لپیٹے سو رہا تھا اس نے چہرہ گھمایا اور بیڈ کی طرف دیکھا جہاں آریان اوندھے منہ لیٹا سو رہا تھا اس نے بھی سر تک کمبل لیا ہوا تھا۔

"آ کر جگاؤں گا۔" اس نے پہلے سوچا کہ ان دونوں کو بھی جگا دے مگر پھر دکھتے سر کو سنبھالتا اٹھا اور دروازے تک پہنچا۔ دروازہ کھولا تو باہر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ اسے نور کی آواز سنائی دی۔

"آنٹی آپ نے بھی چائے پینی ہے؟" غالباً وہ چائے بنا رہی تھی۔

"واہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔" اس نے دل میں سوچا پھر خود پر ایک سو ایک دفع لعنت بھیجتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دماغ یہ بات قبول ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ آفت کی پرکالا دل میں بس گئی ہے۔

وہ نیچے آیا تو سامنے ہی اسماء بیگم ملازم سے کوئی بات کر رہی تھیں۔ وہ انہی کی طرف چلا آیا۔

"صبح بخیر آنٹی۔"

"صبح بخیر!!! آریان نے اٹھایا ہو گا تمہیں بھی اور دانیال کو بھی؟ نماز کے معاملے میں وہ ایسا ہی ہے۔" انہیں لگا کہ فہد کو آریان نے جگایا ہو گا۔

"نہیں آنٹی وہ خود سو رہے ہیں میں جاگا تو سر میں بہت تکلیف ہو رہی تھی سوچا چائے پی لوں۔" اس نے دکھتے سر کو دبایا۔

"ہاں جاؤنور کچن میں ہے اس سے کہہ دو بنادے گی۔" وہ اثبات میں سر ہلاتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔نور چولہے کے پاس کھڑی تھی فہد کی طرف اس کی پشت تھی۔اس نے ڈھیلا ڈھالا سا سوٹ پہن رکھا تھا بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا۔فہد کے آنے پر وہ مڑی اور اسے دیکھا جو اسی کی طرف چلتا آرہا تھا۔نور نے آنکھیں سکیڑ اسے دیکھا وہ نور کے پاس آیا اور اس سے کچھ فاصلے پر پڑا چائے کا مگ اٹھایا۔

"اپنے لیے اور بنالینا۔" نامحسوس انداز میں وہ 'آپ' سے 'تم' پر آیا تھا۔نور کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی پھر سر ہلاتی فریج کی طرف بڑھ گئی۔

"خاصی غیر اخلاقی حرکت ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

"چائے ہی تو لی تھی۔"

"چائے صرف چائے؟ تمہیں پتا ہے چائے میری زندگی ہے۔میں اکثر کہتی ہوں:

میرا ہاتھ تھام کر مجھے لے چلو وہاں جہاں چائے کی ندیاں بہتی ہوں۔" وہ ہنسی پھر سر جھٹکا۔

"میری زندگی کی زندگی چائے ہے؟" وہ کیا بولا اسے خود بھی پتا نا چلا تھا نور اچھنبے سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں سمجھی نہیں؟" فہد کی بات اس کے سر پر سے ہی گزری تھی۔

"اچھا ہے نہیں سمجھی اور چائے کے لیے شکریہ۔" آخر میں چائے کا کپ اسے دکھاتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔نور نے کندھے اچکائے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد چائے کا خالی کپ کچن میں رکھتا اوپر کمرے کی جانب بڑھ گیا اس کا ارادہ آریان اور دانیال کو

جگانے کا تھا۔دروازہ بند کر کے وہ پلٹااور دانیال کی طرف آیا۔

"شش۔۔۔دانی اٹھ جاؤ یار۔"دانیال ویسے کا ویسے ہی لیٹا رہا فہد نے گہرا سانس کھینچا اور اس پر سے کمبل ہٹایا۔حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ دوڑ کر آریان تک آیا اور اس کا کمبل ہٹایا ایک بار پھر وہ حیران رہ گیا۔آریان اور دانیال کی آنکھ فہد کے قہقہوں سے کھلی۔وہ دونوں اٹھ بیٹھے اور فہد کو دیکھا جواب ہنس ہنس کر مزید لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"سالو۔۔۔اف۔۔۔۔سالو ویسے تم دونوں کے ساتھ ہوئی بڑی وہ والی ہے۔"وہ ہنستے ہوئے بولا اب کی بار دانیال نے آریان کو اور آریان نے دانیال کو دیکھا پھر ایک دم سے وہ دونوں بوکھلا کر بستر سے اٹھے اور شیشے کے سامنے جا کھڑے ہوئے وہ حیرانی سے اپنے بالوں کو دیکھ رہے تھے جنہیں پینٹ اسپرے سے مزید خوبصورت بنایا گیا تھا۔آریان کے بال لال اور دانیال کے بال پیلے پینٹ اسپرے سے بہت ہی مضحکہ خیز لگ رہے تھے۔دانیال بیچارہ تو کچھ زیادہ ہی مسکین نظر آرہا تھا آریان کو اس کے غم کے سامنے اپنا غم تھوڑا ہی لگا۔اچانک دانیال کی نظر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پہ پڑی پرچی پر گئی اس نے فوراً اس پرچی کو اٹھایا۔

"ہم ڈائین لگ رہی تھیں نا؟بچے کھانے والی چڑیل لگ رہی تھیں نا؟اب ذرا بتاؤ خود کیا لگ رہے ہو؟جن بھوت نا؟"

"امل۔"

"فلک۔"

وہ دونوں ایک ساتھ چیخے۔فہد نے انہیں آنکھیں دکھائیں۔

"اب ہم کیا کریں یار وہ کیسے ہم سے اتنا بڑا۔۔ بڑا بد۔۔۔بدلا لے سکتی ہیں۔" حیرت کی زیادتی سے دانیال سے بولا بھی نا گیا۔آریان نے فوراامل کا نمبر ٹرائے کیا جو بند جارہا تھا اس نے فلک کا نمبر بھی ٹرائے کیا وہ بھی بند تھا۔

"نہیں اٹھا رہیں فون۔"

"دروازہ اسٹڈی کی طرف سے لاک ہے۔" دانیال اسٹڈی روم سے باہر آتا ہوا بولا۔آریان اور دانیال ایک دوسرے کو دیکھنے لگے پھر زمین پر بیٹھ کر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگے۔

"ہماری بیویوں نے ہمیں نیند کی گولی کھلا کر ہمارے بال پینٹ کر ڈالے۔"

"ایک دن کی بیویوں نے۔" دانیال نے بھی لقمہ دیا۔

"میری توبہ آئندہ اسے کچھ برا بھلا کہا۔" آریان نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"میرے بڑوں کی بھی توبہ۔" دانیال کچھ زیادہ ہی خوفزدہ تھا۔

"تو کدھر؟" فہد کو دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ کر آریان نے پوچھا۔

"نور جاگ رہی ہے ناول بہت پڑھتی ہے وہ اور تم دونوں کی بیویوں کے مقابلے میں سگھڑ بھی ہے اسی سے پوچھنے جارہا ہوں کچھ تو معلوم ہوگا اسے یا نا جاؤں؟ تم لوگوں کا جوکر بن کر ہی شادی اٹینڈ کرنے کا ارادہ ہے؟" فہد نے پلٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جاؤ جاؤ۔۔۔۔جلدی آنا۔" وہ دونوں ایک ساتھ بولے۔

"یار کیا کریں ہم بدلا کیسے لیں؟" آریان سوچتے ہوئے بولا۔

"آہاں!! دیکھنا آریان اب ہم کیا کھیل کھیلیں گے۔" اس نے کہا اور آریان کو اپنا پلان بتایا۔دو منٹ بعد وہ دونوں اپنا کام کر چکے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو شاباش دی اور اٹھ کھڑے

New Era Magazine

ہوئے کیونکہ نور اور فہد کمرے میں آ چکے تھے۔

"بہت فنّی لگ رہے ہو تم دونوں۔" وہ اپنی ہنسی روکتے ہوئے بولی۔

"نور یہ اترے گی کیسے؟"

"بس تھوڑی دیر تک سر پر سرسوں کا تیل لگانا ہو گا۔"

"کیا؟؟؟" وہ دونوں ایک ساتھ بولے۔ سرسوں کے تیل سے تو دونوں کو بچپن سے ہی چڑ تھی مگر مجبوری میں تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔ فہد اور نور ایک طرف کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو ناک دبائے بے زار بیٹھے تھے۔

وہاں دوسری طرف امل سو کر اٹھی اسے رات میں کی گئی اپنی شرارت یاد آئی۔ اس نے موبائل پاور اون کیا تو آریان کی تین مس کال دیکھ کر مسکرائی۔ پھر اس نے واٹسیپ کھولا اور اسی کے ساتھ اس کی ساری کی ساری نیند بھک سے اڑ گئی۔ وہ فوراً سیدھی ہوئی ایک نظر سوئی ہوئی فلک کو دیکھا۔ اسکرین پر اس کی تصویر تھی جس میں وہ منہ کھولے سونے کا شغل فرما رہی تھیں تصویر دیکھ کر ایک بار تو اسے خود ہی ہنسی آئی تھی اس نے اگلی فوٹو کھولی تو وہ فلک کی تصویر تھی جس میں وہ پورے بستر پر پھیل کر سو رہی تھی بال بکھرے پڑے تھے۔ منہ پھولا ہوا تھا۔ یہ تصویر دانیال اور آریان نے ان کے فیملی گروپ میں بھیجی تھی اس گروپ میں نور، امل، فلک، دانیال، عالیہ، صارم، فہد اور آریان ایڈ تھے۔ کسی کا کمینٹ نہیں آیا تھا مطلب سب سو رہے تھے۔ امل نے جھنجھوڑ کر فلک کو اٹھایا۔ جو بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔

"ک۔۔۔ ککک۔۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟"

"یہ ہوا ہے دیکھ لو وہ دونوں اپنا بدلہ لے چکے ہیں۔" امل نے موبائل اسکرین اس کے سامنے

کی اس کی بھی ساری نیند بھک سے اڑی تھی۔

"یہ۔۔۔یار یہ کب کھینچی انہوں نے؟"

"جب ہم دونوں تمہاری طرف سوئے تھے،جب سہیل انکل اوران کی فیملی واپس آفندی مینشن آئے تھے۔"امل تصویروں کو پہچان چکی تھی۔

"آہاں ہاں۔۔۔یار انہیں کہو ڈیلیٹ کردیں ابھی زیادہ ٹائم نہیں گزرا۔"اور پھر وہ دونوں ان کا نمبر بار بار ڈائل کرتی رہیں مگر انہوں نے نا اٹھانا تھا نا اٹھایا۔اور باری باری سب تصویر کو دیکھ چکے تھے۔وہ دونوں دروازہ پیٹ پیٹ کر تھک گئیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

عالیہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھا رہی تھی۔فیروزی کرت چوڑی دار پاجامے اور مٹے مٹے میک اپ میں وہ بہت دل کش لگ رہی تھی۔گلے میں صارم کا دیا نازک سا پینڈٹ تھا۔ڈریسنگ روم سے صارم باہر نکلا وہ کالے کرتا شلوار میں تھا۔اس نے مسکرا کر عالیہ کو دیکھا پھر تولیہ ایک طرف رکھتا عالیہ کی طرف آیا۔عالیہ آہستہ،آہستہ بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔اس نے عالیہ کے ہاتھوں سے برش لیا اور نرمی سے اس کے بالوں میں برش چلانے لگا۔

"دلکش لگ رہی ہو۔"وہ دھیرے سے بولا تو عالیہ مسکرائی۔اس نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا کچھ توقف کے بعد اس نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا دی۔عالیہ کو اس کی آواز سنائی دی۔

"مجھے یقین تھا عالی کہ میں نے تمہیں جس رب کی امان میں دیا تھا وہ رب کبھی بھی اپنے در کے سوالیوں کو خالی دامن نہیں لوٹاتا۔دیکھو اس رب نے ہمارے دامن کو بھی خالی نہیں چھوڑا اور

ہمیں پھر سے ایک دوسرے کا ساتھ عطا کیا ہے۔" صارم نے نرمی سے اس کے ہاتھ تھامے۔عالیہ نے محبت بھرے انداز میں اپنے محرم کو دیکھا وہ اتفاق کرتی تھی اس کی اس بات سے،اس کی ہر بات سے۔صارم نے اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

سب کھانے کے میز پر بیٹھے تھے۔عائشہ بیگم اور امل کچن میں تھیں صارم اور عالیہ میز کی دائیں جانب بیٹھے تھے بائیں جانب فلک،اس کے ساتھ دانیال،آریان اور فہد بیٹھے تھے۔صارم کے ساتھ شاہزیب صاحب،سہیل صاحب،ارفع بیگم،اسماء بیگم اور فرحان صاحب بیٹھے تھے۔شام میں ولیمہ تھا مگر اس وقت وہ سب ناشتہ کر رہے تھے۔امل اور عائشہ بیگم بھی ٹیبل سیٹ کرنے کے بعد آبیٹھیں۔نور سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔اس کا ناول ابھی ختم ہوا تھا۔اس نے نظریں گھما کر دیکھا فہد کے ساتھ والی کرسی خالی تھی۔وہ گھوم کر اس طرف آئی اور کرسی کھسکا کر بیٹھی۔اس نے جوس پیتے فہد کی طرف دیکھا اسی لمحے فہد نے بھی اسے دیکھا یہ پہلی بار تھا کہ نور نے ان نیلی آنکھوں کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ان آنکھوں میں سمندر سی گہرائی تھی نور کو لگا وہ ان آنکھوں میں ڈوب جائے گی بے ساختہ ہی اس کی زبان پھسلی۔

"blue eyes hypnotise"

وہ گانا گنگنانے لگی۔جوس پیتے فہد کو اچھو لگا وہ زور زور سے کھانسنے لگا۔

"فہد ٹھیک ہو تم؟؟" سہیل صاحب میز پر قدرے آگے ہو کر بیٹھے فکر مندانہ انداز میں پوچھ رہے تھے۔

"جج۔۔جی انکل۔" وہ بوکھلایا ہوا تھا۔

(وادیِ عشق میں پریاں رقص کر رہی تھیں محبت اپنے ہونے پر نازاں تھی۔ وہ شہزادہ دیکھ سکتا تھا وادیِ عشق کے دروازے سے ایک شہزادی اندر داخل ہوئی ہے اسی دروازے سے جہاں سے وہ داخل ہوا تھا)

نور نے خود پر ایک سو ایک بار لعنت بھیجی اور کھانے کی پلیٹ پر مزید جھک گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

ولیمہ کے لئے ہال کو بہت نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔ اسٹیج نہایت خوبصورت تھا سٹیج پر ایک دیوان پڑا تھا۔ اسپیشل مہمانوں کے لیے صوفے رکھوائے گئے تھے اور دائیں اور بائیں جانب میز اور کرسیاں لگائے گئے تھے۔ آج تھیم رائل بلیو اور وائٹ تھی۔ میز کے کوور سفید تھے کرسیاں بلیو اور ان کے گرد سفید ربن تھے۔ عالیہ رائل بلیو میکسی، سلور ڈائمنڈ کے زیور اور پارٹی میک اپ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ صارم نے بھی رائل بلیو تھری پیس پہنا تھا۔ آریان، فہد اور دانیال تینوں نے بلیک ٹیکسیڈو پہن رکھے تھے۔ بیئرڈ تینوں پر جچ رہی تھی۔ بال ایک طرف جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔ امل، فلک اور نور نے آج بھی ایک ہی ڈیزائن کی میکسی پہنی تھی جس کے رنگ مختلف تھے۔ امل نے گرے، فلک نے پیچ اور نور نے پستا رنگ کی میکسی پہنی تھی۔ آج انہوں نے بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا میکسی کا گلا اوپر گردن تک بند تھا اس لیے انہوں نے صرف ہلکے سے ایر رنگ پہنے تھے اور ان تینوں نے بھی پارٹی میک اپ کر رکھا تھا۔ صارم اور عالیہ ایک ساتھ ہال میں داخل ہوئے ان کے پیچھے امل اور آریان اور ساتھ میں دانیال اور فلک داخل ہوئے۔ پھر عالیہ اور صارم تو سٹیج کی طرف بڑھ گئے اور ان چاروں سے باری باری مہمان مل رہے تھے اور انہیں نکاح کی مبارک باد پیش کر رہے تھے۔ وہ چاروں

مسکراتے ہوئے سب سے مل رہے تھے۔سب کی نظروں میں جوڑیوں کے لئے ستائش تھی۔نورا سٹیج سے اتری اور کونے میں فون پر بات کرتے فہد کے پاس آئی۔

"سنو۔"فہد نے فون بند کیا اور سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"سوری صبح جو ہوا۔۔امم مجھے نہیں پتا بس بے اختیار سی کیفیت میں کہہ دیا۔فہد قریشی تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں جھیل کی مانند گہری اور نیلی۔"وہ مسکرائی فہد اس کی صاف گوئی پر ہنس دیا تو طے تھا یہ لڑکی ہر موڑ پر اسے حیران کرنے والی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل،فلک،دانیال اور نور کے مہینہ بعد سیکنڈ سیمسٹر کے امتحان شروع ہونے والے تھے۔آریان اور فہد کے سی۔ایس۔ایس کے ٹیسٹ کا آج رزلٹ آنا تھا۔آریان اپنے کمرے میں مسلسل ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا اس سے کچھ فاصلے پر فہد بیٹھا تھا وہ دونوں کمرے کی کنڈی لگائے بیٹھے تھے باہر سب گھر والے بیٹھے آریان کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھ رہے تھے۔دروازہ کھلا اور ایک دم آریان اور فہد بھنگڑے ڈالتے باہر نکلے۔

"سب شروع ہو جاؤ مل کر بھنگڑے ڈالو ہمارا ٹیسٹ کلیر ہو گیا ہے۔"فہد بھنگڑے ڈالتا ہوا بولا سب ہنس دیے۔

"میں شکرانے کے نفل ادا کر آؤں۔"عائشہ بیگم اٹھیں ان کے پیچھے ہی اسماء بیگم اور رافع بیگم بھی اٹھیں۔

"میں بابا جان اور صارم کو فون کرتی ہوں۔"عالیہ نے فوراً فون نکالا۔

دونوں کا نام ٹاپ ٹوئنٹی میں تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ چاروں کیفے ٹیریا سے نکلے تو سامنے سے بینش چلتی آ رہی تھی۔

"ہیلو دانی۔۔ہائے امل۔۔"اس نے باری باری سب سے ہاتھ ملایا فلک نے ناگواری سے اسے دیکھا جو دانیال کے سامنے ہاتھ کیے کھڑی تھی۔فلک ایک دم سامنے آئی۔

"بینش آپی گڈ نیوز دوں آپ کو؟"

"کیا ہے گڈ نیوز؟؟دانی بتاؤنا!!!"وہ دانیال کی طرف بڑھی۔فلک کو اگنور کر دیا۔دانیال نے امل،نور اور فلک کو دیکھا پھر بائیں جانب کھڑی فلک کو مسکرا کر بازؤں کے گھیرے میں لیا۔

"مبارک ہو آج سے فلک تمہاری اصل بھا بھی بن چکی ہے ہفتے پہلے ہی ہمارا نکاح ہو گیا ہے۔"وہ مسکرایا اور فلک کو دیکھا۔فلک بھی مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا۔بینش نے مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

"اوہ گریٹ۔۔مبارک ہو بہت تم دونوں کو۔میں چلتی ہوں میری فرینڈ میرا اانتظار کر رہی ہیں۔"وہ مڑی اور واپس چلی گئی کچھ دور جا کر اس نے مڑ کر دیکھا تو فلک اب بھی دانیال کے بازؤں کے حلقے میں کھڑی تھی دانیال اس سے کچھ کہہ رہا تھا جس پر وہ مسکرا دی اور امل اور نور کھڑی دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔امل نے کچھ کہا جس پر دانیال جھینپتا فلک سے دور ہوا۔بینش نے رنج و ملال سے اس منظر کو دیکھا۔

کاش مجھے تم سے محبت نا ہوئی ہوتی دانیال شاہ۔اور وہ پلٹ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

نومبر کا آدھا مہینہ گزر چکا تھا۔ موسم سرد ہو رہا تھا۔ ہوا میں روز بہ روز خنکی بڑھ رہی تھی۔ موسم ہی کی طرح امل بھی اداس تھی اس کی حالت بھی موسم ہی کی طرح تھی۔ کیونکہ آج رات آریان اور فہد نے ٹریننگ کے لیے پنڈی چلے جانا تھا۔ صبح سے وہ آریان کے ساتھ مل کر اس کی پیکنگ کروا رہی تھی حالانکہ دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ آریان باہر گیا تو وہ صوفے پر جا بیٹھی اور کب کے رکے آنسوؤں کو نکلنے کا راستہ مل گیا۔ آریان فون پر فہد سے بات کرتا کمرے میں داخل ہوا امل فوراً اٹھی اور رخ موڑ لیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ جاتے جاتے آریان کو پریشان کرے۔ مگر آریان اسے روتا دیکھ چکا تھا فون پر جلد از جلد بات ختم کرتا وہ اس کی طرف آیا۔

"امو؟؟ وائفی؟؟" اس نے امل کا رخ اپنی طرف موڑا امل اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"کس سے چھپا رہی ہو آنسو؟؟" اس نے امل کی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں رو نہیں رہی وہ تو بس۔۔۔ وہ۔۔۔۔" اسے سمجھ نا آئی وہ کیا کہے۔

"آنکھوں میں کچھ چلا گیا ہے نا؟؟" آریان نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں آریان۔۔۔ بس تمہارے جانے کا سوچا تو آنکھیں بھر آئیں۔" وہ سر جھکائے بولی۔ وہ صاف گوئی سے بولی۔

"ادھر دیکھو میری طرف وائفی!! یار میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے ٹھوڑی سے پکڑ کر امل کا چہرہ اٹھایا۔

"میں آتا جاتا رہوں گا امل۔ یوں تو رخصت نا کرو۔ اداس مت ہونا۔ خود بھی خوش رہنا سب کو بھی خوش رکھنا سب کا خیال رکھنا، کھانا پکانا سب سیکھ لینا کیونکہ میں ٹریننگ سے واپس آ کر

شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"امل کا چہرہ سرخ ہوا تھا اس کی آخری بات سن کر۔آریان مبہوت سا اس کے چہرے کے رنگ دیکھ رہا تھا۔وہ جھکا اور اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیے۔

"خوش رہو ہمیشہ، مسکراتی رہو ہمیشہ۔"اتنی محبت،اتنا احترام؟محبت کو اپنے ہونے پر ناز ہوا۔

درحقیقت محبت یہی سب تو ہے۔محبت خود کو فنا خود کو مٹا دینے کا نام ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

نور لان میں بیٹھی موبائل چلا رہی تھی فلک اندر کافی بنانے گئی تھی۔کچھ فاصلے پر انگیٹھی پڑی تھی۔اسے ہارن کی آواز سنائی دی۔اس نے گیٹ کی طرف دیکھا فہد اندر داخل ہوا۔

"تم کیوں آئے ہو؟؟"جانتے بوجھتے بھی وہ اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"رشتہ لینے۔"جواب غیر سنجیدہ آیا تھا۔

"کک کس کا؟؟"نور بوکھلائی۔

"تمہارا!!"وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس تک چلا آیا۔

"سوچ لو میں تمہارے ٹشو ختم کر دوں گی۔"نور کا اشارہ پلین میں ہونے والی پہلی ملاقات پر تھا فہد کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کوئی بات نہیں میں ٹشو کی فیکٹری بنا لوں گا۔"وہ اطمینان سے بولا۔

"یا اللہ؟؟"نور کا منہ کھلا۔

"میں پھر بھی کر دوں گی۔"

"پھر۔۔۔ہاں پھر میں تمہارا موبائل آگ میں جھونک دوں گا۔"اس نے نور کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کر کے تو دکھانا۔۔۔میں تمہیں گنجا کر دوں گی۔"وہ وارننگ دیتے ہوئے بولی۔

"میں کون سا تمہارے بال چھوڑوں گا میں بھی تمہیں گنجا کر دوں گا۔"اس کی آنکھیں شرارت سے چمکیں۔نور اس کی آنکھوں میں پھر سے خود کو ڈوبتا محسوس کرنے لگی اور فہد یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔وہ دونوں اس سحر زدہ ماحول سے تب نکلے جب انہیں اپنے پیچھے دانیال کی آواز آئی۔

"واہ گنجوں کی جوڑی۔۔۔"

"کتنی اچھی لگے گی نا ٹکلوں کی جوڑی۔"ان کے پیچھے آریان اور دانیال کھڑے تھے۔دانیال نے بات کر کے اپنا ہاتھ تالی بجانے کے لیے آریان کے آگے کیا۔جسے آریان نے سرے سے اگنور کیا دانیال بیچارہ شرمندہ ہوتے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔انسان آدھا تو اسی وقت مر جاتا ہے جب وہ تالی کے لیے ہاتھ آگے کرے اور سامنے والا ہاتھ ہی نا اٹھائے۔

"پھر کیا خیال ہے؟"فہد نے ابرو اچکائی۔

"فضول خیال ہے۔۔۔پہلے مانو ٹشو ختم ہونے پر کچھ نہیں کہا کرو گے،مجھے ناول ڈاؤنلوڈ کر کے دیا کرو گے میرے ساتھ ناول پڑھنے کا مقابلہ کیا کرو گے۔اگر یہ سب نہیں کرو گے تو میں تمہیں گنجا کر دوں گی۔"

"سوچو پھر تو بچے بھی گنجے ہوں گے۔"وہ آہستہ آواز میں بولا کہ آواز نور کو سنائی دی جو اسے گھورنے لگی۔فہد نے نور کو آنکھ ماری اور مسکراہٹ دباتے دانیال اور آریان کے ساتھ اندر کی

New Era Magazine

جناب بڑھ گیا۔

"بے شرم آدمی۔۔۔دو نمبر گدھا۔"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل کھڑکی میں کھڑی باہر لان کو دیکھ رہی تھی اس کی نظریں بھٹکتی ہوئی ''آفندی مینشن'' کے لان میں جا ٹھہریں۔وہ خاموش کھڑی لان میں دیکھ رہی تھی۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہماری زندگیاں یادوں سے بھرتی جاتی ہیں جن کو وقت اپنی جھولی میں قید کر لیتا ہے۔ان میں سے کچھ یادیں بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں اور کچھ بہت حسین بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔اور ہم ان خوبصورت لمحات کو ہی یاد رکھتے ہیں اور ان تکلیف دہ لمحات کو بھلا دیتے ہیں یا شاید یاد رکھنا چاہتے ہی نہیں ہیں اور زندگی کا مزہ بھی اسی میں ہے کہ بری یادوں کو بھول کر زندگی کے خوشگوار لمحوں کو یاد رکھا جائے کیونکہ وہ ہمیں تکلیف کے سوا کچھ بھی نہیں دیں گے۔یہ اچھی بات ہے کہ ماضی سے سبق سیکھنا چاہیے اور دوبارہ ماضی کو دہرانا نہیں چاہیے وقت آپ کے پاس ہے دوبارہ اسی مقصد پر کام کریں مگر اب کی بار۔۔۔بہتر پلان کے ساتھ۔ہم ماضی کے حسین لمحے جب بھی یاد کرنا چاہیں وقت مسکراتا ہوا ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔یہ ان کے نکاح کے دو ہفتے کے بعد ہی کی بات تھی۔نور اس کے کمرے میں بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی اور دانیال ان جناب کے تو کیا ہی کہنے سائیڈ ٹیبل پر لیز کے پیکٹ پھیلائے کاؤچ پر الٹا لیٹا اوینجرز اینڈ گیم دیکھ رہا تھا اور کانوں میں ہینڈ فری ڈالنے سے پہلے یہ کہنا نہ بھولا تھا کہ "میں مووی پوری کر کے ہی اٹھوں گا تو مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔"

اس کا واک پر جانے کا بہت دل چاہ رہا تھا پر کیونکہ رات بہت ہو گئی تھی اسے اکیلے جانے سے ڈر

New Era Magazine

لگ رہا تھا۔وہ ان دونوں کو بھی لینے آئی تھی کمرے میں داخل ہوئی تو دونوں کو گھور کر دیکھا وہ دونوں ہر وقت اس کے کمرے میں ڈیرہ جمائے بیٹھے رہتے تھے۔دانیال تو کانوں میں ہینڈ فری لگائے بیٹھ تھا اسے امل کے آنے کا پتا نہیں چلا مگر آہٹ پر نور نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"اووو امل آؤ نا تمہارا ہی کمرہ ہے۔"مسکرا کر کہتے دوبارہ ناول میں غرق ہو گئی مطلب اس نے صرف اسے صلح ہی ماری تھی۔اس نے نور کو گھور اپر پھر اپنے آنے کا مقصد یاد کر کے نور کو پکارا۔نور نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میرے ساتھ آؤ گی میرا واک کا دل چاہ رہا ہے۔"

"یار میں ناول پڑھے بغیر نہیں اٹھنے والی۔"نور نے معذرت کی۔امل سر ہلا کر کمرے سے نکل گئی۔

"کوئی بات نہیں لان میں ہی تو کرنی ہے واک۔"خود کلامی کرتے ہوئے وہ لان میں چلی آئی۔وہ اس وقت ہلکے گلابی ٹراوزر شرٹ میں تھی۔اس نے اپنے گرد کالی شال لپیٹ رکھی تھی شولڈر کٹ بال پہلے سے لمبے ہو چکے تھے اس کی ناک سردی کے باعث سرخ ہو چکی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی واک کرنے لگی اور وقفے وقفے سے اِدھر اُدھر بھی دیکھ لیتی پھر اچانک اسے نا جانے کیا سوجھا وہ چھوٹے سے اسٹول پر چڑھ کر آفندی مینشن کے لان میں جھانکنے لگی وہاں پاس ہی آریان کرسی پر بیٹھا نظر آیا۔اس نے پوما کی بلیک ٹی شرٹ اور پوما ہی کا گرے ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔

"افففف۔۔۔اسے سردی نہیں لگتی؟"اس نے دل میں سوچا اور آہستہ سے اسے پکارا آریان نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی وہ نظر آئی۔

"ایک منٹ رکو میں آیا۔۔"

وہ چلتا ہوا اس تک آیا آریان کا قد لمبا تھا اس لیے اسے سٹول کی ضرورت پیش نہیں آئی بلکہ وہ امل سے ایک دو انچ بڑا ہی لگ رہا تھا۔

"امل تم نے جیکٹ کیوں نہیں پہنی؟اور گلوز بھی نہیں پہنے۔موزے پہنے ہیں؟"اس کے کیرینگ انداز پر امل مسکرائی۔خفگی سے اسے گھورتا وہ پوچھ رہا تھا پھر وہ چھلانگ لگا کر امل کی طرف آ گیا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"اف۔۔۔امل تمہارے ہاتھ کتنے ٹھنڈے ہیں۔"

"ہاں تو تم نے کون سا جیکٹ پہنی ہے؟اور میں نے شال لی تو ہوئی ہے اس لیے جیکٹ نہیں پہنی اور ہاتھ پہلے ٹھنڈے تھے اب نہیں رہے کیونکہ تمہارے ہاتھ کافی گرم ہیں۔"

"کیا کر رہی تھی اس ٹائم یہاں اور اتنی سردی میں؟"

"میرا واک کرنے کو دل چاہ رہا تھا۔"

"اچھا تم اکیلی کیوں آئی ہو نور یا دانیال کو لے آتی ساتھ اور یہ دانیال ہے کہاں؟"

"وہ موی دیکھ رہا ہے اور اس نے سختی سے کہا تھا کہ موی دیکھے بغیر نہیں اٹھوں گا میں۔"آریان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔

"تو تم مجھے فون کر دیتی نا۔"

"ہاں تو مجھے کون سا پتا تھا کہ تم سو نہیں رہے اور لان میں ہی بیٹھے ہو۔"وہ بال کان کے پیچھے

اڑستے ہوئے بولی۔

"تو کیا ہوا تم مجھے کال کر دیتی میں آجاتا اور ویسے بھی اگر سو رہا ہوتا تب بھی آجاتا اب میں اتنا بھی بے حس نہیں کہ میری بیوی مجھے بلائے اور میں سوتا رہوں۔"

یہ پہلی بار تھا کہ وہ اپنے مابین اس رشتے کے بارے میں بات کر رہے تھے امل جھینپ سی گئی اور خفت مٹاتے ہوئے بولی۔

"ہاں نئی نئی شادی کا خمار ہے اس لیے ایسے بول رہے ہو دیکھ لینا پانچ چھ سال بعد جب میں کہوں گی آریان میرا باہر جانے کا دل کر رہا ہے تو منع کر دو گے۔"

"جی نہیں!! اگر تم بیس سال بعد مجھے بولو گی تب بھی میرا جواب وہی ہو گا جو آج ہے اور پچاس سال بعد بھی۔" وہ اس کی طرف قدرے جھک کر شرارت سے بولا۔

"امل پتا نہیں زندگی اتنی مہلت دیتی ہے کہ نہیں؟ کیونکہ انسان کو اپنی زندگی کا ایک لمحے کا بھی بھروسہ نہیں ابھی آنکھ جھپکائی اور اگلی بار جھپکا پاتا ہے کہ نہیں؟ مگر میں پھر بھی کہوں گا میری جتنی بھی زندگی ہے میں اسے تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں، ہنسنا، باتیں کرنا چاہتا ہوں، تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہوں ہر لمحہ تمہیں مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے بچے۔۔۔"

اور وہ رک گیا اسے خود بھی محسوس ہوا کہ جذبات کے ریلے میں آکر وہ ابھی کچھ بھی بول دیتا۔ امل خاموش ہو گئی۔ خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تو آریان نے امل کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ وہ اس کی آخری ان کہی بات پر خاموش تھی۔ وہ ہلکے سے مسکرا دیا پھر جیب میں ہاتھ ڈالا اور چاکلیٹ نکالی۔ یہ چاکلیٹ اسے فلک نے باہر جاتے ہوئے دیکھ کر دی تھی۔ اس نے

چاکلیٹ امل کی طرف بڑھائی جسے امل نے مسکراتے ہوئے پکڑ لیا۔آریان نے ہلکا سارخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ چاکلیٹ کھا رہی تھی اور پھر وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے ساتھ چلنے لگے۔ضروری نہیں ہر بات بول کر کہی جائے کئی بار خاموشی کی بھی زبان ہوتی ہے۔وہ خاموش تھے۔خاموشی کو سن رہے تھے، محسوس کر رہے تھے۔

سامنے کھڑے وقت نے مسکرا کر اجازت چاہی اور رخصت ہو گیا۔مگر پیچھے خوبصورت مسکراہٹ اور یاد چھوڑ گیا۔آریان پاس نہیں تھا تو کیا ہوا یادیں تو پاس تھیں۔

آہٹ پر وہ ہلکے سے مڑی دروازے میں دانیال کافی کے دو کپ لیے کھڑا تھا۔

"اپنے لیے بنا رہا تھا سوچا تم دونوں کے لیے بھی بنا لوں۔"اس کا اشارہ امل اور نور کی طرف تھا۔

"نور؟؟"امل نے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"دے آیا ہوں اسے بھی کافی اسٹڈی میں بیٹھی ہے۔ناول۔۔۔"ناول کہتے ہوئے دانیال نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔امل ہنس دی۔کئی بار تو واقعی اسے بھی حیرانی ہوتی تھی کوئی کیسے ہر وقت ناول پڑھ سکتا ہے۔خیر وہ کوئی اور نہیں وہ نور اظہر تھی۔اس سے کسی بھی بات کی امید کی جا سکتی تھی۔اب وہ دونوں کھڑکی میں کھڑے تھے امل کافی کے ہلکے، ہلکے سپ لیتی ابھی بھی لان دیکھ رہی تھی اور دانیال اسے۔

"اداس کیوں ہو؟؟امل کچھ وقت ہی کی تو بات ہے ٹریننگ ختم ہو جانے پر آ جائے گا ویسے بھی وہ ملنے تو آتا رہے گا نا۔"امل نے دھیرے سے گردن موڑی۔بھلا دانیال سے کب وہ کوئی بات چھپا سکتی تھی۔وہ تو بن کہے جان جاتا تھا اسے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

"پھر بھی۔۔۔"وہ دھیرے سے منمنائی۔

"تھوڑے عرصے ہی کی تو بات ہے۔"امل نے اس کی طرف دیکھا وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔اس وقت وہ شرارتی دانیال نہیں لگ رہا تھا وہ خاصہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔امل حیران نہیں ہوئی تھی وہ جانتی تھی اس کا اور دانیال کا رشتہ ہی ایسا ہے وہ امل کی ہر حالت،ہر بن کہی بات کو پہچان سکتا تھا۔بہن بھائیوں کا رشتہ ایسا ہی ہوتا ہے آپ بن کہے ایک دوسرے کو جان لیتے ہیں۔یہی محبت ہے لاکھ لڑ جھگڑ لیں مگر اس لڑائی جھگڑے میں بھی محبت ہوتی ہے۔مگر اس وقت دانیال کو سنجیدہ دیکھنا امل سے ہضم نا ہوا۔ایک دم ہی امل ہنس دی۔

"کم اون دانی تم اتنے سنجیدہ؟"وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"شکر ہے تمہیں بھی خیال آیا ورنہ مجھے لگا کہ میں اگر مزید سنجیدہ رہا تو مجھے کچھ ہو جانا ہے۔"دانیال نے اپنا کافی کا کپ ایک طرف رکھا۔اسے واپس اپنے موڈ میں آتا دیکھ امل مسکرائی۔

"ویسے لڑکی شادی کے بعد سے ہر وقت تم اپنے سیاں جی کو ہی یاد کرتی رہتی ہو بھائی تو تمہیں بھول ہی گیا ہے۔میں کیا کروں؟بہن بہن نا رہی۔"دانیال دہائی دیتے ہوئے بولا۔امل نے خالی کپ ایک طرف رکھا اور دانیال کی کمر پر زور سے مکا مارا۔وہ اچھل کر ایک طرف ہوا اور امل کو خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"میرا منہ نا کھلواو خود کو جب سے بیوی ملی ہے بہن بھول گئی ہے ہائے مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟ بھائی بھائی نا رہا۔"وہ اسی کے انداز میں بولی۔دانیال ہنس دیا اور اس کے بال پکڑے۔

"دانی بال چھوڑ دو یار بڑی محنت سے بڑے کیے ہیں۔"وہ اپنے بال چھڑواتے ہوئے بولی۔

"شکر ہے تم دونوں کو بھی عقل آئی۔ویسے ایسا بھی کیا ہوا کہ تم دونوں نے بال کٹوانا چھوڑ دیے؟"اس کا اشارہ امل اور فلک کی جانب تھا۔نور تو پہلے بھی بال نہیں کٹواتی تھی۔

"کوئی وجہ نہیں بس ویسے ہی دل چاہا۔"حالانکہ اسے اپنی اور عالیہ کی گفتگو یاد آئی۔فلک نے بھی اس کی دیکھا دیکھی بال بڑھانے شروع کیے تھے۔

"سنا ہے تمہارے سیاں جی کو بھی لمبے بال پسند ہیں۔"شرارتی انداز میں کہتے ہوئے اس نے امل کے بال بکھیرے امل نے اسے گھورا اور بال درست کرنے لگی۔

"دانی تنگ مت کرو مجھے ورنہ میں بتا رہی ہوں جو بریانی میں نے گوگل انکل سے بنانی سیکھی ہے اس کا ایک بھی دانہ نہیں دوں گی تمہیں۔"آج کل ان تینوں کو کھانا پکانے کا بھی شوق چڑھا ہوا تھا۔روز کچھ نا کچھ بنانے کی کوشش کرتی رہتیں وہ کچھ نا کچھ تو بنتا نہیں تھا البتہ کچھ اور ضرور بن جاتا تھا۔دانیال صوفے پر سر پیچھے پھینک کر ہنسنے لگا۔

"مجھے تمہاری کھچڑی یا ادھ گلے چاول کھانے بھی نہیں ہیں۔ڈاکٹر نے مجھے بد ہضمی والی خوراک کھانے سے منع کیا ہے۔"دانیال نے کھینچ کر ایک کشن امل کو دے مارا۔یہ مکے کا بدلہ تھا۔امل نے اسے گھورا اور وہی کشن دانیال کو دے مارا اب وہ دونوں برابر ایک دوسرے کو پیٹ رہے تھے۔اچانک اسٹڈی کا دروازہ کھلا اور نور باہر نکلی۔وہ دونوں خاموشی سے اسے دیکھنے لگے جو موبائل میں گم تھی نور نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کیا اور یونہی ناول پڑھتی باتھروم چلی گئی۔ان دونوں نے باتھروم کے بند دروازے کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر قہقہوں کا طوفان آیا تھا۔

"امو یار یہ موبائل کہاں رکھتی ہو گی؟"یہ دانیال تھا۔امل پیٹ پکڑے ہنس رہی تھی اور اندر

نور دی گریٹ اور ناول کی دیوانی کو ان کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ کیونکہ وان فاتح اور ایڈم اب تالیہ کے ساتھ کیا کرنے والے تھے یہ تو نور نے ابھی پڑھنا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

نیا سال شروع ہونے والا تھا۔ دسمبر کا آدھا مہینہ گزر چکا تھا۔ آریان اور فہد کو گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا مگر انہوں نے ابھی تک صرف دو تین بار ہی فون پر بات کی تھی کیوں کہ سارا دن وہ مصروف رہتے تھے۔ امل، فلک، دانیال اور نور کے سیکنڈ سمیسٹر کے امتحانات شروع ہو چکے تھے اور اسی کے ساتھ ان چاروں نے بھی طوفان میں کشتی چلانا شروع کر دی تھی۔ دانیال تو صبح سے کمرہ بند کیے بیٹھا تھا۔ امل اپنے کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتی نوٹ کارٹا مارتی پھر رہی تھی۔ وہاں سے بائیں جانب اسٹڈی میں جائیں تو وہاں نور صاحبہ بیٹھی تھیں جن کے ارد گرد کتابیں اور نوٹ بکھرے پڑے تھے مگر وہ ان سب سے بے نیاز موبائل پر گم تھیں اموشنل سین آنے پر دو منٹ رونے کے بعد اس کی نظر کلاک پر گئی جو یہ دکھا رہا تھا کہ اب اس کے پاس صرف بارہ گھنٹے پڑے ہیں اسے مزید رونا آیا۔ امل نے ذرا سا دروازہ کھولا اور اندر جھانکا۔

"کیا ہوا ہے؟" نور نے موبائل ایک طرف رکھا اور آنسو صاف کیے۔

"وقت نے تالیہ مراد پر بہت ظلم کیا ہے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ امل نے گہرا سانس کھینچا۔

"وقت نے تالیہ مراد کے ساتھ ظلم کیا ہے تمہارے ساتھ نہیں۔"

"امل وقت نے میرے ساتھ بھی ظلم کیا ہے اب دیکھو بارہ گھنٹے رہتے ہیں اور میں نے ابھی تھوڑا سا ٹیسٹ تیار کیا ہے۔" وہ پھر سے رونے لگی۔ امل نے تاسف سے سر ہلایا۔

"ادھر دو مجھے اپنا موبائل۔نا رہے گا بانس نا بجے گی بانسری۔"امل نے نور کے ہاتھ سے موبائل کھینچا جو وہ دوبارہ اٹھا چکی تھی اور اسے گھورا۔نور نے صدمے سے اسے دیکھا۔جس نے کتابوں کی طرف اشارہ کیا مطلب صاف واضع تھا کہ اب اسے پڑھنا ہے۔دوسری طرف دانیال کے کمرے کی طرف جائیں تو دانیال بستر پر سر پکڑے بیٹھا تھا۔ارد گرد پاپ کارن، خالی ٹین پیک اور لیز کے خالی پیکٹ بکھرے پڑے تھے۔دانیال نے نفی میں سر ہلایا ایک نظر کتاب کو دیکھا پھر نوٹس کو۔

"یہ سب کیا ہے؟ یہ سب کہاں سے آیا ہے؟"اس نے خود سے سوال کیا۔

"دانیال صاحب اگر کلاس میں آپ ہمہ تن گوش رہتے اور گانے سننے کے بجائے پروفیسر کو سنتے تو شاید اب آپ کو پتا ہوتا یہ سب کیا ہے؟"اس کے اندر سے آواز آئی۔

"اف۔۔۔مجھے مت سکھاؤ۔چپ رہو!!!امم۔۔بھلا میرا کتنا رہتا ہے؟"اس نے صفحے پلٹائے۔

"ایک چیپٹر۔۔۔ٹھیک ہو جائے گا ٹائم بھی تو کافی پڑا ہے ابھی۔بارہ گھنٹے رہتے ہیں رات کے دس بجنے میں۔۔یعنی دس بجے تک میں کر سکتا ہوں۔"دس بجے کے بعد اس کا اپنا وقت شروع ہونا تھا۔مووی دیکھنا یا کچھ اور۔۔۔اور نور نے تو ناول پڑھنا تھا۔

دانیال نے ایک نظر خود کو شیشے میں دیکھا۔

"ہائے اللہ میں کتنا کمزور ہو گیا ہوں ایک ہی دن میں۔"دانیال صدمے کی کیفیت میں کہتا اٹھا اور باہر کی جانب چل دیا۔

آفندی مینشن کے بالائی حصے کی دائیں جانب بنے کمرے میں جائیں تو بند دروازے کے پیچھے فلک بستر پر بیٹھی جوس اور لیز سے انصاف کر رہی تھی۔ نوٹس اس کے بھی بستر پر ہی کھلے پڑے تھے۔

"پتا نہیں وہ کون سے لوگ ہوتے ہیں جن کی پیپر کے دوران بھوک مٹ جاتی ہے میری تو بھوک مزید بڑھ جاتی ہے میرا تو دماغ بھی کچھ کھا کر ہی چلتا ہے۔" فلک نے دوسرا لیز کا پیکٹ اٹھایا اور پھر واقعی وہ ایک دو گھنٹے بعد پیپر تیار کر کے باہر آچکی تھی۔

"کدھر؟ پیپر تیار کر چکی ہو کیا؟" عائشہ بیگم نے اسے کلانچے بھرتے باہر جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"جی مما تبھی تو باہر جا رہی ہوں۔" عائشہ بیگم اس وقت سہیل صاحب اور ارفع بیگم کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ صارم اور فرحان صاحب آفس تھے۔ کچن سے عالیہ نکلی۔ اس نے پستا رنگ کا خوبصورت مگر سادہ سا سوٹ پہن رکھا تھا۔ یہ سوٹ صارم نے ہی اسے دلوایا تھا۔ گلے میں ہمہ وقت صارم کا دیا نازک سا پینڈنٹ اور ہاتھ میں بریسلٹ پہنے وہ کیجول حلیے میں بھی با وقار نظر آرہی تھی۔ فلک نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"بھابھی میری چائے سنبھال کر رکھیے گا میں وہاں سے کافی پی کر آؤں گی مگر گھر آکر میں نے چائے پینی ہے اور ہاں۔۔" وہ جیسے کچھ یاد کر کے عالیہ کی طرف آئی۔ عالیہ نے آئبرو اچکا کر اسے دیکھا۔ وہ عالیہ کے کان کے قریب جھکی۔

"میرے لیے پیسٹری بھی بچا لیجیئے گا پلیز۔۔"

"اچھا میری جان۔" عالیہ نے اس کے گال کھینچے۔

"ہیں؟؟ وہ تو بھائی نہیں ہیں؟" وہ شرارتی انداز میں بولی اور عالیہ کے سرخ گال دیکھے۔

"مائی گاڈ بھابھی۔" وہ ہنسی عالیہ بھی ہنس دی۔

"باہر جا رہی ہو کافی سردی ہے باہر۔ جیکٹ پہن لو یا شال لے لو۔" فلک کو ایک دم جیسے خیال آیا وہ اس وقت صرف کرتا اور کیپری پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کی اس نے پونی ٹیل بنا رکھی تھی۔ وہ سر ہلاتی شال لینے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔ پیچھے عالیہ سب کو چائے دینے میں مصروف تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ خاموشی سے اندر داخل ہوئی اور اب اس کا رخ دانیال کے کمرے کی جانب تھا۔ آہستہ سے اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ دانیال بستر پر کتاب پکڑے لیٹا تھا اسے دیکھتے ہی وہ سیدھا ہوا۔

"بیگم تم؟؟؟ ٹیسٹ تیار کر لیا؟" دانیال نے کتاب ایک طرف رکھی اور نوٹس سمیٹ کر بستر پر فلک کے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

"ہاں میاں جی کر آئی ہوں تم نے کر لیا؟" وہ اس کی بنائی جگہ پر بیٹھی۔

"ہاں بس آخری دو ٹوپک رہتے ہیں۔"

وہ نہیں چاہتا تھا کہ فلک کو حقیقت بتائے کیونکہ ابھی اس کا کافی زیادہ کام رہتا تھا۔ وہ جانتا تھا اگر وہ فلک کو بتا دے گا تو وہ اسے مجبور کرے گی کہ پہلے وہ پڑھ لے اور دانیال کو یہ بات گوارا نا تھی کہ اس کی بیوی اس کے لیے آئی ہے اور وہ اس کو حقیقت بتا کر چلتا کرے۔ کم از کم دانیال کو یہ بات گوارا نا تھی۔

"خیریت؟؟"

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ صرف ہم دونوں باہر گھومنے چلیں وہ بھی چوری چھپے۔" وہ ہاتھ مسلتی ہوئی بولی۔ دانیال نے بغور اسے دیکھا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔" وہ ڈریسنگ روم میں غائب ہو گیا چند منٹ بعد وہ واپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جیکٹ تھی۔ اس نے وہ جیکٹ فلک کی جانب بڑھائی۔ وہ جان چکا تھا فلک کو سردی لگ رہی ہے۔ خود بھی وہ جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ فلک نے تشکر بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے جیکٹ لی۔ وہ دونوں دبے قدموں باہر نکلے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"بیگم جی تمہارا ٹیسٹ ہو گیا تیار پکا نا؟؟" دانیال نے موڑ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"او ہو اب کیا کیلے اکیلے بندے کو پکڑ کر بتاؤں کہ ہاں میرا ٹیسٹ تیار ہو گیا ہے۔"

"اچھا۔۔اچھا بس یہ بتاؤ کچھ کھایا ہے کہ نہیں؟" اس نے فلک کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔ جانتا تھا وہ شاید بار بار ٹیسٹ کے ذکر پر چڑ گئی ہے۔

"کب کھایا ہے میں تو صبح سے بھوکی ہوں کسی نے مجھ سے کھانے کے بارے میں پوچھا تک نہیں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔ دانیال ہلکے سے مسکرایا۔

"ہنسے کیوں؟" فلک نے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا اور اس کی طرف مڑی۔

"کچھ نہیں سوچ رہا ہوں کتنا ظلم ہوا ہے میری بیگم پر بیچاری پڑھ پڑھ کر آدھی ہو گئی ہے۔" اس کا انداز شرارتی تھا مگر فلک کا دھیان اگر کھانے کی طرف نا ہوتا تو ضرور غور کرتی۔

"ہاں دیکھ لو۔" فلک اس کے شرارتی انداز پر غور کیے بنا ہی بولی۔

New Era Magazine

"ویسے تم بھی بہت کمزور لگ رہے ہو۔اممم۔۔۔ایسا کرو پہلے کسی کیفے چلتے ہیں کافی پی کر کچھ کھانے چلیں گے۔"اب کی بار دانیال کھل کر ہنسا۔

"میں تمہارا کمبنیشن سمجھنے سے قاصر ہوں لوگ کافی عموماً کھانے کے بعد پیتے ہیں اور تم ہو کہ۔۔۔"وہ رکا اور مسکراہٹ ضبط کی۔

"میں ہوں کہ سب سے مختلف اور میں ایسی ہی ہوں جو دل میں آئے گا کروں گی اور ڈھنکے کی چوٹ پر کروں گی۔"اس نے مصنوعی کالر اچکائے۔

"جانتا ہوں میں اپنی بیگم کو اور اب اگر اجازت ہو تو کیا ہم اندر چلیں؟؟؟"کار وہ پارک کر چکا تھا۔

"چلو۔"نکاح کے بعد سے ہی وہ دونوں ایک دوسرے کو میاں جی اور بیگم جی کہہ کر بلاتے تھے۔

"تم بیٹھو جا کر میں آرڈر دے کر آتا ہوں۔"دانیال نے سامنے خالی پڑے میز کی طرف اشارہ کیا فلک سر ہلاتی چلی گئی۔دانیال کاؤنٹر کی طرف آیا اور اپنا موبائل نکالا۔پھر فلک کی طرف دیکھا جو ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھی اور احمد کا نمبر ملایا۔چوتھی بیل پر احمد نے کال اٹھالی۔

"احمد میں نے تمہیں واٹس اپ پر میسج کیا ہے مجھے وہ سامان اگلے آدھے گھنٹے میں چاہیے۔جگہ بھی میں نے تمہیں واٹس اپ کر دی۔ذرا بھی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔"اس نے فلک کی طرف دیکھا۔وہ اسے ہی آئبرو اچکائے دیکھ رہی تھی وہ اس کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اور نفی میں سر ہلایا۔فلک مطمئن ہو کر اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی۔دانیال نے احمد کو دو ایک ہدایات مزید دیں اور کال کاٹی۔پھر آرڈر لکھوا کر وہ فلک کی طرف چلا آیا۔فلک نے

مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ بیشک وہ کیجول حلیے میں تھا مگر پھر بھی وہ خاصہ سمارٹ لگ رہا تھا۔

دانیال کے آنے سے پہلے وہ دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گئی۔ دانیال اس کے سامنے بیٹھا اور بغور اسے دیکھا۔ وہ موبائل میں مصروف تھی۔

"بیگم جی دو گھڑی ہم معصوموں پر بھی نظر کرم کر لو جب سے آئی ہو موبائل میں سر دیے بیٹھی ہو۔" اس کے شکوہ کرنے پر فلک نے موبائل ایک طرف رکھا اور میز پر کہنیاں ٹکائے قدرے آگے ہو کر بیٹھی۔

"فرمائیں؟؟؟" اس نے آئیبرو اچکائی۔

"ایسے نا دیکھو نا۔" وہ مسلسل اس کے دیکھنے پر جھنجھلایا۔

"کیوں؟؟؟" فلک کو اب اسے چھیڑنے میں مزہ آ رہا تھا۔ روز روز کہاں موقع ملتا تھا اسے گھیرنے کا۔

"بس نا دیکھو!!"

"ایویں نا دیکھوں۔۔"

"نا دیکھو ماشااللہ پیارا ہی اتنا ہوں بری نظر بہت جلدی لگ جاتی ہے۔"

"ہووو۔۔۔یااللہ تم نے۔۔۔ہا۔۔" صدمے کی کیفیت میں اس سے بولا بھی نا گیا۔ دانیال نے مسکراہٹ ضبط کی اب وہ فلک کو گھیر چکا تھا۔

"میں میری نظر بری۔۔۔کوئی حور پرے نہیں ہو تم۔" دانیال نے اس کے لفظ "حور پرے" پر بہت مشکل سے ہنسی ضبط کی۔

"تمہاری اردو بہت اچھی ہے بیگم تو مجھے بھی کلاس دے دیا کرونا۔"

"لے لیا کرو میاں۔۔۔۔میں ہوں ہی اتنی ذہین میرے سامنے سب کی بولتی ہی بند ہو جاتی ہے۔" فلک نے گردن اکڑائی۔

"بیوی کس کی ہو۔ویسے بیگم میں تمہارا شوہر ہوں اور شوہر کے سامنے اچھے اچھوں کی بولتی بند ہو جاتی ہے پھر تم کیا چیز ہو۔اب تو ساری زندگی کا ساتھ ہے آہستہ آہستہ سب سیکھ لوں گا۔محبت کرنا تو سیکھ ہی چکا ہوں۔" دانیال نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔اس کی بات پر فلک کے گال سرخ ہوئے۔فلک شرما رہی تھی اگر اس وقت امل اور نورا سے یوں شرماتے دیکھ لیتیں تو بے ہوش ہو جاتیں۔دانیال سمجھ ناپایا کہ فلک کے گال اس کی بات پر سرخ ہیں یا سردی کے باعث۔لیکن پھر بھی ایک اطمینان بخش مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیلی۔اس کے دونوں گالوں پر ڈمپل ابھرے۔خاموشی کا وقفہ زیادہ طویل ہو جاتا اگر ویٹر کافی لیے نا آجاتا۔کافی پینے اور بل ادا کرنے کے بعد وہ دونوں باہر گاڑی کی طرف چل دیے۔دانیال نے موبائل میں دوبارہ سے ٹائم دیکھا۔ابھی بھی پندرہ منٹ رہتے تھے۔دانیال نے ادھر ادھر دیکھا کچھ فاصلے پر سڑک کنارے گول گپے کی ریڑھی کھڑی تھی۔دانیال کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"بیگم جی۔" دانیال کی آواز پر فلک اپنے خیالات کی دنیا سے باہر نکلی وہ ابھی تک دانیال کی باتوں کے زیر اثر تھی۔

"ہمم۔۔ہاں؟؟؟" وہ غائب دماغی سے بولی۔

"گول گپے کھائیں؟؟" دانیال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔" فلک کہنے کے ساتھ ہی ادھر ادھر دیکھتی اس ریڑھی تک جا پہنچی۔ دانیال بھی اس کے تعاقب میں چلا آیا۔

"بھائی دو درجن گول گپے کر دیں اور سپائسی ہوں بہت۔" فلک نے ہی آرڈر کیا۔

"اممم۔۔۔ میاں جی بہت ہیں نا دو درجن؟؟؟"

"ہاں بہت ہیں۔" دانیال نے سر ہلایا اور وہ دونوں ریڑھی سے کچھ فاصلے پر نصب بینچ پر جا بیٹھے۔

"کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو؟" فلک اس کی طرف مڑی۔

"ایسے نہیں وہ شعر ہے۔"

"اوہ۔۔ ارشاد ارشاد۔"

"آؤ مل کر دنیا کو خوبصورت بناتے ہیں
کبھی تم پیزا کھلایا کرنا کبھی ہم پانی پوری کھلا دیں گے"

"واہ واہ۔۔ واہ کتنا مزہ آئے گا نا میاں ہم روز کچھ نا کچھ کھایا کریں گے۔ ہم دونوں مل کر کچھ نا کچھ بنایا کریں گے۔ کبھی آرڈر کروایا کریں گے۔"

"ہاں نا یاد ہے تمہیں ایک بر جب ہم پیزا کھانے کا مقابلہ کر رہے تھے اور آخری سلائس میں نے اٹھا لیا تھا پھر تم نے کون کون سی بد دعائیں۔۔۔" فلک کو اپنی دیں بد عائیں یاد آئیں۔

"چپ بیٹھو دانی ورنہ میں تمہارے گول گپے بھی کھا لوں گی۔" اور دانیال واقع چپ ہو کر بیٹھ گیا بھئی گول گپے عزیز تھے۔

"بھائی ایک درجن اور"

سی سی کرتے ہوئے دانیال نے کہا۔ گول گپے والے بھائی نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا جنہوں نے صرف دو درجن گول گپے کھانے تھے اور اب وہ چھے درجن کھا چکے تھے۔

["جی ضرور۔" وہ دانت پیستا بولا اور ان کے لیے دوبارہ درجن بنانے چلا گیا۔

"شکریہ بہت مزہ آیا۔"

دانیال نے بل ادا کیا اور فلک کا ہاتھ پکڑے سامنے پارک کی طرف چلا گیا کیونکہ احمد کی مس کال آچکی تھی۔ گول گپے والے بھائی نے حیرت سے انہیں دیکھا کیونکہ اسے تو یہی لگا تھا کہ وہ دونوں کھڑے بھی نا ہو پائیں گے مگر اس کا پالا پہلی بار فلک اور دانیال سے پڑا تھا۔ دانیال نے پارک کے گیٹ کے پاس پہنچ کر فلک کی آنکھوں پر پٹی باندھی وہ اس سے بار بار پوچھتی رہی مگر دانیال کا ایک ہی جواب تھا "صبر بیگم" شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ سردیوں کی تو شام بھی جلد چھا جاتی ہے دانیال نے ارد گرد دیکھا پارک تقریباً خالی ہی تھا کیونکہ اتنی سردی میں کون باہر آسکتا تھا ان دونوں کے علاوہ دانیال نے دیکھا سامنے ہی احمد اس کی مطلوبہ شے لیے آرہا تھا اس نے احمد کو اشارہ کیا۔ اس کے اشارے کا مطلب سمجھتے ہی احمد نے مطلوبہ شے وہیں دانیال کے قریب رکھ دی اور ایک کونے میں چلا گیا۔

"میاں کیا ہے؟؟ کیوں باندھی ہے میری آنکھوں پر پٹی؟"

"بہت بے صبری ہو تم بیگم کھولو اپنی پٹی۔" فلک نے دانیال کے کہنے پر اپنی آنکھوں سے پٹی اتاری سامنے ہی دانیال گھٹنے کے بل بیٹھا تھا اس کے ہاتھ میں پکڑی شے کو دیکھ کر فرط جذبات میں اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"قطرہ قطرہ تیرے عشق کا جام پینا چاہتا ہوں
سلائس کے وقفے میں کترینہ کیف ہو جیسے "

فلک مسکرائی اپنی نم آنکھیں پونچھیں اور دانیال کے ہاتھ سے سلائس کی بوتل پکڑی۔

"قسم سے اس کی جگہ اگر تم مجھے انگوٹھی سے پرپوز کرتے تو مجھے ذرا بھی خوشی نا ہوتی۔"اس نے ہاتھ کا سہارا دے کر دانیال کو اٹھایا۔وہ ہاتھ جھاڑتا اٹھا۔

"پھر تو بیگم تم مجھے بہت سستی پڑو گی زیادہ خرچہ بھی نہیں ہوا کرے گا۔"

اس نے مسکراہٹ دبائی۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ فلک کو سلائس پسند ہے اور وہ اسے خوش کرنا جانتا تھا۔وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیے واک کر رہے تھے۔دور کھڑے احمد نے مسکرا کر ویڈیو پوز کیا اور ایک نظر ان دونوں کو دیکھا جو اس سے بہت فاصلے پر تھے۔اس نے کال لوگ کھولا اور امل آپی کا نمبر ڈائل کیا۔

امل اپنے کمرے میں بیٹھی سارے چیپٹرز کو آخری نظر دیکھ رہی تھی۔اس نے اپنے موبائل کی طرف دیکھا جو وائبریٹ کر رہا تھا۔اس نے نوٹس ایک طرف رکھے اور موبائل اٹھایا جس کی سکرین پر "جاسوس کالنگ" لکھا آ رہا تھا۔

"احمد نے مجھے کال کیوں کی؟؟"اس نے یہی سوچتے ہوئے کال اٹھائی۔

"ہیلو احمد خیریت؟؟"

"آپی دانیال بھائی کدھر ہیں؟"

"اپنے کمرے میں ہے پڑھ رہا ہے پیپر ہے نا کل ہمارا۔۔۔کیوں کیا اس نے تمہاری کال نہیں اٹھائی؟"امل بستر پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"آپی ایک چیز واٹس اپ پر بھیجی ہے ذرا چیک کر لیجئیے گا۔خدا حافظ۔"

"ہمم۔"امل نے کال کاٹی اور واٹس اپ چلا یا جہاں احمد نے ایک ویڈیو بھیجی تھی۔ایک منٹ بعد ویڈیو کلیر ہوئی۔جوں جوں وہ ویڈیو دیکھتی جا رہی تھی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ویڈیو بند کر کے وہ اٹھی اور اسٹڈی کی طرف بڑھی جہاں نور موبائل لیے بیٹھی تھی۔وہ اپنا ٹیسٹ تیار کر چکی تھی امل نے بھی اس کا ٹیسٹ لینے کے بعد اسے موبائل واپس کر دیا تھا۔

"سنو۔۔"

وہ دانیال کے کمرے کا دروازہ کھولنے ہی والی تھی کہ نور نے اسے روکا۔

"وقت تالیہ مراد پر مہربان تھا بہت۔"اس نے گھور کر نور کو دیکھا جو دوبارہ سکرین میں گم ہو چکی تھی۔وہ سر جھٹکتی دانیال کے کمرے کا دروازہ کھولنے لگی مگر وہ لاک تھا۔

"اس کا مطلب خبر پکی ہے۔"وہ بڑبڑائی اور باہر کی جانب بڑھی دانیال کے کمرے کا دروازہ کھولا تو بستر پر پڑے نوٹس،کارپٹ پر جا بجا بکھرے لیز کے خالی پیکٹ اور خالی ٹین پیک اس کا منہ چڑا رہے تھے۔اس نے دانت پیستے ہوئے دانیال کا نمبر ملایا۔

وہ فلک کے ساتھ خاموشی سے چہل قدمی کر رہا تھا جب اس کا فون بجا۔اس نے جیکٹ کی جیب سے فون نکالا۔سکرین پر اموکالنگ لکھا آ رہا تھا۔اس نے کال رسیو کی۔

"ہیلو کدھر ہو؟؟؟"امل نے کڑھے تیوروں سے پوچھا۔

"یار کمرے میں ہوں پڑھ رہا ہوں۔"

"کمرے میں ہو؟؟"امل نے اس کے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا جو خالی پڑا تھا۔

"ہاں نا بستر پر لیٹا ہوا ہوں۔" امل نے بستر کی طرف دیکھا جہاں نوٹس بکھرے پڑے تھے مگر دانیال صاحب نا تھے۔

"تم نے ٹیسٹ کر لیا امو؟؟ ویسے کتنا مشکل ہے نا۔" اس نے بات بدلی۔

"بہت زیادہ میرے بھائی ٹیسٹ واقعی بہت مشکل ہے۔" امل نے مسکراہٹ دبائی۔

"میاں جی۔۔" وہ فلک سے کچھ فاصلے پر آ کر بات کر رہا تھا فلک کے کہنے پر مڑا اور اسے گھورا اس نے زبان دانتوں میں دبائی۔

"اوپس۔"

"یہ کون ہے؟؟؟" امل نے سنجیدگی سے مسکراہٹ دبائے پوچھا۔

"آہ۔۔یہ وہ میرا دوست۔۔۔۔ نہیں یہ میں کیا بول رہا ہوں افففف بائے۔" اس نے بوکھلا کر کال کاٹی۔

"پھس گیا۔" دو منٹ بعد اسے واٹس اپ پر ویڈیو موصول ہوئی اس نے جلدی سے ویڈیو کلیر کی پھر پلے کر دی فلک بھی اس کی طرف چلی آئی۔ویڈیو دیکھ کر دانیال کو چپ لگ گئی۔

"کیا ہوا؟؟" فلک نے دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"امو کو پتا چل گیا میں کمرے میں نہیں یار بیگم مجھے لگا تھا وہ رات سے پہلے باہر نہیں نکلے گی مگر میں تم یہاں ہیں اور یہ سب کس نے اسے۔۔۔۔" وہ رکا پھر پلٹا۔احمد تیزی سے چلتا پارک کا گیٹ عبور کر چکا تھا۔

"احمد۔" وہ دانت پیستا اس کے پیچھے دوڑا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

ان کے امتحانات ختم ہو چکے تھے اور اسی کے ساتھ دوسرا سمیسٹر بھی ختم ہو چکا تھا۔ تیسرا سمیسٹر نئے سال پر شروع ہونا تھا یونیورسٹی بھی آج کل بند تھی۔اب فلک تھی اور کھانا تھا، دانیال تھا اور موویز تھیں، نور تھی اور ناول تھے اور رہ گئی امل تو وہ تھی اور کچن کی شامت آئی ہوئی تھی۔ کیونکہ آریان کے کہنے پر بھر پور عمل کرتے وہ کھانا پکانا سیکھ رہی تھی۔ عالیہ اور صارم عمرے کے لیے جا چکے تھے۔ بڑوں کی اپنی محفل رات گئے تک جاری رہتیں مردوں کے عام موضوع سیاست، کھیل اور بزنس اور عورتوں کی اپنی نا ختم ہونے والی باتیں۔۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان اور فہد دونوں پانچ دن کی چھٹی پر آئے تھے۔ شاہزیب مینشن سے بھی سب کے سب وہیں گئے ہوئے تھے۔امل اور نور اب تک گھر ہی تھیں۔ نور بیڈ پر بیٹھی موبائل چلا رہی تھی اور گاہے بگاہے ایک نظر امل پر بھی ڈال لیتی جو ڈرائر سے بال سکھانے میں مصروف تھی۔ کالا سوٹ اس کی گوری رنگت پر سج رہا تھا۔ چہرے پر مسکان چھائی ہوئی تھی اور وہ خود مگن سے انداز میں بال سکھا رہی تھی۔ نور نے مسکراہٹ دبائی اور کھانسی مگر وہ ہنوز مگن سی مصروف تھی۔

"سجنا ہے مجھے سجنا کے لیے۔۔۔" نور اونچی آواز میں گانے لگی۔امل چونکی اور اسے گھورا جو آنکھیں بند کیے یوں لہک لہک کر گا رہی تھی جیسے باقی سب سنگر اس کے سامنے دودھ بیچنے والے ہیں۔

"افففف نور چپ کر جاؤ پلیز۔۔۔" امل نے اپنے بال کیچر میں قید کیے جواب اس کی کمر تک

پہنچتے تھے۔

"تم اتنا تیار کیوں ہو رہی ہو؟" نور نے آئیبرو اچکائی۔ امل نے سر نفی میں جھٹکا یوں جیسے اس کی بات اسے ناگوار گزری تھی۔

"کیا میں نے میک اپ کیا ہے؟" امل نے سنجیدگی سے پوچھا اور بیڈ پر ایک طرف پڑا اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر شانوں پر اوڑھا۔

"کالا سوٹ پہن لیا پیچھے کوئی کثر بھی تو نہیں چھوڑی۔" نور نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر ہنسی روکی۔

"ہاں تو اپنے شوہر کے لیے تیار ہوئی ہوں۔" امل نے مسکراتے ہوئے کہا اور باہر کی طرف چل دی پیچھے نور ارے ارے کرتی رہ گئی۔

"معملا گڑ بڑ۔" نور ہنستے ہوئے اس کے پیچھے ہولی۔

وہ دونوں ایک ساتھ صدر دروازے سے اندر داخل ہوئیں۔ سب کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ نور نے مڑ کر امل کو گھورا جس نے اس کی طرف مسکراہٹ اچھالی۔

"السلام علیکم۔" وہ دونوں ایک ساتھ بولیں۔ آریان نے سر اٹھا کر امل کو دیکھا اسے کالے جوڑے میں بلکل اپنی آئیڈیل کی طرح دیکھ کر آریان کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں گول ہوئے۔ امل جھینپ سی گئی۔ آریان نے جلدی سے خود کو کمپوز کیا اور سلام کا جواب دے کر کھانا کھانے لگا۔

"تم دونوں اتنی لیٹ کیوں ہو گئیں؟؟" اسماء بیگم نے فلک اور دانیال کی طرف کھیر کا باؤل پاس کرتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا جو کرسی پر اپنی جگہ سنبھال رہی تھیں۔

"وہ دراصل بات یہ ہے کہ یہ جو امل ہے نا یہ تیار ہو رہی تھی اور۔۔۔"اس نے امل کی طرف دیکھا جو اسے آنکھیں دکھا رہی تھی۔ مگر اب نور بی بی چپ کر جائیں ایسا ممکن ہی کہاں تھا؟

"اور خاصے اہتمام سے تیار ہو رہی تھیں۔"امل نے شرمندہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر سب کو دیکھا۔

"مگر مجھے تو کوئی تیاری نظر نہیں آرہی تمہاری طرح اس نے بھی صرف کپڑے ہی تبدیل کیے ہیں۔"آریان امل کی شرمندہ صورت دیکھتے ہوئے بولا۔امل نے تشکر سے اسے دیکھا جس نے سب کے سامنے اس کی عزت رکھی تھی۔آریان نے نرم مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسے دیکھا۔وہ بھی جواباً مسکرا کر اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔نور نے بھی سب کے دیکھنے پر کندھے اچکا دیئے۔

"جی؟؟میں نے کیا کیا ہے؟"معصوم سی صورت بنا کر وہ صرف اتنا ہی بول سکی اور سب اس کے انداز پر ہنس دیئے۔لیکن اب بھی امل نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"تم گھر چلو بچو۔"امل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔

خوش گوار ماحول میں سب نے کھانا کھایا۔کھانے کے بعد چائے اور گپ شپ کی محفل چلی جو رات گئے دیر تک جاری رہی۔اس دوران امل اور آریان مزید بات چیت ہی نا کر سکے۔نور بھی ایک طرف خاموشی سے بیٹھی سب کی باتیں سن رہی تھی جب بور ہونے لگتی تو تھوڑی دیر کے لیے موبائل چلا لیتی۔دانیال،آریان کے سر چڑھا ہوا تھا اور مسلسل اسے امل میں آئے بدلاؤ سے آگاہ کر رہا تھا۔امل اس سب سے بے خبر بیٹھی فلک سے کوئی بات کر رہی تھی اگر اسے ذرا

سا بھی اندازہ ہوتا کہ دانیال آریان کو کیا بتا رہا ہے تو وہ کبھی بھی اتنے سکون سے نا بیٹھتی۔وہ خود پر آریان کی مسکراتی نظریں محسوس کر رہی تھی مگر وہ ان نظروں کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ تینوں اس وقت لاؤنج میں تھے۔ایل۔ای۔ڈی پر وائٹ ہاؤس ڈاون فلم چل رہی تھی۔نور سامنے والے صوفے پر دانیال کے برابر میں بیٹھی کم لیٹی زیادہ ہوئی تھی۔امل نیچے فلور کشن پر بیٹھی تھی۔دانیال اور نور دونوں نے ہاتھوں میں پاپ کارن کے پیکٹ پکڑ رکھے تھے۔نیچے اور ٹیبل پر بھی پاپ کارن بکھرے پڑے تھے۔امل تہذیب کے دائرے میں بیٹھی کھا اور دیکھ رہی تھی۔

"لکھوا لو یہ مارٹن غدار ہے۔"نور نے پاپ کارن کا پیکٹ ایک طرف رکھا اور سکون سے بولی۔

"نہیں یار وہ تو اچھا لگ رہا ہے پریزیڈنٹ کے ساتھ بھی سنسیر ہے۔"امل ماننے کو تیار ہی نا تھی۔

"نور ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔سامنے دیکھو۔"دانیال کے کہنے پر ان دونوں نے اسکرین پر دیکھا اور سکرین پر دیکھتے ہی امل کا منہ کھلا تھا جبکہ نور اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"آخر اتنے ڈیڈیکٹر ناول پڑھتی ہوں۔"نور نے ایک ادا سے کہا اور کندھے اچکائے۔

"ہونہہ مجھے بھی پتا چل گیا تھا۔"امل نے ناک سکوڑا۔وہ پچھلے دو دن سے نور سے ناراض تھی۔اب اس کی تعریف تو کر نہیں سکتی تھی۔دانیال نے پاپ کارن منہ میں ڈالا اور ٹیک

لگائے سکون سے بیٹھ گیا اب وہ فلم کے بجائے لائیو فلم دیکھنے والا تھا۔

"تم کتنی بدتمیز ہو نور۔" امل نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" نور نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔ امل نے منہ بسورا۔

"دیکھا۔۔یہی، یہی کہہ رہی ہوں میں اب تمہیں یہ بھی یاد نہیں کہ تم نے کیا کیا ہے؟ کیا تمہیں واقعی یاد نہیں؟" امل رکی۔ دانیال نے ان دونوں کو دوبارہ دیکھا پھر کوک اٹھا کر پینے لگا۔ اسے زیادہ مزہ اس فلم کو دیکھنے میں آرہا تھا۔

"مجھے تو نہیں یاد کیا بات کر رہی ہو؟"

"بدتمیز، بندری، چول، لعنت ہو تم پر۔ بات نا کرنا اب مجھ سے پچھلے دو دن سے تمہیں یاد ہی نہیں آرہا کہ تمہاری غلطی کیا تھی۔۔۔تم رکو میں بتاتی ہوں۔۔" امل اٹھ کر نور کی طرف آئی۔ نور پیچھے کو کھسکی مگر امل اس سے پہلے ہی اس کے بال پکڑ چکی تھی اب وہ دونوں ایک دوسرے کو پیٹ رہی تھیں نور نے بھی امل کے بال پکڑ لیے تھے۔ لاؤنج کے دروازے میں کھڑے آریان، فہد اور فلک کے منہ کھل گئے اور ایک دم وہ تینوں ہنسے۔ دانیال جو سکون سے بیٹھا ان دونوں کو بلیوں کی طرح لڑتا دیکھ رہا تھا پچھلے دو دنوں سے یہی ہوتا آرہا تھا۔ وہ چونکا اور لاؤنج کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ تینوں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ امل اور نور بھی رکیں ان دونوں کی نظریں ایک ساتھ دروازے تک گئیں اور پھر وہ دونوں شرم سے پانی پانی ہو گئیں۔ امل جلدی سے کھڑی ہوئی اور اپنے بال ٹھیک کیے۔ نور نے جلدی سے اپنی کیپری نیچے کی جو ٹھڈے مارتے وقت اوپر چڑھ چکی تھی۔ فہد مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔ سب سے پہلے فلک آگے آئی۔

"اوہ ہم نے آدھا شو مس کر دیا۔" فلک افسوس بھرے لہجے میں بولی۔

آریان امل کے پاپ کارن اٹھائے صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔ ایک نظر امل کو دیکھا جو خفت سے سرخ پڑ گئی تھی۔ آریان ایک دن بعد آج اسے دوبارہ دیکھ رہا تھا۔ وہ اس دن بھی اس سے بات کرنا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس نے اسے کتنا یاد کیا تھا، اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اسے اس طرح کس قدر خوبصورت لگی ہے اس کے بڑھے بال اس پر کتنے سجتے ہیں۔ پیاری تو وہ اسے ہر حال میں ہی لگتی تھی مگر اب اس طرح اس کے آئیڈیل کے روپ میں تو وہ اسے پاگل کر دینے کے درپے تھی۔ کل وہ سارا دن فہد کے ساتھ تھا شام میں گھر آنے پر اسے ارفع بیگم کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ امل اس کے لیے براؤنیز بنا کر لائی تھی۔ وہ واقعی اس کے کہنے پر کھانا پکانا سیکھ رہی تھی اس بات نے تو جیسے اسے مزید خوشی دی تھی۔ وہ اس سے ملنے جانا چاہتا تھا اور اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس کی بنائی براؤنیز میں کس قدر لذت اور محبت تھی۔ مگر وہ یہ بات اسے فون پر نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے سر جھٹکا اور دانیال کی طرف متوجہ ہوا جو فلک کو امل اور نور کی لڑائی سے آگاہ کر رہا تھا۔ فہد بھی مسکراتے ہوئے اسے سن رہا تھا جبکہ نور مروتاً مسکراتے ہوئے دانیال کو برداشت کرنے پر مجبور تھی۔

"کچھ کھلا دو بھوک سے برا حال ہے۔" آریان نے وہیں بیٹھے بیٹھے صدا لگائی۔ صبح ناشتے کے بعد سب بڑے ایک فوتگی پر چلے گئے تھے اور شام سے پہلے ان کی واپسی نہیں تھی اور یہ فلک مادام کا ہی آئیڈیا تھا کہ امل سے کچھ بنوا کر کھاتے ہیں اس لیے فہد اور آریان کو ساتھ لیے وہ ادھر ہی کی طرف چلی آئی۔

"امل کچھ بنا دو کھانے کو کچھ اچھا سا۔" دانیال بھی ندیدوں کی طرح بولا ایک دم اس کی بھوک

بھی جاگ اٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر آج میں چکن جلفریزی بناؤں گی۔"امل خوش ہوتے ہوئے بولی اور اٹھ کر کچن کی طرف چل دی۔

"کوئی میری ہیلپ کروانا چاہے گا؟"وہ کچن کے دروازے پر رکی اور مڑ کر ان سب سے پوچھا مگر نظریں آریان پر تھیں آریان اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی اٹھا۔

"میں آرہا ہوں۔"امل سر ہلا کر پلٹ گئی۔وہ بھی کچن کی طرف چل دیا۔نور مسکرائی۔

"ہاو رومینٹک۔"وہ ہاتھ ٹھوری تلے رکھے بولی پھر فہد کو دیکھا جو آئیبرو اچکائے اسے دیکھ رہا تھا۔اسے دیکھتے ہی نور کو اس کی کچھ عرصہ پہلے کی گئی بات یاد آئی۔

"چھچھورا۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔فہد ہنسا۔

"کیا ہوا؟"دانیال نے حیرانگی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں مووی دیکھ رہا ہوں۔"فہد نے نفی میں سر ہلا کر اسے مطمئن کرنا چاہا۔

"ہیں؟؟اس میں ہنسنے والی بات کیا ہے؟یہ تو ساری ہی فائٹنگ والی ہے؟"دانیال بڑبڑایا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل مسکرائی اور خود کو داد دی۔اس نے آج صبح ہی چکن نکال کر باہر رکھ دیا تھا جو وہ کل بخشو (نوکر) سے منگوا چکی تھی۔اس کا ارادہ آج صبح سے ہی جلفریزی بنانے کا تھا۔وہ جلدی سے سنک کی طرف آئی اور چکن کو ایک باؤل میں نکالا۔آریان ایپرن اٹھائے اس کی طرف چلا آیا۔

"کیسی ہو؟؟"اسے ایپرن پہناتے ہوئے وہ بولا۔

"ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟" وہ ہاتھ دھوتے ہوئے بولی۔ چکن تو دھو کر ہی فریز کیا تھا اب صرف ایک دفع پانی سے نکالا تھا۔

""میں بھی ٹھیک ہوں۔تمہے بہت یاد کیا میں نے۔

"اہ۔۔۔واقعی میں نے تو تمہیں یاد نہیں کیا بلکل بھی۔" امل کے کہنے پر آریان نے ہونٹ دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ ضبط کی اور خود دوسرا ایپرن پہنا۔اسے دانیال کی باتیں یاد آ رہی تھیں کہ کیسے امل اسے یاد کرتے پھروں گزار دیتی۔راتوں کو اٹھ کر روتی بقول دانیال امل تو اسے یاد کر کر کے امر بیل کی طرح سوکھ گئی تھی۔

"واقعی نہیں کیا؟؟" آریان نے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا اور سبزیاں نکالنے لگا۔امل نے نفی میں سر ہلایا اور آریان سے سبزیاں پکڑ کر ٹوکری میں رکھنے لگی۔

"بہت بے مروت ہو تم یار۔۔۔۔" وہ رکا۔

"پر مجھے تو دانیال نے کچھ اور ہی بتایا تھا۔" وہ محتاط انداز میں بولا۔

"دانی کے بچے۔۔۔" امل نے دانت پیسے۔

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا آریان۔" وہ آہستہ آواز میں بولی۔آریان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔

"میں جانتا تھا۔" وہ وثوق سے بولا۔امل جواباً خاموش رہی۔

"ویسے آج کس معصوم پر بم گرانے کے ارادے ہیں؟" وہ امل کو دیکھتا ہوا بولا جو ریڈ ٹی شرٹ میں بلکل ایک گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

"تم پر۔۔۔میں یعنی کہ بم بذات خود چل کر تمہارے پاس آئی ہوں کیا مجھے پھٹنے کی اجازت

ہے؟" وہ شرارتی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی۔

"نہیں نہیں مجھ معصوم پر اتنا ظلم مت کرنا۔ ہم معصوم آپ کے کاری وار نہیں سہہ پائیں گے۔ سو ہم پر مہربانی کریں اور کہیں اور جا کر پھٹیں۔" وہ کٹنگ بورڈ پر پیاز کاٹ رہا تھا۔ امل ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی۔ وہ خود بھی کھڑی شملہ مرچ کاٹنے میں مگن تھی۔

"نہیں اب تو کسی اور کا آپشن بچا ہی نہیں ہے۔" اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔ آریان ایک دم چھری سمیت اس کی طرف مڑا۔ وہ خوف سے ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی مت میں کافی ہوں تمہارے لیے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولا۔

"تم مجھے مارنے والے تھے؟" امل کی سوئی بس ایک ہی چیز پر اٹکی۔ باقی کسی بات پر اس نے غور ہی نہیں کیا۔

"میں تمہیں نہیں مار سکتا۔ تم خدا کی طرف سے میرے لیے ایک انمول تحفہ ہو اور تحفوں کی قدر نا کرنے والے ناقدرے ہوتے ہیں میں ناقدرا نہیں ہوں۔" وہ سادہ اور عام سے لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا۔ امل جواباً خاموش رہی۔ آریان نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ سر جھکائے پین میں چمچ ہلا رہی تھی۔

"میں بھی ناقدری نہیں ہوں۔" وہ چولہے کی آنچ مدھم کرتی باہر کو چل دی۔ آریان بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا۔

وہ کچن سے نکلی تو سامنے سے شازو چلی آ رہی تھی۔

"انٹی پلیز جلدی سے روٹیاں بنا دیں۔" شازو سر ہلاتی کچن کی جانب چل دی۔ صہ سب باتوں

میں مصروف ہو چکے تھے۔ آریان اب مطمئن سا سر جھکائے بیٹھا موبائل چلا رہا تھا۔ فہد مسلسل مسکراتے ہوئے نور کو چڑا رہا تھا۔ فلک اور امل اپنی باتوں میں مصروف ہو چکی تھیں۔ اپنی مصروفیت میں انہیں دانیال کے اٹھ کر جانے اور واپس آکر بیٹھنے کا علم ہی نہیں ہوا۔

"امل بی بی روٹیاں بنا دی ہیں۔"

"اوہ ٹھیک ہے آپ نے کھانا کھا لیا؟"

"جی بی بی میں تو کھا چکی ہوں۔ سالن اچھا تھا۔"

"شکریہ۔" امل مسکراتے ہوئے بولی۔

"آجاؤ سب میں کھانا لگا رہی ہوں۔" وہ کچن کی طرف چلی گئی۔ اسے ابھی برتن بھی لگانے تھے۔

"بھئی سب سے پہلے آریان کھائے گا اور اپنی رائے پیش کرے گا۔" دانیال کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے مطمئن انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے کھاؤ؟" سب آریان کی طرف متوجہ ہوئے۔ آریان نے ایک نظر امل کو دیکھا جو ہاتھ مسل رہی تھی وہ خاصی کنفیوز نظر آرہی تھی۔ آریان نے مسکرا کر جیسے اسے تسلی دی اور پلیٹ میں جلفریزی نکالی۔ پھر ہاٹ پاٹ سے روٹی نکالی۔ پہلا نوالہ منہ میں ڈالتے ہی اس نے نظر اٹھا کر امل کو دیکھا۔ جو ہونٹ چباتے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آریان نے بمشکل نوالہ نگلا۔ پھر دوسری نظر دانیال پر ڈالی جو سیٹی کے انداز میں ہونٹ سکیڑے ادھر ادھر نظریں گھما رہا تھا۔ آریان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"رک جاؤ۔" آریان کے کہنے پر سب نے حیرت سے آریان کو دیکھا۔ امل نے پریشانی سے

آریان کے لال ہوتے چہرے کو دیکھا۔دانیال کی مسکراہٹ گہری تھی۔

"کیوں؟"نور نے ایک نظر امل کو دیکھ کر پوچھا۔

"یہ بہت اچھا ہے اس لیے۔۔۔"کہتے ہی آریان نے ڈونگا اٹھایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ سارا میں اکیلا کھاؤں گا اس میں میری بیوی کے ہاتھ کی محبت اور ذائقہ ہے جو صرف میں ہی محسوس کر سکتا ہوں تم لوگ نہیں کر سکتے۔"یہ الگ بات تھی کہ تیکھی لال مرچ سے اس کا نا صرف چہرہ لال ہوا تھا بلکہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کسی نے اس کو اٹھا کر لال مرچ کے ڈبے میں ڈال دیا ہے انتہا کی لال مرچ ڈالی گئی تھیں۔وہ جلفریزی ڈونگے سے نکال کر پین میں منتقل کر رہا تھا۔امل مسکرائی اسے خوشی محسوس ہوئی تھی کہ آریان کو سالن اس قدر پسند آیا کہ اس نے دوسروں کو بھی کھانے نہیں دیا۔

"تو کیا ہم بھوکے رہیں گے۔۔۔دے ادھر ہمیں۔۔"فہد اس کی طرف چلا آیا۔

"وہیں رک جاؤ تم نہیں کھا سکتے بلکل بھی نہیں۔یہ میرا ہے صرف میرا۔"

"آریان تم اس وقت اس بچے کی طرح ایکٹ کر رہے ہو جس کو اس کے مما بابا کچھ لا دیں اور وہ دوسروں کو وہ چیز دینے سے منع کرتے ہوئے کہتا رہتا ہے 'یہ میرا ہے۔۔۔صرف میرا' شودا سا۔"فلک کو آریان کا شوداپن ایک آنکھ نا بھایا۔نور بھی منہ بسورے بیٹھی تھی۔

"میں تم لوگوں کے لیے پیزا آرڈر کروا دیتا ہوں۔"آریان کے کہنے پر دانیال کی باچھیں کھل گئیں۔اسے بے اختیار آریان پر پیار آیا اور خود کو اس نے داد دی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"فلک احسان کرنے والے انداز میں بولی۔لیکن دل چھلانگیں مار رہا تھا۔آریان نے پین اٹھا کر بخشو کو پکڑایا اور اسے کوئی ہدایات دیں۔

"کیا کہہ رہے تھے اسے؟؟" وہ جیسے ہی ان کی طرف واپس آیا فلک نے اس سے پوچھا۔

"تم سے مطلب اپنے کام سے کام رکھو جان بوجھ کر ہر بات میں ٹانگ آڑاتی رہتی ہو اور کوئی کام نہیں ہے فارغ لوگ۔۔" آریان اس کی اچھی خاصی بے عزتی کر چکا تھا۔ اسے رہ رہ کر لال مرچ کا ذائقہ اپنے منہ میں محسوس ہو رہا تھا اوپر سے دل کہہ رہا تھا کہ دانیال کو کچا چبا لے۔ فلک نے سب کو گھور کر دیکھا جن کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

"دیکھو۔۔۔میں سر پھری ہوں مجھ سے مت الجھو۔" فلک سر جھٹکتی ایک طرف چلی گئی۔

"اب آرڈر کروا بھی دو آریان۔" نور صوفے پر سیٹ ہو کر بیٹھی۔

"اور کیا بھوک سے میرا برا حال ہے چوہے میرے پیٹ میں ہاتھیوں کے ساتھ مل کر ڈسکو کر رہے ہیں۔" فہد پیٹ پکڑے بیٹھا تھا۔ نور نے سر نفی میں ہلایا۔

"یہ آدمی۔۔۔" وہ دل ہی دل میں بولی۔

"کرواتا ہوں۔۔"

"روکو روکو پہلے کوئی مزہ نا کر لیں؟"

"مطلب؟؟" نور کے کہنے پر آریان نے حیرانگی سے پوچھا۔

"بس اب دیکھو مجھے یہ کام میں نے انگلینڈ میں بہت کیا ہے۔" نور نے فرضی کالر اٹھائے۔

"ہاں سارے الٹے کام کرنے کا تجربہ ہے محترمہ کو۔" فہد بڑبڑایا۔ جسے نور نے سراسر اگنور کیا اور موبائل نکال کر ایک نمبر ملایا۔ پھر سب کی طرف دیکھا اور مسکراہٹ اچھالتے ہوئے موبائل اسپیکر پر ڈالا۔

"السلامُ علیکم۔۔" فون اسپیکر سے آواز آئی۔

"جی مجھے آرڈر کروانا ہے ہوم ڈلیوری؟"

"جی میم شیور۔"

"دیکھیں مجھے ڈلیوری ٹائم پر ہی چاہیے۔"

"جی میم آپ آرڈر کروائیں؟"سب حیرانی سے بیٹھے تھے یہ کیا کرنے والی تھی؟؟

دیکھیں۔۔۔ایک منٹ کی بھی دیر نہیں کرنی۔۔ورنہ میں ٹپ کاٹ لوں گی ابھی آپ کو میرا"

"پتا نہیں ہے۔

"میم آپ آرڈر کروا دیں پلیز۔۔ہم فارغ ہر گز نہیں ہیں۔"

"کیا؟؟؟آپ میری بے عزتی کر رہے ہیں۔ان ڈائریکٹلی مجھے فارغ کہا ہے؟؟"

"میم آپ کو مسئلہ کیا ہے؟"

مجھے مسئلے تو بہت ہیں پر آپ کو کیوں بتاؤں؟؟ڈاکٹر کو بتاؤں گی آپ کو تھوڑی نا بتاؤں"

"گی؟کیوں آپ ڈاکٹر ہیں کیا؟

"میم۔۔۔"مقابل نے دانت پیسے۔

"آ۔۔۔۔رکیں۔۔آرڈر تو لکھ لیں۔"

"شکر۔"موبائل اسپیکر سے آتی آواز سن کر سب دبی دبی آواز میں ہنسے۔

"آپ کے پاس سپریم پیزا ہے؟"

"جی؟"

"فجیتا؟"

"جی؟لارج سائز؟مڈل یا سمال؟"

"کولڈ ڈرنک ہے؟"

"نہیں ہم تو کولڈ ڈرنک رکھتے ہی نہیں ایوں ڈھابہ کھولا ہوا ہے۔" وہ تپ ہی گیا تھا۔

"اچھا پھر ایسا کریں ایک عدد منرل واٹر کی بوتل ڈلیور کروا دیں۔" اب کی بار سب کا قہقہہ گونجا۔ مقابل کو بھی سمجھ آگئی کہ اسے بہت بری طرح ماموں بنایا گیا ہے۔

"پاگل عورت۔" اور ٹھک سے فون رکھ دیا گیا۔ پھر وہ سب ہنسنے لگے۔

"روکو اب میری باری۔۔" دانیال نے نور سے نمبر لے کر وہی نمبر ملایا۔

"یس؟" موبائل اسپیکر سے آواز آئی لیکن آواز میں دباد با غصہ تھا۔

"مجھے آرڈر کروانا ہے۔ ہوم ڈیلیوری۔"

"جی؟"

چکن مینچورین، فجیتا پیزا لارج، لزانیہ، چائینز سوپ، فرائز فیملی پیک، زینگر برگر تین اور"

"ساتھ میں دو ڈھائی لیٹر کی کوک۔

"سر شیور۔۔۔ ایڈریس؟"

"جہنم۔۔"

"جی؟؟" اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"بیٹا جس لڑکی نے ابھی آپ کو ماموں بنایا ہے نا؟ میں اس کا کزن ہوں۔ گڈ آفٹر نون۔" ہنستے ہوئے دانیال نے فون کاٹ دیا۔ سب ہنس رہے تھے۔

"بس کرو بس کرو میرا پیٹ دکھ رہا ہے۔ سمجھ نہیں آرہا کہ بھوک سے دکھ رہا ہے یا پھر ہنسنے سے آریان آرڈر کروادو۔" امل نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اب کی بار

آریان نے انھیں دوبارہ فون کیا۔

"جی سر؟"

"وہ مجھے آرڈر کروانا تھا۔ہوم ڈلیوری؟"آریان نے اب اسپیکر نہیں کھولا تھا۔وہ سب اب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"سر ایک منٹ پہلے یہ بتادیں آپ پرانک تو نہیں کر رہے نا؟"

"نہیں میں کیا پاگل ہوں؟"آریان ہنسا۔

"آرڈر لکھیں۔۔"پھر آرڈر کروانے کے بعد وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔آریان اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا۔منہ میں موجود مرچ کا ذائقہ بھی کم کرنا تھا۔فریج میں سامنے ہی آدھا کیک بچا پڑا تھا۔آریان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی۔اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کیک کس نے اپنے لیے بچا اور چھپا کر رکھا ہے۔ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس نے کیک نکالا۔پھر کچھ دیر بعد وہ واپس لاؤنج میں آکر بیٹھ چکا تھا۔تھوڑی دیر بعد ڈلیوری بوائے بھی آگیا آریان بخشو کاکا کے کہنے پر اٹھ کر باہر چل دیا۔دانیال اور فلک نے فوراً میز پر پلیٹ، چھری اور چمچ رکھ کر اپنی جگہ سنبھالی۔نور بھی موبائل چلاتی اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔فہد اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔آریان اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں چار پیزا کے ڈبے دیکھ کر فلک اور دانیال نے بیک وقت ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"دو ڈبے ہمیں دے دو تم لوگوں کو تو دو بھی پورے آجائیں گے۔" دانیال اپنے گھٹنوں پر کپڑا بچھاتے ہوئے بولا۔

"لو تم دونوں جنگلیوں کے لیے ہی دو منگوائے ہیں۔"

"دل کر رہا ہے تیرا منہ چوم لوں مگر جراثیم لگ جائیں گے۔"

"ہاں واقعی مجھے جراثیم لگ جائیں گے۔"آریان نے کندھے اچکائے اور امل کے برابر میں بیٹھا۔دانیال نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ فلک نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا اور اس کا دھیان زیادہ اہم چیز پر مبذول کروایا۔یعنی کہ "پیزا" اور دانیال بھی جھٹ سے سر ہلاتا پیزا کی طرف متوجہ ہوا۔پیزا کھانے کے بعد دانیال اور فلک کچن کی طرف چلے گئے۔آریان نے ادھر ادھر دیکھا اور خاموشی سے اٹھ کر ان دونوں کے پیچھے چل دیا۔

"ہاااا۔۔۔دانی مطلب تم نے؟؟امل کی محنت ضائع کر دی؟"فلک نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔آریان چھپ کر دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"یار کچھ نہیں۔۔۔بس اس دن مجھے امل نے بریانی بنا کر کھلانے سے انکار کر دیا تھا آج فوراً شوہر کے لیے جلفریزی بنا دی تو بس۔۔"وہ رکا اور ایک پلیٹ اون سے نکالی۔

"یہ دیکھو میں نے بچالی تھی پلیٹ میں تھوڑی سی ویسے بنائی بہت زبردست ہے۔دن بہ دن اس کی کوکنگ اچھی ہوتی جا رہی ہے۔"آریان نے اسے گھورا۔وہ دونوں جلفریزی کھا رہے تھے۔

"اممم بہت ٹیسٹی ہے یار۔"فلک انگلیاں چاٹتے ہوئے بولی۔

"ابھی تو صبر کرو میں نے ہم دونوں کے لیے کیک بچا کر بھی رکھا ہے۔"دانیال خوشی خوشی کہتا اٹھا۔

"ہائے میرا کنگ فو پانڈا۔۔صدقے جاؤں میں تم پر۔"فلک تو اس پر صدقے واری جا رہی تھی۔دانیال نے فریج کھولا اور اس کا منہ بھی کھل گیا۔

New Era Magazine

"فلک کیک؟؟"وہ حیرت سے مڑا پھر نظر کیبنٹ سے ٹیک لگائے کھڑے آریان پر پڑی۔

"وہیں ہو گا دیکھو۔"فلک آریان کی موجودگی سے یکسر ناواقف تھی۔

"ویسے چوری کے مال کا اپنا ہی مزہ ہے۔امل کے ہاتھ میں ذائقہ ہے۔"

"فلک؟؟"فلک آریان کی آواز پر بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم۔۔وہ۔۔۔میں۔۔یہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ دراصل دانی۔۔وہ میں۔۔میرا مطلب ہے کہ کیک۔جلفریزی نہیں۔۔۔"فلک بوکھلا کر بولتی چپ ہوئی کیونکہ دانیال اسے آنکھ کے اشارے سے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"کیک؟؟ کھانا تھا؟ہیں نا؟وہ تو میں کھا چکا ہوں۔"آریان سکون سے بولا۔

"ہا۔۔۔تمہیں ہمارا احساس نہیں ہوا؟"

"نہیں۔۔"وہ مزے سے کہتا وہاں سے چل دیا اب بدلا پورا ہوا تھا۔دانیال اور فلک نے رونے والا منہ بنا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

ایک دن بعد

"آفندی مینشن"کے صدر دروازے کے آگے ہال کی تمام بتیاں چل رہی تھیں۔رات پونے گیارہ کا وقت تھا۔پورا لاؤنج اس وقت ایک خوبصورت پارٹی تھیم میں تبدیل ہو چکا تھا اور تھیم "برتھڈے" کا تھا۔دیوار پر بڑا سا "چیرز ٹو ٹوئنٹی ون" لگا ہوا تھا۔لاؤنج میں صوفوں پر میز پر اور ارد گرد دیواروں پر بلیک،گولڈن اور وائٹ غبارے پڑے اور لگے ہوئے تھے۔لاؤنج کے میز پر تحفے پڑے تھے ایک دیوار پر ڈوری کی مدد سے کئی تصویریں لگی ہوئی تھی جو کہ امل،

New Era Magazine

آریان،دانیال اور فلک کے بچپن اوراب کی تصویریں تھیں ساتھ میں ان چاروں کے نکاح کی تصویر بھی تھی۔

"سارا انتظام پورا ہے نا؟" فلک نے آریان کی طرف دیکھا جو فہد کی مدد سے غبارے لگا رہا تھا۔

"ہاں ہو گیا ہے۔" آریان آخری غبارا لگاتے ہوئے بولا۔

"واہ کتنا اچھا لگ رہا ہے ناسب؟؟" فلک نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں پندرہ منٹ رہ گئے ہیں جلدی کرو منہ تو دھولو۔" فلک کے کہنے پر آریان دھوڑتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ بارہ بجنے میں پندرہ منٹ رہتے تھے اور ایک نیا دن شروع ہو جانا تھا امل اور دانیال کی سالگرہ تھی۔ان دونوں کو سرپرائز پارٹی دینے کا ارادہ سب کا تھا وہ دونوں ہی اس بات سے انجان تھے باقی سب جانتے تھے۔آریان کے واپس آنے تک سب آچکے تھے۔ اب صرف تین منٹ باقی تھے۔پلان کے مطابق فلک نے امل کو فون ملایا۔امل نے نیند میں مندی مندی آنکھیں کھول کر سائیڈ پر پڑا موبائل اٹھایا اور فلک کی کال دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

"ہاں فلک خیریت؟ فلک کیا ہوا فلک کچھ بولو۔۔۔۔" مگر اسے صرف فلک کی ہچکیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

"امل تم سب ہماری طرف آسکتے ہو پلیز۔سوال مت کرنا سب آجاؤ۔" پھر فلک نے ایک لمبی ہچکی لے کر کال کاٹ دی۔آریان نے اسے اس کی اداکاری پر داد دی۔امل کمبل ہٹاتی جلدی سے اٹھی اور لائٹ جلائی۔پھر اسٹڈی کا دروازہ کھولا نیچے فلور کشن پر نور بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ مونگ پھلی کھا رہی تھی۔

"امل خیریت؟" وہ بھی پلان کی مطابق انجان بنی۔

"یہ تم اتنی تیار کیوں ہو؟"امل نے سرتاپاؤں اسے دیکھا وہ اس وقت بہت پیارا نیلا کرتا جین پہنے ہوئے تھی۔

"آں۔۔۔"وہ رکی۔"وہ ہیروئن نے ایسا پہنا تھا اس لیے۔"

"چھوڑو اسے فلک کا فون آیا ہے جلدی جا کر مما بابا کو جگاؤ ایک منٹ کی بھی دیر نا ہو۔۔میں دانیال کو لا رہی ہوں۔"امل نے جلدی سے اپنے نائٹ سوٹ کو جیسے سیٹ کیا پھر دانیال کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔وہ بیٹھا فلم دیکھ رہا تھا۔

"دانی فلک کا فون آیا ہے اس نے ہم سب کو بلایا ہے وہ رو رہی تھی۔"دانیال مطمئن سے انداز میں اٹھا۔

"شک تو تھا مجھے کل سے ہی بیٹا لکھوالو ہمارے لیے پارٹی ہے۔"

"کیا بکواس ہے دانی وہ رو رہی تھی چلو اب۔"امل دانیال کو کالر سے پکڑے باہر گھسیٹ کر لے گئی۔

"یار کہہ رہا ہوں نا دیکھ لینا بہت ہی گھسا پٹا سا آئیڈیا ہے میں اسی لیے جاگ رہا تھا مجھے پتا ہے۔"

"چپ ایک دم چپ۔۔"امل کی آنکھیں دکھانے پر دانیال نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"مما لوگ تو چلے گئے ہیں۔۔۔جلدی چلو۔"وہ دونوں فوراً باہر کی جانب بڑھے۔جس وقت وہ دونوں لاؤنج میں داخل ہوئے بارہ بج چکے تھے۔سامنے کا منظر دیکھ کر امل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا امل نے مڑ کر دانیال کی طرف دیکھا وہ اسے انہی تاثرات سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو 'میں نے کہا تھا نا؟'

اچانک فلک، آریان اور فہد سامنے سے آئے اور ان پر شوٹر پھوڑے۔ پیچھے سب بڑے انھیں وش کر رہے تھے۔ امل مسکرا رہی تھی اور دانیال اسے تو بس کیک کاٹنے کی جلدی تھی۔ پھر دونوں نے بھرپور تالیوں میں کیک کاٹا۔ جس پر ایک طرف پرنسیس تھیم تھا اور ایک طرف پرنس۔ دانیال نے پرنس والی طرف سے کیک کاٹا سب سے پہلے خود کھایا اور پھر باری باری سب کو کھلایا۔ امل چونکہ اس سے دس منٹ چھوٹی تھی اس لیے اس نے کیک بعد میں کاٹا۔

سب سے پہلے نور نے امل کو گفٹ دیا۔ جسے امل نے مسکراتے ہوئے پکڑ لیا۔

"میرا؟" دانیال نے منہ بسورا۔

"آپ کون؟" نور اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"میں بتاؤں تمہیں۔۔۔ تمہارے موبائل کو آگ لگا دوں گا۔" دانیال نے شرارتی انداز اپنایا۔

"لو بھائی پکڑو اتنی سنگین دھمکی تو مت دو نا۔" نور نے ایک ڈبہ دانیال کی طرف بڑھا دیا۔

پھر فلک، فہد سب بڑوں نے اور آریان نے دونوں کو گفٹ دیے۔

"کھولیں؟؟" امل اور دانیال نے اشارے ملتے ہی زمین پر بیٹھ کر اپنے اپنے گفٹ کھولنے شروع کر دیے۔ سب سے پہلے نور کے گفٹ کی باری تھی۔ نور نے امل کو بہت پیاری راڈو کی گھڑی گفٹ کی تھی اور دانیال کو بھی راڈو ہی کی گھڑی دی تھی۔ فہد نے امل کو ایپل کا لیپ ٹاپ گفٹ کیا تھا اور دانیال کو پرفیوم اور گھڑی۔۔ آریان نے امل کو ایک ٹیڈی بیر گفٹ کیا تھا۔ جس لمحے آریان نے دانیال کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی دی تھی دانیال کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ فلک کا تحفہ دیکھ کر دانیال کا دل کیا کہ وہ جھومے کیونکہ فلک نے اسے پورا ڈبہ چاکلیٹ سے بھر کر دیا تھا اور امل کو پرفیوم اور بہت ہی خوبصورت اور نفیس ڈیکوریشن پیس دیا تھا۔ اس کا علاوہ

New Era Magazine

امل کے دیگر گفٹ کی فہرست میں شال، سوٹ، میک اپ کا سامان اور چاکلیٹ شامل تھیں اور دانیال کے گفٹ میں موبائل، جیکٹ، شرٹ اور گھڑیاں شامل تھیں۔ سب بیٹھ کر بچوں کے بچپن کی باتیں کرنے لگے۔

"دانی آریان ایک کیک ایکسٹرا لایا ہے وہ لے کر رات دو بجے گھر کے پیچھے آ جانا۔" فلک کا مسیج پڑھ کر دانیال مسکرایا سر اٹھا کر فلک کو دیکھا اور بے آواز ہونٹ ہلائے۔

"جو حکم سرکار۔" آریان نے امل کو اٹھنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے اٹھی اور اس کے پیچھے چل دی۔ سب نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ آریان امل کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لان کے کونے میں بنے چھوٹے سے فارم ہاؤس میں لے گیا۔

"آریان یہ۔۔۔" امل مسکرائی اور آریان کے ہاتھوں میں پکڑے پنجرے کو دیکھا جس میں طوطوں کی خوبصورت جوڑی تھی۔

"آریان یہ بہترین تحفہ ہے۔" امل نے پنجرے کو پکڑا۔

"امل یہ پرندے ہیں۔ پر رکھتے ہیں، مگر اڑ نہیں سکتے کیونکہ یہ قید ہیں، میں بس تمہیں کہنا اور دکھانا چاہتا تھا کہ تم بھی ہمیشہ اسی طرح میری محبت کے حصار میں رہو گی چاہے میں کہیں بھی ہوں۔" آریان اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے محبت سے بولا۔

"کیا یہ ایسے ہی میرے پاس ہمیشہ رہیں گے؟" امل نے سر اٹھا کر پوچھا۔

"جب تک میں لوٹ نہیں آتا تب تک ہاں مگر ایک دن ہم دونوں خود انہیں آزاد کریں گے اس دن جب ہم ایک ہو جائیں گے۔۔۔ کیونکہ تب اور اس دن کے بعد سے انہیں بھی آزاد رہنے کا حق ہو گا۔ تب تم میرے پاس ہو گی اور پھر ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت کے حصار

میں رہیں گے تب ان کی ضرورت نا ہو گی مگر جب میں یہاں نہیں ہوں گا تب ان کی ضرورت ہو گی یہ لمحہ بہ لمحہ تمہیں میری محبت کا یقین دلائیں گے اور تم مجھے میری آئیڈیل کے روپ میں بہت اچھی لگی ہو۔" امل نے مسکرا کر اپنا چہرہ جھکا لیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

اور پھر تیسرا سمیسٹر شروع ہو گیا۔ آریان اور فہد واپس چلے گئے۔ امل، دانیال فلک اور نور کی وہی روٹین شروع ہو گئی۔ یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے ایک دوسرے کے گھر۔۔۔ صارم اور عالیہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد واپس آ چکے تھے۔ صارم دوبارہ آفس جوائن کر چکا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ چاروں اس وقت کیفے میں بیٹھے سموسے اور کولڈ ڈرنک سے انصاف کر رہے تھے۔
"آؤ۔۔۔ گل خان اور سناؤ شادی کب کر رہے ہو؟" یہ فلک تھی جو ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی۔
"اللہ اللہ۔۔۔ باجی کچھ خدا کا خوف کرو۔۔۔ ام کو شرم آتا ہے۔" وہ جلدی جلدی میز سے چیزیں اٹھاتا پلٹ گیا یہ باجی روزا سے تنگ کرتی تھی اور باقی سب اس پر ہنستے تھے۔
"یار۔۔۔ کوئی فوجی مل جائے جو میری زندگی میں آئے۔۔۔ اور پھر ہماری شادی ہو جائے۔۔۔۔ ہائے۔۔۔" یہ نور تھی۔ جس نے حال ہی میں پرواز محبت ناول پڑھا تھا اور اب اس کے سر پر ایک آرمی آفسر سے شادی کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔
"لو جی کر لو بات۔۔۔ پچھلے ہفتے تو تمہیں گینگسٹر چاہیے تھا۔ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ میری تو دعا ہے اللہ تمہیں ایسا بندہ دے دے جو کم از کم تمہیں انسان تو بنا دے۔" دانیال ہنستے ہوئے

بولا۔نور نے سر جھٹکا۔

"دیکھ لینا میرا شوہر بہت اچھا ہو گا وہ میرے ساتھ ناول بھی پڑھے گا۔"

"ان ڈایریکٹلی۔۔۔یہ فہد کا کہہ رہی ہے۔"دانیال کہتے ہی اپنا بیگ اٹھاتا کرسی سے اٹھا۔نور نے اپنا جوتا اٹھایا اوراب پوری یونیورسٹی میں دانیال آگے آگے اور نوراس کے پیچھے پیچھے تھی۔سب ہنستے ہوئے انھیں دیکھ رہے تھے۔

"ہاتھ آؤذرا بد تمیز،چول۔"نور نے بڑبڑاتے ہوئے جوتا پہنا اور ناک سکوڑتی کیفے کی طرف چلی گئی۔

"بلا ٹلی۔"دانیال منہ پر ہاتھ پھیرتا اپنا شکار ڈھونڈنے نکل پڑا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل نے ایک نظر سامنے بیٹھے شریف سے لڑکے کو دیکھا پھر نور کی طرف دیکھا جو اس لڑکے کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"شرم کرو نور۔"امل نے اسے گھورا جو سامنے بیٹھے معصوم سے لڑکے کو مکمل لوفرانہ انداز میں دیکھ رہی تھی اوراب تو وہ بیچارہ باقاعدہ شرما رہا تھا۔

"کیا ہر دوسرے لڑکے کو تاڑتی رہتی ہو؟"

"تاڑنا پڑتا ہے میری جان تم نہیں سمجھو گی۔۔۔تم تو نکاح شدہ ہونا اور میرے ساتھ تو ابھی تک کوئی بھی شدہ نہیں لگا۔۔نا منگنی شدہ،نا نکاح شدہ اور نا ہی شادی شدہ۔"وہ منہ بسورے بولی۔

پاس بیٹھی موبائل چلاتی فلک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر موبائل ایک طرف رکھ دیا اور کرسی کھسکا کر آگے ہوئی۔دانیال کسی کام سے لائبریری گیا تھا(شور پیدا کر کے ڈانٹ کھانے

اور باہر آنے کے لیے)

"یہ سب ناول کی وجہ سے ہے ناولز نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔"

"خبر دار جو تم نے میرے ناولز کے بارے میں ایک بھی لفظ کہا تو۔۔۔ حد ہوتی ہے بھئی ایک تو کچھ بھی غلط ہو یا کہہ لو تو امیاں اور دوستیں یہی سمجھتی ہیں کہ اس میں قصور ہمارے ارد گرد کے حالات کا نہیں بلکہ ناول کا ہے۔ہم ناول پڑھ لیں یہ امی کو نظر آ جاتا ہے مگر جتنا بھی پڑھ لیں وہ نظر نہیں آتا۔میری امی بھی۔۔۔"وہ کہتے کہتے خاموش ہوئی۔

امل اور فلک کی نظریں ملیں۔ایسا پہلی بار تھا کہ انہوں نے نور کو کسی بات پر مغموم دیکھا تھا۔

"اچھا نا بابا آئندہ کچھ نہیں کہوں گی تمہارے سو کالڈ ناولز کو۔"فلک نے آنکھیں گھماتے ہوئے اس انداز سے کہا کہ نور اور امل ہنس دیں۔ کتنی اچھی کزن اور دوست دی تھیں اللہ نے اسے،جو پل پل اس کے ساتھ رہتیں،اس کی فکر کرتیں،اس کی مسکراہٹ کی وجہ بنتیں۔ بیشک اللہ بندے کو ہمیشہ بہترین سے نوازتا ہے مگر بندا رب کی مصلحت نہیں جان پاتا غافل ہو کر شکر ادا نہیں کر پاتا مگر اللہ تب بھی دیتا ہے اور بے حساب دیتا ہے۔

"فلک جی۔۔۔"

"اف۔۔۔"فلک نے آنکھیں میچی۔

"ایک تو یہ چشمش ہاتھ پاؤں دھو کر پیچھے پڑا ہے۔"وہ اتنا آہستہ بڑبڑائی کہ پاس بیٹھی امل کو ہی سنائی دیا جو مسکراہٹ دبا گئی۔

"احمر؟تم یہاں؟کیا ہوا؟"

"وہ نا فلک جی مجھے نا جی آپ سے نا جی ایک سوال تھا نا جی وہ پوچھنا تھا نا جی۔"

'اس کا جی۔' فلک نے دل ہی دل میں اس 'جی' کو القابات سے نوازا۔

"یار یہ 'جی' کا تڑکا ذرا کم لگایا کرو نا۔" فلک کوفت سے بولی۔

"جی فلک جی۔" احمر سر ہلاتا ہوا بولا۔

امل اور نور مسکراہٹ دبائے ہتھیلی ٹھوری تلے رکھی بیٹھی ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ فلک نے دو ایک بار انھیں گھورا۔

دور سے دانیال بینش سے بات کرتا چلا آرہا تھا بینش لائبریری کے باہر بیٹھی تھی جس وقت پہلے لائبریری سے دانیال کا بیگ اور پھر دانیال باہر پھینکا گیا۔ مگر دانیال نے بینش کو یہ کہہ کر مطمئن کیا کہ وہ کرتب دکھا رہا تھا۔ فلک نے جو نہی اسے بینش کے ساتھ کسی بات پر ہنستے دیکھا اس کا خون کھولنے لگا۔ دانیال بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ جانتا تھا بیچاری سڑ، سڑ کر کوئلہ ہو رہی ہے۔

"تم احمر سے کیا بات کر رہی ہو؟" وہ بینش کو ساتھ لیے انہی کی طرف چلا آیا۔

"تم سے مطلب؟" وہ بے اعتنائی سے بولی۔ دانیال نے اس کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کر بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

"وہ میں آپ کو بتاتا ہوں جی وہ نا ج۔۔۔" اس سے پہلے کہ احمر کے جی جی کی گاڑی پھر چلتی دانیال نے اس کی بات کاٹی۔

"چشمو تو رہنے دے جب تک تو نے جی جی کرنا ہے نا تب تک میری بیوی سارا بتا دے گی۔" وہ آخر میں بیوی کہہ کر جتانا نہیں بھولا۔

"بیوی نہیں منکوحہ ہے تمہاری۔" بینش نیل پینٹ کھرچتے ہوئے بولی۔ دانیال نے اسے تیز

نظروں سے گھورا۔

"بیوی ہے فلک میری اور من چاہی بیوی۔" دانیال جیسے حتمیٰ انداز میں بولا۔ بینش نے پہلو بدلا تھا۔احمر بھی چشموں کے پیچھے سے آنکھیں

پٹپٹاتا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ فلک کے چہرے پر حیا کی لالی چھا گئی۔دانیال نے اسے دیکھا وہ اِدھر اُدھر نظریں گھما رہی تھی اور بلاوجہ ہی

پونی میں قید اپنے بالوں کی لٹیں کانوں کے پیچھے اڑس رہی تھی۔

"ہمم۔۔۔" بینش سرتاپاؤں فلک کے شرمائے روپ کو تیز نظروں سے دیکھتی مڑ گئی۔

"میں بلاوجہ ہی دانیال کے پیچھے پڑی ہوں وہ تو فلک کو چاہتا ہے۔

مگر میرا کیا ہوگا؟ کیا میں دانیال کے بغیر رہ پاؤں گی؟" اس نے جیسے خود سے پوچھا۔

جس دن دانیال اسے یونیورسٹی میں ملا تھا بینش کے دل نے اسی روز کہہ دیا تھا کہ یہ اپنے آپ میں اکلوتا پیس ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی شرارتیں، اس کی شوخیاں اس کے دل کو بھاتی گئیں اور کب وہ اس سے شدید محبت کرنے لگی وہ خود بھی ناجان پائی اس کا ادراک تو اسے اس روز ہوا جب فلک اور دانیال کے نکاح کی خبر اسے ملی۔ اس رات وہ ناجانے کتنی دیر تک روئی اور اگلے دو روز تک وہ بخار میں تپتی رہی۔ پھر بھی ان کے سامنے مسکراتی رہی۔

"کسی کی محبت کو کیسے دل سے نکالا جاسکتا ہے اور وہ بھی تب جب اس کی محبت آپ کی رگوں میں خون بن کر دوڑے، دل ہر لمحہ اس کے ساتھ کو تڑپے، سکون ایک لمحے کو نا ملے۔ لوگ کہتے ہیں محبت نہیں ہوتی مگر میں کہتی ہوں محبت ہوتی ہے اور بڑی بے درد ہوتی ہے۔" اس نے خود سے کہتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھ کر کمال مہارت سے آنسو چھپائے۔

"اس شخص کی محبت کو دل سے نکالنا نا ممکن ہے اور میرے لیے بھی تمھیں بھلانا نا ممکن ہے کبھی نہیں۔۔۔جو میرا ہے وہ صرف میرا ہے۔"اس نے دانیال کو دیکھا جو فلک کے ساتھ خوش تھا۔

"نہیں وہ فلک کا ہے۔"دماغ نے کہا۔

"وہ بس میرا ہے۔"دل کی ضد تھی اور دل کے سامنے وہ بھی مجبور تھی۔

تیرے دیدار کو اٹھتی نگاہ مایوس رہتی ہے
کیفیت دل آج کل عجیب رہتی ہے
یہ تیرے عشق کی بخشی سوغات ہے
کہ میری آنکھ ہر وقت پر نم رہتی ہے
میں کہوں یا نا کہوں یہ بول دیتی ہے
خاموشی اندر کی انسان کو توڑ دیتی ہے
لطفِ جفا اٹھا کر آتشِ عشق میں جلتی ہوں
میں ہر روز جی کر ہر روز مرتی ہوں
(از مریم)

□□□□□□□□□□□□□□□□

آج ان چاروں کا ارادہ شاپنگ اور اوٹنگ پر جانے کا تھا۔فلک بارہ بجے کے قریب ناشتہ کر کے انہی کی طرف آچکی تھی۔اب وہ جھولے پر بیٹھی سیب کھا رہی تھی اس نے سامنے دیکھا جہاں صدر دروازے سے دانیال چلتا ہوا آرہا تھا صبح نماز پڑھ کر آنے کے بعد وہ سو گیا تھا آج سنڈے

تھااس کاارادہ لمبی نیند لینے کا تھا مگر پھر اوٹنگ پر بھی جانا تھا۔وہ ابھی نہا کر شازو کو ناشتہ باہر لانے کا بول کر آیا تھا۔سامنے ہی فلک بیٹھی تھی دانیال مسکراتااس کی طرف چلا آیا۔

"ملکہ خادم کا سلام قبول کریں۔"وہ سر کو خم دیتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں سیب نہیں دوں گی۔"فلک کو لگا اس کی نظر سیب پر ہے اس نے سیب کو دونوں ہاتھوں میں یوں پکڑا کہ جیسے چھوٹا بچہ کھلونا چھپائے کھڑا ہو۔

"سلام کا جواب دینا فرض ہے۔"وہ دھیرے سے چلتا اس کے پیچھے آیا۔

"فلک سامنے دیکھو شازو کیک لا رہی ہے۔"فلک نے اس کی بات پر ایمان لاتے ہوئے جلدی سے سر اٹھایا جہاں لان دور دور تک خالی تھا اور یہاں اس کا اپنا ہاتھ بھی خالی ہو چکا تھا دانیال بڑی صفائی سے اس کے ہاتھ سے سیب نکال چکا تھا۔

"دانیال تم۔۔۔بد تمیز۔۔چول۔۔۔۔ڈفر۔۔"دانیال اس کے سامنے ہی اس کا بچا سارا سیب کھا چکا تھا۔

"اوے شرم کرو بیگم تمہارا شوہر ہوں میں۔"اس نے اسے شرم دلانا چاہی۔

"تو میں کیا کروں آیا بڑا شوہر۔۔۔جو بھی میرے کھانے کو چھیننے کی کوشش کرے گا وہ خواہ کوئی بھی ہو میرا دشمن ہی ہے۔"فلک جوتا اٹھائے اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی اور دانیال آگے آگے دوڑتا اس لمحے کو کوس رہا تھا جب اس نے اس کا سیب چھینا تھا۔

صدر دروازے میں نور اور امل بازو باندھے کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

پچھلے دو گھنٹے سے وہ چاروں مال میں گھومتے پھر رہے تھے۔کبھی ایک دکان تو کبھی دوسری

دکان۔۔۔

بس۔" فلک ایک دم چلا کر کہتی رکی۔اندر بل ادا کرتی نور اور امل بھی بل دینے کے بعد فوراً باہر آئیں جہاں فلک زمین پر ہی الٹی پالتی مارے

بیٹھے تھی۔

"کیا کر رہی ہو فلک؟" دانیال نے اسے گھورا۔

"بھوک لگی ہے۔" وہ منہ بسورے بولی۔

"مجھے بھی۔" دانیال نے سارے بیگ ایک طرف رکھے اور اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"لیکن کھانا تو تم کھلاؤ گے دانی۔" نور نے ایسے کہا گویا گھر سے نکلتے وقت دانیال نے فراخ دلی سے کہا ہو آج کی پارٹی میری طرف سے۔

"میں کیوں کھلاؤں؟" دانیال نے آئبرو اچکائی۔

"دیکھو تم لڑکے ہو۔ لڑکے کے ساتھ اگر لڑکیاں ہوں اور وہ لڑکا ان کے پیسوں سے کھائے تو اس کی مردانگی پر لعنت ہے اسے پھر چوڑیاں پہن لینی چاہئیں۔" فلک نے اسے بلیک میل کرنا چاہا۔دانیال چند ثانیے ان تینوں کو دیکھتا رہا۔

"مجھے چوڑیاں پہننا منظور ہے۔" وہ اطمینان سے بولا اور اٹھ کھڑا ہوا۔فلک،امل اور نور اس پر دو حرف بھیجتیں باہر کو چل دیں۔وہ بھی ان کے پیچھے ہی دوڑا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

نور کے اسرار پر وہ سب میک ڈونلڈ آئے تھے وہ چاروں کھانا کھا چکے تھے۔فلک پیچھے کی طرف ہو کر بیٹھی۔

"عرض کیا ہے:

کے۔ایف۔سی کا ذکر کرتے دل نہیں تھکتا

میک ڈونلڈ کھا کھا کر دل نہیں بھرتا

جانے کیا کشش ہے اس کھانے میں

"بندو خان جائے بنا کام نہیں بنتا

(از علیشا)

"کیا بات ہے واہ واہ۔۔۔۔"سب نے فلک کو داد دی۔

"کے۔ایف۔سی جا کر بھی جہان سکندر نہیں ملتا۔"نور نے دہائی دینا ضروری سمجھا جس پر ان تینوں نے اسے گھورا تو وہ سر جھٹکتی خاموش ہو گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

فرنٹ سیٹ پر فلک پاؤں اوپر کیے بیٹھی دانیال سے کوئی بات کر رہی تھی۔امل پچھلی سیٹ پر نور کے ساتھ بیٹھی اپنا موبائل چلا رہی تھی۔وہ آریان سے بات کر رہی تھی۔نور گاڑی کے شیشے سے منہ چپکا کر بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی یوں کہ باہر سے گزرنا والے اسے پاگل ہی سمجھ رہے تھے مگر وہاں پرواہ کسے تھی؟ان کی گاڑی کے پاس سے رکشہ گزرا۔نور کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"دانیال گاڑی روکو۔"دانیال نے بریک لگائی۔چونکہ فلک اس کے لیے تیار نہیں تھی اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچ گیا۔اس نے دانیال کو زبردست گھوری سے نوازا۔

"یار میں نے رکشہ میں جانا ہے گھر۔میری بڑی خواہش تھی۔"وہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی بولی۔

New Era Magazine

"کوئی بات نہیں نور میں اور فلک اکثر رکشہ پر بھی آتی جاتی ہیں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔جاؤدانی۔"امل کے کہنے پر دانیال خوشی خوشی گاڑی سے نکلا۔ان دونوں چڑیلوں کو نکال کر وہ فلک کے ساتھ لونگ ڈرائیو پر جائے گا۔

"ہیلو بھائی۔"وہ ایک رکشہ کے پاس آیا جو سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔رکشہ والے بھائی اپنا چچ موبائل چلانے میں مصروف تھے۔

"دو سواریاں ہیں انھیں اس پتہ پر چھوڑنا ہے۔وہ وہاں ہیں اس لیے بھائی فالو می۔"

"آپ کا نام؟"

"دانیال شاہزیب۔"دانیال نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔یہ نام کی رجسٹریشن کر کے رکشہ چلاتا ہے۔دانیال نے دل میں سوچا۔وہ اپنے موبائل پر مصروف تھا۔اس نے سر اٹھا کر ایک دفع دانیال کو دیکھا اور پھر دوبارہ موبائل کو۔دانیال کے موبائل پر نوٹیفکیشن رنگ بجی۔

"صاحب اپنا فون دیکھو۔"دانیال نے کچھ حیران ہوتے ہوئے اپنا فون کھولا جہاں اسے انسٹا گرام نوٹیفکیشن آئی ہوئی تھی۔

"دی رکشہ والا آفیشل سٹارٹڈ فولونگ یو۔"

"یہی دن رہ گئے تھے۔"دانیال بڑبڑایا۔

"سر آن لائن ٹرانسپورٹ کا بزنس ہے میرا۔آپ کا اسنیپ چیٹ ہے؟"وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے پوچھ رہا تھا۔

"لو بھائی معاف کرو مجھے کوئی نارمل بندہ ڈھونڈنے دو۔"وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا دوسری طرف چلا گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فلک کو ان دونوں کے ساتھ جاتا دیکھ کر دانیال تو جل بھن ہی گیا۔ پھوں پھاں کرتا وہ گھر واپس آیا۔ وہ تینوں ابھی بھی نہیں آئی تھی۔ اس نے فوراً امل کو فون کیا۔

"کدھر ہو پہنچی نہیں ابھی تک؟" وہ سلام دعا کے بغیر ہی بولنے لگا۔

"یار ہم گول گپے کھا رہی ہیں۔" امل نے بھرے منہ سے جواب دیا۔

"کدھر ہو میں بھی آرہا ہوں۔" وہ اندر سے بائیک کی چابی لینے دوڑا۔ امل اسے ایڈریس بتا چکی تھی۔ سامنے گول گپے تھے اب ناراض ہونا کہاں بنتا تھا۔ فلک نے اپنے پیسوں سے گول گپے کھلا کر دانیال کا دل ہی جیت لیا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

جنوری بھی اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ معملاتِ زندگی ویسے ہی چل رہے تھے۔ آج موسم ابر آلود تھا۔ یونیورسٹی کے کھلے میدان میں دور دور تک لڑکے، لڑکیوں کی ٹولیاں نظر آرہی تھیں۔ کچھ نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑے تھے وہاں رش ہی رش تھا۔ کچا، پکا اسٹوڈنٹس نوٹس بورڈ پر لگا رزلٹ دیکھنے میں مصروف تھے۔

کیفے کے باہر بینچ پر دانیال اطمینان سے بیٹھا برگر کھا رہا تھا۔ سائیڈ پر پڑی کوک کو اٹھا کر وہ وقفے وقفے سے اسے بھی پی رہا تھا۔ ارد گرد لڑکے لڑکیاں اس کی طرف اشارے کرتے باتیں کر رہے تھے۔

"بھوکوں۔۔۔جا کر لے لو تم لوگ بھی۔پیسے نہیں ہیں؟ایوں میرے برگر پر نیت مارنی ہے۔"وہ نخوت سے بولا۔سامنے سے فلک چلی آرہی تھی اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔دانیال نے برگر کا آخری لقمہ منہ میں ڈالا اور سب لڑکے لڑکیوں کو زبان چڑھائی۔

"لو بد نیتوں۔۔۔کھالیا میں نے اب آگے کا کام میرے نظامِ ہاضمہ کا ہے اللہ اس پر رحم کرے ورنہ جس انداز میں تم لوگ دیکھ رہے تھے نا مجھے نہیں لگتا ہضم ہو گا۔"وہ اونچی آواز میں بول رہا تھا۔پھر مڑا۔فلک اس کے پیچھے کھڑی تھی۔اس کی آنکھوں میں اب بے یقینی کے ساتھ ساتھ آنسو بھی تھے۔

"تمھیں کسی نے کچھ کہا ہے؟بتاؤ مجھے؟؟فلک؟؟میں اس شخص کو چھوڑوں گا نہیں۔"

"میں فرسٹ نہیں آئی۔"فلک روتے ہوئے بولی۔

"یار مجھے دیکھو میں کیسے چِل مار رہا ہوں مجھے پتا ہے میں نے فیل ہو جانا ہے ہاہاہا۔۔۔"وہ آخر میں ہنسا مقصد اس کا موڈ فریش کرنا تھا۔

"میں فرسٹ نہیں آئی۔"فلک چبا چبا کر بولی۔

"بتاؤ کون ہے وہ رزیل شخص جو فرسٹ آیا ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اس کی اتنی جرت؟میری گلابو کی آنکھوں میں آنسو لے آیا۔۔۔کہاں ہے وہ انسان؟؟"وہ آستینیں کہنیوں تک موڑتے ہوئے بولا۔فلک نے اسے گھور کر دیکھا پھر بنا کچھ کہے اسے اپنے ساتھ نوٹس بورڈ تک گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔وہ بھی اپنے آپ کو اس شخص سے نپٹنے کے لیے تیار کرنے لگا جو اس کی فلک کو رلا رہا تھا۔وہ تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ شخص وہ خود ہے۔

فلک نے اسے نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑا کیا۔

"چلو پہلے لگے ہاتھوں اپنا بھی دیکھ لوں۔" کہتے ہی اس نے لسٹ کے آخر سے اوپر کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ جلد ہی اسے نور صاحبہ کا نام بھی مل گیا جن کی جی۔پی۔اے خاصی اچھی آئی تھی۔

"چڑیل ناول پڑھتی رہتی ہے جی۔پی۔اے اتنی اچھی لی ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

فلک دسویں اور امل گیارویں نمبر پر تھی۔اس کی انگلی جو نہی لسٹ کے ٹاپ پر پہلے نام پر رکی اس کا منہ کھل گیا۔اس نے زور سے اپنی آنکھیں مسلیں شاید یہ اس کی آنکھوں کا دھوکہ تھا مگر جو لسٹ دکھا رہی تھی اسے قبول کرنا دانیال کے لیے مشکل تھا۔

"دانیال شاہزیب" جی۔پی۔اے(3.35)

دانیال ایک دم چلا اٹھا۔

"بلے۔۔۔بلے۔۔بلے" وہ بھنگڑے ڈالتا ہجوم سے نکلا۔فلک بھی اس کے پیچھے چلی آئی۔

"میری کامیابی سے جل رہی ہو؟" وہ اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں تمہاری کامیابی پر خوش ہو رہی ہوں۔۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔بس اب تو یہ سوچ کر رونا آ گیا کہ کونسا کنجوس ٹاپ آیا ہے ٹریٹ کی فکر ہے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولی۔اسے واقعی ٹریٹ کی فکر تھی۔دل کو آج دانیال کی کامیابی دیکھ کر جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر تھی۔امل بھی ہنستے ہوئے ان کی طرف چلی آئی۔

"مبارک ہو۔۔۔جیب خالی کر دیں گی ہم یاد رکھنا۔۔" امل اور فلک نے ایک دوسرے کے ہاتھوں پر تالی ماری اور ہنس دیں۔

New Era Magazine

"تم دونوں نے بھی چوکا ہی مارا ہے مبارک ہو۔۔اور نور نے بھی مجھے خاصہ حیران کیا ہے۔"وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"نور کدھر ہے؟"فلک نے امل کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی گروکے پاس ہے۔۔"

"اقصیٰ کی بات کررہی ہو؟"دانیال نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔"

"اس اقصیٰ بندری نے اتنے ناول پڑھے ہیں مجھے تو لگتا ہے مرتے وقت بھی فرشتوں سے یہی کہے گی۔۔۔ون مور پلیز۔"دانیال فلک کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔وہ تینوں چلتے ہوئے اس درخت کے پاس گئے جہاں اقصیٰ نامی بدروح ڈھیر سارے ناولز کے ساتھ موجود رہتی تھی۔اقصیٰ وہیں بیٹھی تھی مگر نور وہاں نہیں تھی۔

"اقصیٰ؟"دانیال نے اسے زور سے آواز دی۔

"آگئے ہمارے خوابوں کے شہزادے۔"وہ چشمہ درست کرتی ہوئی دانیال کو دیکھنے لگی۔

"اقصیٰ اماں یہ میں ہوں۔"وہ اسے اماں ہی کہتا تھا۔

"اہ۔۔۔دانیال حد ادب گستاخ۔۔یہ آپ ہیں۔۔اور ہم نا جانے کون سے محاسبے میں چلے گئے تھے؟ہمیں لگا ہم اپنے خوابوں کے راج کمار کے روبرو ہیں۔چلیں عالمِ تخیل میں ہی صحیح ہم نے انھیں سوچ تو لیا۔گو۔۔۔"

"یار اقصیٰ اپنی پیور اردو کی دکان بند کرواور یہ بتاؤ۔۔نور کہاں ہے؟"فلک اکتا گئی۔۔اقصیٰ کی اردو۔۔۔اف۔۔۔

"وہ تو ابھی اپنے فون کے میموری کارڈ کو ناول سے پر کروانے کے بعد یہاں سے تشریف لے جا چکی ہیں۔ ہمیں لگتا ہے وہ لائبریری میں ہے۔"

"شکریہ۔" امل اور فلک آگے چلی گئیں دانیال ابھی تک اقصیٰ کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"دیکھ رہا ہوں کون ہے تمہارے ساتھ جس وجہ سے تم خود کو 'ہمیں ہمیں' کرتی ہو۔ پہلے مجھے شک تھا اب یقین ہے کہ اماں اقصیٰ آپ پر بدروحوں کا بدترین سایہ ہے۔" وہ خاصی سنجیدگی سے بولا۔ اس سے پہلے اقصیٰ محترمہ اس کا سر پھاڑ تیں وہ وہاں سے بھاگ گیا۔

نور لائبریری سے باہر نکلی تھی اس کے ہاتھوں میں ڈھیر سارے ناول پکڑے ہوئے تھے۔

"یہ۔۔یہ کس لیے؟" امل نے اس کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب اتنی اچھی جی۔پی۔اے لی ہے میں نے اب سیلیبریشن بنتی ہے۔" نور نے کتابیں سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اللہ بچائے فہد کو۔" دانیال بڑبڑایا۔

"دانی منحوس اگر تم فرسٹ نا آئے ہوتے اور اگر ٹریٹ نا لینی ہوتی نا تم سے اور اگر میرے ہاتھ میں یہ ناول نا ہوتے تو میں تمہارا سر پھوڑ دیتی۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"حیرت ہے بھائی ناول بھی پڑھ لیتی ہو اور اتنی زبردست جی۔پی۔اے بھی لے لی۔" دانیال کے کہنے پر نور نے بس کندھے اچکائے۔ اب انھیں کون بتائے کہ پڑھائی کہ ساتھ ساتھ ناول پڑھنا بھی ایک ٹیلنٹ ہے جو نور بی۔بی میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

یونیورسٹی کا فن ویک شروع ہو چکا تھا۔یونی میں سینئرز کی فیرویل تھی۔ان سب کا سارا دن تیاریوں میں ہی گزر جاتا تھا۔دانیال کی جیب امل، فلک اور نور نے خالی کر کے ہی چھوڑی تھی مگر وہاں بھی پرواکسے تھی کونسا یہ اس کا پیسہ تھا۔۔ان چاروں نے کسی بھی چیز میں حصہ نہیں لیا تھا ان چاروں کے مطابق انھیں تماشا دیکھنا زیادہ پسند ہے۔۔احمر نے کمپیرینگ کرنا تھی وہ اکثر اس میں مدد لینے کے لیے فلک کے پاس آتا اور دانیال کڑتا رہتا۔

فنکشن رات گئے شروع ہونا تھا۔وہ چاروں بھی اس وقت تیار ہو رہے تھے۔دانیال اپنے کمرے میں سکون سے تیار ہو رہا تھا اس نے بلیک وائٹ پلین شرٹ اور گرے پینٹ پہن رکھی تھی۔ گرے کوٹ ایک طرف پڑا تھا جسے وہ آخر میں پہننے والا تھا۔ بال جیل سے ایک طرف سیٹ کیے ہوئے تھے۔ جبکہ امل کے کمرے میں فلک اور نور دونوں ہی امل کے ساتھ تھیں۔

"امل ہٹو یار مجھے مسکارا ٹھیک کرنے دو۔ تم نے تو بال بنا لیے ہیں۔"نور اسے ایک طرف کرتی کب سے مسکارا لگانے کے جتن کر رہی تھی۔ وہ لائٹ پنک ہلکے گولڈن رنگ کی کڑھائی والا کرتا اور کیپری پہنے ہوئے تھی کانوں میں ہلکے سے ایر نگ پہن رکھے تھے ساتھ میں امل کھڑی تھی اس نے جامنی فراک پہن رکھا تھا جس پر سلور کڑھائی تھی۔ فلک تیار ہو چکی تھی اب وہ کاؤچ پر بیٹھی اپنی ہیل کے اسٹیپس بند کر رہی تھی۔ وہ سفید کرتا ٹاپ شرٹ کے ساتھ گلابی شرارا پہنے ہوئے تھی۔تینوں نے پارٹی میک اپ کے بجائے لائٹ میک اپ کو ترجیح دی تھی۔امل بھی اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی۔

"چلیں لڑکیوں؟"دانیال انہی کے کمرے میں چلا آیا۔

"بھوتنیاں!!"وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"دفع ہو دانیال!!!!"نورا سے کوستی باہر کی طرف چل دی امل دانیال کو آنکھ مارتی نور کے پیچھے ہی نکل گئی۔دانیال امل کا اشارہ سمجھتا مبہم سا مسکرایا۔

فلک بھی ان کے پیچھے جانے والی تھی مگر اس سے پہلے ہی اس کا مومی ہاتھ دانیال کی گرفت میں آچکا تھا۔

"کیا ہے؟"وہ غصے سے پلٹی۔

"ماشاءاللہ!!"وہ اس کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے بولا۔پھر اس کا ہاتھ ہلکے سے دبا کر چھوڑا اور اسے آنکھ مارتا باہر کو چل دیا۔وہ سرخ چہرہ لیے باہر آئی۔

"ویسے ڈفر سا۔۔۔لگ کتنا پیارا رہا ہے۔افف میں بھی نا۔"اس نے سر پر ہاتھ مارا۔باہر دانیال ہارن پر ہارن دے رہا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

جس وقت وہ تینوں پہنچے،یونیورسٹی کا چپہ چپہ رنگ و بو کے سیلاب سے بھری ہوئی تھی۔رنگ برنگے آنچل، قہقہے،کچھ کی آنکھوں میں اداسی اور کچھ کی آنکھوں میں خوشی۔اداسی ان آنکھوں میں تھی جن کو یونیورسٹی ٹوٹ کر یاد آنے والی تھی۔۔۔وہاں گزرا وقت،وہاں لگائے قہقہے،وہ باتیں،وہ بنک مارنا،سارا دن موج مستی کرنا،پروفیسروں کی کھٹی میٹھی ڈانٹیں۔بلاشبہ کسی چیز کی قدر تب ہی ہوتی ہے جب ہم اس چیز سے دور کر لیے جاتے ہیں۔وقت کی قدر تب ہوتی ہے جب وقت گزر جاتا ہے۔۔۔مگر ان سب کا وقت اچھی یادیں بناتا گزرا تھا مگر پھر بھی۔۔۔اب وہ کبھی دوبارہ اس گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی ویسی ہی شوخی،شرارتیں نہیں

کر سکتے تھے۔۔کیونکہ وہ وقت گزر گیا تھا۔۔۔زندگی میں اب انہیں آگے بڑھنا تھا۔۔۔عملی زندگی میں قدم رکھنا تھا۔

زندگی اب اپنے حقیقی روپ میں ان کے سامنے آنے والی تھی۔۔۔ناجانے زندگی کیا روپ دکھانے والی تھی؟ناجانے کون سا؟اور کیسا؟

خوش وہ تھے جنہیں یہاں سے جانے کی خوشی تھی۔۔وقت تو ان کا بھی اچھا گزرا تھا مگر ان کی آنکھوں میں آنے والے وقت کو لے کر نئی امیدیں اور نئی امنگیں تھیں۔وہ کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے مزید کامیابیاں!!!اب وقت ان کا اپنا تھا جسے انہوں نے عملی طریقے سے خوبصورت بنانا تھا۔۔۔زندگی کا کٹھن اور نا ختم ہونے والا سفر شروع ہو چکا تھا۔۔ایک جہدِ مسلسل۔۔زندگی میں ہمیں کوئی بھی راستہ آراستہ نہیں ملتا۔۔۔ہر راستے کو ہمیں خود آراستہ کرنا پڑتا ہے اور دانیال،امل،فلک اور نور تو اسی بات پر بے انتہاء خوش تھے کہ وہ نئے آنے والے بچوں کی ریگینگ کریں گے۔

یونیورسٹی کی آرائش بہت ہی خوبصورت انداز میں کی گئی تھی۔ان چاروں نے بھی اپنی جگہ سنبھالی۔بینش یونیورسٹی میں داخل ہوئی۔ نظریں بس ایک ہی شخص کی منتظر تھیں اور پھر دس منٹ بعد اسے وہ نظر آ ہی گیا۔وہ فلک اور امل کے درمیان بیٹھا کسی بات پر ہنستے ہوئے سوفٹ ڈرنک پی رہا تھا۔وہ کتنا خوبرو لگ رہا تھا۔بینش کا دل پوری رفتار سے دوڑنے لگا۔۔۔اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گی۔اسے اس شخص کی محبت،عشق کی منزل تک لے گئی تھی۔

عشق کا لطف دو بالا تبھی ہوتا ہے جب عشق میں جفائیں بھی ملیں اور اسے تو شروع دن سے جفائیں ہی نصیب ہوئی تھیں۔۔وہ خود اپنے دل کو خوش فہم کیے بیٹھی تھی۔اس شخص نے تو کبھی بھی اسے امید نہیں دلائی تھی۔۔نا کبھی اپنی باتوں سے نا کسی اشارے سے۔۔۔ایک دم ہی بینش کو لگا وہ کسی سمندر میں کھڑی ہے ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہیں۔۔اسے لگا وہ دانیال شاہزیب خان سے صدیوں کے فاصلے پر کھڑی ہے۔یوں جیسے ان کے درمیان ایک زمانے کا فاصلہ تھا۔۔ہاں یہ سچ ہی تو تھا۔وہ عشق میں جوگن بن چکی تھی وہ لڑکی جو سب کو جھکاتی تھی آج خود جھک گئی تھی۔محبت کے سامنے۔۔اپنے عشق لا حاصل کے سامنے!! نہیں!!!وہ فاصلہ نہیں بڑھائے گی وہ خود کو ڈوبنے نہیں دے گی۔۔اسے اس منزل عشق کا کنارہ چاہیے تھا جو دانیال تھا۔دماغ لاکھ کہہ رہا تھا کہ وہ دانیال ہے صرف فلک کا مگر دل ضدی بچے جیسا ہو رہا تھا۔وہ اپنی سیاہ میکسی سنبھالتی قدم قدم چلتی ان تک آرہی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ چمک بھی تھی۔وہی چمک جو ہمیشہ اس شخص کو دیکھ کر آتی تھی۔

ہیلو۔۔"وہ اپنے ازلی انداز میں ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔دانیال نے سر اٹھا کر" اسے دیکھا۔دانیال کے یوں دیکھنے پر وہ بھی ہلکا سا مسکرائی۔

بیٹھ جاؤ یہیں۔"دانیال نے رسمی سے انداز میں کہا۔وہ اس کے دوست کی بہن تھی اتنا تو وہ کر" ہی سکتا تھا کہ اسے جگہ آوفر کرتا۔اس شخص نے مروت اور دنیاداری نبھاتے ہوئے اسے بیٹھنے کو کہا تھا اور بینش بخت قریشی کو لگا کہ وہ اس کی نافرمانی کر کے محبت کو ناراض کرے گی۔وہ بغیر کسی سوال وجواب کے وہیں بیٹھ گئی۔

New Era Magazine

کوئی فلسفہ نہیں عشق کا، جہاں دل جھکے وہیں سر جھکا
وہیں ہاتھ جوڑ کر بیٹھا رہ، نا سوال کر نہ جواب دے

□□□□□□□□□□□□□□□□

پھر فنکشن رات گئے جاری رہا۔ سینئرز نے اسٹیج پر آ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یونیورسٹی کی حسین یادوں کو دہرایا اور وہ جو دانیال، فلک اور امل کی ریگنگ کرنے والے تھے اور بیچارے خود کی ہی ریگنگ کروا بیٹھے انہوں نے بھی اسٹیج پر آ کر اس واقعے کو دہرایا ان کے مطابق ایسے جونیئرز سے ان کا واسطہ پہلی دفع پڑا تھا۔۔ سب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے خود وہ تینوں بھی اس وقت کو یاد کر کے ہنس رہے تھے۔ سارے لڑکے، لڑکیاں اور پروفیسرز ان کی جانب دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ وہ تینوں کسی تعارف کے محتاج نہیں تھے۔ احمر بھی کمپرینگ خاصے جوش و خروش سے کر رہا تھا۔ فلک بیک اسٹیج میں اسی کے ساتھ تھی۔ دانیال بیٹھا جل بھن رہا تھا اور خود وہ اس سب سے بے خبر بینش کی آنکھوں کا مرکز بنا ہوا تھا جس کی نظریں ہر سو گھوم کر اسی کی جانب آ رکتی تھیں۔ دل پر اختیار نا تھا۔۔ دماغ کو وہ سمجھا لیتی لیکن دل کا کیا کرتی؟؟

کچھ دیر بعد فضا میں مختلف کھانوں کی خوشبو پھیلنے لگی۔ اسٹیج کی پچھلی طرف دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی فلک تک بھی وہ خوشبو پہنچی۔ وہ باہر جا کر دانیال کے ساتھ کھانا کھانا چاہتی تھی۔ اس لیے احمر کے وہاں آتے ہی وہ اسے بتا کر وہاں سے نکلی۔ اسے دانیال ایک طرف کھڑا نظر آیا۔ دانیال نے اس کی طرف دیکھا پھر رخ موڑا۔ اشارہ تھا کہ وہ اس سے سخت ناراض

ہے۔۔فلک کو اس سخت قسم کی ناراضگی کا اندازہ ہوا۔وہ اس شخص کی ناراضگی مول نہیں لے سکتی تھی۔ کبھی بھی نہیں۔۔

"دانیال شاہ"وہ اس کی طرف بہت تیزی سے چلتی ہوئی آئی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے؟ایسے بلا رہی ہو جیسے میں مر گیا ہوں۔"وہ چڑ کر بولا۔فلک کو اس کی مرنے والی بات سخت ناگوار گزری مگر وہ ابھی یہ بات کر کے اس کا موڈ مزید خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔لارڈ صاحب کے نخرے ہی بہت تھے۔

"استغفر اللہ۔۔دانی بولنے سے پہلے بندہ سوچ ہی لیتا ہے۔"فلک کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"اچھا بس بس۔۔اب زیادہ لیکچر نا دو مجھے اور وجہ بتاؤ یہاں آنے کی۔۔جس کے لیے پاگلوں کی طرح دوڑ رہی تھی تم۔۔اگر گر جاتی تو؟"دانیال فکر مند نظر آیا۔فلک نے مسکراہٹ دبائی۔یہ شخص ناراضگی میں بھی اس کا خیال رکھتا تھا۔اس کی محبت کا انداز بھی عجیب ہی تھا۔ایک دم ہی فلک کا دل چاہا وہ اسے تنگ کرے اور اس نے یہی کیا دل کی آواز پر لبیک کہا۔

"ہاں تو گر جاتی نا تمہیں اس سے کیا۔۔تم جاؤ اپنی بینش کے پاس مجھے میرا احمر خود سنبھال لے گا۔"اس نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا۔وہ جانتی تھی وہ چڑے گا اور ایسا ہی ہوا۔

"اس احمر کی ماں کی۔۔۔"وہ غصے سے بڑبڑایا۔۔پھر فلک کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

"ایسی کی تیسی۔"اس نے فقرا مکمل کرنے میں ہی عافیت جانی۔

"وہ میں نے احمر کو بینش کے ساتھ دیکھا تھا ابھی باہر۔۔ تمہیں سنبھالنے کے لیے میں ہی کافی ہوں اور ویسے بھی وہ سنگل پسلی تم جیسی بھینس کو کیسے سنبھالے گا۔"اب دانیال احمر کے لیے فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔ فلک نے دانت پیسے۔

"کیا کہا تم نے مجھے؟؟ بھینس؟؟ میں تمہیں بھینس نظر آتی ہوں؟ تم خود کیا ہو؟ ہاں؟ بولو؟ جواب دو؟" فلک جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھی۔

" بھینس کے گھر والا۔ بھینسا۔"وہ کہتے ہی دوڑا کیونکہ وہ فلک کو اپنا جوتا اتارنے کی زحمت کرتا دیکھ چکا تھا۔

"کمینہ۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔ یہ سچ تھا کہ وہ کبھی اس کی عزت نہیں کر سکتی تھی۔ جانتی تھی دانیال شاہزیب کو کھانا اور باقی سب تو

راس آجاتا ہے۔ مگر عزت راس نہیں آسکتی۔

وہ کچھ دور جا کر رکا پھر بیرے کو دیکھا جو کھانا لا کر بوفے میں رکھ رہا تھا۔ وہ وہیں سے پلٹا اور اس کی طرف چلا آیا وہ ابھی تک کھڑی اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"بیگم مجھے لگتا ہے ہمیں لڑائی ختم کر دینی چاہیے۔ دیکھو سامنے۔۔ کھانا آگیا ہے۔" فلک نے بھی سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور بس پھر وہ دونوں تھے اور کھانا تھا۔۔۔ انہیں کسی کے اپنی طرف دیکھنے سے پرواہ نہیں تھی کیونکہ دونوں کے بقول جب وہ کھانا کھاتے تھے تو ان کے لیے سب کچھ ختم ہو جاتا تھا ارد گرد انہیں سمندر ہی نظر آتا تھا بس جو نظر آتا تھا وہ صرف کھانا تھا۔۔!!

□□□□□□□□□□□□□□□□

فلک دانیال کے کمرے میں آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں گلاس اور جوس کا

ڈبہ پڑا تھا۔دانیال کو رات سے بہت تیز بخار تھا۔فلک صبح ہوتے ہی ان کی طرف چلی آئی آج امل اور نور یونیورسٹی گئیں تھیں مگر فلک نے دانیال کی خاطر چھٹی کر لی تھی۔دانیال بستر پر چت لیٹا موبائل چلا رہا تھا۔فلک کے اپنے کمرے میں آتے ہی وہ فوراً سیدھا ہوا اور موبائل ایک طرف رکھا۔

"اففف!!" وہ کراہتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

"آ گئیں تم؟"

"نہیں ابھی تو راستے میں ہوں۔" وہ شرارت بھرے لہجے میں بولی۔

"انٹی نے تمہارے لیے جوس بھیجا ہے۔"

"اور انٹی کی بہو کیا لائی ہے؟" وہ اسی کے انداز میں بولا تھا۔فلک اس کی بات پر سٹپٹائی۔۔پھر اپنا اعتماد بحال کرتے ہوئے بولی۔

"وہ انٹی سے جوس پکڑ لائی ہے۔"

"مجھے نہیں پینا۔" دانیال نے نخرہ دکھایا۔وہ چاہتا تھا فلک اس کے لاڈ اٹھائے۔

"اوکے۔۔جیسا تم چاہو۔" وہ کندھے اچکا کر بولی اور اس کے بلکل سامنے بیٹھ کر جوس پینے لگی۔۔دانیال اسے روکنا چاہتا تھا اسے کہنا چاہتا تھا 'لڑکی۔۔۔تم تو نخرے اٹھانا بھی نہیں جانتی۔۔' مگر وہ وہیں لیٹا اسے جوس کا ڈبہ خالی کرتا دیکھتا رہا۔وہ جوس ختم کر کے اٹھی اور باہر کی طرف چل دی۔دروازے کے پاس رک کر وہ پلٹی۔

"چچچ۔۔افسوس۔۔۔تمہیں لگا تھا میں تمہارے نخرے اٹھاؤں گی؟"

"بیگم ایک دن تم ضرور اٹھاؤ گی اور نہیں اٹھاؤ گی تو میں تمہیں مجبور کر دوں گا۔" وہ سنجیدگی

سے کہہ رہا تھا جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ فلک اس سے شرماتی ہے یہ بات اسے کتنی اچھی لگتی تھی۔ دل باغی سا ہو جاتا تھا جب وہ سامنے آتی تھی۔ اسے اپنے نام پر شرماتا دیکھنے کی آرزو کرنے لگتا تھا تب ہی تو وہ کوئی نا کوئی شوخ جملہ کہتا رہتا تھا اور باز نہیں آتا تھا۔ اس نے سر بیڈ کی پشت سے لگایا اور بند دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ گھبراتی ہوئی باہر جا چکی تھی۔

"میری جھلی سی کوئین۔"

□□□□□□□□□□□□□□□□□

شام کا وقت تھا۔ یہ پانچ دن بعد کی بات تھی۔ امل لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ نور باہر لان میں تھی اور دانیال کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ صدر دروازے سے فلک اندر آئی۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔

"کچھ نہیں آریان سے بات کر رہی ہوں۔" امل نے سادگی سے کہا۔

"اوہو۔۔۔اہم۔۔۔اہم۔" فلک شوخ ہوئی۔

"نا کرو یار ویسے ہی حال چال پوچھ رہی تھی میں۔"

"اور وہ؟؟؟" فلک شرارتی انداز میں بولی۔

"ہاں وہ بھی پوچھ رہا تھا۔" وہ اسی انداز میں بولی۔

"تھا مطلب؟"

"ارے یار۔۔۔انہیں جانا تھا باہر کہیں اس لیے لو دیکھو لو خدا حافظ کا بھی مسیج ہے۔" امل نے دوبارہ فون اس کے سامنے کیا۔

"اور ساتھ میں دل والا ایموجی بھی ہے۔"امل گڑبڑائی اور جلدی سے فون بند کر دیا اسے لگا تھا آریان جا چکا ہو گا مگر اس نے روزانہ کی طرح آج بھی اسے خدا حافظ کہنے کے بعد ایموجی بھیجا تھا۔

"اچھا۔۔۔چھوڑو یہ بتاؤ انٹی کہاں ہیں؟"

"مما اپنے کمرے میں ہیں نماز پڑھنے کے بعد سے اب تک سوئی ہوئی ہیں۔"امل نے وہیں سے مڑ کر اسماء بیگم کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔

"نور کدھر ہے؟"

"باہر لان میں ہی تھی دیکھا نہیں تم نے اسے؟"امل کشن سیٹ کر رہی تھی۔

"وہ تو نہیں تھی باہر۔۔"

"ہیں؟؟شاید پچھلی طرف ہو۔"

"ہاں ہو سکتا ہے آؤ چلیں دیکھتے ہیں کیا کر رہی ہے وہ۔"اس کی بات پر امل ہنسی۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ناول ہی پڑھ رہی ہو گی۔"وہ دونوں باہر کی طرف چلی آئیں۔۔وہ لان میں نہیں تھی وہ دونوں گھر کی پچھلی طرف چلی آئیں۔

"نور کیا کر رہی ہو؟"فلک نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"بس فلک بس مجھے مت روکو۔۔"نور دیوار پر چڑھی لڑکھڑاتے ہوئی چل رہی تھی۔

نور بس اتنا بتا دو اس سب کے پیچھے آخر کیا وجہ ہے میں بتا رہی ہوں اگر تم گری نا اور تمہیں "چوٹ لگی تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گی۔

"ناگن ڈانس کر رہی ہوں بیو قوفو۔۔۔تم لوگ بھی آجاؤ بہت مزہ آرہا ہے۔"نور تپ ہی گئی ایک تو یہ دونوں چڑیلیں ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑھ گئیں تھیں۔

"نور میں اندر بتانے جا رہی ہوں۔"فلک نے اسے دھمکی دی۔

"رک جاؤ میری بہن بتاتی ہوں۔۔وہ نہ دراصل ساتھ والے بنگلے میں ایک بہت خوبصورت اے۔سی۔پی شفٹ ہوا ہے یہ اس کی ورزش کا وقت تھا میں اسے تاڑنے جا رہی تھی کہ تم دونوں آ گئیں۔"

"لعنت ہے تم پر نور۔۔وہ شادی شدہ ہے اور اس کا ایک دو سال کا بیٹا ہے شکر کر و اس کی بیوی نے تمہیں نہیں دیکھ لیا ورنہ تمہاری طبیعت صاف کر دیتی۔"امل ہنستے ہوئے بولی۔

"ہائے میں مر گئی۔۔میں لٹ گئی۔۔میرا گھر بسا نہیں۔۔۔"نور اونچی آواز میں چلا رہی تھی اور دیوار کی دوسری جانب وہ جو ابھی آیا تھا ٹھٹک کر رکا اور اسے حیرانی سے دیکھا۔

"السلام علیکم بھائی۔"وہ بھائی پر خاصہ زور دے کر بولی۔نیچے کھڑی امل اور فلک کا ہنس ہنس کر برا حال تھا اور نور بیچاری تو خون کے آنسو رو رہی تھی۔

"امل۔۔۔فلک لے چلو مجھے یہاں سے۔"اپنے بھائی کے سلام کا جواب سننے کے بعد نور گرتی پڑتی نیچے آئی۔

"ایک تو ہر خوبصورت لڑکا پہلے سے ہی بک ہوتا ہے۔"وہ سارا وزن امل پر ڈالے انتہائی گہرے صدمے میں تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

یونہی ہنستے مسکراتے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ تین ماہ بعد عالیہ اور صارم دو سے تین ہونے والے تھے۔ آریان کی یاد ہر لمحہ امل کے ساتھ رہتی تھی۔ وہ ابھی واپس نہیں آ سکتا تھا کیونکہ ہفتے بعد اس کی اور فہد کی عید کی چھٹیاں ہونی تھیں۔ عیدالفطر آنے والی تھی۔ مگر فلحال رمضان کا بابرکت ماہ چل رہا تھا۔ اس باران سب نے پورے روزے رکھے تھے۔ اس پر سب گھر والے بے حد خوش تھے۔ دانیال نے تو باقاعدہ ہر نماز خود بھی پڑھی اور سب کو بھی پڑھائی۔

امل، فلک اور نور نے ناجانے کتنے عرصے بعد قرآن کھولا تھا۔۔ بچپن میں قرآن مکمل کرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی قرآن نہیں کھولا تھا اور اب ان تینوں کو یوں لگتا تھا کہ گویا انہیں اطمینانِ قلب نصیب ہو گیا ہے۔۔ بے شک اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا سکون ہے۔ ماہِ رمضان کی فضیلت و برکت ہی ایسی ہے کہ ہر مسلمان نیک کام کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔۔ اور بڑھ چڑھ کر نیکیاں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دونوں گھر عید سے ایک ہفتہ پہلے کی تمام افطاریاں ایک ساتھ کرتے تھے۔ آج آفندی مینشن کے سب مکینوں کی افطاری "شاہزیب مینشن" میں تھی۔ فلک عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن پاک لے کر لان کے پچھلے حصہ میں چلی آئی۔ اسے ہمیشہ یہاں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کا مزہ آتا تھا۔ سب سے علیحدہ سکون میں۔۔۔ وہ قرآن پاک لیے وہاں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ آج اس نے ستائیسواں پارہ شروع کرنا تھا۔ وہ وہاں بیٹھی ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک پڑھ رہی تھی۔ دانیال ابھی نماز ادا کر کے اپنے کمرے میں گیا تھا۔ کھلی ہوا میں سانس لینے کے لیے وہ کھڑکی کھول کر باہر آیا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے نظریں سکیڑ کر دیکھا۔۔ فلک نماز کے انداز میں ڈوبٹہ لیے بیٹھی قرآن پاک پڑھ رہی تھی۔ دانیال نے دیکھا اس کے چہرے پر سکون تھا وہ ایسے بیٹھی تلاوت کرتی سیدھا دانیال کے دل

میں اتر رہی تھی۔وہ اس سے محبت تو بہت پہلے سے ہی کرتا تھا مگر اس لمحے دانیال کو یوں لگ رہا تھا کہ اس کی محبت۔۔۔عشق کی منزل تک جانے والے راستے پر قدم رکھ چکی ہے۔۔۔اور دانیال شاہزیب اس لڑکی کے عشق میں پوری طرح گرفتار ہونا چاہتا تھا وہ اس کے عشق میں ڈوب جانا چاہتا تھا۔جہاں "میں" کے ختم ہو جانے کے بعد بس محبوب کا حکم سر آنکھوں پر ہونا تھا۔جہاں خودی اور انا نے ختم ہونا تھا۔وہ کوئی غیر نا تھی وہ دانیال کی بیوی تھی۔اس لمحے وہ استحاق سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔آنکھوں کے ذریعہ دل میں اتارتا رہا اور اس لمحے دانیال شاہزیب نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ عشق مجازی کے بعد عشق حقیقی کا سفر بھی طے کرے گا۔کیونکہ وہ لڑکی رب نے اس کی قسمت۔۔۔اس کے نصیب میں لکھ دی تھی۔۔۔وہ اس کا ساتھ چاہتا تھا ہر جگہ،اس جہاں میں بھی اور اس جہاں میں بھی۔وہ اسے جنت میں بھی اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا۔دانیال شاہزیب کو حوروں کی تمنا نہیں تھی اسے بس فلک کا ساتھ چاہیے تھا۔ہر حال میں،ہر قیمت میں۔۔۔اس نے خود کو روکا نہیں وہ نا جانے کتنے لمحے وہاں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔یہاں تک وہ اس سب سے بے خبر قرآن اٹھائے اندر جا چکی تھی اور دانیال اس بات سے بے خبر تھا کہ یہاں دانیال زندگی بھر کے لیے فلک کا خوبصورت ساتھ پانے کی دعا کر رہا تھا۔وہ دعا کر رہا تھا کہ فلک کے ساتھ وہ عشق کی ساری منازل طے کرے اور وہاں بینش بخت قریشی یہ دعا کر رہی تھی کہ فلک،دانیال شاہزیب کے دل سے اتر جائے اور اس کا رب دانیال کے دل میں بینش کی محبت ڈال دے۔وہ نہیں جانتی تھی جس راہ کا انتخاب اس نے کیا ہے وہ سوائے کانٹوں کے کچھ نا رکھتا تھا،نا کوئی گل،نا کوئی پھول،نا کلی،نا محبت کے حسین قہقہے،نا دانیال اور نا محبت۔۔۔اس راہ میں تو بس کانٹے تھے،تکلیفیں تھیں جنہیں بینش

کے غرور کو مٹی کرنا تھا۔اس کا اپنی ذات پر گھمنڈ ملیامیٹ کرنا تھا۔۔اس راہ کا انتخاب اس نے خود کیا تھا۔۔اور اب اسے خود اپنی منزل ڈھونڈنا تھی۔۔نا محرم کی محبت کا انتخاب اس نے خود کیا تھا مگر محبت پر کس کا بس چلتا ہے؟اس منہ زور جذبے کی لگام انسان کے اپنے ہاتھوں میں نہیں ہوتی۔۔۔اس سب تماشے میں تو وہ خود ایک کٹ پتلی ہوتا ہے۔۔۔۔محبت بھی وہ جو عشق کی حد تک ہو۔

جب بھی آتی ہے بے دھڑک ہی چلی آتی ہے

ہر بار تمہاری یاد دستک دینا بھول جاتی ہے

(از مریم)

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج آریان اور فہد نے آنا تھا۔کل عید تھی۔۔۔امل،نور اور فلک کی ساری تیاری مکمل تھی مگر ہر سال کی طرح چوڑیاں اور مہندی لینے ان سب نے چاند رات کو ہی جانا تھا۔ہر سال دانیال ہی انہیں لے کر جاتا تھا۔آج آخری روزہ تھا جہاں وہ عید کے لیے خوش تھے وہیں وہ سب اس بات پر بھی اداس تھے کہ رمضان ختم ہو گیا۔۔برکتوں کا مہینہ ختم ہو گیا تھا۔آج ان سب نے آفندی مینشن میں افطاری کرنا تھی۔کچن میں امل بھی سب کے ساتھ مل کر افطاری کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔باہر لاؤنج میں سب مرد بیٹھے تھے۔۔عالیہ کمرے میں آرام کر رہی تھی۔۔ فلک اور دانیال باہر لان میں ہی تھے۔

"اتنی خوش کس بات پر ہو؟"دانیال نے فلک کا ٹمٹماتا ہوا چہرہ دیکھا۔دل میں اس کی نظر اتاری۔

"کل عید ہے اس وجہ سے۔"

"اوہ۔۔۔رمضان ختم ہو گیا میں اس بات پر اداس ہوں مگر تم اس بات پر اداس نہیں لگ رہی۔ کیا تمھیں پتا ہے رمضان کے ختم ہونے پر کون اتنا خوش ہوتا ہے؟" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مگر لہجے میں بلا کی شرارت تھی۔

"کون؟؟" وہ چونکی۔ پھر اسے گھورا۔

"دانیال شاہ!!" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ وہ سمجھ چکی تھی۔ ان ڈائریکٹلی وہ اسے شیطان کہہ رہا تھا۔ دانیال نے اس کا ناک کھینچا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ جب وہ اس پر غصہ ہوتی تھی تو اس کا پورا نام ہی لیتی تھی۔

"جی جانِ دانیال؟؟ ایک بات ہے ویسے یہ ہمارے نکاح کے بعد ہماری پہلی عید ہے۔" وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔ فلک اسے گھور کر رہ گئی۔

"دانیال۔۔۔" وہ تنبیہی انداز میں بولی۔ دانیال نے اس کے گود میں رکھے ہاتھ نرمی سے تھامے اور انہیں اپنے ہونٹوں تک لے گیا۔ جھک کر اس نے اس کے ہاتھوں پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔ فلک تو ہق دق رہ گئی۔ چہرے پر حیا کی لالی پورے آب و تاب سے چمکنے لگی۔۔۔ پہلی بار اس نے دانیال کے محبت بھرے لمس کو محسوس کیا تھا۔

"شرم کر لو روزہ مکروہ کروا دو گے تم میرا بھی اور اپنا بھی۔" وہ بمشکل خود پر قابو پاتے اٹھی اور اپنا اعتماد بحال کیا۔ دانیال جانتا تھا وہ شرما رہی ہے۔۔۔یہ سب اس سے بے اختیاری میں ہوا تھا۔۔۔وہ اسے مزید تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آج کل ویسے ہی یہ لڑکی اس کے حواسوں پر زیادہ چھا رہی تھی۔

"جاؤ اندر۔" اس کے کہنے پر وہ فوراً اندر بھاگی تھی۔

دانیال کو اپنی کچھ دیر پہلے کی حرکت اور اس پر فلک کا ردِ عمل یاد آیا تو وہ ہنس دیا۔ اندر دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی فلک کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ کچن میں امل کھڑی سموسے اور کباب بنا رہی تھی۔ وہ بڑی مہارت سے اپنے کام میں مگن تھی۔ اب تو وہ کوکنگ کے معاملے میں خاصی اچھی ہو چکی تھی۔ بلکہ عید کے بعد سے فلک اور نور بھی اس سے کوکنگ کلاسس لینے کا ارادہ رکھتی تھیں۔ نور ایک طرف کرسی پر بیٹھی سلاد بنا رہی تھی۔ اس نے آج رشین سیلڈ بھی بنایا تھا اور اس پر وہ خاصہ خوش تھی۔ اسماء بیگم بریانی کو دم دے کر باہر چلی گئیں تھی کیونکہ اب ان کی ہمت جواب دے گئی تھی، ارفع بیگم سکنجبین بنا رہی تھیں۔ سردائی وہ پہلے ہی بنا کر فریج میں رکھ چکی تھیں۔ عائشہ بیگم قورمہ بنا رہی تھیں۔۔ باقی ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ آریان نے فہد کو بہت اصرار کیا کہ وہ اندر آجائے مگر اس نے سہولت سے منع کر دیا تھا۔ دانیال ایک دم اپنی کرسی سے اٹھا اور آریان کی طرف چلا آیا۔

"کمینے انسان۔۔۔" اور دانیال اس کے گلے لگ گیا۔ وہ دانیال کی گرم جوشی پر ہنس دیا۔

"السلامُ علیکم۔" آریان اس سے علیحدہ ہوا۔

"بس کر دے ہڈیاں توڑنا تھیں میری۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"لو جی پولیس کی ورزش نے تمہیں خاصہ دل گردے والا بنا دیا ہے۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں کیا کسرتی بدن ہو گیا ہے تمہارا۔" دانیال نے ہنستے ہوئے اس کے کسرتی بدن پر چوٹ کی۔

"خود تو جم جا جا کر تم نے اپنا حال ایسا کیا ہے۔۔۔ میں نے تو پھر ورزشوں سے ایسا حال کر لیا ہے۔ خیر چھوڑو اسے بیگ اٹھاؤ میرا اور اندر آؤ۔ عزت کرو میری۔۔۔ تمہارا بہنوئی ہوں

میں۔"آریان اترا کر کہتے ہوئے اندر کی طرف چل دیا۔

"بہنوئی ہوں تمہارا۔۔۔۔ہونہہ "دانیال نے سر جھٹکا۔پھر زمین پر پڑا اس کا بیگ اٹھایا اب کوئی اور چارہ بھی تو نا تھا۔

"ہاہ۔۔۔میں نے اسے منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیا؟میں بھی تو اس کا بہنوئی ہوں۔۔لعنت ہے ایسی باتیں مجھے بعد میں یاد آتی ہیں۔"وہ خود کو کوس رہا تھا۔

آریان آ گیا تھا اس کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہو گئی تھی۔۔دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے وہ دوپٹہ سر پر جماتے ہوئے باہر آئی جہاں آریان سب سے ملنے میں مصروف تھا۔وہ چھ ماہ بعد آیا تھا۔امل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔دل کی دھڑکن رفتار پکڑنے لگی۔۔وہ کس قدر خوبرو ہو چکا تھا،اس کی شخصیت نکھر گئی تھی۔۔۔وہ امل کی خواہش پوری کر رہا تھا۔امل کو پولیس والا پسند تھا اور وہ اس کی پسند پر ایمان لے آیا تھا۔۔۔یہ شخص کس قدر محبت کرتا تھا اس سے؟

"السلامُ علیکم۔"سب کے سامنے اس کو سلام کہتے عجیب حجاب نے گھیرا تھا۔وہ ایسی تو نا تھی۔اف۔۔۔یہ محبت انسان کو کیسا بنا دیتی ہے؟کیا ہوتا ہے وہ اور کیا بن جاتا ہے؟

"وعلیکم السلام!کیسی ہو امل؟"

"جی میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں؟"آریان نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا اس نے پہلی بار اسے آپ کہا تھا شاید سب کے سامنے شرم و حجاب نے اسے آ گھیرا تھا۔اس کے "آپ" کہنے پر دانیال کو کھانسی کا زبردست دورہ پڑا تھا۔مگر آریان کی گھوری پر وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

"عالیہ آپی کہاں ہیں؟"وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا اسے عالیہ کو مبارک باد دینا تھی

اسے یہ بات ارفع بیگم نے فون پر کچھ دن پہلے ہی بتائی تھی۔آریان کو اپنے ماموں بننے کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔صارم کو وہ گلے ملتے وقت ہی مبارک باد دے چکا تھا۔

"کمرے میں ہے آرام کر رہی ہے اب طبیعت خاصی خراب رہتی ہے اس کی آج کل۔" عائشہ بیگم آہستہ آواز میں بتا رہی تھی۔۔امل دو منٹ وہاں کھڑی رہی پھر شرم و حیا نے آگھیرا تو وہ کچن کی طرف چل دی۔آریان کے ہونٹوں پر تبسم پھیل گیا۔وہ فریش ہونے چل دیا اس کا ارادہ فریش ہونے کے بعد عالیہ سے ملنے جانے کا تھا۔امل،نور اور فلک نیچے مل کر میز پر کھانا لگا رہی تھیں۔فریش ہو کر اس نے لوز ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہنا۔پھر بالوں میں ہاتھ چلاتا اپنے کمرے سے نکلا اور نیچے عالیہ اور صارم کے کمرے کی طرف چلا آیا۔اندر سے عالیہ کی اجازت ملنے پر وہ اندر چلا آیا۔وہ بیڈ پر سیدھی ہو کر بیٹھ رہی تھی۔چہرہ اٹھنے کی کوشش میں گلابی ہو رہا تھا۔۔۔بھرا بھرا وجود اور صارم کی محبت کے بخشے مان نے اسے نکھار دیا تھا۔۔۔آریان نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔

"مبارک ہو آپ کو بہت۔۔۔میں بہت خوش ہوں۔" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دینے اور سلام کرنے کے بعد اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"خوش ہیں آپ؟" وہ اس وقت ایک بہت خیال رکھنے والا بھائی لگ رہا تھا عالیہ کو بے اختیار اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"ہاں بہت۔۔۔بہت زیادہ اپنے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی۔" وہ اس کے بال بکھیرتے ہوئے بولی۔

"طبیعت ٹھیک رہتی ہے؟" اب وہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

"ہاں ٹھیک رہتی ہے۔"

"چلیں آرام کریں اب۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر اٹھ گیا اور پھر مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر آیا۔

"شکر ہے! آپی خوش ہیں۔۔ یا اللہ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں (آمین)" اس کے دل سے بے اختیار دعا نکلی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شام ہو چکی تھی۔ گیٹ کھلا تو فہد نے گاڑی پارک کی۔ فہد جس وقت اندر پہنچا بخت قریشی کھانا کھا رہے تھے۔ وہ بیگ ایک طرف رکھتا انہی کی طرف چلا آیا۔ زیادہ شاک اسی بات پر لگا تھا کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا۔

"السلامُ علیکم۔۔ کیا آپ نے روزہ نہیں رکھا؟" وہ حیران ہوا تھا۔ بخت نے سے اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وعلیکم!! نہیں۔۔۔ میں روزے نہیں رکھ سکتا۔ مجھ سے بھوکا نہیں رہا جاتا۔" وہ اپنے ہونٹ ٹشو سے تھپتھپا کر اٹھا۔ فہد کو دکھ ہوا انہوں نے اسے گلے تک نہیں لگایا۔ جو بھی تھا سگا باپ اتنا بے حس کیسے ہو سکتا ہے؟

"اچھا اور بینش کدھر ہے؟" وہ خاموش رہا کیا کہہ سکتا تھا بھلا؟ اسے یہ حق ہی کب ملا تھا۔

"اپنے کمرے میں ہے آج کل اس پر نیا نیا اسلام اترا ہے۔۔۔ روزے رکھے ہیں سارے اس نے۔" وہ نخوت سے بولے اور اٹھ کر چلے گئے۔ فہد نے افسوس سے اس طرف دیکھا جہاں

دروازے سے ابھی وہ باہر نکلے تھے۔وہ بینش کے روزے رکھنے پر جتنا حیران تھا اس سے کہیں زیادہ خوش تھا۔وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور فریش ہو کر بینش کے کمرے میں چلا آیا۔بینش نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔فہد کو جھٹکا لگا۔وہ کاوچ پر بیٹھ کر اس کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔سلام پھیرنے کے بعد وہ اٹھی اور اس فہد کو دیکھا وہ حیران تھی اسے اتنے عرصے بعد سامنے دیکھ کر۔

"بھائی۔۔"وہ اس کے گلے آ لگی۔۔جو بھی تھا،وہ اس کا بھائی تھا۔۔دانیال شاہ کے عشق نے بینش بخت قریشی کو لفظ محبت اور احساس سے روشناس کروایا تھا۔۔اب مزید وہ محبتوں کو کھونے کا ضبط نہیں رکھتی تھی۔فہد کو اگر اس دنیا میں اپنی ماں کے بعد کسی سے بے انتہا محبت تھی تو وہ بینش تھی۔۔اس چھوٹی گڑیا نے اسے جینا سکھایا تھا۔۔۔اس کی کوئی غلطی نہیں تھی جو وہ اس سے دور رہ کر اسے سزا دیتا۔غلطی بخت قریشی کی تھی جس نے اس کے ذہن میں یہ خناس بھرا تھا۔

"میں خوش ہوا ہوں بہت۔۔۔تمہیں ایسے دیکھ کر۔"بینش اس کے اشارے کو سمجھ چکی تھی مگر خاموش رہی۔

"اس تبدیلی کی وجہ؟"وہ خوش تھا بے انتہا خوش۔

"کچھ چیزیں حاصل کرنا انسان کے بس میں نہیں ہوتیں وہ صرف رب کے بس میں ہوتی ہیں۔سکون کی تلاش میں تھی۔۔اس طریقے سے غضب کا سکون ملتا ہے۔"وہ عجیب سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔فہد نے چونک کر اسے دیکھا۔کچھ گڑبڑ تھی۔مگر اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتا وہ اٹھی۔

"میں افطاری کا انتظام کرواتی ہوں۔ آپ آرام کریں۔"

"ہمم۔۔" فہد نے سر ہلایا۔ وہ گہری سوچ میں تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

افطاری کرنے اور نماز ادا کرنے کے بعد وہ سب لاؤنج میں بیٹھ گئے۔۔۔امل اور نور کچن میں تھیں۔ امل چائے بنا رہی تھی اور نور کافی بنا رہی تھی۔۔۔کیونکہ نور، دانیال اور فلک نے کافی ہی پینا تھی۔

"آریان، دانیال بیٹا تم دونوں بچیوں کو لے جاؤ بازار اور چوڑیاں، مہندی دلوا لاؤ۔ تم لوگوں کے ساتھ ساتھ ان کی بھی اوٹنگ ہو جائے گی۔" ارفع بیگم کے کہنے پر امل، فلک اور نور جلدی جلدی اپنی شکلیں سنوارنے چلی گئیں جو کام کرتے کرتے خاصی بگڑ چکی تھیں۔

بازار میں "چاند رات" کے باعث خاصا رش تھا۔ چاند دیکھنے کی خوشی میں ڈھول پیٹا جا رہا تھا وہیں ہلکی ہلکی آواز میں گانے بھی چل رہے تھے۔۔۔اور لوگوں کے شور، قہقہوں کے سبب گانے کی خاص آواز بھی نا تھی۔ امل، فلک تو پہلے بھی آتیں تھیں مگر نور؟ وہ پہلی بار آئی تھی۔۔ وہ آنکھوں میں چمک لیے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ارد گرد ہر منظر کو اشتیاق سے دیکھنے میں مگن تھی۔۔۔

"امل۔۔فلک۔۔۔مجھے مہندی لگوانی ہے۔" نور خوشی سے چلائی۔

"آؤ چلیں۔۔۔" وہ تینوں دانیال، آریان کو وہیں چھوڑ کر ایک طرف چلی آئیں جہاں پہلے ہی بہت ساری بچیاں اور لڑکیاں بیٹھی مہندی لگوا رہی تھی۔

New Era Magazine

"واؤ۔۔۔یار یہ کتنی پیاری لگ رہی ہے نا؟"نور نے ایک مہندی کے ڈیزائن کی طرف اشارہ کیا جو بہت خوبصورت تھا۔

"رو کو سب۔۔"نور نے فرنٹ کیمرے کھولا اور دھڑا دھڑ سیلفیاں لینے لگی۔۔سب مسکرا کر اس کا ساتھ دے رہی تھیں۔تصویریں لینے کے بعد نور ایک طرف بیٹھ گئی جبکہ امل اور فلک مہندی لگوا رہی تھیں۔۔۔نور سب تصویریں انسٹا گرام پر پوسٹ کر چکی تھی۔امل گلابی کرتا، کیپری پہنے ہوئے تھی۔بالوں کی چٹیا کر رکھی تھی اور فلک نیلی فراک اور جین پہنے ہوئے تھی بالوں کی ڈھیلی پونی بنا رکھی تھی۔ دونوں مہندی لگواتی مسکرا رہی تھیں۔آنکھوں میں خوشی کے ستارے ٹمٹما رہے تھے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔نور نے محبت سے انھیں دیکھا اور دونوں کی تصویر لی پھر دانیال اور آریان کو وہ تصویر بھیجی۔اس سے پہلے کے وہ مہندی لگواتی اس کے موبائل کی نوٹیفکیشن ٹیون بجی۔

"ایک منٹ۔"نور نے مہندی لگانے والی لڑکی کو روکا اور موبائل نکالا۔سامنے فہد کا میسج تھا۔اس نے جلدی سے میسج کھولا۔کتنے عرصے بعد فہد نے کوئی میسج کیا تھا۔وہ میسج پڑھنے لگی۔

"سنو وہ جو ہاتھ پر گول سا دائرہ بناتے ہیں نا جسے تم لوگ پتا نہیں کیا کہتی ہو؟وہ بنوانا۔تمہارے ہاتھوں کی خوبصورتی بڑھ جائے گی۔۔۔اس دائرے کے محور میں ہم دونوں کی ذات ہوگی۔"

نور کے گال تپ گئے۔

"بالکل ناول والی فیلنگ آ رہی ہے۔"اس نے ہاتھ جھلائے۔بنا رپلائے کیے موبائل واپس رکھا۔

"وہ یہ ڈیزائن رہنے دو۔۔اور۔۔اور۔۔۔وو۔۔وہ ٹکی بنا دو دونوں طرف۔"نور ایسے شرمائی

جیسے سامنے فہد ہو۔

پھر مہندی لگوانے، چوڑیاں خریدنے کے بعد وہ تینوں آریان اور دانیال کی طرف چلی آئیں۔

"وہ سامنے دکان ہے چوڑیوں کے پیسے دے آؤ۔" نور نے سامنے دکان کی طرف اشارہ کیا۔ امل چوڑیاں پکڑے ہوئے تھی کیونکہ اس نے مہندی سب سے پہلے لگوائی تھی اس لیے اس کی مہندی سوکھ چکی تھی۔

"تم ہمارے ساتھ آؤ۔" امل نے دانیال کی طرف اشارہ کیا۔ وہ چاروں گاڑی کی طرف چل دیے۔ آریان پیسے ادا کرنے دکان کی طرف آیا۔ اسی وقت سامنے سے فہد آیا۔

"جگر تو کدھر ؟" آریان پیسے ادا کرنے کے بعد اس کی طرف مڑا۔

"بینش کو چوڑیاں دلوانے اور مہندی لگوانے آیا تھا۔" اس کے کہنے پر آریان نے ایک نظر پیچھے بینش کی طرف دیکھا جو سفید شلوار سوٹ پہ خاکی دوپٹہ لیے اشتیاق سے سامنے چوڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اچھا بدلاؤ ہے بینش میں۔۔امید ہے اچھا ہی ہو سب۔" فہد نے سر ہلایا۔

"کل آجانا تم، بینش کو بھی لے آنا ساتھ۔" آریان دو ایک باتیں مزید کر کے باہر کی طرف چلا آیا۔ پھر وہ پانچوں گول گپے کھانے کے بعد گھر آئے۔۔ دانیال نے فلک، آریان نے امل کو گول گپے کھلائے اور بیچاری نور کبھی دانیال کے ہاتھ سے کھاتی کبھی آریان کے ہاتھ سے اور دانیال اور آریان تو آرام سے نور کو کھلا رہے تھے بھئی انھیں اپنی بہن پر بہت پیار آرہا تھا جس نے انھیں اتنی اچھی تصویریں بھیجی تھی اور دانیال تو صدقے واری جارہا تھا۔ یہ نور کا خیال تھا

کہ اگر وہ اس وقت دانیال سے کوئی خزانہ بھی مانگ لیتی تو شاید دانیال وہ بھی دے دیتا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

اگلے روز گھر میں گہما گہمی کا عالم تھا۔مرد حضرات نماز عید ادا کرنے کے لیے گئے ہوئے تھے۔سب مردوں نے آج سفید سوٹ پہنے تھے۔عالیہ لاؤنج میں بیٹھی سب کو اِدھر اُدھر پھرتے کام کرتے دیکھ رہی تھی۔وہ بادامی کھلی فراک اور ٹراوزر پہنے ہوئے تھی۔بالوں کا جوڑا کرر کھا تھا۔گلے میں پینڈٹ اور ہاتھوں میں بریسلٹ پہن رکھا تھا۔اسے کسی بھی کام کے کرنے سے منع کرر کھا تھالہٰذا وہ بیٹھی سویّاں کھا رہی تھی۔فلک اپنے کمرے میں کھڑی چلا رہی تھی۔

"امی میری چوڑیاں کدھر ہیں؟میں رات کو لائی تھی۔۔ہائے میری چوڑیاں۔۔۔"

"چلاؤ مت تمہاری ڈریسنگ کے تیسرے دراز میں ہیں۔"عائشہ بیگم نے اس کے کمرے میں جھانکا۔جو کمرہ کم لگ رہا تھا،کوئی جنگل زیادہ لگ رہا تھا۔

"ایسے مت دیکھیں تھوڑا سا گند پھیلا ہے بس۔"اس کے تھوڑا سا کہنے پر عائشہ بیگم کا منہ کھلا۔

"سارا سمیٹ کر آنا۔"وہ کڑے تیوروں سے بولیں۔

"سمجھیں ہو گیا آپ بس میری سویوں کی پلیٹ تیار رکھیں میں آ رہی ہوں۔"عائشہ بیگم نے اسے گھورا۔اس لڑکی کی ہر بات کھانے سے شروع ہو کر کھانے پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"فلک نے جلدی جلدی چوڑیاں پہنی پھر کھسہ پہنا اور شیشے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

New Era Magazine

"ہائے ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ۔" فلک کہہ کر ہنس دی۔ مسٹرڈ فراک جو گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تھی اور ساتھ مسٹرڈ ہی کیپری تھی ساتھ گولڈن کھسہ اور ایک ہاتھ میں گلابی چوڑیاں پہنے، گلے میں چوکر تھا اور بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھا ہوا تھا اور ہلکی ریڈ لپسٹک لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ایک نظر کمرے کو دیکھا۔

"سوری مما۔" زبان دانتوں تلے دبائے وہ بولی پھر ٹھک سے دروازہ بند کرتی ایک ساتھ دو دو سیڑھیاں پھلانگتی نیچے آئی۔ جہاں عالیہ بیٹھی تھی۔ عالیہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"ماشاءاللہ۔" فلک دوڑ کر عالیہ تک آئی اور اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

"عید مبارک بھابھی۔" عالیہ نے اسی کے انداز میں اسے بھی عید مبارک کہا۔

"عید مبارک چٹخو۔۔۔" عالیہ نے نا سمجھی سے فلک کو دیکھا پھر سمجھ آنے پر ہنس دی۔

"جلدی آجاؤ۔۔ یار پھوپھو مِس کر رہی ہیں تمہیں۔" فلک بے چارگی سے کہتے اٹھی اور کچن کی طرف چلی آئی۔

"عید مبارک۔۔۔سب کو!! میری سویّاں؟؟" عید ملنے کے بعد وہ اپنی سویوں کے بارے میں پوچھنے لگی۔ پھر تب تک نا اٹھی جب تک دل بھر کر سویّاں نہیں کھائیں بلکہ جانے سے پہلے سینڈوچ اٹھا کر لے جانا نہیں بھولی۔ عیدی لوٹنے کا مشن تو ایک ساتھ شروع کرنا تھا۔

"اچھا چلتی ہوں۔۔۔ کھانے کے وقت پر یاد کر لینا۔۔"

وہ "چنا میرے آ" گانے کی ٹانگیں توڑتی یہ جا اور وہ جا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل کچن میں کھڑی لبِ شیریں بنا رہی تھی۔

"استغفر اللہ۔۔۔ماسی جی تیار نہیں ہونا؟"فلک نے امل کے حلیے پر چوٹ کی جو رات والا کھلا ٹراوزر اور شرٹ پہنے تھی بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا اور ایپرن پہنے وہ خاصی مصروف تھی۔

"ہاں بس جا رہی ہوں تیار ہونے۔۔۔مما کا تو کام ختم ہو گیا تھا وہ تیار ہونے جا چکی ہیں میں بس یہ فریج میں رکھ دوں پھر جا کر تیار ہوتی ہوں۔چاول کھاؤ گی؟"امل نے باول فریج میں رکھا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ؟"فلک نے فوراً چمچ پکڑ کر کرسی سنبھالی۔۔۔امل نے اسے پلیٹ میں چاول نکال کر دیے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو میری بھابھی جان۔"امل نے اس کی ناک کھینچی۔

"اوئے میں تمہاری بھابھی بعد میں ہوں دوست اور بہن پہلے۔۔۔سو پلیز۔"فلک بھرے منہ سے بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"امل نے منہ بنایا۔

"پیاری دوست،بہن اور بھابھی عید مبارک۔"امل نے خوبصورت انداز میں بات سمیٹی۔

"اہاں خیر مبارک اور۔۔۔میری پیاری دوست،میری بہن اور بھابھی جان آپ کو بھی عید مبارک۔"فلک اسی کے انداز میں بولی۔

"اب جاؤ میرے کھانے کو نظر لگاؤ گی؟"فلک نے اسے گھورا۔

"جا رہی ہوں۔۔نور کو بھی دیکھوں صبح کی کمرے سے نہیں نکلی۔بس چاولوں میں چار چمچ مار کر چلی گئی اپنے ہجرے میں۔"امل کی بات پر فلک ہنسی۔

"کمرے میں جانے سے بہتر ہے اسٹڈی میں چیک کرو میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں وہیں بیٹھی ناول پڑھ رہی ہو گی۔۔اور اب جاؤ۔"فلک ہنس کر کہتی آخر میں سنجیدہ ہوئی۔امل

نے آنکھیں گھمائیں اور تیار ہونے چل دی۔ کمرے میں پہنچ کر کمرے کی حالت نے بتادیا تھا کہ نور تیار ہو چکی ہے۔ امل نے سارا پھیلاوا سمیٹا اور تیار ہونے لگی۔

فلک نے چاول کھائے پھر فریج سے ٹین پیک اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر آگئی۔ پہلے امل کے کمرے کی طرف جانے لگی پھر مڑی اور دانیال کے کمرے میں چلی آئی۔ کمرے میں دانیال کے کلون کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ کمرہ صاف ستھرا تھا۔

"افففف اس کا کمرہ اور میرا کمرہ جسے میں صاف بھی کر کے نہیں آئی؟؟" فلک نے بے اختیار جھرجھری لی۔ یہی فرق تھا چاہے دانیال جتنا بھی پھیلاوا بکھیرتا تھا مگر اسے اکٹھا بھی خود کرتا تھا۔ وہاں سے دروازہ کھولتی وہ اسٹڈی میں آگئی اور توقع کے عین مطابق وہاں نور بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی۔

"بس آخری دو پیج رہ گئے رکو۔" نور دوبارہ مصروف ہو گئی۔ فلک نے اسے دیکھا جو آج روز کے معمول سے ہٹ کر بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ لال اور نیلا بڑے بڑے خانوں والا کرتا اور لال کیپری پہنے تھی۔۔ بالوں کو آج کرل کر کے کھلا چھوڑا گیا تھا۔۔ کرل ایسے تھے کہ اوپر سے سیدھے آتے بال نیچے آکر کرل ہو جاتے۔ ہاتھوں میں مہندی کے ساتھ ساتھ ہم رنگ لال چوڑیاں بہار دکھا رہی تھی کانوں میں سنہری بالیاں اور سنہرا باریک پینڈنٹ پہنے۔ لال ہی لپسٹک لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"اوہ جناب لگتا ہے آج کسی کی فرمائش پر تیار ہوئی ہو۔" فلک شرارتی لہجے میں بولی۔

"نہیں تمہارا مطلب کیا ہے؟؟" نور دوپٹہ کندھوں پر سیٹ کرتے بوکھلائی ہوئی بولی۔

بنو مت ہم سب کی اماں ہو تم۔۔۔ آئی بڑی معصوم بی بی۔" فلک نے اسے گھورا۔"

New Era Magazine

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ سر نفی میں ہلاتی معصومیت کا مکمل ڈرامہ کر رہی تھی جس کی حقیقت فلک کو پتا تھی۔ تبھی وہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"اچھا چھوڑو میں تمہیں ناول سناؤں؟" نور نے بات بدلنا چاہی۔

"اُفف۔۔۔۔" فلک نے نور کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

"آؤ امل کو دیکھیں۔۔ تیار ہوئی کہ نہیں۔۔ نیچے دانی وغیرہ تو آ چکے ہیں شاید۔۔" فلک نے نیچے سے آتی آوازیں سن کر اندازہ لگایا۔ وہ دونوں امل کے کمرے میں آ گئیں۔

"ارے واہ۔۔۔ کیا بات ہے؟؟" نور نے امل کو دیکھا جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ریڈ لپسٹک لگا رہی تھی۔ پیچ رنگ کے شلوار قمیض پر وہ بڑا سا ہم رنگ سنہری کڑھائی والا دوپٹہ لیے ہوئے تھی جس کی چاروں طرف گوٹی لگی ہوئی تھی۔ لمبے سیدھے بال کھول کر پشت پر پھیلا رکھے تھے۔ دونوں کلائیوں میں سنہری چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔ پیروں میں گولڈن کھسہ اور کانوں میں بڑے بڑے جھمکے پہنے ہوئے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"چشمِ بد دور۔۔۔ اللہ تم تینوں کو نظرِ بد سے بچائے۔" اسماء بیگم نے ان تینوں کی نظر اتاری۔ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھیں۔

"شکریہ امی۔" فلک مسکرا کر بولی۔ فلک کے اسماء بیگم کو امی کہنے پر امل اور نور نے آئبرو اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اسماء بیگم کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

"میرا دل خوش کر دیا تم نے بیٹا۔"

"پر آپ کی بہو نے کبھی آپکے بیٹا کا تو دل خوش نہیں کیا۔" کمرے میں داخل ہوتے دانیال نے اسماء بیگم کے آخری لفظ سنے تھے تبھی دل نے کہا اس خوبصورت چڑیل کو چھیڑا جائے۔

"دانی۔۔۔" فلک نے دانت پیسے۔غصے میں اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔دانیال نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"عید مبارک۔"امل اسے گھورتے ہوئے بولی۔اس نے موضوع بدلنا بہتر سمجھا ورنہ ان کا کیا بھروسا تھا کہ لڑائی شروع کر دیتے۔

"خیر مبارک۔"دانیال نے جیب سے جیسے ہی پیسے نکالے امل خوش ہو گئی کیونکہ دانیال سخی ہو رہا تھا۔۔۔ورنہ ایک روپیہ دینا اپنی توہین سمجھتا تھا۔امل نے خوشی سے ہاتھ آگے بڑھائے۔لیکن دانیال اس کے پاس سے گزر کر اسماء بیگم کی طرف چلا آیا۔

"امی جان میرا صدقہ تو اتار دیں نا اتنا پیارا لگ رہا ہوں سب گھور رہی ہیں۔"وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتا ہوا بولا۔یوں لگ رہا تھا معصومیت کا خاتمہ اسی پر ہوا ہے۔امل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔فلک کا جی چاہا کہ دو ایک ہاتھ تو لگا ہی دے منحوس کو۔اسماء بیگم ہنستے ہوئے چلی گئیں۔

"امل ذرا میرے ساتھ آنا۔"نور نے امل کو اشارہ کیا۔اس کے موبائل پر آریان کا میسج آیا تھا جو چاہتا تھا کہ نور امل کو گھر کی پچھلی طرف بنے باغ میں پہنچا دے۔دوسری طرف دانیال کی بھی خواہش تھی کہ اسے اور فلک کو تھوڑی دیر اکیلا چھوڑا جائے۔خیر آج کل نور آریان اور دانیال کے کام بخوبی کر رہی تھی۔ان دونوں نے اسے کیا لالچ دیا تھا اس کا پتا صرف ان تینوں کو ہی تھا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد دانیال فلک کی طرف مڑا۔جو دونوں بازو کمر پر ٹکائے کھڑی اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور رہی تھی۔

"یار مذاق کر رہا تھا۔سنا ہے خوبصورت چڑیل کو لفٹ کرواؤ تو وہ پیچھے پڑ جاتیں ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"دانیال شاہ ادھر ہی رک جاؤ۔۔۔ورنہ جو ہو گا وہ اچھا نہیں ہو گا۔" فلک نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔ مگر وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔

"اچھا مثلاً کیا؟" وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"مار کھاؤ گے دانیال شاہ مجھ سے۔"

"دل و جان سے تیار ہوں۔" وہ اس کی مہندی کے ڈیزائن پر انگلی پھیر رہا تھا۔ شاید اپنا نام لکھ رہا تھا۔

"ایک مکا پڑا نا ناک پر ساری عاشقی ناک کے راستے باہر نکل آنی ہے۔" فلک نے غور کیا وہ واقعی اپنا نام لکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔کیا کر رہے ہو؟"

"بے فکر رہو۔۔۔ تمہارے دل پر تو میرا نام نقش ہے مگر دیکھ رہا تھا یہاں بھی لکھتی تو ہاتھ غضب ڈھاتا۔" دانیال شرارتی لہجے میں بولا۔

"بڑی خوش فہمیاں ہیں جناب کو؟"

"آپ کی عطا کردہ ہیں۔" دانیال دوبدو بولا۔

"الزام نا لگاؤ مجھ پر جھوٹے۔" فلک نے ہاتھ چھڑا کر اسے مکا مارا۔

"اچھا سنو۔۔۔"

"کہو؟"

"مجھے آپ کہا کرو۔" دانیال مسلسل شرارت پر آمادہ تھا۔

"پی کر تو نہیں آئے؟" فلک نے شکی انداز میں اسے گھورا۔

New Era Magazine

"استغفر اللہ۔"وہ بدک کر پیچھے ہٹا۔

"شرم کرو فلک بیگم ایک معصوم سی خواہش تھی وہ بھی تم پوری نہیں کر سکتی۔"

"ایک بار ہی کہوں گی۔۔اب تمہاری مرضی ہے ابھی سننا ہے تو سن لو ورنہ پھر کبھی۔"

"سنو۔۔۔مجھے ابھی سننا ہے۔"دانیال نے اس کا بھرپور جائزہ لیا۔

"آپ بہت فضول آدمی ہیں مسٹر مگر پھر بھی اسے میری مجبوری سمجھیں یا پھر کچھ اور اب مجھے آپ جیسے فارغ انسان کے ساتھ ہی گزارا کرنا ہے۔ظاہری بات ہے کوئی اور آپشن بھی تو نہیں ہے۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی اور اپنی بات مکمل کر کے دانیال کی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"شکریہ۔"دانیال نے اس کے ماتھے پر اپنے پیار کی پہلی مہر ثبت کی۔

"عید مبارک بیگم۔"جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرنے کے بعد ایک نظر اسے دیکھتا وہ باہر کی طرف چل دیا۔

"عید مبارک۔"فلک نے بے آواز لب ہلائے۔پھر گال تھتھپاتی باہر کو چل دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

نور،امل کو لیے باہر چلی آئی۔

"نور کہاں لے جا رہی ہو مجھے؟"امل نے کوئی تیسری بار اپنا سوال دہرایا تھا۔

"چپ کرو ایک تو میں کنواری تم چاروں کے درمیان پھنس گئی ہوں۔"نور بڑبڑائی۔

کیا کہہ رہی۔۔۔"آگے کی بات منہ میں رہ گئی تھی۔"

سامنے آریان کھڑا تھا۔وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔نور بتیسی کی نمائش کرتی چلی گئی۔

"ہاہاہا۔۔۔نور کو کتنے میں خریدا؟"امل نے دور جاتی نور کو دیکھا۔

"زیادہ نہیں بس ہفتے کے تین ناول پر۔"ریان نے کندھے اچکائے۔

"عید مبارک۔"امل اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔وہ لگ ہی اتنا خوبرو رہا تھا۔

"خیر مبارک مسز آریان۔"

"اچھی لگ رہی ہو۔"آریان نے اس کے دوپٹے کا نیچے لٹکتا پلو اٹھا کر اس کے سر پر دیا۔۔امل نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی دوپٹہ اپنے سر پر جمایا۔

"کچھ ہے میرے پاس تمہارے لیے۔"امل نے سوالیہ انداز میں آریان کی جانب دیکھا۔آریان نے بنا کچھ کہے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

آریان نے وہ چیز اس کے سامنے کی تو امل کی آنکھوں میں پہلے حیرت، پھر خوشی اور پھر آنسو آگئے اور اس کے بعد وہ بے اختیار رو دی۔

"آریان۔۔۔"اس کے لبوں سے سرسراتی آواز نکلی۔یہ وہی چین تھی جو اس نے آٹھ سال پہلے جدائی کی شام آریان کو تھمائی تھی۔وہ بلکل ویسی ہی تھی جیسے امل نے اسے پکڑائی تھی۔

"آپ ہر بار مجھے حیران کر دیتے ہیں آریان۔"وہ آنکھیں رگڑنے کے بعد اس کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"اتنا نہیں جتنا تم مجھے کرتی ہو ڈیئر۔"امل نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ 'آپ' کا کیا سین ہے؟ جب سے آیا ہوں حیران کر رہی ہو ایسے؟"

"کوئی نہیں بس آپ کی عزت کرنے کا دل کیا مگر لگتا ہے آپ کو عزت راس نہیں ہے۔"وہ ایک لمحے کے توقف کے بعد بولی۔آریان نے آئیبرو اٹھا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔بڑی بات ہے۔

"اور یہ عزت کرنے کی وجہ؟"

"میرا دل کہہ رہا تھا۔آپکو کوئی مسئلہ ہے کیا؟"امل تڑخ کر بولی۔

"اوہو ریلکس۔۔۔میں پہنادوں؟"آریان نے چین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔امل نے آنکھیں جھکا لیں۔۔جس کا مطلب اقرار تھا۔

آریان نے مسکراہٹ چہرے پر سجا کر لاکٹ کھولا۔امل نے اپنے بال اٹھائے تو آریان نے باآسانی اسے وہ لاکٹ پہنا دیا۔پھر اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

"آج یہ اپنی حقیقی جگہ پہنچ گیا ہے۔۔"

"آٹھ سال بعد۔۔۔"

"ہاں آٹھ سال بعد۔"آریان دھیرے سے بولا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

ہر بار کی طرح سب نے آج بھی دوپہر کا کھانا"آفندی مینشن" میں اور رات کا کھانا "شاہزیب مینشن"میں کھایا۔عالیہ بھی آئی تھی مگر بعد ازاں اس کی طبیعت کے مدِ نظر اسے اور صارم کو گھر واپس بھیج دیا گیا تھا۔امل،نور اور فلک نے تو عیدی لوٹی ہی لوٹی تھی دانیال بھی ان کی پارٹی میں شامل ہو گیا تھا اور تب تک پیچھے نہیں ہٹا جب تک ان تینوں سے زیادہ جمع نا کی۔ان کے برابر عیدی جمع کرنا مشکل تھا مگر دانیال کے لیے نہیں۔جو باہر کالونی کے چار پانچ

بچوں کے پیسے بھی چھین لایا تھا۔انھیں بہلانے کی خاطر دو،دو لولی پاپ بھی دے آیا تھا اور ان بچوں کو لولی پاپ پیسوں سے زیادہ لگ رہے تھے بیچارے!!

چائے کا دور چلنے سے پہلے ہی فہد اور بینش بھی آ گئے تھے۔ بینش گھر میں سب سے پہلی بار مل رہی تھی۔اسے ان سب کو اکھٹا دیکھ کر خوشی ہوئی تھی۔دل میں کہیں حسرت بھی جاگی۔کیونکہ ساری عمر وہ اکیلے ہی رہی۔یوں ایک ساتھ کبھی کوئی تہوار خاندان کے ساتھ نہیں منایا۔کوئی خوشی کا موقع بھی ہمیشہ خود سے ہی بانٹا،اسے بانٹنے کے لیے کوئی بھی ساتھ نا ہوتا تھا۔نا غم بانٹنے کے لیے کوئی ساتھ تھا۔سب کے درمیان بیٹھ کر باتیں اور اچھا وقت گزارتی بینش کو آج شدت سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ خاندان انسان کی زندگی،اس کی خوشی،اس کی بقا کے لیے بہت ضروری ہیں،خاندان کے دائرے میں انسان محفوظ رہتا ہے اس دائرے سے نکلتا ہے تو اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہتا۔ آج اسے شدت سے ایک خاندان کی کمی محسوس ہوئی تھی۔اسے ان لوگوں کے درمیان رہنا اچھا لگ رہا تھا۔

"بیٹا آپ کون سے ڈیپارٹمنٹ سے ہو؟" یہ سوال اسماء بیگم کی طرف سے آیا تھا جنہیں فہد کی زبانی ابھی علم ہوا تھا کہ بینش یونیورسٹی اسٹوڈنٹ ہے۔

"یہ ہمارے ساتھ پڑھتی ہے۔ہم ایک ہی ڈیپارٹمنٹ سے ہیں۔یہ کلاس فیلو ہے ہماری۔" بینش کے بجائے جواب دانیال کی طرف سے آیا تھا۔وہ چاروں ابھی واک کر کے لوٹے تھے لیکن نور نے جانے سے منع کر دیا تھا سو وہ گھر ہی تھی۔بینش بس یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اور اپنے بے تاب دل کو سکون پہنچا رہی تھی۔تصویریں دیکھ کر قرار کہاں آتا ہے؟

"بینش بتاؤ پہلے دن کیا ہوا تھا؟" دانیال نے ہنس کر کہتے ہوئے بینش کو چڑانا چاہا۔

"بینش ؟" دانیال نے دوبارہ اسے پکارا۔ فہد نے بغور اسے دیکھا۔ وہ جیسے ایک دم چونکی۔

"ہمم ؟؟ کیا کہہ رہے تھے ؟"اس نے اتنی بے خودی پر خود کو کوسا۔

"آنن۔۔۔۔کچھ نہیں۔"دانیال خود ہی ساری باتیں بتانے لگا۔ بینش جیسے وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔ کسی اور نے غور کیا ہو یا نہیں فہد نے ضرور کیا تھا اور وہ بینش سے بات کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ سارے وقت میں بینش کسی نا کسی بہانے سے دانیال کو دیکھتی رہی۔اس سے کچھ فاصلے پر امل، فلک اور نور بیٹھی تھیں۔ باقی سب ایک طرف بیٹھے اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ نور کو تو رہ رہ کر فہد پر غصہ آ رہا تھا۔

"ہونہہ۔۔آیا بڑا محبت و پیار کے دعوے کرنے والا۔۔۔اب عید مبارک بھی نہیں کہا گیا حد ہے! سنگلز کی بھی کوئی عید ہے۔۔منگلز کی ملاقاتیں کرواتے رہو بس۔ خود کو اپنا نام نہاد عاشق عید مبارک بھی نا کہہ سکے۔اب ذرا بات تو کرے منہ نا توڑ دیا تو مجھ پر ہی لعنت ہو۔"وہ دل ہی دل میں کڑتے ہوئے اسے صلواتیں سنا رہی تھی۔ فہد کو انگلینڈ سے اپنے وکیل کا فون آیا تھا۔وہ آج کل اپنی ماں کی جائیداد کے کاغذات بنوا رہا تھا۔اسے یہ جائیداد بیچ کر اس کی رقم پاکستان میں کسی یتیم خانے یا این۔جی۔او کو دینا تھی۔ وہ یہ کام اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے کرنا چاہتا تھا اور آدھی رقم اسے خود اپنا گھر لینے کے لیے چاہیے تھی۔ وہ اپنی پوسٹنگ کے فوراً بعد ایک نیا گھر لینے کے بارے میں سوچ رہا تھا گو کہ ڈیپارٹمنٹ نے بھی اسے کچھ عرصے تک گھر دے دینا تھا مگر اسے آریان کے گھر کے ساتھ ہی گھر چاہیے تھا تاکہ مستقبل میں بھی وہ سب ایک دوسرے کے قریب رہیں۔وہ سب سے معذرت کرتا فون سننے کے لیے باہر چلا گیا۔

"نور!!"اسماء بیگم کی آواز پر نور اٹھ کر کچن کی طرف چلی آئی۔جہاں اسماء بیگم ملازمہ کے ساتھ مل کر چائے اور دیگر لوازمات ٹرولی میں سیٹ کر رہی تھیں۔

"جی میری پیاری سے خالہ جانی؟؟فرمائیں؟"نور نے لاڈ سے ان کے گلے میں باہیں ڈالیں۔

"خیر ہے؟بڑا پیار آرہا ہے تمہیں مجھ پر؟"

"ہی ہی۔۔خالہ آپ بھی نا؟"اسماء بیگم نے مشکوک انداز میں اسے گھورا جوان کے گھورنے پر آنکھیں گھما رہی تھی۔

"کیا چاہیے؟"نور دو منٹ خاموشی سے انھیں دیکھتی رہی پھر کھسیا کر بولی۔

"یہ ہوئی نا بات آپ کتنی اچھی۔۔۔اصلی والی خالہ ہیں جو بغیر کہے سب جان جاتی ہیں۔"وہ دانت نکوستے ہوئے بولی۔اس کے اصلی کہنے پر اسماء بیگم نے اسے گھورا۔

"اصلی کیوں؟تمہیں میں چین کا مال لگتی ہوں؟خیر مقصد بتاؤ اپنا؟؟"وہ سر جھٹک کر بولیں۔

"مجھے نا خالہ جانی آپ کا موبائل چاہیے۔میں نے تصویریں بنانی ہیں اور میرے موبائل کی میموری فل ہو گئی ہے۔"اس کی بات پر اسماء بیگم کا منہ کھلا۔

"یااللہ!!لڑکی۔۔آئی فون کی میموری سب سے زیادہ ہوتی ہے اور تم کہہ رہی ہو تمہارے آئی فون کی میموری ختم ہو گئی؟وضاحت دو کہ ایک سو ساٹھ جی بی کہاں گئی؟کیسے گئی؟"اشارے سے انہوں نے ملازمہ کو چائے لے جانے کا کہا۔

"خالہ جانی۔۔اب دیکھیں۔۔ایک تو ہو گئی کینڈی کرش۔ٹھیک ہے نا؟باقی میرا انسٹا گرام،فیس بک،ٹویٹر،واٹسیپ،یوٹیوب،پب جی، میرے ہر ایونٹ کی تصاویر جن کی

میموری کل چوبیس جی بی ہے۔۔بس۔۔"بس کہنے پر اسماء بیگم کی آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ گئی۔

"ہمم۔۔۔ٹھیک ہے اور باقی؟"

"باقی میرے ناولز۔"وہ دانت نکالتے ہوئے بولی۔

"استغفراللہ۔"وہ بڑبڑائیں۔

"لے لینا فلحال مالی بابا کو کھانا دے آؤ۔شرفو،رضیہ اور بچے تو کھا چکے ہیں۔"مالی بابا پچھلے دس سالوں سے انہی کے ہاں سرونٹ کوارٹر میں اپنے پورے خاندان کے ساتھ رہ رہے تھے۔خاندان تھا ہی کتنا صرف پانچ لوگ تھے۔مالی بابا کا نام تو دین محمّد تھا مگر سب شروع سے انھیں مالی بابا ہی کہتے تھے۔ان کی بیوی کو مرے تو بارہ سال گزر گئے تھے۔ ایک بیٹا شرفو تھا جسے سب شرفو کاکا کہتے تھے وہ گیٹ کیپر تھا اور بہو رضیہ تھی جو انہی کے ہاں کام کرتی تھی۔شرفو اور رضیہ کے دو بچے تھے۔عید پر شرفو،رضیہ اور بچوں کو ان کے ننھیال لے جاتا تو مالی بابا کے کھانے پلانے کی ساری ذمہ داری انہی کی ہوتی تھی۔نور مالی بابا کے کھانے کی ٹرے لیے سرونٹ کوارٹر کی طرف چلی آئی۔سامنے ہی چارپائی پر مالی بابا لیٹے ہوئے تھے۔

"سلام مالی بابا۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔آؤ دھی رانی۔"

"یہ رہا آپ کا کھانا۔"نور نے ان کے سامنے ٹرے رکھی۔

"پتر پاکستان میں تیری پہلی عید تھی۔کیسی گزری؟"مالی بابا اٹھ کر ایک کونے میں لگے بیسن سے ہاتھ دھونے لگے۔

"اچھی گزری باباجی۔" وہ چارپائی پر ہی بیٹھ گئی۔ اسے ہمیشہ ان سے باتیں کر کے اچھا لگتا تھا۔

"ماشاءاللہ۔۔" وہ دھیرے سے بولے پھر کھانا کھانے لگے۔

"آپ کی عید کیسی گزری؟"

"الحمداللہ پتر اچھی گزر گئی۔۔۔اب کیا عید پتر کیا وہ جوانی والی موجیں؟ اب تو بس دن گن رہا ہوں زندگی کے۔ عید تو جوانی میں ہوتی تھی جب زوہرا زندہ تھی۔ ہائے چلی۔۔۔ بڑا پیار کرتی تھی مجھ سے۔" وہ گہرا سانس بھر کر بولے۔ جھریوں زدہ چہرے پر بھی اپنی شریک حیات کو یاد کر کے مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"تو آپ نہیں کرتے تھے ان سے پیار؟"

"پتر میں پیار سے زیادہ اس کی عزت کرتا تھا۔ مجھے وہ بڑی پیاری تھی۔ کاش رب سے تھوڑی اور عمر لکھوا کر آئی ہوتی۔ اس عمرے بیٹھ کر ہم باتیں کرتے۔۔۔ مگر رب کے فیصلے وہی جانے۔" آنکھوں میں مسکراہٹ کے دیے بجھے تو نمی تیرنے لگی۔

"آپ اداس ہو رہے ہیں باباجی؟"

"نہیں پتر۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ میں راضی ہوں رب کی رضا پر۔۔ اور پتر بندہ سیکھ لے نا رب کی رضا پر راضی ہونا پھر وہ رب اسے بڑے بڑے غم برداشت کرنے کا حوصلہ وی دے دیتا ہے۔"

کیا بات ہے باباجی بڑی اچھی باتیں کرتے ہو آپ۔۔۔ کبھی ناول لکھنے کا ارادہ بنا تو ساری ایسی" باتیں آپ سے ہی پوچھ کر لکھوں گی۔"

"ہاہاہا۔۔" اس کی بات پر بابا ہنسنے لگے۔

"خیر آپ کھانا کھائیں۔شب بخیر۔"

"جیتی رہ بیٹا خوش رہ سدا۔"

"آمین۔"وہ مسکرا کر کہتی باہر چلی آئی۔سامنے کچھ دور فہد گاڑی کی پچھلی سیٹ پر جھکا کچھ نکال رہا تھا۔وہ اسے سرونٹ کواٹر میں جاتا دیکھ چکا تھا۔اندھیرے کے باعث وہ دیکھ نا پائی کہ فہد کے ہاتھوں میں کیا تھا۔جس جگہ وہ کھڑی تھی وہ مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی اور پورے گھر کی نسبت وہاں روشنی کم تھی۔فہد ارد گرد دیکھتا اسی کی طرف چلا آیا۔

"یہاں کیا کر رہی تھی؟"فہد کا پہلا سوال۔نور نے آنکھیں گھمائیں۔

"خشک بندہ۔"دل میں ہی لقب دیا۔

"تمہیں اس سے کیا؟؟کام سے آئی تھی۔"وہ ناک سکوڑ کر بولی۔

"لعنت ہے مجھ پر۔"وہ دل ہی دل میں بولی۔فہد نے گہری سانس لی۔

"ناراض ہو؟"نور لا تعلقی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔فہد کے سوال پر نظروں کا زاویہ اس کی طرف موڑا۔

"نہیں ہونا چاہیے؟بندہ ایک میسج ہی کر دیتا ہے۔عید مبارک تک نہیں کہا تم نے مجھے۔"وہ غصے سے بولی۔

"بندہ میسج چیک کر لیتا ہے۔"فہد نے اپنے موبائل پر واٹسیپ کھول کر اسے موبائل پکڑایا۔سامنے ہی فہد کی اور اس کی چیٹ تھی۔اس نے نور کا نمبر اپنے موبائل میں "مائن"لکھ کر سیو کیا تھا۔نور نے اس پر ایک آئیبر واچکا کر فہد کو دیکھا۔مگر فہد تو آرام سے اِدھر اُدھر دیکھنے میں مگن تھا جیسے پتا نہیں باز کی نظر اس کے پاس ہے کہ اندھیرے میں بھی سب دیکھ لے

گا۔آخری میسج رات بارہ بج کے دس منٹ کا تھا۔جس میں فہد نے اسے عید مبارک وش کیا ہوا تھا۔نور نے موبائل اسے واپس پکڑا یا۔

"واٹسیپ نہیں چلایا تھا آج میں نے۔"وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر شرمندگی دور کر رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔تمہارے لیے کچھ ہے میرے پاس۔"

"کیا ہے؟جلدی دو پلیز۔"نور خوشی سے چیخ مارتے ہوئے بولی۔

"آہستہ یار۔"فہد نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر وہ نور ہی کیا جس پر اس کا اثر ہو جائے۔

"جلدی گفٹ دو مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔"

"ہاں دکھ رہا ہے۔"اس کے بے صبرے انداز کو دیکھ کر فہد نے وہ گفٹ پیک اس کے سامنے کیا۔

"میں اس کے لیے شکریہ بلکل نہیں کہوں گی۔"وہ اٹھلائی اور اسے آنکھ ماری۔

"میں سنوں گا بھی نہیں۔"وہ ہنس کر کہتا اندر جانے لگا پھر کچھ یاد آنے پر مڑا۔

"سنو۔۔۔میرا مان رکھنے کے لیے شکریہ۔۔۔یہ مہندی تمہارے ہاتھوں پر بہت سجی ہے۔"وہ مسکرایا۔

"میں بھی شکریہ نہیں سنوں گی۔"نور نے ہنس کر کہتے ہوئے فہد کے گال پر چٹکی بھری۔

"اوو۔۔۔میرا باگڑبلا۔"فہد نے حیرت کی زیادتی سے کھلا اپنا منہ بند کیا۔

"پہلے تندوری چکن،پھر مسٹر ٹشو،پھر پردے والا اور اب باگڑبلا۔"اس نے مسکرا کر اپنے بالوں میں ہاتھ چلایا۔

"تم کیا چیز ہو یار؟"وہ بڑبڑایا۔

"میں چیز بڑی ہوں مست مست۔"نورزبان نکال کر کہتی گفٹ دوپٹے تلے چھپائے یہ جااور وہ جا۔

"یااللہ مستقبل قریب میں میرا کیاہوگا؟"وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج اتوار تھا۔آج شام آریان اور فہد کو واپس جانا تھا۔اب کی بار واپسی پر ان کی ٹریننگ مکمل ہو جانا تھی۔۔۔بلکہ اب کی باران کی پوسٹنگ بھی ہو جانا تھی۔"بخت ولا"میں نوکر اپنے معمول کے مطابق اپنا اپنا کام کرنے میں مصروف تھے۔مگر کچھ تو تھا جو معمول کے مطابق نہیں تھا۔۔۔بخت قریشی فون کان کو لگائے اپنے کمرے میں اِدھر اُدھر اضطرابی حالت میں چکر لگارہا تھا۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟"گالی۔۔۔"خبر پکی ہے نا؟کیا؟؟"بخت قریشی نے الماری سے وائن کی بوتل نکالی اور سائیڈ پر پڑے گلاس میں اسے انڈیلا۔اب وہ چلتے چلتے گھونٹ گھونٹ وائن حلق میں اتار رہا تھا۔

"وہ جائیداد میری ہے۔۔۔آفٹر آل وہ اس باسٹرڈ کی ماں بعد میں میری بیوی پہلے تھی اور اس کی موت کا افسوس مجھے بھی تھا۔۔ہاہاہا۔" بات کے آخر میں اس نے بے ڈھنگے انداز میں قہقہہ لگایا۔

"پر آپ اتنی دولت کا کیا کریں گے؟"اس کے مخبر نے تجسس سے پوچھا۔

"میں بہت دولت مند بننا چاہتا ہوں سب سے امیر۔۔اتنا امیر کہ سب میرے سامنے چیونٹیاں لگیں اور یہی میرا مقصد ہے اور میرے مقصد کی راہ میں کوئی بھی آیا میں اسے اپنے راستے سے

ہٹادوں گا۔ سہیل اور فرحان مجھ سے بزنس علیحدہ کر کے سوچتے ہیں جیسے میں فقیر ہو جاؤں گا ان کے بغیر۔ہاہاہا۔میرے مقصد کی راہ میں آنے والا مارا جائے گا۔وہ چاہے میرا سگا بیٹا ہو یا بیٹی۔۔میں سب سے امیر ہونا چاہتا ہوں۔یو بلڈی باسٹرڈ تم ہوتے کون ہو مجھ سے پوچھنے والے؟"بخت قریشی نشے میں آکر سب بولتا گیا پھر ایک دم غصے میں آکر چیخا اور فون زمین پر دے مارا۔فون کی سکرین چکنا چور ہو گئی۔اس سے اب تک یہ ہضم نہیں ہو رہا تھا کہ فہد اس جائیداد تک پہنچ چکا ہے۔کئی بار اس نے بہانے سے کاغذ سائن کرانے چاہے مگر ہر بار قسمت فہد کا ساتھ دے دیتی۔اب اسے جلد از جلد کچھ کرنا تھا۔غصہ دماغ پر حاوی ہونے لگا تھا۔کچھ نشے کا اثر تھا۔اس وقت بخت قریشی ساری پریشانیوں کو پس پشت ڈالنا چاہتا تھا۔اس نے سائیڈ پر پڑا اپنا دوسرا موبائل اٹھایا۔

"نگہت میں آرہا ہوں۔مجھے آج تمہارے کوٹھے کی سب سے حسین لڑکی چاہیے۔پیسے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائیں گے۔"کال کاٹنے کے بعد وہ اپنی گاڑی لیے چلا گیا۔معمولی نشے بخت قریشی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔اب بھی وہ آرام سے ڈرائیونگ کرتا اپنی آخرت برباد کرنے چلا آیا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد جانے سے پہلے بینش سے بات کرنا چاہتا تھا۔اس لیے وہ تیار ہو کر اسی کے کمرے میں چلا آیا۔ناک کرنے کے بعد بھی کوئی جواب نا آیا تو وہ پریشان ہو کر یونہی اندر چلا آیا۔بینش سر جھکائے بیڈ پر گم سم بیٹھی تھی۔سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔وہ ناجانے کس چیز کو بڑے غور سے

دیکھ رہی تھی۔ فہد کو تجسس ہوا۔ وہ بیڈ کی دوسری طرف سے آیا۔ اس سے پہلے بینش لیپ ٹاپ بند کرتی فہد اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک چکا تھا۔ بینش نے آنکھیں زور سے میچ لیں اور سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ اسکرین سامنے تھی جس پر دانیال کی کوئی تصویر تھی۔ فہد کا شک یقین میں بدل گیا۔ اس نے گہری سانس لی۔ اس معاملے کو نرمی سے سنبھالنا تھا کیونکہ اب معاملا دل کا تھا۔

"بھائی۔۔وہ۔۔میں بس ایسے۔۔۔" فہد نے بینش کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"کب سے محبت کرتی ہو؟" فہد نے ہی تو اسے پالا تھا۔ بینش کی ماں اس کا سب کچھ فہد ہی تو تھا۔ اسے بھی کچھ نا بتاتی تو کہاں جاتی۔ بینش سر جھکا گئی پھر آہستہ آواز میں بولنے لگی۔

"شاید پہلے دن سے ہی۔۔۔دو سال پہلے سے۔ یونیورسٹی شروع کرنے سے چار ماہ پہلے میں نے اسے ایک شاپنگ مال میں دیکھا تھا۔ وہ کسی بات پر ہنس رہا تھا اور مجھے لگا میں نے اس سے زیادہ خوبصورت لڑکا اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے اپنا آپ اس کے ڈمپل میں ڈوبتا محسوس ہوا۔ وہ یوں ہوا کے جھونکے کی طرح میرے برابر سے گزرا مگر اس کی خوشبو میرے چار سو پھیل گئی۔ مجھے یوں لگا جیسے میں جی اٹھی ہوں۔ کسی نے اس کا نام لیا تو مجھے بس اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ اس کا نام دانیال ہے۔ آگے پیچھے کیا ہے میں نہیں جانتی تھی۔ اسی دن میں نے اس کی آئی ڈی ڈھونڈی اور مجھے وہ مل گئی۔ میں یوں خوش ہوئی جیسے مجھے خزانہ مل گیا ہو۔ پھر وہ کہیں بھی جاتا تو اپنی ٹائم لائن میں مینشن کرتا۔ میں بھی فوراً اس جگہ پہنچ جاتی۔ اسے دیکھنا، اس کی باتیں اور اس کی ہنسی دیکھنا میرا معمول بن گیا۔ میرا غرور کہیں جا سویا۔ ختم نہیں ہوا بھائی کیونکہ یہ ہمیشہ میری ذات کا حصہ رہا ہے۔ غرور تو اب جا کر مٹی میں ملا ہے بھائی۔ پھر چار ماہ

New Era Magazine

بعد میں نے اسی یونیورسٹی میں ایڈمشن لیا جہاں وہ لینے والا تھا۔ ورنہ میرا ارادہ باہر ملک جانے کا تھا۔ میں کبھی بزنس جیسا سبجیکٹ نا پڑھتی مگر وہ پڑھ رہا تھا میرے لیے یہی کافی تھا۔۔ پھر یونیورسٹی کے پہلے دن وہ آکر مجھ سے ہی پتہ پوچھنے لگا۔ مجھے لگا جیسے مجھے کنارہ مل گیا۔ میں بے تکلف بھی ہوئی مگر وہاں فلک آگئی۔۔۔ نہیں وہ تو ہمیشہ وہیں تھی۔ ہمیشہ سے اپنی جگہ میں ان کے بیچ آگئی۔ وہ تو محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے۔ بس میں انجان رہی اور پھر میری محبت مجھے لیے عشق کا سفر طے کرنے نکل پڑی۔ سوائے دکھ اذیت کے مجھے کچھ نہیں ملا۔ میرا دامن زخموں سے چور ہے۔۔ یہاں اس دل میں درد ہوتا ہے انہیں ساتھ دیکھ

کر۔۔۔ ہو نہہ۔۔ دونوں بہت چاہتے ہیں ایک دوسرے کو۔۔ مگر میں کیا کروں؟؟ میں بھی تو بہت چاہتی ہوں اسے۔۔ دیوانگی کی حد تک۔ اس کی خوشی میں خوش ہو کر صبر کیے بیٹھی ہوں۔ مگر میرے اس دل میں طوفان چل رہے ہیں میری دھڑکنیں طوفان کی زد میں ہیں۔ میں جب انھیں ایک ساتھ دیکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ اب میرے جینے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔"

فہد بس حیران سا اس کی دیوانگی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ تو سمجھا تھا ابھی آغازِ محبت ہے وہ اپنی بہن کو کھینچ لائے گا اس سفر سے واپس مگر وہ تو ایک لاحاصل سفر پر نکلی تھی۔ اس کی دیوانگی دیکھ کر فہد کو خوف محسوس ہوا۔

"تم لاحاصل کے پیچھے دوڑ رہی ہو۔"

"جانتی ہوں۔" وہ انگلی سے بیڈ شیٹ پر ڈیزائن بنا رہی تھی۔ مسلسل گول گول گھومتے دائرے تھے۔ ارد گرد سے رنگ برنگے اور بیچ میں آکر وہ سیاہ ہو جاتے تھے۔ بیچ میں سیاہ رنگ ایک

گہرے کنویں سالگ رہاتھا۔وہ انگلی اس پیٹرن پر گھمارہی تھی۔ہر رنگ کے ختم ہونے کے بعد دائرہ مزید چھوٹا ہو جاتا۔

پھر بھی؟اس سفر پر نکل آئی۔تمہاری دیوانگی مجھے خوف زدہ کررہی ہے۔مجھے تمہاری اس "دیوانگی سے خوف محسوس ہورہا ہے۔"

"مجھے خود کو بھی میری دیوانگی ڈراتی ہے۔"دائرہ مزید تنگ ہورہا تھا۔فہد کی نظریں بھی اس کی انگلی کے ساتھ حرکت کررہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ گہرے سیاہ رنگ کا کنواں آتا فہد نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"میں تمہیں ڈوبنے نہیں دوں گا بینش۔۔۔میں تمہیں یہ سیاہ کنواں نہیں بننے دوں گا۔تم تاریکی کی نہیں اجالوں کی حقدار ہو۔۔۔ہوش کرو۔۔۔تم بینش قریشی ہو فلک آفندی نہیں۔۔۔جودانیال تم پر مرمٹے۔۔۔حاسد نا بنو۔کسی کی محبت کو نا نظر لگاؤ۔۔۔اپنے بھائی کا مان رکھ لو۔اس تاریک راستے سے پلٹ آؤ۔اس جذبے کو سر پر سوار نا کرو۔وہ کسی اور کا ہے۔خود کو اس کے سامنے بے مول مت کرو۔۔خدارہ!" وہ التجائیہ انداز میں بول رہا تھا۔بینش کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

"بھائی۔۔۔آپ مجھے موت کا مرثیہ سنارہے ہیں۔۔۔"

"نہیں میں تمہیں بے موت مرنے سے بچارہا ہوں۔"

"یہ موت ہے بھائی۔۔اس کی یادوں سے نکلنا۔۔۔اسے بھولنا۔۔۔اس کی باتیں چھوڑنا۔۔۔یہ موت ہے۔"وہ ہچکیوں سے رورہی تھی۔

نہیں بینش لاحاصل کے پیچھے نادوڑو۔یہ ریت کی طرح تمہاری مٹھی سے پھسلتا جائے"

"گا۔تہہِ دامن رہو گی۔لوٹ آؤ۔

"واپسی ہی تو ممکن نہیں ہے۔"

"اس سے محبت کرتی ہو؟"

"ہاں۔"

"اس کی خوشی عزیز ہے؟"

"ظاہر سی بات ہے۔میرے لیے اس کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔"وہ الجھن بھرے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔آخر فہد اسے کہنا کیا چاہ رہا تھا۔

"اور دانیال شاہزیب کی خوشی کیا ہے؟کون ہے؟"

"فلک۔"سرسراتی آواز اس کے ہونٹوں سے نکلی۔

"تومت چھینو اس سے اس کی خوشی۔"

"بھائی۔"وہ اس کے گلے لگے ہیچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

"بھائی۔۔۔بینش مر جائے گی۔"

"بینش اس راہ پر چل کر بھی مر جائے گی۔"وہ اس کا سر تھپتھپا رہا تھا۔آہستہ آہستہ۔۔۔وہ اپنی بہن کو اندھیری راہوں کا مسافر نہیں بننے دینا چاہتا تھا۔

رولو۔۔۔دو تین دن مزید رولو۔۔۔لیکن جس دن مجھے فون کرو اس دن دو سال پہلے والی"

"بینش بن کر فون کرنا۔

"خداحافظ۔"وہ اس کا سر تھپک کر اٹھا اور ایک نظر اسے دیکھتا چلا گیا اور پیچھے بینش منہ پر ہاتھ

رکھے اپنی سسکیاں دبا رہی تھی۔ کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے فہد کے دل نے اس پل شدت سے دعا کی۔

"اللہ میری بہن کو ہمت و صبر دے۔"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان اور فہد کو گئے ایک ماہ گزر گیا تھا۔ اگلے دو دن بعد ان دونوں کی پوسٹنگ ہو جانا تھی۔ دونوں نے ہی سی۔ ایس۔ ایس کرنے کے بعد محکمہ پولیس جوائن کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ قوی امکان تھے کہ ان کی پوسٹنگ بھی لاہور میں ہوتی۔ کیونکہ اس بارے میں وہ دونوں پہلے ہی سے بات کر چکے تھے۔ عالیہ اور صارم کے ہاں "صائم آفندی" کی آمد ہو چکی تھی۔ گول مٹول سے اس بچے میں سب کی جان تھی۔۔۔ یہ گھر کا پہلا بچہ تھا اور ہر طرف سے محبتیں سمیٹ رہا تھا۔ سب سے زیادہ تو دانیال خوشی سے پاگل تھا۔ اس نے پہلی بار اپنے پیسے دل کھول کر خرچ کیے تھے اور اب تو روز کبھی اس کے لیے کوئی کھلونا، کبھی پھول، کبھی ٹافی اور چاکلیٹ۔۔ غرض جو ملتا اٹھا لاتا تھا۔ سارا دن تو صائم کے ساتھ کھیلتا ہی کھیلتا تھا رات کو بھی بخشتا نہ تھا۔ آدھی رات کو اسے زبردستی کھینچ کر لانا پڑتا تھا کہ اب تو بس کر جاؤ۔

دوسری طرف ان چاروں کا فائنل سمیسٹر بھی اگلے ماہ ختم ہونے والا تھا۔ بینش نے اب تک فہد سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ دوسری طرف بھی خاموشی ہی چھائی ہوئی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

سورج کی کرنیں صبح سے بادلوں کے ساتھ چھپن چھپائی کھیل رہی تھیں۔۔ کبھی دو پل کے لیے سورج چھپ جاتا تو کبھی ایک لمحے بعد ہی نکل کر بادلوں کو منہ چڑھاتا۔۔۔ قوی امکان تھا کہ شاید بارش بھی ہو جائے۔سورج کی نارنجی کرنیں اب کی بار ایسا چھپیں کہ بادل فتح یابی سے مسکرا دیے۔موقع دیکھ کر ایک دم ہی برسنے لگے۔لاہور کی سڑکیں دھل سی گئیں۔چمن میں پھول،کلیاں جھوم اٹھے۔

"بخت ولا" میں زندگی کی رمق رتی برابر نظر نہیں آرہی تھی۔بائیں طرف سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دائیں کمرے کی طرف جائیں تو بینش بیڈ پر بیٹھی ہے۔اس نے نماز کے اسٹائل سے دوپٹہ باندھ رکھا تھا۔وہ عقیدت سے جھکی بیٹھی کلام رب کو پڑھ رہی تھی۔ہر حرف پڑھنے کے ساتھ ساتھ دل میں اطمینان سا اتر رہا تھا۔سورۃ یوسف کی ایک آیت پر آکر وہ رک سی گئی اور اسی کے ساتھ اس کا دل بھی رکا۔

"بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے۔"

اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے وہ آیت ادھوری چھوڑی اور قرآن ایک طرف یونہی بند کر کے رکھا۔پھر سر بیڈ کی پشت سے ٹکا دیا۔

اِنّ النّفس لامّارۃُ بِالسُّوۗءِ۔

"بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے۔"

"بیشک۔۔۔نفس۔۔"

"برائی کی طرف۔۔"

"زیادہ برائی کی طرف۔۔"

ہر لفظ بار بار ذہن میں گردش کرنے لگا۔ چپکے سے دو آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر بہہ گئے۔ پھر بلا آخر گر گئے۔۔ وہ آنسو بے مول ہر گز نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ تو پچھتاوے کے آنسو تھے۔
نفس، نفس اور نفس۔۔۔!!
نفس صرف برائی کی طرف حکم نہیں دیتا۔۔ لیکن زیادہ برائی کی طرف ہی حکم دیتا ہے۔۔۔ لیکن کچھ لوگوں کا نفس انھیں اچھے راستے کی طرف بھی موڑتا ہے مگر یہ لوگ وہی ہیں جن کو اپنے نفس کی ناجائز خواہشوں کو رب کے تابع کرنا آتا ہے۔ پھر وہ فلاح ہی فلاح پاتے ہیں۔
"تو کیا میرا نفس بہت کمزور ہے؟"
وہ دل ہی دل میں خود سے سوال وجواب کر رہی تھی۔ وہی سوال وجواب جو پچھلے ایک مہینے سے چل رہے تھے۔۔۔ دنیا کے سامنے خاص کر اس ستمگر کے سامنے خود کو کیسے سمجھا کر رکھنا اور اداکاری کرنا۔۔ یہ اس ایک مہینے میں بینش کو خوب کرنا آگئی تھی۔۔۔۔ ہم انسانوں کے سامنے تو اداکاری کر سکتے ہیں لیکن رب کے سامنے نہیں۔ انسانوں کے سامنے خوش رہ سکتے ہے دکھ چھپا کر مسکرا سکتے ہیں۔ مگر رب ان آنسووں کو نکلنے کا بھی راستہ دیتا ہے بس ایک سجدے کی دیر ہے۔
"میرے نفس نے دو مہینے پہلے مجھے مجبور کیا کہ میں فلک کو تباہ کر دوں مگر پھر میں رک گئی۔۔۔ جانے کیوں؟ شاید۔۔ اللہ میرے ساتھ ہیں۔۔۔ ہاں وہی تو میرے ساتھ ہیں۔ ہر وقت۔ ہر لمحے۔۔ انہوں نے میرا دل بدل دیا۔ جیسے اب دانیال کسی گزری ہوئی یاد کی طرح میرے دل سے مٹ رہا ہے؟ آہستہ آہستہ!!! ہاں۔۔ وہ مجھے بھولنے لگا ہے۔۔۔ اب میں اتنا

New Era Magazine

روتی نہیں۔۔۔اب دل بھی ویسے نہیں دھڑکتا۔۔۔رب نے مجھے صبر دے دیا ہے۔"قرآن میں ہی پڑھی ایک اور بات اسے یاد آئی۔

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

"ہاں مجھے میرے اس صبر کا پھل جلد ہی مل جائے گا۔بس تھوڑی سی فیزیو تھراپی اور رہ گئی ہے۔"مسکرا کر اطمینان سے اس نے قرآن کھولا۔ نجانے کیوں جی چاہا وہ آیت دوبارہ پڑھے۔دل کی آواز پر اس نے لبیک کہا اور اب کی بار پوری آیت پڑھی۔تشکر کے دو آنسو ٹوٹ کر گرے اور پھر وہ مسکرا دی۔

"بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا رب رحم فرمادے۔"

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ خود اپنی کایا پلٹنے پر حیران تھی۔کل کی بات تھی وہ کیا تھی اور آج؟کل تک وہ ایک بولڈ،منہ پھٹ اور دوسروں کا برا چاہنے والی تھی اور آج وہ ایک کم گو اور نرم دل رکھنے والی بن گئی تھی۔کیا انسان اتنی جلدی بدل جاتے ہیں؟شاید ہاں اور نہیں بھی۔۔شاید وہ اس راستے پر آئی ہی اس لیے تھی کہ اس کو ہدایت یونہی ملنا لکھی تھی۔نامحرموں کی محبتیں بس باعثِ تکلیف بنتی ہیں اور رب کی محبت باعثِ سکون بنتی ہے۔۔یہ بات بینش بخت قریشی ان گزرے چند دنوں میں جان گئی تھی کہ رب کے ذکر میں ہی دلوں کا اطمینان ہے۔

قرآن کو واپس اس کی جگہ پر عقیدت سے رکھنے کے بعد وہ اٹھی اور کھڑکی کی طرف چلی آئی۔پھر پردے ہٹا کے نیچے لان دیکھنے لگی۔بارش کے بعد ہر شے دھل کر نکھر گئی تھی۔مالی ایک دو پودوں کو ہلا کر دیکھ رہا تھا شاید وہ بارش کی تیز بوچھاڑ میں ٹوٹ گئے تھے۔بارش کو رکے

اب چند گھنٹے گزر چکے تھے مالی کو اپنے کام سے محبت تھی۔۔۔سو وہ ان پودوں کو نکال کر غالباً نئے بیج بو رہا تھا۔ بینش نیچے لان میں چلی آئی۔

"کیا کر رہے ہیں بابا جی؟"

بٹیا یہ ذرا بیج بو رہا تھا۔ دو پودے ٹوٹ گئے ہیں ابھی مٹی زرخیز ہے نا دل لگا کر اگیں "گے۔ محبت کے ساتھ، لگن کے ساتھ۔

"لیکن بیج اور محبت کا کیا تعلق؟" وہ حیران تھی۔ بھلا بیج بھی محبت کرنے لگے ہیں کیا؟ اور وہ کیا کرتے ہیں پھر؟ اسے تجسس ہوا۔

"زرخیز زمین میں بیج کی نشو نما اور زرخیز دل میں محبت کی نشو نما ہوتی ہے۔۔۔بیج کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور محبت بھی آنسوؤں کی بارش مانگتی ہے۔ بیج کو گرمی کی ضرورت ہوتی ہے محبت بھی آتش ہجر و دل و جگر سے گرمی حاصل کرتی ہے۔ بیج کو زمین میں چھپاؤ ایک دن ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ محبت کو بھی لاکھ چھپاؤ نہیں چھپتی۔ سمجھی؟ محبت دل کا سکون ہے کسی ایک کے لیے ختم ہو جائے تو کیا؟

محبت کا کیا ہے پھر ہو جاتی ہے۔"

"نہیں ہوتی۔ محبت دوبارہ محبت بس ایک ہی شخص سے ہوتی ہے اور بس۔"

"ہو جاتی ہے محبت دوبارہ۔۔۔عورت کا وجود رب نے محبت کی مٹی سے گوندا ہے اور شے چاہے جو بھی ہو اپنا اصل نہیں بھولتی۔ جو رب ایک بار کسی کی محبت ڈالتا ہے وہ دوبارہ بھی ڈال دیتا ہے۔" مالی بابا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اور وفاداری کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟"

"وفاداری کے بارے میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ جانوروں سے زیادہ وفادار کوئی اور نہیں ہوتا۔ باقی انسانوں کی بات کرو تو۔۔۔ میں تمہیں اپنے مشاہدے سے جواب دوں گا۔ زندگی کی ساٹھ بہاریں گزار چکا ہوں اور یہی دیکھا ہے کہ انسان اسی سے وفا کرتا ہے جس سے جواباً اسے وفا کی امید ہو۔۔۔ پھر انسان سدا محبت کا بھوکا رہا ہے اور محبت تو ہر جگہ ہے۔۔اس کائنات کے ہر ذرے میں محبت ہے۔۔۔ خالق نے ہر شے کو محبت سے تخلیق کیا ہے۔۔۔ ڈھونڈو تو ہر شے میں محبت ہی محبت ہے، محسوس کرو تو ہر رنگ میں محبت ہے، غور کرو تو پرندوں کی ثنا اور حمد میں بھی محبت ہے، موذن کی اذان میں بھی محبت ہے، اس پوری دنیا میں ہی محبت ہے، ہر پھول میں، ہر خوشبو میں، ہر پھل میں، قاری کی تلاوت میں اور وہ محبت کس کے لیے ہے؟؟ بس ایک ذات کے لیے۔۔۔ جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔۔۔ جو حقیقی محبت کے لائق ہے۔ جسے فنا نہیں ہے، رب تعالیٰ کی محبت۔۔۔ باقی تو دائمی ہیں، محبتیں بھی، سہارے بھی اور انسان بھی۔۔۔ انسان مٹ جائیں گے، ختم ہو جائیں گے، انسان کو فنا ہے۔ انسان کی محبت کو فنا ہے، رب کو نہیں ہے پتر۔

انسان کی محبت رسوا کرتی ہے، جگ ہنسائی کرواتی ہے، لیکن رب کی محبت نہیں۔۔۔ رب کی محبت تو سرخرو کر دیتی ہے انسان کو۔ رب کی نظر میں بھی اور اپنی نظر میں بھی۔ محبت روح کی تسکین کا نام ہے۔ اگر وہ آپ کو تسکین نہیں دیتی تو وہ محبت کسی کام کی نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کے لیے باعثِ دکھ، اذیت اور ملال ہے تو اسے چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اس لاحاصل محبت کے پیچھے حاصل محبتوں کو گنوانا نہیں چاہیے۔"

بینش نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔۔۔ پھر بغیر مالی کی طرف دیکھے وہ اندر کی جانب

دوڑی۔ بینش بخت لا حاصل کے پیچھے حاصل گنوانا نہیں چاہتی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

راولپنڈی کا موسم بھی آج خاصہ خوش گوار تھا صبح سے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔

فہد جس لمحے کمرے میں آیا، آریان پیکنگ میں مصروف تھا۔ کل ان دونوں نے واپس لاہور جانا تھا۔ ارادہ سب کو سرپرائز دینے کا تھا انہوں نے کسی کو بھی اطلاع نہیں دی تھی۔ کمرے میں جابجا سامان پڑا تھا کیونکہ پیکنگ بلاشبہ ایک تھکا دینے والا کام ہونے کے ساتھ ساتھ محنت طلب کام بھی ہوتا ہے کوئی چیز رہ نا جائے، یا کوئی چیز دوسرے بیگ میں نا رکھ لی جائے اور وغیرہ وغیرہ۔

اس کمرے میں شروع دن سے وہ دونوں رہ رہے تھے جب سے ان کی ٹریننگ کا آغاز ہوا تھا۔ کمرے میں دو سنگل بیڈ تھے دائیں جانب دروازہ تھا اور بائیں جانب کھڑکی تھی جہاں سے ٹریننگ سینٹر کا عقبی حصہ نظر آتا تھا۔ دوسری جانب ڈریسنگ اور باتھروم تھا۔ غرض یہ کمرہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا۔

"شہزادے فون بج بج کر تھک گیا تمہارا۔ کدھر تھے؟"

"نہیں ذرا باہر کی ہوا کھانے گیا تھا۔"

"کھا چکے ہو تو پیکنگ بھی کرو اور فون بھی سنو۔۔۔"

"پیکنگ کے لیے توجو ہے میری جان کر دے شاباش۔۔۔ چل۔"

"ایک بار واپس چل تیرے سارے کس بل نکالوں گا میرے انڈر رہی ہے نا بچے۔۔ گن گن کرلوں گا بدلے۔" آریان نے ڈی۔ایس۔پی کی پوسٹ سنبھالی تھی کیونکہ مقامی علاقے کا ڈی۔ایس۔پی ریٹائر ہونے والا تھا۔

جبکہ فہد نے کہیں اور پوسٹنگ سے صاف منع کر دیا تھا۔ اب صرف ایک ہی آپشن تھا اور وہ یہ کہ وہ اے۔ایس۔پی بن جائے۔ کہیں اور پوسٹنگ کروانے سے بہتر یہی تھا کہ فہد، آریان کے ماتحت ہی کام کرلے۔۔ فہد نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"چپ کرکے پیکنگ کر۔" وہ آریان کو حکم دیتا باہر کو چل دیا۔ شام کو ان دونوں نے شاپنگ کے لیے بھی تو جانا تھا۔ گھر میں سب کے لیے تحفے بھی لینے تھے۔ آریان دانت پیس کر رہ گیا۔ فہد دروازہ بند کرتا نیچے عقبی حصہ میں ہی چلا آیا۔ ایک دفع پھر فون بجنے لگا۔ فہد نے اسکرین سامنے کی تو آنکھوں میں پہلے حیرانی، پھر حیرت ابھری۔

"میری بینش واپس آگئی۔ یااللہ تیرا شکر ہے۔" آسمان کی طرف مشکور نگاہ اٹھانے کے بعد اس نے کال اٹھائی۔

"بھائی۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔" فہد کی سنجیدہ آواز سپیکر سے ابھری۔ بینش نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"السلامُ علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔۔" سنجیدہ آواز فون اسپیکر میں سنائی دی۔

"بھائی آئی لو یو۔۔۔ آئی لو یو سب سے زیادہ۔" فہد ہنس دیا۔ بینش جب چھوٹی ہوتی تھی تو توتلی زبان میں اسے سارا دن ایسے ہی کہتی رہتی تھی۔

"پر بھائی نہیں کرتا پیار تم سے۔"

"جانتی ہوں۔۔کیونکہ بھائی تو مجھ سے عشق کرتا ہے نا۔"وہ کھلکھلائی۔ فہد نے آنکھیں بند کیے دل سے اس آواز کو محسوس کیا۔آج اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ نہیں تھی نا ہنسی کھوکھلی تھی۔

"بھائی ہر چیز کے لیے شکریہ۔"

"مجھے یاد کیا؟"فہد نے بات بدل دی۔

"نہیں۔"بینش نے بالکل سچ بولا تھا۔حالات ہی ایسے تھے کہ اسے اپنے ماتم کے سوا کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔بے مروت۔"

"لیکن اب کر رہی ہوں آپکو یاد۔۔آپ کب آئیں گے؟"

"ایک ماہ تک۔"اب فہد نے جھوٹ بولا۔وہ بہت خوش تھا۔بہت زیادہ خوش۔

"پلیز جلدی آئیں۔۔۔۔نا۔"

"سوچوں گا۔۔۔"

"ضرور سوچیے گا۔۔۔اب میں فون رکھتی ہوں۔خداحافظ۔"

"خیال رکھنا۔خداحافظ"فون بند کرنے کے بعد فہد نے ایک بار پھر رب کا شکر ادا کیا تھا اور وہاں بینش کے دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹا تھا۔اب بس اسے مزید صبر مانگنا تھا۔

جب کوئی منتظر نا ہو تو پکارنا اچھا نہیں لگتا

یونہی خود کو کسی کے قدموں میں ڈالنا اچھا نہیں لگتا

میں بکھر جاتی ہوں اپنے جذبات کا اظہار کرتے کرتے
وہ نظر بھر کر دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوتا
(از قلم مریم)

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان اور فہد کا اچانک آنا سب کے لیے باعث مسرت تھا اور سب سے بڑی خوشی کی بات تو ان کی ایک ہی جگہ پوسٹنگ تھی۔ فہد کچھ دیر پہلے ہی گیا تھا۔ فلک، دانیال اور نور پہلے ہی گھر جا چکے تھے۔ امل لائبریری تھی۔ دو دن بعد فائنلز شروع ہونے والے تھے زیادہ وقت لائبریری میں گزرتا۔ اب بھی دانیال کو یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ دو گھنٹے بعد لینے آ جائے۔

گھر میں سب ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ کچن سے طرح طرح کی خوشبویں امڈ امڈ کر باہر آ رہی تھیں۔ آریان صائم کو اپنی گود میں لیے بیٹھا تھا۔ برابر میں دانیال بیٹھا تھا۔ شاید ناراض تھا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ وہ واحد انسان ہے جو صائم پر حق رکھتا ہے

(عجیب ہے۔۔۔ مگر وہ دانیال تھا اس سے کچھ بھی امید رکھی جا سکتی ہے۔ جو بچوں کے اسنیکس چھین کر کھا لے اس کا کیا بھروسہ؟)

"صائم میرے پرنس۔۔۔ میں تمہارا ماموں ہوں۔۔۔ اِدھر دیکھو میری طرف اُدھر نا دیکھو اُدھر بندر بیٹھا ہے۔" آریان کا اشارہ دانیال کی جانب تھا۔ صائم آریان کی گود میں بیٹھ کر بھی دانیال کو ہی دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"دیکھ لے۔۔۔۔ دیکھ لے۔۔۔ دیکھ لے۔"

"اب تو زیادہ فہد مصطفیٰ نا بن۔" آریان نے اسے گھورا۔

New Era Magazine

"صائم۔۔۔اِدھر دیکھو گندی چیزیں نہیں دیکھتے۔" آریان کو نہیں پتا تھا کہ اس نے بھیڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا۔ دانیال تو پہلے سے ہی بھرا بیٹھا تھا فوراً سے پہلے صائم کو اٹھا کر عالیہ کو دیا اور اب دانیال اور آریان تھے اور پورے پانچ منٹ بعد لاؤنج کا نقشہ بدل گیا تھا۔

"کمینہ ہے تو۔۔۔ میں تجھے اپنی بہن نہیں دوں گا۔"

"ہم بھی نہیں دیں گے۔" آریان نے آنکھ میچی۔ دانیال تو تپ ہی گیا۔ سب ہنس ہنس کر بے حال ہو رہے تھے۔

"ایک تو یہ وٹہ سٹہ۔۔۔"

"جو کرنا ہے کرلو بھائی اب تو ہم اپنی بہن نہیں دیں گے۔" آریان بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

"لے لینا میری بہن ویسے بھی وہ میرے کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔ مگر یہ ظلم نا کرنا۔" وہاں سب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"مطلب پرست۔۔۔ دھوکے باز۔۔۔ بہن کچھ نہیں لگتی تمہاری؟؟" آریان حیرانی سے بولا۔

"اب بندہ ڈائیلاگ بھی نہیں مار سکتا ابھی تم بیچ میں نا بولتے تو مجھے پورا یقین تھا میں ایکٹنگ میں شاہ رخ خان کو بھی پیچھے چھوڑنے والا تھا۔" سب نے اسے گھورا۔ دانیال کبھی سنجیدہ نہیں ہو سکتا یہ تو طے تھا۔ مگر کون جانے؟

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل لائبریری سے اپنی کتابیں سنبھالتی نکلی۔ نظریں سیدھی سامنے پروفیسر سے بات کرتے آریان پر گئیں۔ پہلے تو آنکھوں کو یقین ہی نہیں آیا۔

New Era Magazine

"اف میرا دماغ خطرناک حد تک خراب ہو چکا ہے۔ مجھے ہر جگہ وہی کیوں نظر آتے ہیں؟" بڑبڑاتی ہوئی امل آریان کے برابر سے گزری۔

"یہ ضرور میرا خواب ہے۔" خود کو دل میں سمجھایا۔ آریان نے پروفیسر سے الوداعی کلمات کہے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔

"امل۔" آریان نے اسے آواز دی۔ امل جو سوچوں میں گم تھی ایسے ہی چلتی رہی۔ آریان کو حیرت ہوئی۔ وہ ابھی دانیال سے لڑائی ختم کرنے کے بعد امل کو لینے آیا تھا۔ مگر امل کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے تھے نجانے کس بات پر ناراض تھی؟ وہ اس سے زیادہ تیز قدم اٹھاتا اسی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ امل سوچوں میں گم ایک دم کسی دیوار سے ٹکرائی۔ آنکھیں کھولنے پر معلوم ہوا وہ آریان ہے۔

"اب دیوار بھی آریان؟" وہ دل ہی دل میں خود سے پوچھ رہی تھی۔ آنکھیں سکیڑ کر اس نے سامنے بازو باندھے کھڑے آریان کو دیکھا۔ آریان اسی کی جانب نرم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا۔ امل تو اس کی کچی عمر کی پکی محبت تھی اور اب اس کی منکوحہ۔۔۔ نیلی گھیر دار فراک اور چوڑی دار پاجامے کے ساتھ نیلا ہی دوپٹہ شانوں پر اچھے سے پھیلا رکھا تھا۔ کمر تک آتے بالوں کو ڈھیلی پونی میں جکڑ رکھا تھا میک اپ سے مبرا، صاف و شفاف چہرہ۔ آریان نے بمشکل خود کو اس کے سحر میں گرفتار ہونے سے روکا۔۔ اب موقع محل بھی تو کسی چڑیا کا نام ہے۔۔ جو اس وقت تو کہیں نہیں تھی۔ امل کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ سامنے آریان ہے۔ وہ قدم قدم چلتی آریان کے بلکل پاس آ رکی۔

"آریان یہ آپ ہیں نا؟اصلی والے نا؟مجھے یقین نہیں آرہا۔"امل آنکھیں پٹپٹائے معصومیت سے بولتی سیدھی اس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔دل میں تو پہلے ہی تھی۔۔۔یہ کہنا بہتر تھا اس کے دل کی گہرائی میں اتر رہی تھی۔آریان نے اس کے گال زور سے کھینچے۔۔امل جھینپ سی گئی۔پھر جلدی جلدی اِدھر اُدھر دیکھا۔یونیورسٹی اوف ہوئے اب تو تین گھنٹے ہو گئے تھے۔یونیورسٹی خالی تھی البتہ کوئی اِکا دُکا اسٹوڈنٹ موجود تھے۔

"ہاں پرنسس یہ میں ہی ہوں۔۔۔چلیں؟؟"

"جج۔۔جی۔"وہ بوکھلا ہی گئی تھی۔آریان کا تو آج لہجہ اور انداز دونوں بدلے ہوئے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

گاڑی میں خاموشی تھی۔امل کو عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی۔ہاتھ بڑھا کر اس نے میوزک پلییَر اون کیا۔راحت فتح علی خان کی آواز نے گاڑی کی خاموشی کو توڑا۔

رب میرے یار نو آکھاں سانویں رہن دے

رج یا نہیں ملے دل میرا ہور تک لیں دے

ہور تک لیں دے۔۔

"افففف۔۔۔"امل کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔آریان اس کی ایک ایک حرکت کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔گانے کے بول اوپر سے ماحول امل نے جلدی سے پلییَر آوف کیا۔

"اہمم۔۔۔"امل نے گلا کھنکھارا۔جب وہ بہت کنفیوز ہوتی تو ایسا ہی کرتی تھی۔

"آپ۔۔اچانک؟کیسے آنا ہوا؟"وہ بلا آخر بول اٹھی۔

New Era Magazine

"مجھے تو آنا ہی تھا یاد نہیں پچھلی بار کیا کہہ کر گیا تھا؟" اور چھن سے امل کو سب یاد آیا۔اسی وجہ سے تو وہ کب سے کترا رہی تھی۔

یہ آریان کے جانے سے ایک دن پہلے کی بات تھی۔امل آریان کو چائے دینے اس کے کمرے میں آئی تھی کیونکہ ارفع بیگم کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ آریان کے سر میں درد ہے اور وہ چائے کا بول کر اپنے کمرے میں چلا گیا ہے۔ارفع بیگم نے اسے ہی چائے لے جانے کو بولا۔وہ دوپٹہ سر پر جماتی دل سنبھالتی اسے چائے دینے چلی آئی۔ناک کرنے کی زحمت بھی گوارا نا کی آخر کو اس کا شوہر اندر تھا وہ کیوں ڈرتی۔سامنے ہی بیڈ پر وہ سر ہاتھوں میں دیے لیٹا تھا۔امل کو شدت سے احساس ہوا کہ آریان کے سر میں شدید قسم کا درد ہے وہ چائے ایک طرف رکھتی اس کی طرف چلی آئی۔

"آریان آپ ٹھیک تو ہیں؟زیادہ سر درد ہے تو میں دبا دوں؟" وہ ساری شرم بالا طاق رکھ کر بولی۔بھاڑ میں گئی شرم۔آریان سے زیادہ کیا ہے؟

"پلیز۔۔۔!!!" امل فوراً اس کے پاس چلی آئی اور بیڈ کی کنارے پر ٹک گئی۔آریان نے اپنا سر اس کی گود میں رکھا تو امل شرم سے کٹ کر رہ گئی۔آریان اس سب سے بے خبر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔امل آہستہ آہستہ اس کا سر دبانے لگی۔

"امل اگلی بار جب آؤں گا تو ہمیشہ کے لیے آؤں گا۔ٹریننگ ختم ہو جانی ہے۔پھر میں بغیر کسی تاخیر کے فوراً تمہاری رخصتی کرواؤں گا۔اب اس کمرے کو میرے دل کو۔۔۔ بھی۔۔ آباد ہونا ہے۔"

New Era Magazine

غنودگی میں کی گئی بات سن کر امل کے چھکے چھوٹ گئے۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی، بولنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے ہی آریان سوچکا تھا۔امل کچھ لمحے تک یونہی اس کے وجیہہ چہرے کو دیکھتی رہی۔

ہلکی ہلکی سٹبل، کھڑی مغرور ناک، آنکھیں جن میں امل کے لیے جذبات کا ایک گہرا دریا ہوتا تھا اس وقت بند تھیں، ہونٹ سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔امل کا دل چاہا اس کی بند آنکھوں کو چھو کر دیکھے۔دل کی آواز پر لبیک کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور باری باری اس کی دونوں آنکھوں کو چھوا۔پھر سرعت سے ہاتھ واپس کھینچا اور آریان کا سر اپنی گود سے اٹھایا اور احتیاط سے سرہانے پر منتقل کیا۔پردے برابر کرنے کے بعد وہ لائٹ بند کرتی چائے کا ٹھنڈا کپ اٹھائے باہر چلی گئی۔

"کہاں کھو گئیں؟"آریان نے اس کے سامنے ہاتھ ہلایا۔وہ ایک دم ہوش میں آئی اور گڑبڑا کر آریان کی طرف دیکھا۔دل علیحدہ پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔اس نے گھبرا کر نظریں جھکا لیں۔آریان کی آواز پر نظریں اٹھا کر دوبارہ اسے دیکھا۔

"فائنلز کب شروع ہو رہے ہیں تمہارے؟"

"دو۔۔دو دن بعد۔"وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

"اور ختم کب ہوں گے؟"آریان نے اسٹیرنگ ویل گھماتے ہوئے سرسری سا امل کی جانب دیکھا تھا جو گود میں رکھے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔

"اس ماہ کے آخر تک۔"

"اوہ یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔"

"کک۔۔کیوں؟" وہ سخت گھبرا رہی تھی۔

"ارے اب تمہاری رخصتی ہو جانی چاہیے۔" امل نے محسوس کرنا چاہا کہ آریان کے لہجے میں مذاق کی کوئی رمق ہو۔ مگر وہاں تو اتنی سنجیدگی تھی کہ امل کے اوسان خطا ہونے لگے۔ اے سی کی کولنگ میں بھی اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

"آئس کریم کھاؤ گی؟" کچھ لمحے آریان انتظار کرتا رہا کہ امل کچھ بولے مگر وہ خاموش رہی۔

"ہاں کھانی ہے۔" آئس کریم کے نام پر اس نے زور و شور سے سر ہلایا۔ ایک آئس کریم اور دوسرے نوڈلز یہی تو بیچاری کو کمزور کر دیتے تھے اور پھر تھوڑی دیر تک آریان کے ساتھ بیٹھی آئس کریم کھاتے وہ اسے ہر فلیور کے بارے میں اپنی پسندیدگی سے آگاہ کرتی کہیں سے بھی کچھ دیر پہلے کی گھبراتی ہوئی امل نہیں لگ رہی تھی۔

آریان آپ کو پتا ہے مجھے آئس کریم کے سارے فلیور پسند ہیں۔ کوئی ایک بھی ناپسند نہیں "ہے۔"

"اچھا اور ایسا کیوں ہے؟" آریان بس اسے کچھ دیر پہلے کی گھبراہٹ کے اثر سے باہر لانا چاہتا تھا۔ امل سے بات کر کے تو اسے ہمیشہ خوشی ہی ملتی تھی۔ اس کی معصوم باتیں بے ساختہ آریان کو اپنا دل تھامنے پر مجبور کر دیتی تھیں۔ اس کی جانب دیکھتے وہ اپنے رب کا شکر ادا کر رہا تھا۔ ہر سانس رب کی شکر گزار تھی۔

"کیونکہ آئس کریم تو آئس کریم ہوتی ہے نا چاہے کسی بھی فلیور میں ہو۔" وہ بولتے بولتے رکی۔ آریان کو اپنی جانب یک ٹک دیکھتا پا کر وہ پھر سے بوکھلا گئی۔ بوکھلاہٹ میں ہی اس نے بال سنوارنے چاہے مگر خالی ہاتھ اٹھانے کے بجائے بیچاری نے آئس کریم والا ہاتھ بالوں اور

منہ پر پھیر لیا۔آئس کریم کی کون ہی ہاتھ میں تھی باقی آئس کریم کچھ منہ پر کچھ بالوں پر اور جو رہ گئی تھی وہ نیچے کپڑوں پر۔اپنی اس حالت پر ہوش میں آتے ہی اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔اس کی جانب دیکھتے آریان کا منہ بھی حیرت سے کھلا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔ڈمپل بھی اس کا خوب ساتھ دے رہے تھے۔امل نے اسے گھورا۔

"ہنسنا بند کریں۔آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔"وہ نروٹھے لہجے میں بولتی اپنی آئس کریم کی خالی کون کو دیکھنے لگی۔کتنا کچھ سوچا تھا کہ پہلے آئس کریم ختم کرے گی پھر نیچے کون کے ساتھ ساتھ اندر والی آئس کریم بھی کھائے گی۔دکھ آئس کریم کے ضائع ہونے پر ہوا تھا۔

"میری وجہ سے؟"آریان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں آپ کی وجہ سے۔۔اتنے اُس طریقے سے دیکھتے ہیں۔۔۔میں کیا کروں؟"آریان نے نچلا لب دانتوں میں دبائے چہرے پر آنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو روکا۔

"کس طریقے سے؟"

"نہیں وہ بہت برا طریقہ ہوتا ہے۔"

"کیسا برا؟"آریان کو اسے چھیڑنے میں مزہ آرہا تھا اور اوپر سے اس کے معصوم جواب۔۔۔

"وہ جیسے فلم میں نشہ کرکے ہیرو دیکھتے ہیں ناوہ والا گندا۔۔"

"واٹ؟"اس کی بات پر آریان جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا؟"آئس کریم پگھل کر بہہ رہی تھی منظر خاصہ مضحکہ خیز ہو چکا تھا۔آریان نے امل کو دیکھا جو اسے نشئی ہیرو کی طرح دیکھنے والا کہہ کر اب مگن سی کون کھا رہی تھی۔"بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی"اس محاورے پر وہ بھرپور طریقے سے عمل کرتی نظر آرہی تھی۔ آریان

نے سر جھٹکا۔پھر ٹشو باکس سے ٹشو نکالے اور ڈیش بورڈ پر رکھی اپنی آئس کریم اٹھا کر امل کو دی۔وہ اپنے لیے چاکلیٹ فلیور لایا تھا گاڑی ریورس کرنے سے پہلے اس نے آئس کریم ڈیش بورڈ پر رکھی تھی۔امل نے چمکتی آنکھوں سے آئس کریم پکڑی اور کھانے لگی۔ آریان نے ٹشو سے پہلے اس کے بال صاف کیے۔پھر چہرہ صاف کیا۔ایسا کرتے وہ امل کے کافی قریب جھکا ہوا تھا مگر امل جناب کو آئس کریم سے فرصت ملتی تو کچھ اور دیکھتی۔اور اس سے بے خبر آریان اس کے چہرے کے ہر نقش کو دل میں بسا رہا تھا۔آئس کریم کھانے کے بعد امل کو ایک دم ہوش آیا۔اس نے گڑبڑا کر آریان کو دیکھا وہ پہلے ہی اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔امل کی ٹھوڑی پر آئس کریم لگی ہوئی تھی۔ آریان نے احتیاط سے اس کی تھوڑی صاف کی۔امل کو اب حقیقتاً گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"کک۔۔کیا کر رہے ہیں آپ؟"اس کی بوکھلاہٹ پر آریان تپا۔حد ہے اب آئس کریم صاف کر رہا تھا۔ہاں ٹھیک ہے دیکھ رہا تھا مگر اپنی بیوی کو دیکھنے پر کیا گناہ ملنا تھا۔وہ اسے گھورنے لگا۔

"ایسے کسی لڑکی پر رومانس جھاڑنا اچھی بات نہیں ہوتی۔"

"ہاں بشرطیہ کہ وہ آپ کہ بیوی نا ہو۔"کندھے اچکا کر کہتا وہ دوبارہ گاڑی سڑک پر ڈال چکا تھا۔

"بہت ناشکری ہو تم۔"وہ ناراض لہجے میں بولا۔

"ہاااا۔۔۔میں نے کیا کیا ہے؟"

"میری آئس کریم کھا کر مجھے ہی باتیں سنا رہی ہو۔"

اوہ ہیلو۔۔میں نے آپ کی آئس کریم نہیں کھائی اپنے شوہر کی کھائی ہے۔آپ منہ دھو کر "رکھیں اپنا ہونہہ۔۔۔

ہا۔۔بڑا جگرہ ہے تمہارے شوہر کا؟ایسے کسی غیر کے ساتھ سفر کی اجازت دے کیسے دیتا "ہے وہ تمہیں؟

"خبر داران کے بارے میں کچھ کہا۔وہ چاہے جیسے بھی ہوں۔۔اس سے آپ کو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے اور ویسے بھی میرے دل نے آج کہا کہ انہیں ایک پنچ دے ماروں۔"

"ہائے کیوں؟"آریان نے مصنوعی حیرانی دکھائی۔

"مجھے بغیر بتائے آئے۔۔کم ازکم بتانا تو چاہیے تھا نا بھائی۔۔۔"اس نے بے ساختہ زبان دانتوں میں دبائی۔

"امل چپ ایک لفظ نہیں بولنا اب۔"آریان نے اسے گھورا۔

"وہ بس۔۔۔"امل نے معصوم سی صورت بنا کر اسے دیکھا۔وہ کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گئی تھی۔

"یار تم کیا کہنے لگی تھی؟اُفف ابھی رشتہ مکروہ کر دیتیں پاگل۔"

"تمہارا شوہر تم سے بہت محبت کرتا ہے شاید وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتا ہو۔"آریان نے اس کی اسی بات کو اُچکا۔

"اور اس سے کیا ہوتا؟"

"یار اس نے سوچا ہو گا کہ کیا پتا خوش ہو کر بیوی سیدھا گلے آ لگے۔"آریان نے اسے چھیڑا۔وہ شرما گئی۔

New Era Magazine

"آریان آپ بھی نا۔۔" وہ اس کے بازو پر مکا جڑتے ہوئے بولی۔ پھر سرخ چہرہ لیے وہ اپنے کپڑے صاف کرنے لگی۔

"یہ کیا کرنے لگی ہو؟" وہ کھڑکی کھولے ٹشو پھینکنے کو تھی جب آریان کی آواز پر اس کی جانب مڑی۔

"یہ پھینکنے لگی تھی۔" اس نے ٹشو اس کے سامنے کیے۔

"کیا میں نے ٹشو پھینکے تھے باہر؟"

"نہیں۔ کہاں پھینکے؟"

"یہ شاپر میں ڈالے ہیں۔" اس نے ڈیش بورڈ پر پڑا شاپر اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔

"پر باہر پھینکنے میں کیا مسئلہ ہے؟" وہ چڑ کر بولی۔

"مسئلہ تو کوئی نہیں ہے۔۔۔ تم پھینک سکتی ہو۔ تم باہر بھی پھینک سکتی ہو اور اس شاپر میں بھی۔ یہ اب تم پر انحصار کرتا ہے کہ تم پلوشن پھیلانے والی بننا چاہتی ہو یا ذرا سا خود کو تکلیف دے کر ان لوگوں کی فہرست سے نکلنا چاہتی ہو۔ امل بھیڑ کا حصہ نا بنو۔۔ ایسی بنو کہ بھیڑ میں نمایاں نظر آؤ۔ مرنے کے لیے تو ہم سب آتے ہیں۔ زندہ رہنے کے لیے مرو۔ میں یہ نہیں کہتا بہت عظیم کام کرو۔ ایسا کرو کہ جو کسی نے نا کیا ہو یا کچھ اور... لیکن تم چھوٹے چھوٹے کام کر کے بھی بہت کچھ کر سکتی ہو، ضروری نہیں دنیا میں آپ کا نام رہے اس کے لیے آپ بہت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دو۔۔ قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

"قسم سے کئی بار مجھے لگتا ہے کہ آپ میں کسی بوڑھے سیانے کی روح آجاتی ہے۔" امل نے

ہنستے ہوئے ٹشو شاپر میں ڈالا۔ ارادہ گھر جا کر ڈسٹ بن میں ڈالنے کا تھا۔ جو بیچاری سڑک کنارے بھی خالی پڑی ہمارا منہ دیکھ رہی ہوتی ہیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان نے ایک ہفتے بعد جوائننگ دینا تھی اور فہد نے تین ہفتے بعد دینا تھی۔ فہد نے اپنا نیا گھر خرید لیا تھا جو "آفندی مینشن" کے بلکل پیچھے تھا۔ اول روز سے فہد کی یہی کوشش تھی کہ اسے بھی اسی ٹاؤن میں گھر مل جائے اور پچھلے دنوں ہی آریان نے اسے بتایا تھا کہ سراج صاحب (جن کا گھر فہد نے خریدا تھا) اپنا گھر بیچنا چاہتے ہیں۔ فہد نے اسی روز اس گھر کو دیکھا تھا۔ بظاہر سب ٹھیک تھا بس فرنیچر اور انٹیریر تبدیل کرنا تھا۔ آج کل وہ یہی کام کر رہا تھا اور بینش انٹریر ڈیزائننگ دیکھ رہی تھی۔ اسے شروع سے ایسے کاموں کا شوق رہا تھا اس لیے وہ جی بھر کر ساری کسریں پوری کرتی سارا دن کام میں لگی رہتی۔ کبھی بازار کبھی گھر، آج کل وہ گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ صبح سے شام بس فہد کے گھر کی سیٹنگ کرتی رہتی اور رات بستر پر گرتے ہی پہلی یاد ستمگر کی ہوتی۔ پھر پہلی فرصت میں نفل یا قرآن پڑھنے بیٹھ جاتی۔ فہد جانتا تھا کہ بینش صبر کا مفہوم جان گئی ہے اور یہ بھی کہ صبر کیسے کرنا ہے۔ فائنلز ختم ہونے میں تین روز رہتے تھے۔ امل اس دن کے بعد آریان سے نہیں ملی۔ آج کل تو وہ سب کمرہ بند رہتے تھے۔ نور کا موبائل اسپیشل سروس کے ہتے چڑھا ہوا تھا یعنی کہ اسماء بیگم کے اور فائنلز کے بعد ہی واپس ملنا تھا۔ نور اس بات پر جلتی کلستی دو تین ڈائجسٹ چوری کر کے چھپا چکی تھی۔ کیونکہ یہ سدھرنے والی قوم ہی ایک امل ہی تھی جو پڑھائی کو سنجیدہ لے رہی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج سورج اپنے جوبن پر تھا۔ بادلوں کا نام ونشان تک نا تھا۔ خاصہ خشک دن تھا۔ اگست کی سائیں سائیں کرتی گرم ہوائیں درختوں کے پتوں سے گزرتی تو سر سراہٹ پیدا ہوتی۔ پولیس سامنے موبائل سڑک پر دھواں چھوڑتی جا رہی تھی۔ سائرن کی آواز دور دور تک جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کانسٹیبل احمد بیٹھا گاڑی چلا رہا تھا اس کے ساتھ والی سیٹ پر اے۔ سی۔ پی فہد قریشی بیٹھا تھا۔ پیچھے پولیس کے دو ڈالے اور بھی تھے۔ گاڑی کے شیشے کھلے ہوئے تھے۔ فہد نے آنکھوں پر چشمہ پہن رکھا تھا مگر پھر بھی ونڈ اسکرین سے آتی دھوپ اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ ہلکی ہلکی شیو اس کے وجیہہ چہرے پر بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ آنکھوں میں سنجیدگی اور لب آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔ وہ اپنی ڈیوٹی پر تھا اور آج پہلا مجرم گرفتار کرنے جا رہا تھا جو کوئی اور نہیں اس کا اپنا باپ تھا۔ بخت قریشی کے گناہوں کی لسٹ خاصی لمبی ہو چکی تھی اور گناہگار چاہے جیسے بھی اپنے گناہوں کو چھپانے کی کوشش کرے اس کا گناہ چھپا نہیں رہتا۔۔ پرسوں رات ہی سنسان سڑک کنارے ایک کم سن لڑکی کی لاش ملی تھی جسے درندگی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔۔۔ بخت قریشی بھول گیا کہ اللہ سب دیکھنے والا ہے لیکن اس وقت وہاں موجود ایک آدمی نے بھی یہ سب دیکھا تھا۔ فہد اور آریان موقع کی تلاش میں تھے جو انہیں خود بخت قریشی نے فراہم کیا تھا اور پھر سالوں پرانی بند پڑی فائلوں کو کھولا گیا اور بخت قریشی کے خلاف اب اریسٹ وارنٹ جاری ہو چکے تھے۔ یہ فہد کی خواہش تھی کہ وہ خود اریسٹ کرنے جائے گا۔

"علی اور حامد کو فوراً انفارم کرو کہ بخت ولا سے ایک کلومیٹر پیچھے گاڑیوں کے سائرن بند کر دیں۔" کچھ دیر بعد فہد کی سنجیدہ سی آواز آئی۔

New Era Magazine

"پر سر کیوں؟"احمد کا انداز حیرانی لیے ہوا تھا۔

"جتنا کہا ہے اتنا کرو۔"

"یس سر۔"احمد نے وائرلیس پہ پچھلے دونوں ڈالوں کو چلاتے کانسٹیبل علی اور حامد کو آگاہ کیا۔پھر خود ہاتھ بڑھا کر سائرن بند کر دیا۔فہد نے آج صبح ہی بینش کو اپنے ہاں چھوڑ دیا تھا۔اس لیے وہ جانتا تھا کہ بخت قریشی اکیلا گھر میں موجود ہے۔صرف فہد کی گاڑی گیٹ سے اندر گئی باقی سب ایک ساتھ باہر پتھریلی روش پر آ رکیں۔فہد گاڑی سے نکلا اور باقی سب کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔گارڈ دروازے پر کھڑے تھے انہیں لگا کہ شاید فہد ڈیوٹی پر ہے اور ویسے ہی گھر کا چکر لگانے آیا ہے۔فہد نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔بخت ولا پورے تمطراق سے کھڑا تھا۔دل کی حالات عجیب سے عجیب تر ہو رہی تھی۔جو بھی تھا وہ شخص اس کا باپ ہی تھا۔

"کاش میرا باپ بھی دوسروں جیسا ہوتا۔"

اس نے گہرا سانس کھینچا پھر داخلی دروازہ پار کرتا اندر آیا۔سارا گھر سائیں سائیں کر رہا تھا۔وہ بخت قریشی کے کمرے کی طرف چلا آیا پھر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔دروازہ کھولتے ہی فہد کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔سامنے بخت قریشی ایک لڑکی کے ساتھ انتہائی نازیبا حالت میں تھا۔بخت قریشی نے نظریں اٹھائیں اور موڈ خراب ہونے پر منہ بنایا لڑکی کو اشارہ کیا۔وہ لڑکی اپنا آپ سنبھالتی اٹھی اور فہد کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی باہر نکل گئی۔فہد کی نظریں زمین میں گڑی ہوئی تھیں۔اس لڑکی کے جانے کے بعد فہد نے زخمی نظریں اٹھائیں۔

"باہر آیئے فوراً۔"وہ کہتا باہر چلا گیا اس کا دم گھٹ رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد بخت قریشی فریش

فریش خوشبویں بکھیرتا باہر نکلا۔کچھ دیر پہلے جو ہوا اس کا اثر وہ زائل کر چکا تھا۔ لیکن فہد کو خود سے ہی نفرت محسوس ہو رہی تھی کہ وہ اس شخص کا خون ہے۔

"بولو؟" وہ صوفے کے قریب چلا آیا اور سگار جلایا۔ فہد نے افسوس سے اسے دیکھا جسے ذرا بھی شرمندگی نہیں تھی۔

"بابا۔۔۔آخری اور پہلی بار مجھے گلے سے لگا لیں اور ایک بار مجھے بیٹا کہہ دیں۔" فہد کی دلی خواہش تھی کہ ایک دفع بخت اسے گلے لگا لے اور اسے بیٹا کہے۔بخت قریشی نے سگار بجھائی اور عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا جیسے اس کی بات کا مطلب نا سمجھ پا رہا ہو۔

"خوب کہی۔۔۔بہت خوب۔۔۔اپنی ماں کی آدھی جائیداد بیچ کر، جو میری تھی، تم نے جو کیا۔۔یعنی میری جائیداد پر ڈاکا ڈالا اس کے بعد بھی امید رکھتے ہو رذیل آدمی کہ میں تمہیں گلے لگاؤں؟" وہ تمیز کی ساری حدیں پار کرتا غرایا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ فہد کی آنکھوں میں چنگاریاں سی جل رہی تھیں مگر دل ایک معصوم بچے سا ہو رہا تھا ایک دس سال کے بچے سا۔ جو باپ کی شفقت و محبت کا طلبگار رہتا ہے۔۔۔

"بابا ایک بار گلے سے لگا لیں۔۔ جو چیز آپ کی ہے وہ آپ کو ملے گی، میں آپ کو دوں گا۔" فہد کا اشارہ جیل اور سزا کی طرف تھا لیکن بخت قریشی کو لگا وہ پراپرٹی کی بات کر رہا ہے۔

"سچ کہہ رہے ہو؟" اس نے آئبرو اچکائی۔

"ہاں بلکل۔" فہد نے کچھ بھی تو جھوٹ نہیں کہا تھا۔بخت قریشی اٹھا اور فہد کو گلے لگایا۔ فہد نے آنکھیں بند کر کے اس لمس کو محسوس کیا۔ مدتوں اس نے اس لمحے کا انتظار کیا تھا اور آج؟ یہ وقت آیا بھی تو کیسے؟

"بابا۔۔کاش آپ اچھے ہوتے مگر سارا مسئلہ اسی کاش کا ہے۔یہ آخری بار تھا کہ آپ کے گلا لگا۔"وہ دھیرے سے علیحدہ ہوا اور بخت قریشی کی طرف دیکھا۔داخلی دروازہ زور سے کھلا اور پولیس کی بھاری نفری اندر داخل ہوئی۔بخت نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"بخت قریشی تم قانون اور میری نظر میں مجرم ہو۔تمہارے اریسٹ وارنٹ۔"اس نے کہتے ہی اریسٹ وارنٹ اس کے سامنے کیے۔

کیا بکواس ہے یہ تم۔۔تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔۔بہت دیکھے تم جیسے۔۔۔تم میں ہمت "کہاں کہ مجھے اریسٹ کر سکو۔

"میں اے۔ایس۔پی فہد قریشی۔۔۔تمہیں اریسٹ کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہوں۔تمہارے گناہوں کی لسٹ بہت لمبی ہے۔۔سالوں گزر جائیں گے مگر پھر بھی ختم نہیں ہوں گے۔۔۔جیل میں تفصیل سے دن رات سارے قصے سناؤں گا۔"بخت قریشی حیرت سے گنگ تھا۔

"ذلیل انسان تمہاری اتنی ہمت۔۔۔میرے وکیل کو بلاؤ۔۔عارف!!"اس نے اپنے پی اے کو آواز دی۔

"خاموش بخت قریشی۔"فہد دھاڑا پورے لاؤنج میں اس کی دھاڑتی آواز گونجنے لگی۔

"میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔"وہ فہد پر جھپٹا اور اس سے پہلے فہد کچھ کرتا وہ فہد پر پے در پے مکے برسانے لگا۔پاس کھڑے پولیس والے دوڑ کر آئے اور اسے بخت قریشی سے علیحدہ کیا۔

"مبارک ہو۔۔تمہارے گناہوں میں اور اضافہ ہو گیا۔اون ڈیوٹی پولیس آفسر پر ہاتھ اٹھایا ہے تم نے۔"فہد نے سنبھل کر اپنا کالر درست کیا۔

"سر لے چلیں اسے؟"احمد نے ہتھکڑی نکالی۔بخت قریشی نے اِدھر اُدھر دیکھا وہ چاروں طرف سے پولیس کے نرغے میں تھا۔بچت مشکل نظر آرہی تھی۔تبھی دماغ میں ایک جھماکا ہوا۔

فہد میرے بیٹے۔۔میں تمہارا باپ ہوں تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟میرے فادی"
"نہیں؟

"معاف کریں بخت صاحب پہچانا نہیں۔"فہد نے بے مروتی سے کہا اور احمد کے ہاتھ سے ہتھکڑی لی۔بخت قریشی ہونق بنا کھڑا تھا۔آخری داؤ پیچ بھی کسی کام نا آیا۔

"قانون کے اور بہت سے معصوم لوگوں کے مجرم کو میں اپنے ہاتھ سے ہتھکڑی ڈالنا چاہوں گا۔"فہد نے کہتے ہی آگے بڑھ کر بخت قریشی کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالی۔دونوں کی نظریں ملیں۔ایک کی نظر میں غصہ و نفرت تھی تو دوسرے کی نظروں میں بے گانگی،بے اعتنائی اور شناسائی کی کوئی بھی رمق نا تھی۔فہد نے اگلے ہی پل اپنی سرد نظریں اس سے ہٹائیں اور پھر اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گیا۔باہر پریس کا ایک بڑا ہجوم تھا۔بخت قریشی غلیظ گالیاں دے رہا تھا۔لیکن فہد چپ تھا اور یہ چپ کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

دوسری طرف اسی گرم موسم میں "آفندی مینشن" کے لاؤنج میں سہیل صاحب اور فرحان صاحب بیٹھے تھے ان کے برابر میں ہی عائشہ بیگم اور عالیہ بھی بیٹھی تھیں۔عالیہ بے زاری سے چینل اسکرول کر رہی تھی۔ارفع بیگم اسماء بیگم کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔انہیں سوجی کا حلوا بنانا

تھا جو وہ دونوں مل کر بنا رہی تھیں۔ صائم، صارم کے ساتھ باہر گیا تھا۔ لاؤنج میں اے۔ سی کی خنکی سے باہر کے ماحول کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اچانک عالیہ سیدھی ہوئی۔ اسکرین پر چلتی نیوز پر سب اسی طرف متوجہ ہوئے۔ سامنے اسکرین پر اینکر گلا پھاڑ پھاڑ کر بول کم چلا زیادہ رہی تھی۔

"ناظرین آپ کو ایک اہم خبر سے آگاہ کرتے جائیں۔ جانے مانے مشہور بزنس مین بخت قریشی کو آج پولیس نے اپنی حراست میں لے لیا ہے۔ حراست آج ان کے گھر سے ہی عمل میں لائی گئی ہے۔ اس حوالے سے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اے۔ سی۔ پی فہد قریشی نے پریس کو آگاہ کیا ہے کہ بخت قریشی دھوکہ دھڑی، فراڈ، زناکاری، ریپ اور قتل میں ملوث رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ وہ غیر قانونی طریقوں سے دوسروں کی جائیداد کو ضبط کرنے اور سمگلنگ میں بھی ملوث ہیں۔ واضع رہے کہ اے۔ سی۔ پی فہد قریشی۔۔ ملزم بخت قریشی کے صاحبزادے ہیں۔۔۔ مگر انہوں نے قانون کا ساتھ دیا اور ہر رشتے کو پس پشت ڈال دیا۔ ہمارے نمائندے کے مطابق خود اے۔ سی۔ پی فہد نے بخت قریشی کو ہتھکڑی پہنائی اور خود گھسیٹ کر لائے۔ ناظرین یہاں آپ کو ایک اور خبر سے آگاہ کریں کہ دورات قبل ریلوے پھاٹک کے پیچھے موجود سنسان علاقے سے برآمد ہونے والی کم سن بچی کی لاش بھی بخت قریشی کی درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔"

"شکریہ۔۔ نازش ہمیں آگاہ۔۔۔۔" اسکرین پر اب ہوسٹ موجود تھی۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اور چالیں چلتے رہے وہ لوگ لیکن ہے اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔"

New Era Magazine

آج ایک مجرم اپنے انجام کو پہنچا تھا۔کسی کے ساتھ برا کر کے اپنی باری کا انتظار ضرور کرنا چاہیے۔کیونکہ کسی کے ساتھ کی گئی برائی کے نتیجہ میں زندگی آپ کے ساتھ کبھی اچھائی نہیں کرتی اور نا ہی آپ کو اس کا انتظار کرنا چاہیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

"شاہزیب مینشن"میں بھی سناٹا چھایا ہوا تھا۔صوفے پر بیٹھی نور جو فائلر سے ناخن تراش رہی تھی اب منہ کھولے اسکرین دیکھ رہی تھی۔دانیال نیچے فلور کشن پر بیٹھا تھا۔اینکر گلا پھاڑ پھاڑ کر خاموش ہوئی تو دانیال نے مڑ کر نور کو دیکھا اور پھر کچن کی طرف دوڑا اور ساری اپڈیٹس دینے کے بعد انہیں بھی لیے لاؤنج میں آگیا۔

"بڑی ہمت ہے فہد بھائی کی۔۔۔ماشاءاللہ سے خاصے مضبوط اعصاب کے مالک واقع ہوئے ہیں اب تو میں جان گیا ہوں کہ وہ آفت کی بہت بڑی پر کالا کو بھی سنبھال سکتے ہیں۔"دانیال نے اشارے میں جو بات کی وہ امل اور نور کو سمجھ آگئی لیکن اسماء بیگم اور رفع بیگم حیرانی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔انہیں شاید سمجھ نا آتی اگر نور مادام اپنی زبان بند رکھتیں مگر ہائے رے سارا قصور ہی اس زبان کا ہے۔

"میں کب آفت کی پر کالا ہوں؟"نور فوراً بولی۔امل اور دانیال نے مسکراہٹ دبانے کے لیے سر جھکا لیا۔نور کو جب احساس ہوا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔اب بیچاری کہاں کمان سے نکلا تیر واپس لا سکتی تھی۔

"دانی کے بچے۔۔۔"نور نے پاؤں میں پہنا سلیپر اتار لیا۔دانیال آگے آگے اور نور اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ خفگی سے چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ناجانے خالہ اور آنٹی کیا سوچیں گی میرے بارے میں؟ یہ سوچ ذہن میں آتے ہی پاؤں کو فراری کا انجن لگا اب وہ لان میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔داخلی دروازے کے پاس وہ تینوں کھڑیں حیرانی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔نور نے جلد ہی دانیال کو جالیا۔دانیال اب پوری طرح بے بس تھا۔پیچھے اونچی دیوار تو سامنے خون خوار بلی۔بچت ناممکن ہی تھی۔

"دیکھ لو نور پھر پچھتا نا مت۔"اس سے پہلے وہ دانیال کی زلفوں کو اپنی مٹھی میں لیتی دانیال نے اسے وارن کیا۔

"میں کیوں پچھتاؤں؟"نور نے اسے گھورا۔

"نہیں میرا مطلب ہے یہ سوچ کر کہ کاش میں دانیال کو سب بتا دیتی کہ میں اس سے کتنی طوفانی محبت کرتی ہوں اتنی دھواں دار محبت کرتی ہوں۔کاش میں اسے نا مارتی۔ کہو تو فہد سے بات کروں۔۔پھر تم مجھ سے دوسری شادی کر لینا۔میں ایک سخی آدمی ہوں۔"دانیال نے کالر کھڑے کیے۔فخر کے مارے سینے چوڑا کیے اس نے سر اٹھا کر دوسری جانب رخ موڑ کر کہا تھا تبھی سامنے کھڑی فلک کو نا دیکھ سکا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دونوں اس پر جھپٹ پڑیں اور پھر ان تینوں کے ساتھ ساتھ پورے "شاہ زیب مینشن "نے بھی دانیال کی چیخیں سنیں۔

"پلیز اب آپ ہی بچا سکتی ہیں۔میری جی۔ایف نہیں آپ؟"دانیال نے دور کھڑی ارفع بیگم کو کہا۔

"اب چاہتے ہو چاچو کو بھی بلا لوں؟وہ بھی تم پر ہاتھ صاف کردیں ویسے بھی وہ موقع کی تلاش میں ہیں۔" فلک نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے پوچھا۔نور بھی سارا غصہ نکال کر اب پر سکون سی اندر کی طرف چلی گئی۔امل بھی سر جھٹکتی اندر چلی گئی۔دانیال لڑکھڑاتا فلک کو گھورتا اس کے پاس آیا۔

"ہونہہ۔۔ہم میسر کیا ہوئے لوگ قدر کرنے کا مفہوم ہی بھول گئے۔"

"بات تو تب کرو نا کہ پہلے میں تمہاری عزت کرتی تھی۔۔آیا بڑا۔"

"قدر کرو،لیکن نہیں،انسان کو کسی دوسرے کی قدر و قیمت کا اندازہ تبھی ہوتا ہے جب وہ اس سے بچھڑ جاتا ہے۔" دانیال سنجیدگی سے بولا۔فلک نے حیرانی سے اسے دیکھا۔پھر دانیال اس کے برابر سے ہو کر نکل گیا۔مقصد اسے تنگ کرنا تھا۔پیچھے وہ ہونق بنی اس کی پشت تکتی رہ گئی۔

"یہ کیا تھا؟"اس نے دھڑکتے دل سے سوچا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

بینش سارا دن کام میں مصروف رہی۔چائنیز بنانا اسے آتا تھا سو وہ بنا لیتی۔آج اس نے پاستا بنایا۔نہانے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ ڈائجسٹ لے کر بیٹھ گئی۔ویسے بھی آخری پیپر دو روز بعد تھا۔فہد نے بینش کا روم خود ڈیکوریٹ کروایا تھا۔بینش کی ضرورت کی ہر چیز یہاں موجود تھی۔وہ جب یہاں آتی اسی کمرے میں رہتی تھی۔اسے اس کمرے کی بالکونی بہت پسند تھی جو پیچھے گازیبو میں کھلتی تھی۔ گازیبو بھی سارا کا سارا خود بینش نے سجایا تھا۔کھڑکی کے ساتھ ایک بیل لٹکی ہوئی تھی جو بل کھاتی نیچے گازیبو میں ہی جا کر پھیلتی تھی۔ خاص کر صبح

کے وقت جب سہانی سورج کی کرنیں اندر داخل ہوتیں اور کھڑکی سے پرندوں کے مدھر چہچہانے کی آواز آتی۔ وہ منظر بہت دل فریب ہوتا تھا۔ وہ بیٹھی ڈائجسٹ پڑھنے میں مشغول تھی جب اس کا فون بجا۔ ڈائجسٹ ایک طرف رکھ کر اس نے فون اٹھایا۔ رافیہ (اس کی دوست) کی کال تھی۔

"السلامُ علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔ جلدی سے ٹی وی چلاؤ۔"

"پر کیوں؟"

"کہا نا چلاؤ۔۔" رافیہ نے اسے نیوز چینل چلانے کا کہا۔ بینش نے دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے ہوئے ٹی وی چلایا۔ سامنے چلتی خبریں اور بخت قریشی کی اصلیت پر بمشکل اس نے اپنا چکراتا سر سنبھالا۔ لڑکھڑاتے ہوئے وہ بستر پر آ گری۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آہستہ آہستہ سورج جا کر چھپا تو ستارے چمچماتے ہوئے سیاہ چادر اوڑھے آ گئے۔ ٹیکسی گیٹ کے سامنے رکی۔ اس نے گاگلز ہٹا کر سامنے گھر کی پلیٹ کو دیکھا جس پر فہد کا نام لکھا ہوا تھا۔

"کیا کروں؟ کال کر کے بتا دوں؟ نو سرپرائز دوں گا۔" اس نے دل میں سوچا۔ پھر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا۔

آج وہ پہلی بار پاکستان آیا تھا۔ یہاں ہر طرف موجود قدرتی مناظر کو دیکھ کر وہ مبہوت ہو گیا تھا۔ وہ فہد کو سرپرائز دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پچھلی بار فہد جب انگلینڈ گیا تھا تو اسے تبھی معلوم

ہوا کہ اس کی مما کی کزن مشعل خانزادہ ادھر ہی رہتی ہیں وہ تب ان سے ملنے گیا تھا۔ تبھی اس کی ملاقات اپنے چلبلے سے کزن سے ہوئی تھی۔ سنان اپنے مرحوم والد "رحمان خانزادہ" کا بزنس سنبھالتا تھا۔ ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا خاصہ بزنس تھا۔ وہاں فہد نے سب کو یہی بتایا کہ وہ گھومنے آیا ہے۔ نکلنے سے پہلے اس نے سنان کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ فون پر ایک دوسرے سے ان ٹچ میں تھے اور دونوں کی خاصی دوستی بھی ہو گئی تھی۔ سنان اب اسے سرپرائز دینے آیا تھا۔ اسے کیا پتہ تھا ایک سرپرائز پہلے ہی اس کا منتظر ہے۔ اس نے ٹیکسی سے اپنا سوٹ کیس نکالا اور گیٹ کے سامنے آرکا۔

"صاحب کس سے ملنا ہے آپ کو؟" گیٹ پر کھڑے بخشو کاکا نے حیرت سے اس چوبیس سالہ خوبرو نوجوان کو دیکھا۔

"آئی ایم کزن اوف فہد۔" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے۔ ویسے بھی اردو بولنے کا کوئی خاص تجربہ نہیں تھا۔

"جی؟" بخشو کاکا کے سر سے گزرا۔

"فہد ادھر ہا؟" اس نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں جو آتا تھا کہا۔

"نہیں صاحب گھر پہ نہیں ہیں۔" اسے بخشو کاکا کے نفی میں سر ہلانے پر صرف یہی سمجھ آئی کہ فہد گھر نہیں ہے۔

"تم فہد کو ناہی بتاؤ گا میں گھر آیا اس کے میں سرپرائز دے گا اس کو۔" بخشو کاکا نے افسوس سے اس اردو کی بے حرمتی کرنے والے کو دیکھا مگر وہ ببل گم چباتا بے نیاز کھڑا تھا۔

"ہم آپ کو اندر نہیں جانے دے سکتے۔"

"بٹ کیو؟"

"آپ کا نام؟"

"سنان خانزادہ۔" بخشو کاکا فوراسیدھے ہوئے۔اس نے بخشو کاکا کو گھورا۔جو اسے اندر جانے ہی نہیں دے رہے تھے۔

"مشعل خانزادہ کے بیٹے؟" بخشو کاکا نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔فہد کے ساتھ وہ شروع سے تھے۔فہد یہاں آتے وقت انہیں بھی ساتھ لایا تھا وہ اکثر بخشو کاکا کو اپنے دکھ سناتا اور کوئی خوشی کی خبر بھی انہیں ہی پہلے دینا پسند کرتا وہ اس کے باپ کی جگہ تھے۔غرض ہر موضوع پر ان سے بات کرتا فہد نے انہیں انگلینڈ میں اپنی والدہ کی کزن مشعل خانزادہ اور ان کے بیٹے کے بابت بھی بتایا تھا۔

بخشو کاکا کے پوچھنے پر اس نے زور و شور سے سر ہلایا۔

"آؤ بچے اندر۔" انھوں نے اسے اندر آنے کا کہا۔وہ سکون کا سانس لیتا اندر آیا۔

"تھینک یو۔" وہ مبہم مسکرایا اور داخلی دروازہ کھولتا سوٹ کیس لیے اندر آگیا۔

"واؤو۔" لاؤنج کی سجاوٹ دیکھ کر وہ سجانے والے ہاتھوں کی داد دیے بغیر نا رہ سکا۔وہ بینش کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔کبھی اس کی فہد کی اس نہج پر بات ہی نہیں ہوئی تھی۔

"وہی کمرہ لوں گا جس میں بالکونی ہوگی۔" اس نے دل میں سوچا۔نیچے لاؤنج کے ساتھ ایک ڈرائنگ روم،اوپن کچن اور ایک طرف دو کمرے تھے۔مگر اسے تو بالکونی والا کمرہ چاہیے تھا۔اس لیے وہ اپنا سوٹ کیس سنبھالتا اوپر ہی آگیا۔اوپر بھی ایک کھلا لاؤنج تھا ایک طرف ٹیرس تھا جس کی بہت خوبصورت انداز میں سجاوٹ کی گئی تھی۔آمنے سامنے دو کمرے تھے۔

New Era Magazine

سب سے پہلے وہ فہد کے کمرے میں گیا۔

"اوہ یہ تو فادی کا کمرہ ہے۔" ارد گرد لگی فہد کی تصویریں دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا۔ کسی کے کمرے میں گھسنا غیر اخلاقی حرکت تھی وہ فوراً سے باہر نکلا سوٹ کیس لاؤنج میں ہی پڑا تھا۔ اب اس کا رخ دوسرے کمرے کی جانب تھا۔ اب یہ کمرہ فہد کا نہیں ہو سکتا تھا۔ سیٹی پر کوئی دھن بجاتا وہ اندر داخل ہوا۔ پھر ٹھٹھک کر رکا۔ سامنے ہی بستر پر ایک لڑکی ہوش و حواس سے بے گانہ پڑی تھی۔ ٹی وی بھی چل رہا تھا۔ پہلے اس نے ٹی وی بند کیا۔ پھر وہ لپک کر اس تک گیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔" اس نے پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا۔ پھر فوراً اس کی جانب مڑا اور اس کے چہرے پر پانی کے چند قطرے گرائے۔ وہ کسمسائی اور اپنے کمرے میں ایک اجنبی کو دیکھ کر جھٹکے سے اٹھی۔ بینش نے ہوش میں آتے ہی اپنے دوپٹہ ڈھونڈا اور اپنے ارد گرد لپیٹا۔ وہ پریشان نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ پھر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہی تھی یعنی اب تک فہد گھر نہیں آیا تھا اور ملازمہ بھی جا چکی تھی تبھی اس کے کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا اور وہ دوپہر سے ایسے ہی بے ہوش تھی۔ اس نے دوبارہ اس اجنبی لڑکے کی طرف دیکھا پھر ہمت کرتی بول اٹھی۔

"کون ہو تم؟"

"فہد کزن" وہ ہچکچایا۔

"یو فروم؟" بینش سمجھ گئی وہ اردو نہیں بول سکتا۔

"فروم انگلینڈ۔"

"اوہ۔" بینش نے سر ہلایا۔

ایک دم اسے سب یاد آیا اپنے بے ہوش ہونے کے بارے میں بھی سب یاد آیا۔کچھ بھی بولنے سمجھنے کا دل نہیں تھا۔ سر الگ دکھ رہا تھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی پھر چکرا کر دوبارہ بستر پر بیٹھنے کے انداز میں گری۔

"یو اوکے ؟؟"سنان کو اس معصوم لڑکی پر ترس آ رہا تھا شاید یہ فہد کی بیوی ہے۔پہلی سوچ ذہن میں یہی آئی۔

"نو۔"بینش سر بیڈ کی پشت سے ٹکا گئی۔سنان نے اسے ایک نظر دیکھا۔شاید اسے کچھ ہلکا پھلکا کھانا چاہیے۔شاید اس نے کچھ نا کھایا ہو۔یہی سوچ ذہن میں آتے وہ اٹھا اور باہر کی طرف چل دیا۔سیڑھیاں پھلانگتا وہ کچن میں آیا۔میز پر پھل ٹوکری میں پڑے ہوئے تھے۔ایک باول کو ڈھک کر رکھا ہوا تھا سنان نے ڈھکن ہٹایا تو اس میں پاستا تھا۔

"یہ تو اس کے لیے ہیوی ہو جائے گا۔"اس نے دل میں سوچا۔پھر نظر پھلوں پر گئی۔

"فریش جوس۔"یہ خیال ذہن میں آتے ہی وہ پھلوں کی طرف لپکا۔اس نے سیب اٹھائے انھیں دھونے کے بعد اس نے جلدی سے ہاتھ چلاتے ہوئے جوس بنایا۔چینی کا ڈباڈھونڈنے میں خاصی محنت کرنی پڑی۔

"دے لو سرپرائز تم سنان میاں۔۔۔یہاں تو مزید بڑا سرپرائز تھا۔اس فہد نے شادی کر لی اور بتایا بھی نہیں۔مگر یہ علیحدہ کمروں میں؟؟خیر مجھے کیا۔"اس نے ساری سوچوں کو جھٹکا اور جوس لیے اس کے کمرے میں آ گیا۔لیکن اب کی بار دروازہ بجانا نہیں بھولا۔

"جوس۔"

"تھینک یو۔"اس نے تشکر سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے گلاس لیا۔

"ویئرازفہد؟"(فہد کہاں ہے؟)

وہ چاہ کر بھی پوچھ ناسکا کہ وہ کون ہے۔

"ڈونٹ نو۔"(نہیں پتا)

بینش نے اس کی جانب گلاس بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آئی تھنک آئی شوڈلیو۔"(مجھے لگتا ہے مجھے جاناچاہیے)

وہ گلاس تھام کر باہر چل دیا۔دروازہ بند کرکے اس نے گہرا سانس کھینچا۔اب وہ تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا۔ایک توانتہا کا لمبا سفر اس پر تضاد آتے ہی اسے جو جھٹکا ملا۔اب اس کا ارادہ سونے کا تھا۔بالکنی والا کمرہ لینے کا اس کا خواب چکنا چور ہو چکا تھا۔منہ بسورے گلاس اور سوٹ کیس سنبھالے وہ نیچے چلا آیا۔کچن میں گلاس رکھنے اور پانی پینے کے بعد اس نے گلاس اور جوسر مشین دھوئی۔پھر سوٹ کیس سنبھالتا سیڑھیوں کے دائیں جانب بنے کمرے میں ہی چلا آیا۔کمرے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔کمرے کی واحد بڑی کھڑکی چھوٹے انتہائی خوبصورت گازیبو میں کھلتی تھی۔رات کے وقت گازیبو میں لگی ننھی ننھی فینسی لائٹس بہت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔اس نے کھڑکی کے پٹ یونہی کھلے رہنے دیے۔فریش ہونے کے بعد وہ بستر پر گرا۔چھت کو دیکھتے ہوئے اس نے کپڑے کل الماری میں سیٹ کرنے کا ارادہ کیا اور دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں پھر وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد سارا دن یونہی سڑکوں پر گاڑی بھگاتا رہا۔ایک آگ تھی جو اسے اندر باہر سے بس جلا رہی تھی۔ بار بار آنکھوں کے سامنے وہی منظر گھوم رہا تھا،ایک کم سن لڑکی کی لاش۔بخت قریشی کا یہ رخ اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور اس رخ نے فہد کی ذات کے غرور کو مٹی میں ملا دیا تھا۔ درد تھا کہ جس سے سینہ پھٹا جا رہا تھا۔جب سے بخت کی حقیقت معلوم ہوئی تھی تب سے اسے خود گرفتار کرنے کی خواہش فہد کے دل میں آئی تھی اور اب جب کہ وہ اس خواہش کو عملی جامہ پہنا چکا تھا تو دل کی تکلیف سوا نیزے پر تھی۔ باپ، باپ ہی ہوتا ہے وہ چاہے جیسا بھی ہو،اولاد اپنے باپ سے کبھی بھی نفرت نہیں کر سکتی۔چاہ کر بھی نہیں۔کیوں کہ ان کے لیے دل میں موجود محبت کا جذبہ کبھی نفرت کے جذبے کو غالب نہیں آنے دیتا۔فہد چاہ کر بھی اس شخص سے نفرت نہیں کر پا رہا تھا۔ مگر پھر اس کی نظروں کے سامنے روتے بلکتے لوگ آئے اس لڑکی کی لاش آئی۔ جھٹکے سے اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روکی۔

"نہیں۔۔۔میں بھلے اس سے نفرت نہیں کر پا رہا مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ شخص میرا باپ ہے،مجھے اس کی اولاد ہونے پر افسوس ہے،مجھے ہر بات پر افسوس ہے۔"وہ بڑبڑایا۔ پھر فون اون کیا۔اسے وہ صبح نکلنے سے پہلے ہی سوئچ اف کر چکا تھا۔سامنے اسکرین پر لاتعداد میسج تھے۔ آریان کی نا جانے کتنی کالز تھیں۔ فہد جانتا تھا آریان اس کے لیے فکر مند تھا۔ میسج میں اس نے بار بار پوچھا تھا کہ تم کہاں ہو؟ فہد نے تشکر سے آنکھیں میچیں۔ایک رشتہ گیا تو کیا ہوا اس کے پاس تو اور بھی بہت بیش قیمتی رشتے تھے جو اس کا احساس کرتے تھے اور رشتے صرف خون کے نہیں ہوتے بلکہ رشتے تو محبت و احساس کے ہوتے ہیں ایک دوسرے سے ہمدردی کے ہوتے ہیں،آپ کسی راہ چلتے اجنبی کی مدد بھی کر دیں تو یقین جانے آپ نے اس شخص کے

ساتھ بھی ہمدردی کا رشتہ جوڑا ہے۔ کسی کو پیسے بھی دیے اور مشکل وقت میں اس کے کام آئے تو یہ بھی آپ کے عظیم ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے، کون کہتا ہے کہ پیدا کرنے والی ماں اور محبت کرنے والے باپ یا بہن و بھائی سے ہی خون کا رشتہ ہوتا ہے یقین جانیں آپ نے اگر کسی کو خون کی بوتل بھی عطیہ کی تو آپ نے اس کے ساتھ بھی خون کا رشتہ جوڑا ہے۔۔۔

فہد نے تمام سوچوں کو جھٹکا۔ فلحال اپنوں کو اطمینان دلانا تھا۔ پہلی فرصت میں اس نے آریان کو کال ملا کر اپنی خیریت سے آگاہ کیا۔ آریان کی محبت اور فکر مندی پر اس کے لب مسکراہٹ کے سانچے میں ڈھلے۔ بینش نے ناہی کوئی کال کی تھی اور ناہی میسج۔ وہ جانتا تھا بینش دکھی ہے اور اس لمحے کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ وہ اسے اس کے حال پر چھوڑنا چاہتا تھا تاکہ اس کے دل کا سارا اغبار نکل جائے۔ جس وقت وہ "فہد ولا" پہنچا رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔ گیٹ پر موجود گارڈ نے آگے بڑھ کر گیٹ کھولا۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ خاموشی سے اندر بڑھ گیا۔ وہ پانی پینے کچن کی طرف چلا آیا۔ فریج میں پانی کی بوتل واپس رکھتے وقت سامنے باول میں پڑا پاستا اسے نظر آیا۔ صبح سے اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ پاستا اوون میں گرم کرنے کے بعد کوک کا کین لیے وہ اوپر چلا آیا۔ ایک نظر بینش کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ لائٹ بند تھی مطلب وہ سو چکی تھی۔ کندھے اچکا تا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ دونوں خاموشی سے سر جھکائے ناشتہ کر رہے تھے۔نہ بینش کچھ بول رہی تھی اور نہ ہی فہد کچھ بولا۔بلا آخر فہد نے چپ توڑی۔

"بینش تم ناشتہ ٹھیک سے نہیں کر رہی۔"

"میں لے رہی ہوں۔"بینش نے توس اپنی پلیٹ میں رکھا۔

"کل۔۔۔"وہ اسے وضاحت دینا چاہ رہا تھا۔

"نیوٹیلا پاس کریئے گا۔"بینش نے اس کی بات کاٹی۔فہد نے لب بھینچے۔

"بینش میں تمہیں بعد میں بتانا چاہتا تھا۔"وہ لفظ ترتیب دینے لگا۔

"بھائی۔۔۔"اس نے فہد کے میز پر دھرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے یقین ہے آپ پر۔۔۔آپ نے جو کیا اس کے بعد مجھے آپ پر فخر ہے۔"فہد نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔اسے لگا بینش ناراض ہے۔ بینش اس کی پریشان صورت دیکھ کر ہنس دی۔

"ساری رات یہ سوچا۔۔جو بخت قریشی نے کیا اور پھر جو آپ نے کیا۔میں یہ کہوں گی کہ اس نے اپنی اوقات دکھائی تو آپ نے اپنا فرض پورا کیا آپ نے دکھایا کہ ایک اچھی عورت نے آپ کی تربیت کی ہے۔جس شخص کو اس بات کا احساس نہیں کہ اس کی اپنی بیٹی ہے اور اس بات سے لاپرواہو کر دوسروں کی بیٹیوں کی عزت سے کھیلے اس شخص کا انجام اس سے بھی برا ہونا چاہیے تھا۔"بینش نے فوراً اپنی آواز کی نمی پر قابو پانے کے لیے پاس پڑا جوس کا گلاس منہ کو لگا لیا۔فہد نے گہری سانس کھینچی۔پھر گردن کھرچی۔

"بینش؟"

"ہمم؟" بینش نے اس کی طرف دیکھا اور آئیبرو اچکائی۔

"تمہیں دکھ نہیں ہوا۔۔میرا مطلب ہے کہ۔۔۔" وہ رکا۔"وہ ہمارا باپ ہے۔"

"میں بس یہ جانتی ہوں کہ آپ ہی میری ماں اور آپ ہی میرے باپ ہیں۔اس کے علاوہ میں کسی دوسرے شخص کو نہیں جانتی۔" فہد نے مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے دیکھا۔پھر کرسی دھکیلتے ہوئے اٹھا۔

"ادھر آؤ میرے بچے۔" اس نے ہنستے ہوئے نم آنکھوں سے بانہیں پھیلائی۔بینش مسکراتی آنسو پونچھتی اس کے گلے آ لگی۔سنان جو تھکاوٹ اتارنے اور فریش ہونے کے بعد باہر آیا تھا ایک دم سٹپٹایا۔

"اوہ گاڈ!!" اس نے چلا کر کہتے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

"سوری فادی۔۔سوری بھابھی۔۔۔آئی تھنک آئی ہیو ڈسٹرب یو۔آئی ایم ہیر ایٹ رانگ ٹائم۔"

(معذرت فہد۔۔معذرت بھابھی۔۔۔مجھے لگتا ہے میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔میں یہاں غلط وقت پر آگیا)

فہد بینش کو بازوؤں کے حلقے میں لیے کھڑا تھا۔وہ دونوں حیران ہوئے اور ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

"اوہ سنان۔۔وہاٹ آ پلیزینٹ سپرائیز۔" (اوہ سنان کتنا خوش گوار سرپرائز ہے)

فہد سنان سے بغل گیر ہوا۔

"کب آئے؟"

"کل شام۔"سنان مسکراتے ہوئے بولا۔

"بینش مائی سسٹر۔"اس نے بینش کی طرف اشارہ کیا۔جس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔

"اوہ شٹ۔"سنان بری طرح خجل ہوا۔

"سوری۔"وہ شرمندہ تھا۔

"اٹس اوکے۔"بینش نے کندھے اچکائے۔

"پاتانا ہی تھامی کو وارانہ۔۔۔"ابھی اس کا جملہ آدھا مکمل ہوا تھا کہ بینش کے منہ سے ہنسی کا فوارا پھوٹا۔

"کا یا ہوا؟"سنان نے ایک بار پھر اردو کی ٹانگیں توڑیں۔

"افففف نتھنگ۔آپ لوگ ناشتہ کریں میں چلتی ہوں۔"بینش مسکراہٹ دبا تی کمرے کی طرف چل دی۔سنان نے ہلکا سا رخ موڑ کر اس کی پیٹھ کو گھورا۔پھر کندھے اچکاتا فہد کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔اب وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف تھے۔سنان اسے کل کے حالات سے آگاہ کر رہا تھا اور فہد اس کی گلابی اردو سننے پر مجبور تھا۔فہد اسے بتا نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح بولتا کتنا کیوٹ لگتا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اگست کا مہینہ ختم ہو چکا تھا۔امل،فلک،نور اور دانیال کا لاسٹ سمیسٹر بھی ختم ہو گیا تھا۔آج کل یونیورسٹی میں ان کے الوداع کی تیاریاں چل رہی تھیں۔وہ چاروں بھی کئی کئی گھنٹے

یونیورسٹی میں ہی گزار دیتے۔اِدھر اُدھر تانکا جھانکی، کیفے ٹیریا میں بیٹھے رہنا۔ہر جونیئر کی ٹانگ کھینچنا آج کل وہ یہی کام کرتے رہتے تھے۔ان کے جونیئرز ان کو کچھ ڈیڈیکیٹ کرنا چاہتے تھے۔لاکھ کوشش کے باوجود وہ یہ جاننے میں ناکام رہے۔جب بھی جاسوسی کرنے کی غرض سے جاتے بے چارے ناکام لوٹ آتے۔اس سال یونیورسٹی نے فیرویل کے ساتھ ساتھ الیومنائی کا بھی اہتمام کیا تھا۔آریان نے بھی آنا تھا یہ سوچ سوچ کر امل کے چھکے چھوٹ رہے تھے۔امل اور بینش جونیئرز کے ساتھ مل کر سجاوٹ کا کام بھی سنبھال رہی تھیں۔وہ سب ہی فیرویل کے لیے پرجوش تھے ویسے تو یونیورسٹی ختم ہو چکی تھی۔مگر وہ کسی چیز کی جان بھلا آسانی سے کہاں چھوڑتے تھے۔جواب چھوڑ دیتے۔ابھی پچھلے دنوں ہی آریان کی سالگرہ نا صرف منائی بلکہ اس کی جان تب تک نہیں چھوڑی جب تک وہ ان سے معافی مانگنے پر مجبور نہیں ہو گیا اس گناہ کی جو اس نے کیا بھی نہیں تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

امل، نور کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھیں ارد گرد ان کے کچھ کلاس فیلوز اپنی باتوں میں مگن تھے۔فلک گل خان سے گل رخ کی باتیں سن رہی تھی۔اب بھی پہلے کی طرح شرماتا ہوا اسے ہر بات بتا رہا تھا۔گل رخ کے ساتھ اس کی شادی دو سال بعد ہو جانی تھی۔وہ اسے اپنے شرمیلے لہجے میں کچھ بتا رہا تھا۔فلک بیچ بیچ میں اس کا گال ایک ادھ بار کھینچتی تو وہ اسے گھور کر رہ جاتا۔دانیال اپنا پسندیدہ کام کر رہا تھا۔یعنی کہ انسٹا گرام پر فوڈ پیجز کھولے بیٹھا تھا۔آدھی گیلری تو اس نے انہی

تصویروں سے بھری پڑی تھی۔ کہیں چیز ٹپکاتے بر گر، کہیں لارج سائز پیزے، لزانیا کی تصویروں کی تو بھر مار تھی اور بھی بہت کچھ۔۔چیٹنگ کے دوران وہ اور فلک یہ تصویریں ایک دوسرے کو بھیج کر گھنٹوں پلان کرتے کے شادی کے بعد گھومنے جایا کریں گے تو فلاں ملک جا کر یہ کھائیں گے اور فلاں ملک جا کر یہ اور تو اور کی بورڈ کا کامن ایموجی بھی منہ سے پانی ٹپکاتا شو دا تھا۔امل سے کچھ فاصلے پر بینش بیٹھی تھی۔وہ سر جھکائے موبائل میں ٹائپنگ کرتی نظر آ رہی تھی۔اس کی سنان سے خاصی دوستی ہو گئی تھی۔وہ اچھا انسان تھا اور خاصہ ہنس مکھ بھی تھا۔آج کل وہ بینش سے اردو بولنا سیکھ رہا تھا۔

بینش نے مسکراتے ہوئے میسج لکھا۔وہ اسے آج کا سبق دینے والی تھی۔ابھی وہ اسے بنیادی چیزیں سکھا رہی تھی۔

"دفع ہو۔"سنان کا میسج پڑھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں۔غصے سے کان کی لو تک سرخ ہو گئی۔

"بدتمیز۔۔میں ان کی ہیلپ کر رہی ہوں اور یہ؟"اس کا اگلا میسج پڑھے بغیر اس نے فون بند کیا اور بیگ میں رکھا۔پھر گردن موڑ کر اس نے اپنے پچھلے ٹیبل پر فلک سے کچھ فاصلے پر بیٹھے دانیال کو دیکھا۔دل آج معمول کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔جذبوں میں یا دھڑکنوں میں اسے دیکھ کر کوئی طلاطم برپا نہیں ہوا تھا۔بلا آخر وہ اس ساحر کے سحر سے آزاد ہو گئی تھی۔ دانیال شاہزیب بینش بخت کی وہ لا حاصل محبت تھا جس نے اسے حاصل کی قدر کرنا سکھائی۔ وہ مدھم سا مسکرائی۔پھر نظروں کا زاویہ موڑ لیا اب اس کی منزل وہ نہیں تھا۔دل کی حالت یہ تھی کہ نا اب اس سے محبت تھی، نا نفرت اور نا ایسی کوئی کڑی جس کی آس پر وہ اسے یاد کرے وہ بس اسے سوچنا نہیں چاہتی تھی اور نا ہی اس سوچ کو دل تک رسائی دینا چاہتی تھی۔

New Era Magazine

عشقِ مجازی اسے عشقِ حقیقی تک لے گیا تھا۔کچھ محبتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں بس ان کا انداز بدل جاتا ہے۔ محبتیں دل میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔وہ کبھی دم نہیں توڑتیں،وہ ہمیشہ اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہیں۔انسان کی فطرت ہے کہ وہ محبت کو ترستا رہتا ہے۔محبت کرنے کا ظرف سب میں ہوتا ہے مگر اسے نبھانے کا ظرف۔۔۔وہ کسی کسی میں ہوتا ہے۔

دفعتاً موبائل چلاتے دانیال کے سامنے کوئی آرکا۔دانیال نے سر اٹھایا اس کے سامنے مسکراتا ہوا احمر کھڑا تھا۔چشمے کی جگہ لینز لے چکے تھے اور سیدھی مانگ کی جگہ سٹائلش سا ہیر کٹ لے چکا تھا۔سیدھے سادھے ٹراوزر اور چیک والی شرٹ کی جگہ،اب جگہ جگہ سے پھٹی اسٹائلش سی جینز اور شرٹ لے چکی تھی۔دانیال ایک انداز سے مسکرایا۔

"ہائے۔۔۔دوست کیسے ہو؟"دانیال خوش دلی سے بولا۔فلک بھی بظاہر ان کی طرف متوجہ تھی مگر سن گل خان کو ہی رہی تھی۔اس سے دانیال کا احمر کو اتنا مسکرا مسکرا کر دیکھنا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔احمر کا نیا لک تو بمشکل وہ ہضم کر سکی۔وہ پچھلے دو ماہ سے ایسا ہی ہو گیا تھا۔کافی بدل گیا تھا۔اب کہیں سے شریف تو نہیں رہا تھا۔خیر بدماش بھی نہیں ہوا تھا۔جو ان دو ماہ میں اچھا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ اب وہ فلک سے بات نہیں کرتا تھا۔مگر اب جیسے اسے کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا۔کہیں نا کہیں دانیال اس سب میں ملوث تھا۔

"میں ٹھیک آپ سنائیں؟"احمر چیئر گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا۔

"میں بھی ٹھیک!!آج مل گئی فرصت؟"دانیال شریر لہجے میں بولا۔آج کل احمر یونیورسٹی کی آدھی لڑکیوں کا کرش بنا ہوا تھا اور وہ بھی کون سا باز آرہا تھا۔ابھی تو جا کر موقع ملا تھا۔ہر دوسری لڑکی سے اس کا افیئر چل رہا تھا۔یہ گرومنگ بھی دانیال کی ہی مرہون منت تھی۔

بدلے میں فلک کا پیچھا چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

"کہاں یار۔۔۔ابھی علینا جی کو لائبریری چھوڑ کر آیا ہوں۔اس سے جان چھڑوانا خاصہ مشکل ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"اور جویریہ؟" دانیال نے آئیبرو اچکائی۔وہ جانتا تھا احمر صرف جویریہ کے ساتھ سیریس ہے کیونکہ جویریہ کو پرپوز بھی احمر نے خود ہی کیا تھا۔

"وہ کلاس لے رہی ہے۔" جویریہ ان کی جونیئر تھی۔

"اور باقی؟"

"عروج جی دو ٹیبل چھوڑ کر بیٹھی ہے ابھی اس کی نظر یہاں نہیں پڑی۔شیزا جی اس سے تین ٹیبل چھوڑ کر بیٹھی ہے اور زارا جی کا کچھ پتا نہیں۔" دانیال نے سر گھمایا۔سامنے سے زارا چلی آرہی تھی۔زارا کا افیئر ہر لڑکے سے چلتا تو یہ کہنا غلط نہیں تھا۔وہ یونیورسٹی میں اسی لیے مشہور تھی۔

"زارا کیسی لگتی ہے تمہیں؟ مطلب تم سیریس ہو اسے لے کر؟" دانیال نے جان بوجھ کر اس سے پوچھا۔بیچارہ شکار برا پھنسا تھا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا یار۔۔۔لڑکی تو مجھے خاندانی چاہیے۔جویریہ کو لے کر میں سیریس ہوں اور تو اور ہمارے پیرنٹس کی آپس میں بات بھی ہو چکی ہے۔یہ سب تو میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہی ہیں۔میں انہیں کیسے روکوں زبردستی گلے پڑی ہیں؟ یو نو۔۔۔اور رہی بات زارا جی کی۔۔اس کا افیئر ہر لڑکے سے چلتا ہے۔میں بھی اس کے ٹائم پاس میں کوئی دو ہفتوں کی مدت کے لیے ہوں گا اور شیزا جی، عروج جی، علینا جی مختلف ہیں مگر یوں اپنے جذبات کا اظہار کر کے

انہوں نے خود کو میری نظروں میں بے مول کر لیا ہے۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے بتا رہا تھا۔ بینش کو بھی اس کا ہر لفظ سن رہا تھا چونکہ وہ زیادہ دور نہیں بیٹھی تھی۔ فلک بھی ورطہ حیرت تھی لیکن خاموش تھی۔

"واہ زارا بھابھی آپ؟؟ احمر آپ کی ہی بات کر رہا تھا۔ آیئے نا۔" دانیال کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ زارا کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی متوجہ ہوئے۔

"یہ ضرور کچھ کرے گا۔" گروپس آپس میں بولتے تماشا دیکھنے لگے۔ کیونکہ دانیال نے اعلان ہی تو کیا تھ۔ جس کا مطلب تھا۔ حاضرین محفل ہوشیار۔۔۔!!!

"واؤ۔۔احمر تم میری باتیں کرتے رہتے ہو۔۔۔ کیا کہہ رہا تھا احمر؟" وہ احمر کے پاس آ کھڑی ہوئی اس کے گال کھینچے اور دانیال سے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا چکر چلاؤں گا تو بس زارا سے باقی سب بھاڑ میں جائیں۔" عروج کو سب سے پہلے ہوش آیا وہ انہی کی طرف چلی آئی۔

"دوبارہ بولنا؟" احمر اور زارا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ دانیال کی طرف مڑی۔

"عروج بھابھی آپ؟ آئیں۔۔۔ احمر آپ کا بھی بہت ذکر کرتا ہے۔" دانیال معصومیت سے بولا۔ احمر کی طرف دیکھنے کی غلطی وہ نہیں کر رہا تھا جانتا تھا کہ احمر اس کی طرف التجایہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ زارا کبھی احمر کو دیکھتی تو کبھی عروج کو۔

"کہتا ہے کہ پرپوز کروں گا تو بس عروج کو۔" سارے اسٹوڈنٹس اب ان کی طرف متوجہ تھے۔ یہ کھیل تو بہت مزے کا تھا۔ امل، نور اور فلک مسکراہٹ دبائے کھڑی تھیں۔۔ جانتی تھیں کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ بینش ابھی سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ احمر کا چہرہ پل

پل سرخ ہوتا جارہا تھا۔

"واٹ؟؟"شیزا اپنا بیگ وہیں ٹیبل پر پھینکتی چلی آئی۔

"آرے شیزا بھا بھی؟؟آپ کا مقام تو بہت ہے۔۔احمر کہتا ہے منگنی کروں گا تو بس شیزا سے اس کے سوا کسی سے نہیں۔"دانیال سکون سے بولا۔شیزا نے گردن اکڑائی۔منگنی تو یہ اسی سے کرے گا۔پھر ایک جلانے والی نظر زارا اور عروج کے دھواں دھواں چہرے پر ڈالی۔

"اور یہ نکاح کس سے کرے گا؟"لڑکوں کی ٹولی میں سے ایک لڑکا ہنستے ہوئے پوچھنے لگا۔

"وہ تو جویریہ بھا بھی ہیں۔۔ان کی کلاس چل رہی ہے۔"

"کیا؟"شیزا،عروج اور زارا کے منہ ایک ساتھ کھلے۔تبھی کیفے ٹیریا میں علینا داخل ہوئی۔اسے نہیں معلوم تھا کہ یہاں کیا ہورہا ہے۔وہ تو ایک بک ایشو کروانے کے بعد یہاں آرہی تھی۔وہ یہاں وہاں دیکھنے کے بعد احمر کی طرف چلی آئی۔جس کی دونوں طرف زارا ،عروج اور شیزا اکھڑی تھیں وہ کبھی گھور کر احمر کو دیکھتیں تو کبھی ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتیں۔علینا نے کندھے اچکائے۔

"بیبی ہم شاپنگ پر چلیں؟"وہ احمر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔احمر نے تھوک نگلی اور اس کی طرف دیکھا۔سب نے قہقہوں کا بمشکل گلا گھونٹا۔

یہ آ گئیں۔۔علینا بھا بھی۔احمر کے دل کی دھڑکن اور فیوچر وائف۔کہتا ہے شادی کروں گا تو"

"بس علینا سے کروں گا۔

"واؤ۔۔۔بیبی تم نے مجھے پہلے نہیں بتایا؟"علینا فدا ہونے والے انداز میں بولی۔

"مجھے بھی آج ہی پتا چلا ہے۔"وہ بمشکل بولا اور دانیال کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا اس کے

New Era Magazine

دیکھنے پر دانیال نے آنکھ دبائی۔

"کمینہ!"احمر بے آواز بولا۔

"احمر؟"وہ چاروں اس کی ارد گرد کھڑی تھیں۔شیز اعلینا کو سب بتا چکی تھی۔

"دیکھو زارا جی تمہاری جگہ عروج جی نے، عروج جی تمہاری جگہ شیزا جی نے،اور شیزا جی کی جگہ علینا جی نے لی ہے۔میرا کیا قصور۔"احمر معصومیت سے بولا۔

وہ سب ایک دوسرے کو شعلہ باز نظروں گھورنے لگیں اور پھر کیفے ٹیریا اکھاڑا بن گیا۔عروج بری طرح شیزا کے بال کھینچ رہی تھی،شیزا اپنے لمبے ناخن کا بھرپور مظاہرہ دکھا رہی تھی۔وہیں عروج کے بال علینا کے ہاتھوں میں تھے شیز اعلینا پر مکے برسا رہی تھی۔وہ بری طرح ایک دوسرے سے گتھم گھتا ہو رہی تھیں۔زارا تو جنگ کے آغاز پر ہی اچھل کر احمر کے پیچھے آچھپی تھی۔کچھ دیر بعد جب انتظامیہ نے انھیں علیحدہ کیا تو ان کے حلیے دیکھنے والے تھے۔شیزا کے خوبصورت ناخن اپنی اصلیت کھو چکے تھے ان کی جگہ اب ماس تک کھائے ہوئے

اندر دھنسے ناخن تھے۔لڑائی میں عروج کا سارا میک اپ اتر چکا تھا اور اب وہ بھی اپنی اصلی شکل کے ساتھ سامنے کھڑی تھی۔

"لکھوا لو یہ ہر روز پندرہ کلو بیس لگا کر آتی تھی۔"دانیال نے فلک کی طرف جھک کر سرگوشی کی۔

"چپ کرو۔"فلک نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری۔

علینا تو صدمے کی حالت میں کھڑی تھی اس کی دونوں ہیلز ٹوٹ چکی تھیں اب وہ کہیں سے بھی ہائیٹیڈ علینا نہیں لگ رہی تھی بلکہ میٹرک کی اسٹوڈنٹ لگ رہی تھی۔ وہ تینوں زارا کی طرف آئیں۔

"دیکھو پلیز بال مت کھینچنا بہت مشکل سے بڑھائے ہیں۔" زارا نے ہاتھ اٹھا کر ان تینوں کو خبردار کیا۔

"احمر اسے روکو۔" احمر نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا پھر مڑا۔ اسے مڑتا دیکھ کر زارا نے آنکھیں میچ کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ صرف ایک منٹ کی خاموشی چھائی تھی زارا نے اپنی بند آنکھیں کھولیں اور احمر کی حیرت سے کھلی آنکھیں دیکھیں۔ دوسری نظر اس کی اپنی وگ پر گئی۔ جو احمر اس کے بیگ کی جگہ کھینچ چکا تھا۔ وہ تو پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی۔ جن لمبے بالوں کے لیے وہ مشہور تھی وہ وگ تو صدماتی حالت میں کھڑے احمر کے ہاتھوں میں تھی اور زارا کے سر پر تو چھایا بھی نا تھی۔

"باقی سب ایک طرف زارا بہن کا افسوس مجھے بہت ہوا تھا۔" واپسی میں دانیال نے گاڑی چلاتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

بینش آج سنان پر خاصی تپی ہوئی تھی۔ مگر یونیورسٹی میں دانیال کی، کی گئی حرکت سے اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا۔ آج وہ ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔ وہ باقاعدہ طور پر "فہد ولا" شفٹ ہو چکی تھی۔ "بخت ولا" فروخت کر دیا گیا تھا۔ وہ یونیورسٹی سے باہر آئی اور گردن گھما کر ادھر

اُدھر دیکھنے لگی۔سامنے ہی اسے گاڑی نظر آ گئی۔تیز تیز قدم اٹھاتی وہ گاڑی تک آئی۔مگر ڈرائیور کی جگہ سنان کو گاڑی سے نکلتا دیکھ کر حیران ہوئی۔

"آپ؟"وہ یک لفظ بولی۔

"جی۔۔بیٹھیں۔"اس نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور بینش کو اشارہ کیا۔تھوڑی بہت اردو وہ بولنا سیکھ چکا تھا۔پاکستان آئے اسے دس دن ہو چکے تھے اور روز وہ کچھ نا کچھ سیکھتا رہتا کچھ بینش سے اور کچھ انٹرنیٹ سے۔ایکسینٹ کا مسئلہ تھا لیکن وہ کیوٹ لگتا تھا۔بزنس اس کی والدہ سنبھال رہی تھیں مگر آن لائن سب کچھ وہ خود دیکھتا تھا۔بینش منہ پھلائے فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

"کیا ہوا؟"سنان نے اس کے ناراض چہرے کو دیکھا۔

"نتھنگ۔"بینش نے کندھے اچکائے۔سنان نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا۔وہ ناراض نظر آ رہی تھی۔

"آپ نے میسج نہیں پڑھے؟"وہ شستہ انگریزی میں بات کر رہا تھا۔

"آپ کو تمیز نہیں ہے۔"وہ بھی اسی کی زبان میں بولی۔

"پر میں نے کیا کیا؟"اس نے حیرانی سے پوچھا اور بریک لگایا کیونکہ ٹریفک سگنل پر لال بتی جل رہی تھی۔

"کیا نہیں کیا۔۔۔یہ پوچھیں!"وہ ناک سکوڑتی بولی۔سنان نے حیرت سے اس کے انداز کو دیکھا۔

"پر میں نے کیا کہا آپکو؟"وہ حیران تھا۔بہت زیادہ حیران۔

New Era Magazine

"دفع ہو۔۔کیا آپ نے مجھے دفع ہو نہیں کہا؟" بینش نے اسے گھورا۔

"جی کہا ہے۔پر یہ کوئی بری بات ہے کیا؟"اس نے معصومیت سے پوچھا۔بینش اس کے انداز پر عش عش کر اٹھی۔

"جی ہاں آپ نے مجھے یہ کہا کہ جاؤ کہیں مجھے فرق نہیں پڑتا اور وہ بھی برے انداز میں۔۔یہ تب کہتے ہیں جب آپ کو غصہ ہو اور کسی کو اپنے سامنے سے بھیجنا ہو۔" بینش کو اپنی بے وقوفی پر تاؤ آیا۔وہ بیچارہ کون سا کچھ جانتا تھا؟ کہیں نا کہیں اس نے یہ لفظ سنا ہو گا۔

"اوہ آئی ایم سوری۔۔۔مجھے لگا آپ خوش ہوں گی کہ میں نے مزید کچھ سیکھا۔"وہ شرمندگی سے بولا۔پھر گاڑی ایک جوس شاپ کے باہر روکی۔

"کہاں؟"

"جوس لیں گی آپ؟"اس نے مسکراہٹ چہرے پر سجائے پوچھا۔بینش کو بھی پیاس لگ رہی تھی اس نے جھٹ سر ہلایا۔وہ سر ہلاتا گاڑی سے نکلا اور پانچ منٹ بعد وہ بینش کو شاپ سے باہر آتا نظر آیا۔اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا۔

"یہ لیں۔"اس نے بینش کی طرف گلاس بڑھایا۔

"اور آپ کا؟"

"نہیں میں آنے سے پہلے کافی پی کر آیا ہوں۔"اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے سادگی سے کہا۔بینش جوس پیتے ہوئے گاہے بگاہے اسے دیکھ رہی تھی جو سنجیدگی سے گاڑی چلا رہا تھا۔

"ویسے آپ نے یہ سنا کس کے منہ سے تھا؟" بینش نے کچھ دیر پہلے کا ماحول زائل کرنا چاہا۔گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔

"میں لان میں بیٹھا تھا جب آپ کی ملازمہ مالی سے کوئی بات کرنے لان میں آئیں تو مالی نے ان
کا ہاتھ پکڑ کر کچھ کہا جس پر اس ملازمہ نے
مسکرا کر یہ کہا تھا۔مجھے لگا اتنا مسکرا رہی ہیں اچھی بات ہو گی اس لیے بول دیا۔"اس کی بات سن
کر جوس پیتی بینش کو اچھو کا لگا۔سنان نے ٹشو
باکس سے ٹشو نکال کر اس کی جانب بڑھائے۔
"یو اوکے ؟"وہ پریشانی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔
"جی۔"سنان نے سر ہلایا اور گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج سورج بادلوں کو مات دینے میں کامیاب ہو گیا لیکن آج ٹھنڈی ہوائیں بھی اِدھر اُدھر
گھومتی سورج کو چڑا رہی تھیں۔سورج پھر سے ناراض ہوتا بادلوں میں جا چھپا۔سارا دن یہ
کھیل چلتا رہا۔اس دن کی رات جب "آفندی مینشن" پر اتری تو وہاں قسمت ان سب کے
درمیان بیٹھی نازاں تھی۔محبت فتح یاب ہو کر مسکرا رہی تھی۔
آریان ڈیوٹی سے لوٹنے کے بعد اپنے کمرے میں تھا۔امل،نور اور گھر کی بڑی عورتیں کچن میں
کھڑی تھیں۔امل کوکنگ رینج کے پاس کھڑی بریانی کو دم دے رہی تھی۔نور اسٹول پر بیٹھی
کسٹرڈ سجا رہی تھی۔اسماء بیگم اور عائشہ بیگم مل کر ٹیبل لگا رہی تھیں اور ارفع بیگم نان بنا رہی
تھیں۔قورمہ اسماء بیگم بنا چکی تھیں۔عالیہ سلاد بنانے میں مصروف تھی۔لاؤنج میں دانیال
فلور کشن پر صائم کو لیے بیٹھا تھا۔صائم اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے دانیال کے منہ پر تھپڑ برسا رہا
تھا۔

New Era Magazine

"شاباش اور زور سے میرے چیتے۔ایک میری طرف سے بھی لگا دو۔"کف فولڈ کرتا سیڑھیاں اترتا آریان صائم کو مشورا دیتے ہوئے بولا۔دانیال نے گھور کر آریان کو دیکھا۔لیکن زیادہ دیر نا گھور سکا کیونکہ بھانجے نے ماموں کی بات کو بہت غور سے ناصرف سمجھا تھا بلکہ اس پر عمل بھی کیا تھا۔دانیال نے صدمے سے منہ کھولے صائم کو دیکھا جو اپنی کارکردگی کے بعد اپنے ماموں کی طرف فتح یاب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔آریان کے ہنسنے پر تالی مارتے وہ بھی ہنس دیا اور دانیال کو معصومیت سے دیکھنے لگا۔

"دھوکے باز۔۔میری محبت کا یہ صلہ؟؟ یہ؟؟کان کھول کر سن لے یہ تیرا ماموں جب یہاں نہیں تھا تب میں تھا،میں تھا وہ شخص وہ عظیم انسان جس نے تیرے ڈائیپر بھی بدلے اور تجھے فیڈر بھی پلایا۔تجھے اتنے کھلونے لے کر دیے اور دن رات ایک کر کے تیری خدمت کی۔ مگر تو نے میرے رتجگوں کا مجھے یہ صلہ دیا؟یہ؟"صدمے کے مارے اس کی آواز اونچی ہوتی گئی وہ خاصہ ایموشنل ہو گیا تھا۔آریان نے مسکراہٹ دبائی۔

"بس کر خاموش ہو جا۔"آریان نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"تجھے حکم دینے کی بڑی بری عادت پڑھ گئی ہے مگر یاد رکھ تیرے سامنے اب میں یعنی دانیال ہوں جو کسی کو بھی ناک وچنے چبوادے۔مجھے اپنے سامنے جی حضوری کرنے والا کانسٹیبل نا سمجھ۔داد دیتا ہوں فہد کو جس نے تیری چاکری قبول کر لی۔ناجانے کیسے رہتا ہوگا۔"دانیال نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں صرف ایک بات کروں گا اور تیری جی حضوری دیکھنے والی ہو گی۔"آریان کہاں چپ رہتا۔

"بول۔۔ہمت ہے تو بول؟"دانیال نے بازو ٹانگے۔

"میں اپنی بہن کی شادی تجھ جیسے لنگور سے نہیں ہونے دوں گا۔"آریان نے آنکھ دبائی اور صائم کو اپنی گود میں اٹھایا۔جوان کی چک چک سے تنگ آکر سو چکا تھا آریان نے اسے پاس پڑے کاٹ میں آرام سے لٹادیا۔۔دانیال نے جس رفتار کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے بازو اوپر چڑھائے تھے اس سے دگنی رفتار کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں نیچے کیا اور لپک کر آریان کے پاس بیٹھا۔

"یہ ظلم نا کرنا۔میرا منہ کو دیکھ کیا اسے دیکھ کر تجھے مجھ پر ترس نہیں آتا؟"

"نہیں۔۔ہاں الٹی ضرور آتی ہے۔"آریان بے نیازی سے بولا۔دانیال نے دانت پیسے۔

"تو سیریس ہے؟"اس نے شکی انداز میں اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایک سو ایک فیصد۔"وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ہاہاہا کیا کرے گا۔۔نکاح تو ہوا ہے نا۔"دانیال نے اسے زبان چڑائی۔

"رخصتی تو ہونا ہے نا ابھی۔ہم وہ نا کروائیں تو تمہاری مجال جو ہماری لڑکی اڑاؤ۔"آریان نے تپانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

"تو تجھے کیا لگتا ہے میں اپنی بہن پھر تجھے دوں گا۔"

"تجھے لگتا ہے مجھے تیری اجازت کی ضرورت ہے؟"آریان نے آئبرو اچکائی۔

"اچھا۔۔۔میں ذرا امل کو ایک بات بتا آؤں۔"دانیال اٹھتے ہوئے بولا۔آریان کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔

"کیا؟"

"کچھ نہیں بس وہ کل تمہارے فون پر کسی زینب کی کال آرہی تھی۔میں نے ان سے بات کی مجھے بہت اچھا لگا۔بس یہی بتانے جارہاہوں امل کو بھی کہ وہ زینب آپی سے بات کرے اسے تو بہت زیادہ اچھا لگے گا۔" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتا ہوا بولا۔آریان ایک جھٹکے سے اٹھا۔

"میرے پیارے بھائی۔۔بولو تو رخصتی کی بات چلاؤں؟"آریان اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

"ہمم جو تمہیں بہتر لگے۔"دانیال صوفے پر خاصہ پھیل کر بیٹھا اور گردن اکڑائی۔

"کمینہ۔"آریان زیرلب بڑبڑایا۔زینب وکیل تھیں اور ایک کیس کے سلسلے میں ان کا نمبر آریان کو لینا پڑا۔یہ بات امل تک پہنچتی تو مسئلہ بن جاناتھا جو کہ آریان نہیں چاہتا تھا۔پھر آریان لاکھ اسے سمجھاتا وہ کہاں مانتی اور تو اور زینب صاحبہ تیس سال کی تھیں۔مگر دانیال کا کیا بھروسہ امل کو بتائے تو ساتھ میں فرضی طور پر یہ کہہ دے کہ وہ (زینب) بیس سال کی ہے۔دانیال سے کسی بھی بات کی توقع کی جاسکتی تھی۔

"رخصتی کی تاریخ کب کی رکھواؤں؟"آریان اس کے برابر میں بیٹھا۔

"ایک ماہ بعد کی ٹھیک رہے گی؟"یہ جواب پیچھے سے آیا تھا۔ان دونوں کی پشت داخلی دروازے کی طرف تھی۔دونوں جھٹکے سے اٹھے اور مڑے۔

"آپ۔۔۔وہ ہم۔۔۔"دانیال بوکھلایا۔پیچھے فرحان صاحب ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

"کیا ہوا؟"تبھی شاہزیب صاحب، سہیل صاحب کے ہمراہ چلے آئے۔وہ تینوں لان میں بیٹھے تھے۔

"تفصیل سے بات ہوگی مگر ابھی نہیں کھانے کے بعد۔"فرحان صاحب نے بات سمیٹی اور

ایک نظران دونوں کو دیکھا جو شرمندہ کھڑے تھے۔کھانا تیار تھا اور بلاوہ بھی آچکا تھا۔اس لیے وہ کھانے کے میز کی طرف چل دیے۔پیچھے وہ دونوں بھی سر جھکائے چلتے آرہے تھے۔

"نجانے وہ کیا سوچیں گے۔"یہ خیال خاصہ شرمندہ کررہا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

اور پھر سب گھر والوں کے باہمی مشاورت سے تین ماہ بعد کی تاریخ طے کی گئی۔امل،فلک کمرے میں بیٹھی تھیں اور نورا نہیں ہر اپ ڈیٹ سے آگاہ کررہی تھی جناب دومنٹ بعد جاکر چائے کا پوچھتی رہتیں اور اب کی بار تو بری طرح ڈانٹ کر نکالی گئیں تھی۔آریان تو سکون سے اپنے کمرے میں بیٹھا تھا مگر دانیال کی بے چین روح کو سکون نہیں مل رہا تھا۔آریان کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ لاؤنج کے پچھلی جانب کھلنے والے دروازے کے ساتھ کان ٹکائے کھڑا تھا۔اندران چاروں کے سوا سب موجود تھے۔نور تو اب بے عزتی کے بعد نکالی گئی تھی۔دانیال کو کچھ خاص سمجھ نہیں آرہی تھی اسے بس تین ماہ، تین ماہ سمجھ آرہی تھی۔زیادہ اچھی طرح سننے کے لیے اس نے کان مزید دروازے سے لگائے اور بلکل چپک کر کھڑا ہو گیا۔دوسری طرف کمرے میں سب بیٹھے ایک دوسرے کو تاریخ طے ہونے پر مبارک باد دے رہے تھے۔صارم نے یونہی نظریں گھما کر باہر کی جانب کھلتے دروازے کی طرف دیکھا۔اسے سائیڈ پر لگی کھڑکی میں دانیال کھڑا صاف نظر آرہا تھا۔صارم نے مسکراہٹ دبائی اور کھڑا ہوا۔۔

"میں مٹھائی لے آؤں۔"کہتے ہی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے کی طرف چلا آیا۔۔ایک جھٹکے سے اس نے دروازہ کھولا۔دانیال سیدھا کچھ فاصلے پر بیٹھے فرحان صاحب

New Era Magazine

کے قدموں میں آ گرا۔ پھر شرٹ جھاڑتا اٹھا۔ سب اسی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ سیٹی پر دھن بجاتا اسی دروازے کی طرف آیا جسے بند کرنے کے بعد صارم اب اس کے سامنے بازو باندھے کھڑا تھا۔

"ہاہا۔۔ہی۔ہی۔۔وہ میں دروازہ دیکھ رہا تھا اچھی کوالٹی کا ہے۔ آوازیں تو بلکل آر پار نہیں جاتیں۔" وہ دروازے کو ستائشی انداز میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ سیلینگ پر پنکھا کب آیا؟" وہ بونگیاں مار رہا تھا سب جانتے تھے۔ وہ ان کا دھیان بٹانا چاہ رہا تھا۔

"بیٹا جی! یہ تو پچھلے بیس سال سے یہیں ہیں آپ کب سے یہاں ہیں؟"

"میں الحمداللہ ساڑھے بائیس سال پہلے قیام میں آیا ہوں۔" وہ کالر سیٹ کرتے ہوئے بولا۔

"اُدھر دیکھیں۔۔۔وہ لوگ بھی اُدھر ہی کھڑے ہیں۔" سب نے اس جانب گردن موڑی جہاں دانیال نے اشارہ کیا تھا اور دانیال موقع غنیمت جان کر بھاگ چکا تھا۔ سب ہاتھ مسلتے رہ گئے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

بلا آخر وہ دن بھی آ گیا جب انھیں یونیورسٹی کو ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہنا تھا کل تک اس گیٹ سے داخل ہوتے تو اپنی موجوں میں مگن رہتے، قہقہے لگاتے داخل ہوتے مگر آج جب تقریب کے آخر میں اسی گیٹ سے باہر نکلنا تھا تو پھر واپس اندر آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہنی تھی۔ ہو سکتا ہے آپ یونیورسٹی دیکھنے آئیں مگر پھر کبھی بھی وہ موج، وہ بے فکرے قہقہے نہیں

لگا پائیں گے کیونکہ وہاں سے نکلنے کے بعد آپ کو زندگی نے اپنے عملی پروں میں سمیٹ لینا تھا اور ان پروں کے ساتھ اونچی سے اونچی اڑان بھرنے کے دوران زندگی اکثر آپ کا بے فکرا پن، آپ کا قہقہے چھین لیتی ہے۔زندگی کا ہر لمحہ آپ کو ایک بار ہی ملے گا اس لمحے کو امر کرنا یہ آپ پر منحصر ہے۔ہر لمحہ، ہر سیکنڈ جینا زندگی کا نام ہے۔کسی سے گھبرا کر یا خوف کھا کر رک جانا یہ جمود ہو جانے کا نام ہے۔۔اسے زندگی نہیں کہتے۔زندگی تو زندہ دلی کا نام ہے اور انسان زندہ دل ہو تو وہ ہر لذت کو محسوس کرنے کے قابل ہے۔مختصر یہ کہ زندگی کسی ایک لمبے عرصے کا نام نہیں جسے ایک انسان گزارتا ہے زندگی تو ہر لمحے کو جینے کا نام ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شاہزیب صاحب اور اسماء بیگم ایک دعوت پر گئے تھے۔دانیال باہر لاؤنج میں تیار بیٹھا بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔تقریب پانچ بجے شروع ہو جانا تھی اور لڑکیوں کی تیاریاں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔وہ خود تیار شیار خشبوئیں بکھیر رہا تھا۔بلیک ٹیکسیڈو پہنے بالوں کا ایک طرف پف بنائے وہ اپنے کھڑے نقوش کے ساتھ بہت خوبرو لگ رہا تھا اس پر تضاد اس کے ڈمپل اور سیاہ آنکھوں میں چمکتی شرارت۔دوسری طرف آریان اور فہد ابھی ڈیوٹی سے ہاف لیو پر آئے تھے وہ دونوں تیار ہو رہے تھے۔دانیال بے زاری سے اِدھر اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔

"یااللہ۔۔تاریخ گواہ ہے عورتیں بڑے سے بڑے فساد کی جڑ بنی ہیں۔کوئی جنگ ہو تو انہی کے لیے ہوتی تھی کوئی بحث وہ بھی انہی کے لیے اور کو۔۔"سامنے سے فلک سیڑھیاں اترتی آرہی تھی۔دانیال کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب اس نے اپنے سامنے اس پری پیکر کو دیکھا۔

"بھاڑ میں جائے تاریخ!!"اس نے بڑبڑا کر تاریخ کو چولہے میں جھونکا۔سیاہ پاؤں کو چھوتی فراک اس کے گورے رنگ کو مزید نمایاں کررہی تھی۔کانوں میں لٹکتے سنہری جھمکے اس کی چال سے جب آگے پیچھے گھومے تو دانیال کے دل کی دھڑکن چل کر بند اور بند ہو کر چلی۔

فلک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔دانیال نے بے ساختہ دل تھاما۔بھوری آنکھیں سیاہ گہری آنکھوں سے ٹکرائیں دانیال کو اپنا آپ اس کی کاجل لگی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔

"جاناں یہ آنکھیں پہلے ہی بہت قاتل ہیں ان کو دو آتشہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"دانیال نے مسکراہٹ دبائے کہا۔

"کچھ لوگوں کو تڑپتے ہوئے دیکھنا تھا۔"فلک نے ڈوپٹہ کندھے سے بازو تک سیٹ کیا۔

"لوگ تو تب ہی تڑپ جاتے ہیں جب آپ نظریں اٹھاتے ہیں۔"دانیال نے ہولے سے اس کی پلکوں کو چھوا۔

"پر کیوں؟"فلک نے معصومیت سے پوچھا۔

"کیونکہ تم اس کے بغیر بھی ڈراونی لگتی ہو اس کی ضرورت نہیں تھی۔"وہ کہہ کر اس سے دو قدم دور ہوا۔جانتا تھا کہ اب وہ اسے دے مارنے کو کچھ ڈھونڈے گی۔وہ پیاری لگ رہی تھی،بہت پیاری اور دانیال اپنے انداز میں اسے سراہ چکا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

نور اور امل کمرے میں تیار ہورہیں تھیں۔پہلے وہ دونوں فلک محترمہ کو تیار کرتی رہیں اب امل خود تیار ہونے کے بعد نور کو تیار کررہی تھی۔نور کو بمشکل آج فراک پہننے پر راضی کیا تھا۔وہ تو آج بھی کرتا جینز کی جان چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔امل نے پاؤں کو چھوتی ریڈ فراک پہنی ہوئی تھی۔فراک ان تینوں کی ایک جیسی تھیں بس رنگ مختلف تھے۔نور نے رائل بلیو کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی۔تینوں فراک پر سنہری رنگ کا کام ہوا تھا اور تینوں نے ہائی ہیلز پہنی تھیں۔جھمکے بھی ایک سے تھے۔امل نور کا آئی میک اپ کررہی تھی جو ہاتھوں میں موبائل پکڑے ناول پڑھ رہی تھی۔

"نور اوپر دیکھو۔"امل نے لائینر اٹھایا اور ایک نظر اسے دیکھا جس پر اس کے کہے کا رتی برابر اثر نہیں ہوا تھا۔امل نے اس کے سر پر زور سے چپت ماری۔

"اوہ میں مر گئی۔آریان بھائی پوچھیں تم سے امل۔۔"اس نے اپنا سر سہلایا۔

"اور فہد بھائی تم سے پوچھ لیں۔"امل نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"یاررر۔۔"وہ شرماتے ہوئے بولی۔لیکن شرمانے کی ناکام اداکاری کے سوا وہ کچھ نا کر سکی۔نور اسے جلدی آنے کا بول کر نیچے چلی گئی۔ امل نے نفی میں سر ہلایا اور ایک بار پھر اپنے بالوں میں برش پھیر کر انھیں سیدھا کیا۔وہ اب کہیں سے بھی ڈائی شدہ بال نہیں تھا بلکہ قدرتی سیاہ تھے اور اب وہ اس کی کمر سے نیچے گرتے تھے۔امل دوپٹہ گلے میں ڈالنے لگی مگر اسے پچھلی بار آریان کا اس کے سر پر دوپٹہ دینا یاد آیا۔ اس نے سر پر دوپٹہ اوڑھا۔پھر نفی میں سر ہلایا اور وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔ڈھونڈنے کے بعد اسے گولڈن موتیوں والا خوبصورت اسٹولر مل ہی گیا۔بالوں کو اونچے جوڑے کی طرح لپیٹا۔پھر سٹولر سے حجاب کرنے اور دوپٹہ ایک

کندھے پر سیٹ کرنے تک وہ مکمل طور پر مطمئن ہو چکی تھی۔خوبصورت مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔وہ اپنی خواہش پوری کرنے کے ساتھ ساتھ آریان کی پسند کو بھی مد نظر رکھ چکی تھی۔جب وہ نیچے آئی آریان کے سواسب وہاں موجود تھے۔

"امل،آریان تم دونوں ایک گاڑی میں آجاؤ۔دانیال تم اور فلک اپنی گاڑی میں چلے جاؤ،میں نور کو لے جاتا ہوں۔"فہد جس کی نظریں نور سے ہٹ ہی نہیں پا رہی تھیں فوراً بولا۔

"مگر تمہارے ساتھ تو بینش اور سنان نے آنا تھا؟"دانیال نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہ دونوں تو پچھلے پندرہ منٹ سے یونیورسٹی میں ہیں۔میں انھیں ڈراپ کر آیا ہوں۔"وہ کندھے اچکاتا ہوا بولا۔

"میں دانیال کے ساتھ آجاؤں گی۔"نور نے فہد کی اصرار کرتی نظروں سے نظریں چرا کر سادگی سے کہا۔بہت دنوں سے دونوں کی بات چیت بھی نہیں ہوئی تھی وہ اسے مس کر رہا تھا۔ناجانے وہ آن لائن کیوں نہیں آرہی تھی۔وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا اور آج تو اس کا یہ روپ آنکھوں کو خیرا کرے دے رہا تھا۔

"نہیں نور کباب میں ہڈی نا بنو۔"فہد نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"کوئی بات نہیں نور ہمارے ساتھ آجائے گی۔"فلک نے مسکراتے ہوئے نور کو اشارہ کیا۔فہد نے موبائل کھولا اور ایک نظر نور کو دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے نور کا موبائل بجا۔کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"یار چلو!!میرے پاس تمہارے لیے گفٹ ہے۔"نور کی باچھیں پھیلیں۔پچھلی بار فہد نے اسے کتنے مزے کا موٹا سا ناول گفٹ کیا تھا۔ شاید اس بار بھی۔۔۔اور نور سدا ناولز کی دیوانی۔

"بس ڈن میں فہد کے ساتھ آجاؤں گی تم لوگ جاؤ۔امل باہر آریان کی گاڑی کا ہارن بج رہا ہے نا؟"نور نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔امل ہاتھ ہلاتی باہر کو چل دی۔اس کے پیچھے ہی دانیال اور فلک بھی باہر نکل گئے۔فہد مسکراہٹ دباتا نور تک آیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"زیادہ فری نا ہو اے۔سی۔پی تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"نور نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا اور دبنگ انداز میں باہر کو چل دی۔فہد سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

"اچھی لگ رہی ہو"وہ جو کنفیوز سی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی آریان کی آواز پر چونکی۔

"سچ میں؟"خوشی اور مسرت اس کی آواز سے جھلک رہی تھی۔

"ہاں سچ میں۔"آریان بھرپور انداز میں مسکرایا۔سچ تو یہ تھا کہ امل کو اس طرح دیکھ کر آریان کو بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی۔وہ آج ایک موتی کی طرح لگ رہی تھی اور موتی آج سیپ میں بند ہو کر قیمتی اور خاص ہو گیا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فہد نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں۔گاڑی میں بیٹھنے اور گفٹ لینے کے بعد سے اب تک نور کی زبان مسلسل چل رہی تھی اور موضوع تھا "ہم اور تم ناول"وہ اسے پچھلے دس منٹ سے شاہ زین،شاہ زیب،شاہ رخ،شازل،شاہ زر اور نا جانے کون کون سے شاہ کی باتیں بتا کر پکار رہی تھی اور وہ اچھے بچوں کی طرح ہر بات پر ہوں ہاں کر رہا تھا مگر اب بات برداشت سے باہر ہو چکی تھی۔

New Era Magazine

اور پتا ہے تب میں اتنا ہنسی جب شاہ زیب کہتا کہ میں نے ایک دن کام کر کر کے شاہ زیب سے "شاز یہ بن جانا ہے اور پتا ہے۔۔۔

"بس کرو نور۔۔ خدا کا واسطہ ہے بس کرو۔۔ تمہاری یہ زبان دن رات روتی ہو گی اپنی قسمت پر۔اسے آرام بھی دیتی ہو یا نہیں؟ نا جانے تمہارے ساتھ چوبیس گھنٹے رہنے والوں کا کیا ہوتا ہو گا۔" فہد سگنل پر گاڑی روکنے کے بعد اس کی طرف رخ کیے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"فہد۔"

"ہمم۔" وہ جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا اس کی معصوم سی پکار پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"شاہ زین نا ایک دفع۔۔۔"

"یا اللہ۔۔۔اس لڑکی کو ہدایت دے۔۔ میں کیا کہہ رہا تھا تم نے سنا نہیں؟" اتنا تو سارا دن پولیس اسٹیشن میں دکھی نہیں ہوتا تھا جتنا اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے اسے دو منٹ میں کر دیا تھا۔

"ابے او!! اے۔سی۔پی۔۔اس چیز کی عادت ڈال لو تمہارے پاس تین سال ہیں ابھی لیکن تین سال کے بعد مائنڈ اٹ۔۔ تمہیں اس کی عادت ہونا چاہیے۔ ورنہ بھول جاؤ نور اظہر کو۔" وہ گردن کڑائے بولی۔ابھی اگلے تین سال تک دونوں کا شادی کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ باتوں ہی باتوں میں وہ یہ بات طے کر چکے تھے۔انہوں نے نکاح کرنے کے بارے میں سوچا تھا۔ مگر اس کے لیے فہد کو ابھی نور کے گھر سب سے بات کرنا تھی۔

"کیوں بھولوں؟" فہد نے اسے گھورا۔ یہ لڑکی بولنے سے پہلے سوچتی کیوں نہیں؟

"کیونکہ نور اظہر کو اپنانا انتہائی صبر واستقامت والے مرد کا کام ہے۔"

"میرے علاوہ ایسا کوئی نہیں جسے اپنے نصیب پھوڑنے کا شوق ہو۔" وہ دل ہی دل میں بولا۔ زبان سے بول کر وہ غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے تو گیٹ پر کھڑے فوٹو گرافر نے ان سب کی تصاویر کھینچیں۔ وہ سب ایک ساتھ یونیورسٹی گیٹ سے اندر داخل ہوئے۔۔ دو سال قبل وہ سب کیا تھے اور آج وقت نے دو سال گزرنے کے بعد انہیں کتنا بدل دیا تھا۔ مگر جو نہیں بدلی تھی وہ ان کی دوستی تھی جو آج بھی ایک تروتازہ گلاب کی مانند تھی۔

"بینش کا میسج ملا ہے۔ اس نے ہم سب کے لیے اڈیٹوریم میں سیٹس رکھ لی ہیں۔" فہد نے کہتے ہی بینش کو کال ملائی۔ پھر وہ سب فہد کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ یونیورسٹی میں رنگ و بو کا ایک طوفان تھا۔ خوبصورت دیدہ زیب تھیم اور فینسی لائٹ، شوخ قہقہے اور مسکراہٹیں۔ سب کچھ بہت خوبصورت تھا۔ دانیال کہنے کو تو ان کے پیچھے چلا آرہا تھا مگر کسی نا کسی کی ٹانگ ضرور کھینچ رہا تھا۔ دور سے ہی انھیں بینش نظر آئی جو تیسری رو میں کھڑی تھی۔ وہ لال کرتا اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھی۔ اس نے ان کی طرف ہاتھ ہلایا۔ وہ سب اسی طرف چلے آئے۔

"السلامُ علیکم۔۔۔ شکر ہے آپ سب وقت پر پہنچے۔ ساری رو ہی آپ لوگوں کے لیے رکھنا پڑی۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"السلامُ علیکم۔" سنان خوش دلی کے ساتھ دانیال سے ملا۔ وہ دونوں پہلی بار مل رہے تھے۔ آریان سے اس کی ملاقات پولیس سٹیشن پہ ہی ہو چکی تھی۔ وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا مگر

بینش اور فہد کے بے انتہا اصرار پر اسے آنا پڑا۔دانیال نے باقی سب سے بھی اس کا تعارف کروایا۔ انہوں نے اپنے نشستیں سنبھالیں۔امل،نور، فلک اور بینش ایک طرف بیٹھی جبکہ وہ چاروں ایک طرف بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد ساری لائٹس بند ہو گئیں۔ہر طرف اونچی آواز میں میوزک چل رہا تھا۔لڑکیاں مسلسل ہوٹنگ اور لڑکے سیٹیاں مار رہے تھے۔پھر اسٹیج کی تمام لائٹس چلیں۔اسٹیج پر گرا پردہ ہٹا تو اسٹیج پر ان کے جونیئرز ایک جیسے شوخ لباس پہنے کھڑے تھے۔پھر گانا چلنے لگا اور انھیں خوبصورت انداز میں پارٹی میں ویلکم کیا گیا۔پھر اسٹیج کی لائٹس ہلکی ہوئیں اور اسٹیج پر سارے جونیئرز سائیکل لیے ابھرے۔ہر سائیکل پر دو دو سوار بیٹھے ہوئے تھے۔تقریباً تیس کے قریب سائیکل تھے سائیکل سوار کے پیچھے بیٹھنے والوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے تھال پکڑے ہوئے تھے۔پھر ساری سائیکل ایک ایک کر کے اسٹیج سے اترے۔ دس سائیکل دونوں رؤں کے درمیان۔۔دس سائیکل بائیں طرف اور دس دائیں طرف ہوگئے اور یوں جب وہ گزرے تو ہر کسی پر پھول نچھاور کرتے رہے۔پھر آخری رو پر آکر درمیان والے سائیکل بائیں طرف، بائیں طرف والے دائیں طرف اور دائیں طرف والے ایک انداز سے درمیان سے ہو کر داد وصول کرتے دوبارہ اسٹیج تک گئے اور بیک اسٹیج غائب ہوگئے پھر پردے گرادیے گئے۔اب جونیئرز کمپیرنگ کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

"زبردست مجھے یہ آئیڈیا بہت پسند آیا۔بہت ہی اعلی۔"دانیال نے اچھلتے ہوئے چیخ کر کہا۔ بمشکل آریان نے اسے پکڑ کر بٹھایا کیونکہ پہلی رو میں بیٹھے پروفیسر مڑ کر اسے گھور رہے تھے۔ پورے پنڈال میں ایک وہی تھا جو سب سے آخر میں داد دے رہا تھا اور تو اور اب تو اگلا سیگمنٹ شروع ہونے والا تھا۔اس کے بعد بہت سے سیگمنٹس،ڈاکومنٹری اور پرفارمنس ہوئیں

آریان، فہد کے علاوہ باقی سب کا چیخ چیخ کر گلا بیٹھ چکا تھا۔دانیال تو باقاعدہ کرسی پر کھڑا تھا جب پروفیسر ز نے پیچھے بیٹھے لڑکے، لڑکیوں کی شکایت پر اسے کھینچ کر نیچے بٹھایا۔

"اب ہم ایک پرفارمنس دینے والے ہیں اور وہ ہم ایک کپل کو ڈیڈیکیٹ کریں گے۔ہم ان کا نام بلکل نہیں بتائیں گے وہ آپ سب کو خود گیس کرنا ہے۔مگر ہمارے سینئرز میں وہ دونوں اجوبہ ہیں اور انہوں نے یونیورسٹی میں رونق لگائے رکھی۔" کمپیرنگ کرنے والے نے ہنس کر کہا۔"دونوں اجوبہ ہیں!"سن کر پہلی رو میں بیٹھے سب پروفیسر ز نے گردن موڑ کر ببل چباتے دانیال اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی فلک کو دیکھا۔اسٹیج پر باقاعدہ شو شروع ہو چکا تھا۔ جس کا منظر ایک کلاس روم کا تھا۔ایک لڑکا پروفیسر طیب بنا، بورڈ پر لکھنے میں مصروف تھا۔ پیچھے کچھ بچے بیٹھے وہ سب لکھ رہے تھے جو پروفیسر بورڈ پر لکھ رہے تھے۔آخری رو میں چار بچے بیٹھے تھے جن میں تین لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا۔لڑکا ہوڈی ڈالے سر جھکائے بیٹھا ساتھ والی لڑکی سے کسر پھسر کر رہا تھا۔پھر یکایک پیکٹ کھلنے کی آواز آئی۔

"چیپں۔۔۔"پروفیسر سمیت سب نے مڑ کر ان دونوں اسٹوڈنٹ کی طرف دیکھا۔ایک دم پیکٹ کھلنے کی آواز رکی۔پروفیسر دوبارہ پڑھانے لگے۔ایک بار پھر ویسی ہی آواز آئی۔

"اسٹینڈ اپ رول نمبر 19 اینڈ 20!!"پروفیسر کے کہنے پر وہ دونوں بچے جو فلک اور دانیال بنے ہوئے تھے اٹھے۔

"جی سر؟"انتہائی معصومیت سے سوال کیا گیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ دونوں؟"

"کچھ نہیں سر۔"دونوں نے ایک ساتھ گردن گھمائیں۔

دانیال اور فلک مسکرا رہے تھے انھیں وہ سب یاد آنے لگا۔ دوسرے سمیسٹر کا آخری مہینہ چل رہا تھا۔ پروفیسر طیب کی کلاس چل رہی تھی۔ وہ دونوں آخری رو میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"فلک لیز تمہارے بیگ میں ہیں نکالو۔" دانیال نے بسکٹ کا خالی پیکٹ اپنے بیگ میں ڈالا اور بھرے منہ سے فلک کی طرف جھک کر بولا۔ فلک نے پروفیسر سے نظر بچا کر منہ میں بسکٹ کا بچا ٹکڑا ڈالا اور بیگ سے لیز نکالا۔ ساتھ بیٹھی امل نے اسے کہنی ماری مگر وہ سرا سر اگنور کر گئی۔

"علی سے قینچی لو۔" فلک نے مشورا دیا۔ دانیال نے اپنی ہی کرنا تھی۔

"چیی۔۔۔" پروفیسر سمیت سب ان کی طرف مڑے انہوں نے جلدی سے پیکٹ ایک طرف رکھا اور ایسے بورڈ کو دیکھ کر ڈیسک پر ہاتھ چلانے لگے جیسے نا جانے کب سے لکھ رہے ہوں۔ بلکہ فلک نے تو باقاعدہ ایک بار اپنا ہاتھ بھی دبایا۔ تاکہ پروفیسر کو معلوم ہو کہ لکھ لکھ کر بچی کا ہاتھ دکھ رہا ہے۔ پروفیسر دوبارہ پڑھانے لگے۔

"کہا تھا نا قینچی مانگ لو علی سے۔" فلک نے اسے گھورا۔ مگر اس نے سرا سر اگنور کیا ایک بار پھر وہی آواز آئی۔

"اسٹینڈ اپ رول نمبر 19 اینڈ 20!" پروفیسر کے کہنے پر وہ دونوں کھڑے ہوئے۔

"جی سر؟" انہوں نے معصومیت سے پوچھا۔

"کیا کر رہے تھے آپ دونوں؟"

"کچھ نہیں سر۔" وہ نفی میں گردن ہلاتے بولے۔ پروفیسر جانچتی نظروں سے انھیں دیکھتے ڈیسک تک آئے۔ ڈیسک خالی تھا اوپر کوئی بک، نوٹس کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

"آپ کی بک کہاں ہے؟اور نوٹس؟"پروفیسر نے تیوری چڑھائے کہا۔

"سر وہ گھر ہیں۔"

"کیوں؟"

"سر روز آکر تھک گئی تھیں۔ہمیں تو آج بھی کہہ رہی تھیں کہ 'لے جاؤ' مگر ہم نے زبردستی گھر چھوڑا ہے۔"دانیال سنجیدگی سے بولا مگر آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"یہ کیا مذاق ہے؟"پروفیسر غصے سے بولے۔

"اپنے بیگ دکھائیں مجھے۔"پروفیسر نے چشمہ ناک پر درست کیا۔دانیال اور فلک نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اپنے بیگ نکال کر ڈیسک پر رکھے۔

"کھولیں انہیں۔"پروفیسر کے کہنے پر دانیال نے اپنا بیگ کھولا جو سنیکس،بسکٹ اور چاکلیٹ کے خالی ریپر سے بھرا ہوا تھا۔دانیال نے بتیسی نکالی۔کلاس میں دبے دبے قہقہے گونج رہے تھے۔

"خاموش رہیں آپ سب اور گردنیں سیدھی کریں۔"پروفیسر نے سب کو گھرکا۔طیب صاحب کے گھورنے پر فلک نے جلدی سے اپنا بیگ بھی کھولا۔جو کھانے،پینے کے سامان سے آدھا بھرا ہوا تھا۔

"گیٹ اوٹ!"پروفیسر نے ان دونوں کو باہر کا راستہ دکھایا اور ان کا بیگ خود اٹھا لیا دانیال اور فلک ہاتھ ہلاتے باہر جا رہے تھے۔نکلنے سے پہلے دانیال کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

"سر؟"

"جی فرمائیں؟"پروفیسر طنزیہ انداز میں بولے۔

"کیا یہ سب آپ کھائیں گے؟ میرا مطلب ہے باہر جا کر ہم ایسے ہی بیٹھے رہیں گے تو ہمیں یہ بیگ دے دیں۔ اگر آپ نے کھانا ہے تو چلیں ہم صلح مارنے کو تیار ہیں۔" اس سے پہلے کے پروفیسر کے ہاتھ میں موجود پوائنٹر دانیال کو لگتا وہ فلک کا ہاتھ پکڑے دوڑ چکا تھا۔ ان دونوں کے جانے کے بعد امل اور نور نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کھڑی ہوئیں۔

"سر!!!" پروفیسر نے نظر اٹھا کر انھیں گھورا۔ لیکن اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتیں دانیال دوبارہ منظر پر نمودار ہوا۔

"کیا ایک لیز بھی نہیں مل سکتا؟" مسکینیت ہی مسکینیت تھی جو اس کے چہرے پر سے ٹپک رہی تھی۔

"اچھا۔۔ اچھا سر گھوریں مت جا رہا ہوں۔۔۔" دانیال نے جانے کے لیے قدم اٹھایا۔ پھر رکا۔

"سر جاؤں؟" وہ معصومیت سے بولا۔ نظریں بیگ پر تھیں۔

"اب آپ کو باہر تک چھوڑنے کے لیے شاہی سواری کا انتظام کرواؤں؟ کل سے تمہاری طبیعت درست کرنے کے لیے کوئی اور انتظام کرنا پڑے گا۔ گیٹ اوٹ۔۔۔ اور آپ سب خاموش رہیں۔ رول نمبر 15 اینڈ رول نمبر 30 اب آپ دونوں کو بھی لازمی ان کے ساتھ ہی کلاس سے باہر جانا ہوگا۔ معمول کے مطابق۔ ہے نا؟" دانیال کو نکالنے کے بعد پروفیسر نے چشمہ درست کیا کلاس کو ڈانٹا اور ان دونوں کی طرف مڑے۔

"جی ایسا ہی ہے سر۔" وہ دونوں دانت نکوستی بولیں۔ گروپ کا قانون نہیں توڑ سکتی تھیں۔

"تشریف لے جائیں!" پروفیسر نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تھینک یو سر۔" وہ دونوں خوشی خوشی بیگ اٹھائے چل دیں۔ پروفیسر نے سر جھٹکا۔ نا جانے

یہ پاس کیسے ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ دانیال کا ہینڈ فری والا سین بھی دہرایا گیا۔دانیال اور فلک آنکھوں میں ڈھیروں خوشی سمیٹے اسٹیج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کس انداز سے انھیں خراج دیا گیا۔پورے ایڈیٹوریم میں قہقہے گونج رہے تھے۔سب ان دونوں کے نام کا نعرہ لگا رہے تھے۔

"آپ دونوں اجوبے اسٹیج پر آجائیں۔" کمپیئرنگ کرنے والا ہنستے ہوئے بولا۔وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے سب کو ہاتھ ہلاتے اسٹیج تک آئے۔

"قسم سے مجھے سلیبرٹی والی فیلینگ آرہی ہے۔" فلک ہنستے ہوئے اس کے کان کے قریب بولی۔

"سچ پوچھو تو اتنی عزت مجھے آج تک گھر میں بھی کسی نے نہیں دی۔" دانیال بھی اسی کے انداز میں بولا۔

"مجھے کیا بتا رہے ہو میں تو گواہ ہوں اس بات کی۔" فلک نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا۔وہ دونوں اسٹیج پر کھڑے تھے۔

"ہمیں تو بہت دیر بعد پتا چلا کہ آپ دونوں کا نکاح بھی ہو چکا ہے۔پہلے سوچا آپ کو گفٹ دیں نکاح کا مگر پھر فیئرویل تک ادھار رکھ لیا۔یہ پرفارمنس آپ دونوں کے نام اور ہماری پوری کلاس کی طرف سے آپ کے نکاح کا یہ گفٹ۔ہم نے سوچا آپ دونوں کی محبوب ترین چیز صرف کھانا ہے تو گفٹ بھی کچھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔(اب کے دانیال اور فلک نے زور زور سے سر ہلایا) کاش آپ لوگ کچھ عرصہ مزید اس یونیورسٹی میں رہتے۔ہم جونیئرز بھی آپ کی شرارتوں کو انجوئے کر سکتے۔" ان کا جونیئر حسرت سے بولا۔

"تم پناہ مانگتے۔"کافی لڑکے لڑکیوں کی آواز آئی۔ دانیال اور فلک ہنس دیے ان کے جونیئرز نے انھیں ایک بہت بڑی باسکٹ دی جو بہت نفاست سے پیک تھی۔ سب کے اصرار پر انہوں نے وہ باسکٹ کھولی۔ جس میں چاکلیٹ ہی چاکلیٹ تھیں۔ دانیال اور فلک نے خوشی سے ٹمٹماتی آنکھوں سے انھیں دیکھا جو ان دونوں کے تاثرات سے محظوظ ہو رہے تھے۔

"تم سب بہت اچھے ہو بہت زیادہ اس گفٹ کے لیے شکریہ۔ لیکن پلیز کوئی ان پر نظر نا رکھے یہ ہماری ہیں۔" دانیال نے اپنی اور فلک کی طرف اشارہ کیا۔ پورے ایڈیٹوریم کے قہقہے گونجے۔

"آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ مطلب یونیورسٹی کے بارے میں؟" جونیئر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یار تم مجھے اموشنل کر چھوڑو گے۔" دانیال دھیمے سے ہنسا۔ پھر مائک لیے آگے آیا۔

"لیڈیز اینڈ جینٹل مین مجھے تو آپ سب جانتے ہیں۔ اور جو نہیں جانتے ان کا نا جانا بے کار ہے۔ مطلب یونیورسٹی آنا ہی بے کار ہے۔ میں اپنا نمبر یہاں لکھ رہا ہوں۔ کبھی کچھ اچھا پکے تو بس ایک مس کال ماریئے گا میں آ جاؤں گا۔" سارے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے وہ آنکھوں میں شرارتی چمک لیے ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا۔

"اچھا مذاق تھا۔ میں کوئی فارغ تھوڑی ہوں۔ یہاں ابھی یونیورسٹی ختم ہوئی اور مجھے لگتا ہے اگلی صبح ہی مجھے بابا کا بزنس جوائن کرنا پڑے گا۔ خیر میں کہہ رہا تھا کہ جتنی مرضی کوشش کر لو بچے میں اموشنل نہیں ہوں گا۔ یہ سارے پروفیسر بیٹھے ہیں جن کو میں نے کبھی تنگ نہیں کیا۔ ہے نا سر؟" دانیال نے پہلی رو میں بیٹھے کچھ پروفیسرز کی طرف اشارہ کیا۔ ایک لڑکے نے

نیچے اتر کر مائک پروفیسر کو پکڑا دیا۔

"دانیال اللہ کی پناہ ہے۔ جھوٹ مت بولیں۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں آپ جیسا ڈھیٹ انسان نہیں دیکھا۔" پروفیسر نجم نے اگلی پچھلی ساری بھڑاس نکالی۔

"سر میں دعویٰ کرتا ہوں انشاءاللہ آپ میرے علاوہ کسی کو اتنا ڈھیٹ دیکھیں گے بھی نہیں۔ کیونکہ دانیال اپنے آپ میں اکلوتا پیس ہے۔ جواب مارکیٹ میں آنا بند ہو گیا ہے۔" ایک بار پھر سارے پنڈال میں قہقہوں کا طوفان آیا۔

"پروفیسر سے رائے لینی ہی نہیں چاہیے۔ وہ کبھی اچھا ریویو نہیں دیں گے۔" دانیال نے منہ بسورا۔

"بیگم تم کیا کہتی ہو؟" اس نے مڑ کر فلک سے پوچھا جو ہنستے ہوئے آگے آئی۔

"میری بھی یہی رائے ہے۔"

"اُفف میں کہہ رہا ہوں یونیورسٹی کے بارے میں کیا کہنا ہے۔" دانیال نے آنکھیں دکھائیں۔

"یونیورسٹی لائف۔۔ زندگی کا سب سے خوبصورت پہلو ہے اور ہم سب نے تو بہت انجوئے کیا اس ٹائم کو۔ بلکہ ہم نے اب زندگی کے ہر پہلو کو بہت انجوئے کیا کیونکہ جب ہم ساتھ ہیں تو ہر چیز خوبصورت ہے۔ ہماری دوستی یونہی قائم ودائم رہے آمین اور آپ سب کو ہماری شرارتوں نے ہنسایا تو اس پر ہم بہت خوش ہیں کیونکہ مسکراہٹ بانٹنے والوں سے زندگی کبھی مسکراہٹ نہیں چھینتی۔ میرا مطلب ہے کہ

خوشبو تو انہی ہاتھوں میں رہتی ہے جو پھول بانٹتے ہیں۔" فلک سنجیدگی سے کہہ رہی تھی دانیال نے مڑ کر حیران نظر اس پر ڈالی۔

New Era Magazine

"تمہیں کیا ہوا؟" دانیال سے اس کا سنجیدہ ہونا برداشت نا ہوا۔

"ویٹ کہیں تم اموشنل تو نہیں ہو رہی۔۔اوکم اون فلک ہم نے اپنی شرارتوں سے ہر جگہ خود انجوئے کیا ہے آگے بھی کرتے رہیں گے۔ بس افسوس ہو گا کیونکہ یہاں شکار آسانی سے مل جاتا تھا۔لیکن کوئی بات نہیں ہمارا کیا ہے ہمیں تو کوئی بھی شکار آسانی سے مل جائے گا نا۔" دانیال ہنستے ہوئے بولا۔فلک نے اس کے بازو پر مکا جڑا۔

"آج آپکی یونیورسٹی ختم ہو جاتی ہے۔کچھ عرصے بعد آپ کی شادی بھی ہو جانی ہے تو کیا آپ ساری زندگی ایسے ہی رہیں گے مطلب ایسے شرارتی اور ایسے ہی کھاتے پیتے رہیں گے ؟"

"یار ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی فینس سلیبرٹی ہوں۔لیکن تمہارے اس سوال کا جواب ہے کہ ہاں ہم ایسے ہی رہیں گے۔لیکن ہم دنیا پر بس کھانے پینے ہی آئے ہیں۔" دانیال نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"آخر میں یہ کہوں گا کہ ہم کسی سے معافی نہیں مانگیں گے۔مطلب جو ہم کرتے رہے ان کے ساتھ اس کی معافی۔باقی سب کو اپنی عملی زندگی کے لیے بیسٹ اف لک اور ہاں۔۔تم لوگوں کے تحفے نے مجھے خوش کر دیا۔" وہ دونوں بہت سی تالیوں میں نیچے اترے۔پھر دو چار پروگرامس کے بعد ان سب کو ڈگری دی گئی۔

"یہ رہی دو سال کی محنت۔" نور نے ڈگری سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"محنت۔۔نور بی بی اللہ کو مانو۔ہر ہفتے تو ہم سے تین ناول اینٹھتی ہو وہ پڑھ کر دل نہیں بھرتا تو موبائل پر پڑھتی ہو۔۔بس ناول ہی پڑھتی ہو۔ محنت کی بات کہاں سے کر رہی ہو؟" آریان اسے زبان نکالتے ہوئے بولا۔فہد نور کو دیکھ کر مسکراہٹ دبائے بیٹھا تھا۔

"بس نہیں پتا آپ کو۔۔۔میں ایک عظیم لڑکی ہوں۔۔۔جو ناول صرف پڑھتی ہے۔"اس کی بات دانیال نے کاٹی۔

"پڑھتی نہیں ہو ویمپائر کی طرح خون چوستی ہو۔ایک تم اور ایک اللہ کی پناہ وہ بدروح اقصیٰ۔۔ اللہ معاف کرے پتا نہیں جس کے ساتھ اس کی شادی ہو گی بیچارہ ساری زندگی یہی سوچتا رہے گا کہ کاش وہ اردو میں پی ایچ ڈی کر لیتا۔"

"اس کی منگنی ہو گئی ہے بدتمیز اور اس کا منگیتر آرمی میں ہے۔"

"مجھے دلی ہمدردی ہے اس سے۔"دانیال افسوس سے گردن دائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولا۔

"فہد۔۔۔مجھے تجھ سے بھی ہمدردی ہے۔"دانیال نے فہد کو دیکھ کر آنکھ دباتے ہوئے کہا۔نور کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"بچ کے دکھاؤ منحوس۔"اس سے پہلے وہ اس کی گردن دبوچتی۔فلک کے نعرے نے دانیال میں قوت سی بھر دی۔

"میاں جی روٹی کھل گئی جی۔"دانیال اور فلک کو منظر سے غائب ہونے میں دو سیکنڈ ہی لگے۔پیچھے آریان بس افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا۔ جبکہ امل، بینش،سنان اور فہد کا ہنس ہنس کر برا حال تھا اور نور وہ تو غصہ دبانے کے چکر میں تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فوٹو شوٹ چل آ رہا تھا.پہلی ساری کلاس کا پھر گروپس کا پروفیسرز کے ساتھ فوٹو شوٹ ہوا۔کچھ لڑکے لڑکیاں یونیورسٹی اِدھر اُدھر گھومتے دکھ سے ہر جگہ کو دیکھ رہے تھے جہاں بیٹھ کر وہ

وقت بتاتے جہاں وہ بے فکرے قہقہے لگاتے۔کچھ روتے ہوئے ایک دوسرے کو دلاسے دے رہے تھے۔ایلومنائی پر آنے والے تو کب سے جا چکے تھے۔کیونکہ وہ تو عملی زندگی میں کب سے قدم رکھ چکے تھے۔ان کی ذمہ داریاں تو بڑھ گئی تھیں جن سے وقت نکال کر وہ یونیورسٹی آئے تھے۔دانیال،فلک گیٹ پر کھڑے تھے۔ان کے پاس احمر کھڑا تھا۔احمر دانیال سے اس کا نمبر لے کر جا چکا تھا۔جلد وہ اور جویریہ شادی کرنے والے تھے لیکن ابھی جویریہ کی پڑھائی کے ختم ہونے کا انتظار تھا۔مگر احمر چاہتا تھا کہ وہ دونوں ان کی شادی پر آئیں۔کچھ لڑکے اپنے دوستوں اور لڑکیاں اپنی دوستوں سے گلے مل رہی تھیں۔ابھی تھوڑی دیر پہلے امل اور آریان جا چکے تھے۔نور بھی انہی کے ساتھ واپس گئی تھی کیوں کے بینش اور سنان کو فہد کے ساتھ جانا تھا۔وہ دونوں بھی ایک آخری نظر یونیورسٹی کو دیکھ کر نکلنے ہی والے تھے جب پیچھے سے گل خان نے انھیں پکارا۔وہ دونوں مڑے اور اسے دیکھا جو آج بہت پیارا لگ رہا تھا۔

"آہ۔۔۔گل خان۔"فلک نے اپنے انداز میں اس کے گال کھینچے وہ جھینپ سا گیا۔پھر آنسو پیچھے دھکیلتا بول اٹھا۔

"ہم آپ کو بہت یاد کرے گا باجی۔"وہ فلک کی طرف دیکھ کر معصومیت سے بولا گالوں پر سرخی پھیلی ہوئی تھی۔وہ بہت شرماتا تھا۔

"اور میں بھی۔خدا تمہیں اور گل رخ کو ایک ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔"فلک مسکرائی۔

"اللہ آپ کا اور دانیال بھائی کا جوڑی کو بھی ہمیشہ سلامت رکھے۔"گل خان عقیدت سے بولا۔

"سیلفی ٹائم۔"دانیال نے کہہ کر فرنٹ کیمرا کھولا۔کیمرے نے اس منظر کو محفوظ کیا جب

گل خان ان دونوں کے درمیان آنسو بھری آنکھوں سے مسکراتا ہوا کھڑا تھا اور پھر وہ دونوں چل دیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

یونیورسٹی کے حسین اور پر رونق دور کا باب بند ہو گیا تھا۔اب عملی زندگی بانہیں پھیلائے منتظر کھڑی تھی۔زندگی کے امتحان منتظر کھڑے تھے۔تقدیر منتظر کھڑی تھی۔زندگی کے امتحانات کبھی ختم نہیں ہوتے۔زندگی پیچیدہ سی شے ہے۔جس کے سوالات ان گنت ہیں جن کے جواب ڈھونڈنے بیٹھو تو سوال بدل جاتے ہیں۔زندگی نا ختم ہونے والی آزمائشوں اور دوڑ کا نام ہے۔یہاں یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد بزنس، نوکریاں، شادی پھر بچے اور پھر زندگی الجھ کر رہ جاتی ہے آپ کے گھر، آپ کی ذمہ داریوں اور اولاد کے درمیان آپ کی ذات کہیں گم سی جاتی ہے۔پھر بڑھاپے میں کہیں انگھیٹی کے سامنے بیٹھے یا شام کو لان میں کسی درخت کے نیچے بیٹھے اپنے پوتے، پوتیوں کو جوانی کے قصے سناتے یہ دور ٹوٹ کر یاد آنے لگتا ہے جہاں زندگی کا نام صرف اپنے لیے جینا تھا جہاں ذمہ داریاں نہیں ہیں۔اس وقت کو پہنچ کر کوئی شے ہوتی ہے کوئی ایسی شے جو آپ کو ماضی کے ان لمحات میں کھینچ لاتی ہے جنہیں یاد کرنا آپ کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔زندگی ہر لمحے کو جینے کا نام ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

سنہری سورج کی کرنیں بادلوں کے درمیان سے چھن چھن کرتی زمین پر پڑ رہی تھیں۔ستمبر کا

آدھاماہ گزر چکا تھا۔یونیورسٹی ختم ہوئے پانچ دن گزر چکے تھے۔تب سے نور کو صرف دو کام تھے ناول پڑھنا اور ناول کی مصروف ہیروئن کی طرح دن بھر گھر کے کام کرنا۔بیچاری رضیہ تو حیران تھی نور اسے صفائی کرنے ہی نہیں دے رہی بس جھاڑو لے کر صفائی کرنا شروع کرتی تو ونڈر وومن بن جاتی۔ہر چیز اٹھا اٹھا کر جھاڑتی اور جب صوفہ بھی کھسکا کر صفائی کرتی تو رضیہ کا دماغ ہی گھوم جاتا۔کپڑے سے ہر چیز کو چمکانے میں تو اس نے پورا ایک دن لگایا تھا۔اسماء بیگم، امل تک اس کے سامنے بے بس ہو گئی تھی مگر اس پر تو ناول کی سگھڑ سی ہیروئن بننے کا جنوں چڑھا ہوا تھا۔اب تک دانیال ناجانے اس کی کتنی ویڈیو اور تصویریں بنا کر فہد کو بھیج چکا تھا جو اپنا سر تھام کر رہ جاتا پھر یہ سوچ کر تسلی ہوتی کہ چلو تین سال تک بچی بڑی ہو جائے گی۔

اور بچی یہ سوچ سوچ کر پاگل تھی کہ ناجانے کیسے ہیروئن صبح اٹھ کر تہجد پڑھتی ہے پھر مشین لگا کر سارے کپڑے دھوتی ہے ساتھ ہی ساتھ استری بھی کرتی ہے پھر نماز کے بعد ناشتہ بناتی ہے جس میں عام طور پر بھی دس ڈشز ہوتی ہیں پھر برتن دھو کر صفائی شروع کرتی ہے جس سے وہ ظہر کے وقت فارغ ہو کر نہا کر کپڑے بدلتی ہے اور پھر نماز کے بعد دوپہر کا کھانا اہتمام سے بنا کر برتن دھو کر عصر پڑھتی ہے اور پھر الماریاں صاف کر کے مغرب پڑھتی ہے رات کا کھانا اور اس میں اتنا اہتمام اور پھر عشاء پڑھتی ہے۔اس پر ستم کوئی کتاب بھی پڑھ لیتی ہے۔

لیکن نور کے پاس ابھی تک وہ رفتار نہیں آئی تھی جس کا عملی مظاہرہ ناول کی ہیروئن کرتی تھی۔امل کے وہی شوق کچن اور بس کچن۔۔۔ہاں یہ الگ بات تھی کہ اب نور اور فلک بھی اس سے کھانا پکانا سیکھنے لگی تھیں۔آریان آج کل ایک کیس میں بہت الجھا ہوا تھا اس لیے اس کی گھر واپسی رات دیر تک ہوتی تھی۔دانیال کو شاہزیب صاحب نے اگلے ہی روز آفس آنے کا حکم

دیا تھا مگر اس روز سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا تھا۔ سارا دن موویز اور کھانا پینا یہی پچھلے پانچ دنوں سے اس کا معمول تھا۔ مگر آج اس کی خاصی شامت آئی تھی اسی وجہ سے اس نے کل سے آفس جوائن کرنے کی حامی بھر لی تھی۔۔ اڑھائی ماہ بعد ان چاروں کی شادی تھی۔ گھر کی بڑی عورتیں تو شاپنگ میں مصروف رہتیں۔ مگر ان کا فلحال اتنی جلدی شاپنگ کا ارادہ نہیں تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

ملازمہ کے ساتھ مل کر وہ سارے کام ظہر سے پہلے ہی نپٹا چکی تھی۔ آرام کرنے کے بعد عصر کی نماز پڑھ کر وہ لان میں چلی آئی۔ فہد ڈیوٹی پر تھا اور سنان اپنے کمرے میں تھا۔۔ وہ آن لائن میٹنگ کرنے میں مصروف تھا۔ پرندوں کا مدھر سی چہچہاہٹ اور ٹھنڈی ہوا دل کو راحت و سکون بخش رہی تھی۔ وہ محویت سے رسالہ پڑھنے میں مشغول تھی۔

"ہیلو۔" تبھی سنان آ کر اس کے پاس پڑی دوسری کرسی پر بیٹھا۔ بینش نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیسی رہی میٹنگ؟" بینش نے رسالہ ایک طرف رکھا۔

"اے ون۔" وہ ایسے بولا جیسے اسے پہلے ہی یقین تھا کہ یہی ہوگا۔

"تم فری ہو؟" سنان نے بغور اسے دیکھا گلابی سوٹ میں وہ ڈھلتی شام کا ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ اول روز سے وہ اس کا خیال ایک اچھے میزبان کی طرح رکھ رہی تھی۔

"جی۔۔۔ کیوں خیریت؟" بینش نے حیرانی سے پوچھا۔

"میں سوچ رہا تھا گھومنے چلیں کہیں کسی پارک میں، پھر شاپنگ کر لیں گے اور ڈنر کے بعد واپس۔ چلو گی؟" وہ نارمل انداز میں بولا۔

New Era Magazine

"ہاں ضرور پر بھائی سے پوچھنا ہو گا۔آپ ٹھہریں میں بھائی سے پوچھ لوں۔"

"ہاں ضرور۔بلکہ یہ لو۔"جیب سے موبائل برآمد کرنے کے بعد وہ سر جھکائے فہد کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"ہاں فادی۔۔ہاں سب ٹھیک ہے بینش کو بات کرنا ہے تم سے۔"اس نے موبائل بینش کی طرف بڑھایا جسے بینش نے مسکرا کر پکڑ لیا۔ پھر فہد سے اجازت اور جلدی گھر آنے کا وعدہ کرنے کے بعد فون سنان کو پکڑا دیا۔

"بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ بھی چلتے مگر آج کل وہ اور آریان بھائی ایک امپورٹنٹ کیس کے سلسلے میں مصروف ہیں۔"سنان نے اس سے کچھ پوچھا تھا مگر پھر بھی بینش کو لگا اسے یہ بتا دینا چاہیے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔تم تیار ہو جاؤ میں انتظار کر لیتا ہوں۔دیکھنا زیادہ ٹائم مت لگانا۔مجھے انتظار سے نفرت ہے۔"وہ سادہ سے لہجے میں بولا۔

"جی۔"بینش خاموشی سے رسالہ اٹھائے اندر چلی گئی۔سنان رخ موڑ کر اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ داخلی دروازے سے اندر غائب ہو گئی۔

"ویسے آپ کو شوپنگ کیوں کرنی ہے؟"سنان کا ارادہ پہلے شاپنگ پر جانے کا تھا۔

"مجھے آئے کافی عرصہ ہو گیا ہے لڑکی۔مجھے واپس جانا ہے۔سوچ رہا تھا مما کے لیے کچھ لیتا جاؤں یو نو گفٹ۔خالی ہاتھ جانا اچھا نہیں لگتا اور تمہاری میزبانی کا شکریہ بھی تو ادا کرنا ہے۔"

"ٹھیک۔" بینش کا دل اداس ہوا اس کے جانے کی خبر سن کر۔ پچھلے پندرہ دن سے وہ ان کے ساتھ تھا۔ گھر میں اچھی خاصی رونق لگی رہتی تھی اور اب دوبارہ سناٹے چھا جائیں گے۔ وہ دکھ سے سوچ رہی تھی۔

دکھی کیوں ہو گئی ہو ابھی کچھ دن مزید یہیں ہوں۔ شاپنگ ہم کسی اور دن بھی کر لیتے مگر سوچا "آج فارغ ہیں تو آج چلے جائیں۔"

"سچ میں؟؟"

"ہاں۔" وہ مسکرا کر بولا۔ وہ اس اچھی لڑکی کو دکھی نہیں دیکھ سکا۔

"کب جا رہے ہیں؟" بینش نے اگلا سوال کیا۔ وہ ہنس دیا۔

"کہو تو ابھی چلا جاؤں؟" سنان نے ذرا سا رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ شرمندہ ہوئی۔

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ شرمندہ سے لہجے میں بولی۔

"تمہیں گول گپے پسند ہیں؟" سنان نے بات بدل دی۔ بیچاری شرمندہ ہو رہی تھی۔

"ہاں بہت لیکن آپ کو کیسے پتا ان کا؟" بینش نے حیرانی سے پوچھا۔

مما بتاتی تھیں گھر پر۔۔۔اور انہوں نے بتایا تھا ایک دفعہ کہ پاکستانی لڑکیوں کو گول گپے بہت "پسند ہوتے ہیں۔ میں نے بس یونہی پوچھا۔

"آپ کنجوس ہیں۔" بینش منہ بسورے بولی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا؟" وہ حیران ہوا۔

"لڑکیوں سے یہ نہیں پوچھتے کہ انھیں گول گپے پسند ہیں یا نہیں۔۔۔ان کے سامنے گول گپے لا کر رکھتے ہیں۔" سنان اس کی بات پر ہنسا۔

"مجھے لڑکیاں پٹانے کا تجربہ نہیں ہے۔"

"ہاں تبھی تو اس دن پارٹی میں لڑکیاں آپ کے آگے پیچھے گھوم رہی تھیں۔" وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ تو میں ہوں ہی اتنا خوبصورت۔" سنان نے سگنل پر گاڑی روکی۔

"نہیں ان کی نظر آپ پر نہیں آپ کے گرین کارڈ پر تھی۔" بینش جھٹ سے بولی۔

"ہاہاہا۔۔۔" سنان نے اس کی بات کو خوب انجوئے کیا تھا۔ وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔

"رکو۔"

"کہاں؟" بینش اسے گاڑی سے اترتا دیکھ کر بول اٹھی۔ سنان نے دو گھڑی شرارتی انداز سے اس کی آنکھوں میں دیکھا مگر جب بولا تو سنجیدہ انداز میں بولا۔

"ایک لڑکی ہے اسے پٹانا ہے بس پریکٹس کر رہا ہوں۔ گول گپے لے آؤں۔" بینش اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ ناجانے وہ کس لڑکی کی بات کر رہا تھا؟

□□□□□□□□□□□□□□□□□

دانیال کا آج آفس میں پہلا دن تھا۔ شاہزیب صاحب سے ناجانے کتنی ڈانٹ کھانے کے بعد اس نے پینٹ کوٹ پہنا تھا۔ ورنہ تو صبح صبح ہی ٹراوزر شرٹ میں نیچے آکر آفس کی ٹائمنگ پوچھ رہا تھا۔ شاہزیب صاحب نے اسے اوپر سے نیچے تک گھورا۔

"برخوردار تیار نہیں ہوں گے آپ؟" وہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"میں تیار ہوں بابا۔" دانیال نے ایک نظر اپنے حلیے کو دیکھا اور عام لہجے میں بولا۔

New Era Magazine

"خاک تیار ہو؟ اسے؟ اسے تیار ہونا بولتے ہیں؟ گھر والے حلیے میں آفس جوائن کرو گے؟ تم سے بہتر حلیہ تو وہاں کے چپڑاسی کا ہے۔۔ کچھ عقل کر لو۔" وہ خاصے غضب ناک ہو گئے۔

"جی اچھا۔۔۔ میں ابھی تیار ہو کر آتا ہوں۔" وہ بہت کم غصہ ہوتے مگر جب ہوتے تو دانیال کی جان جانے لگتی۔

"میں نکل رہا ہوں۔ مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے۔ ٹھیک نو بج کے تیس منٹ پر تم آفس میں ملو مجھے۔" وہ اپنا بیگ اٹھائے اسماء بیگم کو خدا حافظ کہتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔ امل اور نور رات فلک کے ہاں ٹھہری تھی اس لیے وہ ناشتہ کے میز پر موجود نا تھی۔

"دیکھ لیں مما ساری پابندیاں مجھ پر، سارے حکم مجھ پر لاگو ہوتے ہیں، امل کیوں آفس جوائن نہیں کر رہی؟" وہ منہ بسورتے وہیں بیٹھا۔

"بیٹا۔۔۔ ابھی اس کا جاب کا موڈ نہیں ہے جب ہوگا تب وہ آفس جوائن کر لے گی لیکن تم اب اپنی ذمہ داریاں سنبھالو۔۔ آخر کو سارا بزنس تمہارے آسرے پر ہی ہے۔" اسماء بیگم اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"پھر تو سمجھیں بزنس کا خدا حافظ ہی ہے۔" وہ منہ بسورتا وہاں سے اٹھ کر تیار ہونے چل دیا۔ بھلا اس کی کس نے ماننی تھی۔ شاہزیب صاحب تو آج کل ویسے ہی ہٹلر بنے ہوئے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

ٹھیک دس بجے وہ آفس آیا۔آج پہلی بار اتنی فارمل ڈریسنگ کی تھی۔اسے تو بہت ہی عجیب محسوس ہو رہا تھا۔وہ مسکرا مسکرا کر سب کو دیکھتا لفٹ تک پہنچا۔ تبھی شاہزیب صاحب کا سیکریٹری علی دوڑتا ہوا اس تک پہنچا۔

"سر میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔سر شاہزیب نے کہا تھا کہ آپ کو لے کر آؤں میں وہاں کھڑا تھا۔۔"دانیال نے مڑ کر اس طرف دیکھا جہاں وہ اشارہ کر رہا تھا۔

"سر آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں سر غصہ ہو رہے ہیں۔"دانیال اس کی بات پر چونکا۔

"ہٹلر آج میرا قیمہ بنا دیں گے۔"

"یار یہ لفٹ آ کیوں نہیں رہی؟؟"دانیال نے لفٹ کے بند دروازے کو دیکھا اور کوفت سے بولا۔

"سر اوپر والے فلور تک گئی ہے دو تین منٹ لگیں شاید۔"علی نے کندھے اچکائے۔

"میں اتنا انتظار نہیں کر سکتا۔ہٹلر نے جان نکال لینی ہے میری۔"وہ سیڑھیوں کی طرف لپکا۔

"سر لفٹ آ جاتی آپ کو زحمت ہو گی۔"دانیال نے اسے گھورا جیسے کہہ رہا ہو حد ہے۔

"سیڑھیاں چڑھنے سے گھس نہیں جاؤں گا۔اطمینان رکھو۔"وہ ہنستے ہوئے یہ جا اور وہ جا۔پیچھے علی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"حیرت ہے اس شخص میں تو رتی برابر تکبر نہیں ہے۔"وہ سیڑھیوں کی طرف دیکھتا سوچ رہا تھا۔لفٹ آ چکی تھی وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

اوپر پہنچتے ہی دانیال نے اپنا سانس بحال کیا۔ پھر کوٹ ٹھیک کرتا ایک نظر شاہزیب صاحب کے کیبن کو دیکھا اور اندر چلا آیا۔

"سلام بابا۔" وہ اندر آتے ہی بولا۔ شاہزیب صاحب کسی سے میٹنگ میں مصروف تھے۔ انہوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے انھیں ہی دیکھ رہا تھا دوسری نظر ان کی گھڑی پر گئی۔

"دانیال شاہزیب آپ کے مینرز کہاں ہیں؟ بغیر اجازت آپ اندر کیسے آئے؟" وہ چشمہ چڑھائے سنجیدگی سے بولے۔ دانیال نے تھوک نگلی۔

"آج تو پکے ہٹلر بنے ہوئے ہیں۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"سوری۔" وہ ایک نظر انھیں دیکھتا خاموشی سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد شاہزیب صاحب نے میٹنگ کو سمیٹا اور ان صاحب کو رخصت کیا۔ انٹر کام سے انہوں نے علی کو کال ملائی۔

"دانیال کہاں ہے؟" وہ اب نارمل انداز میں بول رہے تھے۔

"سر وہ آپ کے کیبن کے باہر بیٹھے ہیں۔"

"ہمم ٹھیک اور لیٹ کمر کو سزا دے دی؟" وہ مسکراتے لہجے میں پوچھ رہے تھے علی بھی ہنس دیا۔

جی سر آپ کے کہنے کے مطابق لفٹ اوپر فلور پر لے جا کر بند کروا دی تھی وہ سیڑھیوں سے" "ہی آئے ہیں۔

ہاہاہا۔۔وہ ہمارا باپ نہیں ہم اس کے باپ ہیں۔۔اسے لگ پتا جائے گا کیسے باس سے پالا پڑا"

"ہے۔بھیجو اسے اندر۔

"جی سر۔" علی کے اندر جانے کا کہنے پر وہ گہرا سانس لیتا اندر آیا مگر اب کی بار اجازت لینا نہیں بھولا۔

"کم ان سر؟"" شاہزیب صاحب نے مسکراہٹ دبائی۔مگر ہنوز کام کرتے رہے۔

"سر کم ان؟"وہ ایک بار پھر دروازہ بجاتے ہوئے بولا۔

"یس!!"اب کی بار شاہزیب صاحب کو اس پر ترس آ گیا۔

"آپ آج لیٹ ہے مسٹر!!"وہ اسے گھورتے بولے۔

"میرے فرشتوں کی توبہ جو آئندہ لیٹ ہو جاؤں۔اب کیا کہیں گے۔سیڑھیوں سے چوتھے فلور پر بلا کر بدلہ لے تو چکے ہیں۔"وہ کمال اطمینان سے گویا ہوا۔شاہزیب صاحب اسے گھور کر رہ گئے۔مجال ہے جو وہ کبھی اسے ڈبل کراس کر سکیں۔

"اچھا سنو آج سے پورے ایک ہفتے تک تم مارکیٹنگ مینیجر عرفان کے ساتھ رہو گے اور اگلے پورے ہفتے فنانس مینیجر برہان کے ساتھ رہو گے اور سارا کام سمجھو گے۔تمہیں یہ سب مشکل لگے گا مگر تم غور سے ہر چیز کو سمجھو گے۔جو بات سمجھ نہیں آئے اسے نوٹ کرتے رہنا میں بعد میں وہ سب کلیر کر دوں گا۔تمہیں صرف دو ہفتے کی رہنمائی ملے گی بعد میں بزنس تم ہی سنبھالو گے اور میں ریٹائرمنٹ لوں گا اور سکون سے گھر رہوں گا۔برخودار تمہارے پاس تعلیم ہے مگر تجربہ نہیں ہے اور وہ تجربہ تمہیں ان دو ہفتوں میں حاصل کرنا ہے۔از ڈیٹ کلیر؟"وہ بات کے آخر میں سیدھے ہوتے اسے دیکھنے لگے۔

New Era Magazine

"جی بابا میں پوری کوشش کروں گا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ آنکھوں میں شرارت تھی مگر لفظوں میں نہیں۔

"کوشش نہیں۔۔۔ تمہیں کرنا ہے اور یونیورسٹی میں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کرنے والے کے لیے یہ سب مشکل نہیں ہے میں جانتا ہوں۔" دانیال ہنسا مگر ان کے گھورنے پر فوراً سنجیدہ ہوا۔

"اس بات پر آج تک سب حیران ہیں۔ خیر مجھے چلنا چاہیے۔ مارکیٹنگ مینیجر کہاں ملیں گے ؟" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ شاہزیب صاحب اسے گھور کر رہ گئے اور انٹرکام پر عرفان کو بلایا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

دانیال کو آفس جوائن کیے ڈیڑھ ہفتہ ہو چکا تھا۔ مارکیٹنگ کے بارے میں سب کچھ وہ اچھے سے جان چکا تھا اب یہ پورا ہفتہ اسے فنانس مینیجر کے ساتھ گزارنا تھا۔ پچھلے ہفتے کی طرح معمول کے مطابق وہ نو بجے تک آفس تھا۔ لفٹ کے ذریعے وہ اپنے عارضی کیبن میں آیا۔ تین دن بعد شاہزیب صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد اسے وہ کیبن ملنا تھا۔ انٹرکام پر اس نے اپنی سیکرٹری عائشہ کو بلایا۔ عائشہ ایمپلوئی تھیں کچھ دن کے لیے عارضی طور پر اسے دانیال کی سیکریٹری اپائنٹ کیا گیا تھا۔

"کم ان سر؟" وہ شائستگی سے اجازت مانگ رہی تھی۔

"یس پلیز۔۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کرسی پر آبیٹھی۔

"مس عائشہ 'علی انڈسٹری' کے ساتھ ہماری میٹنگ کب ہے؟" وہ لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر سیدھا ہوا۔ 'علی انڈسٹری' کا پروجیکٹ بہت بڑا تھا جس میں وہ پارٹنرشپ چاہتے تھے۔ یہ ٹینڈر

بہت بڑا تھا۔دانیال کو شاہزیب صاحب پہلے ہی سختی سے تاکید کر چکے تھے کہ انھیں ہر حال میں یہ پروجیکٹ چاہیے کیونکہ اس پروجیکٹ سے کروڑوں کا فائدہ پہنچنا تھا۔

"جی سر۔۔۔میٹنگ پرسوں ہے۔"عائشہ نے ایک فائل اس کی طرف بڑھائی۔

"سر میں نے اس فائل کی ہارڈ کاپی سے سوفٹ کاپی بنالی ہے۔"

"ویری گڈ مس عائشہ۔یہ فائلز لے جائیں اور انھیں اچھے سے ریڈ کر لیں جہاں کوئی پرابلم ہو آپ ڈسکس کر سکتی ہیں۔"دانیال نے عائشہ کے ہاتھ سے فائل لی۔پھر ستائشی انداز میں اسے دیکھ کر میز پر پڑی فائلز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"جی سر اور کچھ؟"عائشہ جانے کے لیے اٹھی۔

"علی کو بھیج دیں بابا سے چھپ کر۔۔۔ہی۔۔ہی۔۔ہی۔"وہ آخر میں دانت نکوستے ہوئے بولا۔عائشہ نے مسکراہٹ دبائی اسے پتا تھا اب کیا ہونے والا ہے۔

"جی سر۔"وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔پانچ منٹ بعد علی نے کیبن کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"آجاؤ یار۔"علی آنکھیں گھماتا پین اور کاغذ سنبھالتا اندر آگیا۔

"بیٹھو علی۔"دانیال ریلکس ہو کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔

"ہاں تو لکھو۔"وہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولا۔

دو بریانی کی پلیٹ،پانچ سموسے، تین رول،دو چنا چاٹ کی پلیٹ،چار کباب،دہی بلے لازمی"
"منگوانا،ڈھائی لیٹر کی کوک اور میٹھے میں۔۔۔

"سر کیا ابھی میٹھے کی کثر رہتی ہے؟"علی بیچارہ جب لکھ لکھ کر تھک گیا تو سر اٹھا کر حیرانی و بے چارگی کے ملے جلے تاثرات لیے بولا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا؟ میٹھے کے بغیر بھی بھلا کام چلتا ہے؟" دانیال نخوت سے بولا۔

"میٹھے میں رس ملائی۔ بس یہی تھوڑا سا سامان منگوانا ہے دیر نا کر دینا۔ صبح سے کام کر کر کے تھک گیا ہوں وہ بھی بھوکے پیٹ کہاں انسان کام کر سکتا ہے؟" وہ بے چارگی سے بولا۔ علی نے سر اونچا کر کے دانیال سے تھوڑے فاصلے پر پڑی ڈسٹ بن کو دیکھا جو لیز کے خالی پیکٹ اور جوس کے خالی ڈبوں سے بھری پڑی تھی بلکہ آدھا سامان تو ابل ابل کر باہر آ رہا تھا۔ علی نے آنکھیں گھمائیں۔

"جی سر بالکل۔۔۔ بھوکے پیٹ کہاں رہا جا سکتا ہے۔" وہ سر ہلاتے بولا۔ دانیال نے زور و شور سے سر ہلا کر اس کی تائید کی۔

"آپ سے۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"کچھ کہا؟" دانیال نے اسے گھورا۔

"نہیں کچھ نہیں میں منگواتا ہوں۔" وہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا کہ دانیال کی آواز پر رکا۔

"ماشاءاللہ کہو نظر لگاؤ گے تم مجھے۔ ویسے تو مجھے نہیں لگے گی مگر تم بھوکوں کی طرح ڈسٹ بن دیکھ رہے تھے۔" دانیال نے نخوت سے کہا۔

"نہیں سر میں سوچ رہا تھا ڈسٹ بن خالی کروا دوں ابھی آپ نے مزید کھانا ہے۔"

"ہاں یہ اچھی سوچ ہے کرا دینا مگر ابھی یہ سب تو لا دو۔۔۔ بہت بھوک لگی ہے۔ اب جاؤ۔" دانیال نے لیپ ٹاپ اپنے سامنے کر لیا۔ علی گہرا سانس بھرتا باہر آیا۔ اپنے کیبن میں بیٹھی عائشہ نے اس کی حالت پر زوردار قہقہہ لگایا تھا۔ وہ تو جل بھن گیا اور عائشہ کو سخت

نظروں سے گھورتا تن فن کرتا وہاں سے چلا گیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

دن بہ دن موسم میں خنکی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ گرمیوں کو الوداع کرنے کے بعد برسات کا موسم بھی کب سے رخصت ہو چکا تھا۔ شاہزیب صاحب اب ریٹائرمنٹ لیے گھر آرام فرما رہے تھے۔ آج کل وہ، سہیل اور فرحان صاحب کے ہمراہ سوات کی سیر کو گئے ہوئے تھے۔ دانیال نے باقاعدہ اور اعلانیہ طور پر کمپنی کے ہیڈ کا عہدہ سنبھال لیا تھا۔ علی کی حالت تو قابل رحم تھی بیچارہ سارا دن گھن چکر بنا رہتا تھا۔ ان کی شادی کو دو ماہ رہتے تھے۔ عورتوں کی شاپنگ عروج پر تھی۔ ہفتے میں قریباً دو تین دن تو بازار کی نظر ہو جاتے۔ امل، فلک اور نور مکمل طور پر سگھڑ بننے کی کوششوں میں تھیں۔ سارا دن یا کچن یا پھر ناول، ڈراموں کی نظر ہوتا۔ آریان اور فہد وہ کیس نپٹا چکے تھے جس نے ان کی راتوں کی نیند حرام کر رکھی تھی۔ بینش سنان کو لاہور گھمانے میں مصروف تھی اسی بہانے اس کی بھی اوٹنگ ہو جاتی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج موسم خاصہ خوشگوار تھا۔ اسماء بیگم دو بجے کے بعد ہی "آفندیز" کے ہاں چلی گئی تھیں۔ فلک اور نور صبح سے امل کے کمرے میں ڈیرہ جمائے بیٹھی تھیں۔ دانیال آفس تھا۔ آریان کو آج اپنی طبیعت ذرا بوجھل محسوس ہو رہی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ ٹھیک

طریقے سے سو نہیں پایا تھا۔ فہد کی ذمہ داری پر سب کام چھوڑ کر وہ گھر چلا آیا۔ رضیہ اسے لان میں ہی مل گئی۔

"صاحب کھانا لگا دوں؟ گھر میں کوئی نہیں ہے سب بازار گئے ہیں۔" رضیہ نے اس کے پوچھنے سے پہلے ہی ساری تفصیل بتا دی۔

"آپ رہنے دیں میں ان تینوں کے پاس جا رہا ہوں۔" آریان فریش ہونے کے بعد "شاہزیب مینشن" چلا آیا۔ کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ سیدھا کچن کی طرف ہی چلا آیا۔ جانتا تھا امل کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا اور تو اور آخری بار امل کا دیدار بھی چار روز پہلے ہی نصیب ہوا تھا۔

"السلامُ علیکم۔" امل جو کوکنگ رینج کے پاس کھڑی تھی چونکی۔ ایک دم ہی مڑ کر اس نے دیکھا۔ آریان کچن کے دروازے میں کھڑا تھا۔ وہ نیلی بند گلے کی شرٹ کے ساتھ خاکی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتا اس تک آ رہا تھا۔ سنجیدہ گہری آنکھیں اسکا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ میرون رنگ کے شلوار قمیض میں ایپرن پہنے بالوں کا رف سا جوڑا بنائے وہ حیران کھڑی نظر آ رہی تھی۔ آریان اس سے دو قدم کے فاصلے پر آ رکا۔ امل نے گلا تر کیا۔ وہ کنفیوز سی اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"لوگ کہتے ہیں کہ عاشق کو اپنا محبوب ہر حال میں اچھا لگتا ہے۔ چاہے وہ جیسا بھی ہو، جس حال میں بھی ہو۔" امل نے اثبات میں سر ہلایا۔ آریان سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔

"پھر مجھے کیوں نہیں لگ رہا۔" وہ سوالیہ انداز میں بولا۔

"کیا؟" امل انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

"محبوب پیارا کیوں نہیں لگ رہا؟"آریان کا لہجہ سنجیدہ تھا مگر اس لہجے میں موجود شرارت کی رمق کو امل اپنی خفگی کے زیر اثر محسوس ہی نہیں کر پائی۔

"بتاؤں؟؟"وہ خونخوار تیور لیے اس کی طرف بڑھی۔

"مذاق کر رہا ہوں جنگلی بلی۔۔"آریان دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے سرنڈر کرنے کے انداز میں بولا اور اس کے ہاتھ سے توا پکڑا۔

"بڑی کوئی حسن پرست ہو تم۔"آریان اسے تنگ کرنے کے پورے پورے موڈ میں تھا۔ساری تھکن تو اسے دیکھ کر کہیں دور جا سوئی تھی۔جب آپ انتہا سے زیادہ تھک جائیں تو ایسے میں آپ کی تھیراپی آپ کے بہت ہی عزیز کی ہلکی سے مسکراہٹ یاد یدار ہی ہوتی ہے۔

"بڑے کوئی کنجوس ہیں آپ۔"امل دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"کیسی کنجوسی کی ہے میں نے؟"آریان نفی میں سر ہلاتا خفگی سے بولا۔

"تعریف نہیں کر سکتے کسی کی۔۔۔کتنی کنجوسی دکھاتے ہیں۔"وہ ہنوز خفا تھی۔

"تو اگلا بندہ اس لائق بھی تو ہو۔"آریان نے نچلا لب دانتوں میں دبائے بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو چھپایا۔امل شاک کے انداز میں پورا کا پورا اس کی طرف گھومی۔

"کیا کہا؟"کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے وہ لڑاکا انداز میں بولی۔

"کچھ نہیں کہا وائفی ڈارلنگ۔"آریان نے اس کی گال پر چٹکی بھری۔امل نے جھینپ کر آریان کے اسی ہاتھ پر چپت لگائی۔

"ش۔۔شرم کرلیں۔"وہ اسے گھورتی،شرماتی دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"نہیں آتی۔"وہ شیلف سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔

New Era Magazine

"اور کیوں نہیں آتی؟"امل نے بر گر بن ایک طرف کیے اور اسے گھورا۔

"جب اپنوں سے بات کی جائے تو شرمانا کیسا اور تم تو پھر میری بہت ہی اپنی ہو۔جو ساری عمر میرے ساتھ رہنے والی ہے اور میرے ساتھ بوڑھی ہونے والی ہے۔"آریان نے امل کے کاٹے ہوئے سلاد سے کھیرے اچکتے ہوئے کہا۔

"سنو۔"

"ہمم۔۔۔"امل اس کی بات کے جواب میں خاموش رہی تو بلا آخر وہ خود ہی بول اٹھا۔

"تم جب بوڑھی ہو جاؤگی میں تب بھی تم سے پیار کروں گا۔میرا مطلب ہے میں ہر گز حسن پرست نہیں ہوں یعنی کہ تمہارے منہ پر جب جھریاں پڑیں گی اور تمہارے دانت نہیں رہیں گے آنکھیں بھی شاید ہی کام کریں۔۔۔"وہ ہولناک نقشہ کھینچتے ہوئے گا ہے بگاہے اسے بھی دیکھ رہا تھا جس کا منہ شاک کے زیر اثر کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"آریان بس کریں ورنہ یہ پین آپ کے سر پر دے ماروں گی۔"امل نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔ساتھ ہی دوسری طرف پڑے پین کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ بہت برے ہیں بہت برے۔"امل بر گر بن سینکتی ہوئی خفگی سے بولی۔

"یار۔۔۔مذاق کر رہا تھا۔۔آئی سوئیر۔صرف تنگ کر رہا تھا اور کچھ نہیں۔"آریان نے اسے کندھوں سے تھاما۔

"میری نظر میں تم دنیا کی پہلی اور آخری خوبصورت لڑکی ہو۔۔بے پناہ خوبصورت۔۔بے انتہا خوبصورت اور سب سے خوبصورت دل کی مالک لڑکی۔"وہ اس کی گہری آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

New Era Magazine

"آریان کیا آپ ساری زندگی مجھ سے یونہی محبت کرتے رہیں گے؟"

"اور اگر جواب نہ ہوا تو؟" وہ اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

"اور نہ کرنے کی وجہ؟" وہ تحمل سے بولی۔

"اممم۔۔۔شاید کوئی اور لڑکی مجھے پسند آجائے۔۔ہو سکتا ہے۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

"ہونہہ۔۔جان نا لے لوں میں آپ کی اور اس کے بعد اس لڑکی کی بھی۔ خبردار جو مجھ سے محبت کرنا چھوڑی۔ میں اینٹ سے اینٹ بجادوں گی سب کی۔" غصے میں اس کی چھوٹی سی ناک سرخ ہو چکی تھی۔ آریان نے نچلا لب دانتوں میں دبائے اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔سو کیوٹ۔" آریان نے اس کی ناک کھینچی۔

"کیا ہے پیچھے ہوں۔ فری ہونے لگے ہیں ایویں۔" امل نے چمچ اس کے ہاتھ پہ دے مارا۔

"سہی ڈی۔ایس۔پی کی بیوی لگ رہی ہو۔" اس کی بات پر امل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"جلدی سے یہ برگر بنا لاؤ اور ساتھ میں میرے لیے کافی بھی لے آنا۔ میں ان چڑیلوں کے پاس جا رہا ہوں۔" اس کے جانے کے بعد امل سر جھٹک کر ہنس دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

نور کے لیے فہد کا رشتہ آیا تھا۔ بہن ہونے کا فرض بینش نے ہی پورا کیا تھا اس نے اتنی شائستگی سے سب کے سامنے اپنا مدعا رکھا کہ کوئی انکار نہیں کر پایا۔ فہد دیکھا بھالا بچہ تھا اور آریان کا دوست اس سے زیادہ کسی کو کیا چاہیے تھا کسی کو بخت قریشی سے کوئی غرض نہیں

تھی۔عدالت کے فیصلے کے بعد اب وہ عمر قید کی سزا کاٹ رہا تھا۔بھٹکنے میں ایک لمحہ لگتا ہے مگر اس بھٹکے لمحے کی تلافی میں ساری زندگی گزر جاتی ہے۔اس نے جو کیا وہ اس کا انجام پا چکا تھا۔فہد کو اس بات پر کوئی ملال نہیں تھا کیونکہ اس نے وردی پہنتے وقت وطن سے وعدہ کیا تھا کہ وطن کی عظمت کی راہ میں اس کا کوئی بہت اپنا ہی کیوں نا آئے یا کوئی اپنا ہی مجرم کیوں نا ہو وہ حقدار کو اس کا حق اور گناہ گار کو اس کی سزا دے کر رہے گا اور وہ وعدہ پورا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔زندگی میں کبھی بھی کچھ انسان کی اپنی مرضی سے نہیں ہوتا،جو ہوتا ہے اس میں رب کی رضا ہوتی ہے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

موسم اگرچہ بہت سرد نہیں ہوا تھا مگر موسم کی شدت بہت سرد تھی۔بہار رخصت ہوئے خزاں کا دور چلا آیا تھا۔درختوں پر بہار دکھاتے پتے اور پودوں پر رنگ بکھیرتے پھول جھڑ چکے تھے۔پاؤں تلے آئے پتوں کی کھڑ کھڑاہٹ خوب آواز پیدا کرتی تھی۔ایسی ہی اداس رخصت ہوتی شام وہ نارنجی اوور کوٹ پہنے مفلر خوب اچھے سے اپنے ارد گرد لپیٹے ڈوبتے سورج کا منظر دیکھنے میں محو تھی۔آج سنان کی واپسی تھی اور وہ اور فہد اسے ائیر پورٹ چھوڑنے کے بعد "باغِ جناح" چلے آئے تھے۔فہد جانتا تھا اس کا موڈ ٹھیک نہیں وہ سنان کے جانے پر اداس تھی۔اتنے دن وہ دونوں ایک ساتھ پورا لاہور گھومتے رہے۔وہ آج اس کی واپسی پر دکھی تھی۔فہد اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ اسے یہاں لایا تھا۔بینش کو پھول چونکہ بہت پسند تھے اور اگر کثرت میں ہوتے تو اور بھی زیادہ۔وہ جانتا تھا اب پھول دیکھنے لائق کہاں رہے ہیں مگر پھولوں،درختوں کی بے رونق موجودگی بھی بینش کے لیے بہت اہمیت کی حامل

ہوتی تھی۔ فہد نے سر جھٹکا اور اس تک آیا۔ ہاتھ میں پکڑا کافی کا کپ اسے تھمایا جس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے قبول کر لیا۔ فہد نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو سپاٹ نظروں سے ارد گرد دیکھنے میں مگن تھی۔

"بینش گڑیا؟؟"

"ہمم؟؟؟" بینش چونکی اور اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا تم۔۔ دانیال۔۔۔ میرا مطلب ہے دانیال کو بھول چکی ہو نا۔ میں جانتا ہوں یہ آسان نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم اسے بھولو مگر میں جاننا چاہتا ہوں تم نے مجھے راولپنڈی فون کسی دباؤ میں۔۔۔ یا میری محبت میں آ کر کیا تھا کیا؟" فہد سنجیدگی سے اس کی طرف مڑا۔ وہ فل یونیفارم میں تھکا تھکا نظر آ رہا تھا۔ بینش نے گہرا سانس لیا۔

"بھائی بعض اوقات انسان اسی میں صبر کرنا جان لیتا ہے جو اسے رب دیتا ہے اور رب جو دیتا ہے وہ بے مثال ہی دیتا ہے۔ کوئی زندگی سے جاتا ہے اس کی جگہ کوئی اور آتا ہے جو آپ کو ہنساتا ہے، مسکراتا ہے اور جینا سکھاتا ہے اور بعض اوقات ہمارے پاس پہلے ہی وہ انسان ہوتا ہے اور میرے لیے وہ آپ ہی تھے جس نے مجھے جینے کا مطلب بتایا۔ پتا ہے مجھے اب وہ یاد نہیں آتا۔ میں اسے یہ سوچ کر بھول چکی ہوں کہ اس میں میرے رب کی مصلحت تھی۔ میں لاحاصل کو مٹھی میں دبا کر نہیں رکھنا چاہتی تھی کیونکہ وہ میرے لیے ریت کی مانند تھا جسے جتنا قابو میں کرنا چاہ رہی تھی وہ اتنا ہی بے قابو ہو رہا تھا۔ وہ ہمیشہ سے فلک کا تھا اور اسی کا رہے گا۔" بینش نے کافی کے کپ پر نظریں جماتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔

"کیا سچ میں؟"

"ہاں بالکل بھائی۔۔۔اللہ کچھ لیتا ہے تو بدلے میں بہترین دیتا ہے۔میرے لاحاصل کے پیچھے آپ مجھ سے دور چلے جاتے تو میں تہی دامن رہ جاتی۔کجا کہ انسان کے پاس سب ہو مگر اگر رشتے نا ہوں تو اس انسان کی شناخت نہیں ہوتی۔مجھے دانیال کی لاحاصل محبت نے رب کی محبت عطا کر دی ہے جو میرے بہت کام آنے والی ہے۔خیر میں بھی نا۔۔۔"اس نے سر جھٹکا اور مسکرا کر فہد کو دیکھا پھر آہستہ آہستہ کافی کے گھونٹ بھرنے لگی۔فہد دل سے مسکرایا۔آج وہ بہت زیادہ سکون میں تھا دل میں جو پھانس چبھا رہ گیا تھا وہ بھی نکل گیا تھا۔

"مجھ پر بھروسہ ہے؟"

"سب سے زیادہ بھروسہ آپ پر ہی ہے بھائی۔"بینش نے محبت پاش نظروں سے فہد کو دیکھا جس نے اس کا سر ہولے سے تھپتھپایا۔کافی کے کپ لیے وہ ڈسٹ بن تک گیا۔بینش اس سارے عرصے میں اپنے جان سے پیارے بھائی کو دیکھتی رہی۔

"اور اگر میں تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کروں؟"وہ کافی کے خالی کپ ڈسٹ بن کی نظر کرنے کے بعد واپس آیا تو ادھر سے ہی بات جاری کرتے ہوئے بولا۔

"تو یہ کہ آپ سے بہترین فیصلہ میرے لیے کوئی کر ہی نہیں سکتا۔"بینش نے واپسی کے لیے قدم بڑھائے تو فہد بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔

"تو سمجھو تمہارے لیے میں فیصلہ کر چکا ہوں۔"فہد نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"کیسا فیصلہ؟؟"بینش نے حیرانی سے اسے دیکھا جو مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"تم یورپ جا رہی ہو۔تمہیں پی۔ایچ۔ڈی کرنی ہے۔از ڈیٹ کلیر؟"آخر میں فہد حاکمانہ انداز میں بولا۔

"یس سر۔" بینش ایک ہاتھ ماتھے تک لے جا کر ہنستے ہوئے بولی۔ شام دونوں بہن بھائیوں کی محبت اور ان کے قہقہوں کی گواہ بنتی تاروں بھری تاریکی کی نظر ہونے لگی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

آج وہ تینوں ایک ساتھ شاپنگ کرنے آئی تھیں۔ صارم انھیں ڈراپ کر کے جا چکا تھا۔ برائیڈل ڈریسز تو انھیں آخر میں ہی لینا تھے مگر آج وہ دوسرے تمام فینسی سوٹ لینے آئی تھیں۔ باقی سب تو گھر کی بڑی عورتیں خرید رہی تھیں مگر وہ چاہتی تھیں کہ کپڑے وہ اپنی مرضی سے لیں۔ فلحال نور کا صرف نکاح ہونا تھا اور رخصتی تین سال بعد ہی ہونا تھی۔ اس دوران نور کا ارادہ کچھ نئے کورسز کرنے کا تھا۔ وہ تینوں شاپنگ کے بعد سیلڈ بار چلی آئیں۔

"یار کچھ منگواؤ بہت بھوک لگ رہی ہے۔" نور دہائی دیتے ہوئے بولی۔

"وہی دیکھ رہی ہوں۔" امل نے مینو کارڈ اس کے سامنے لہرایا اور پھر دوبارہ سے مینو کارڈ پر نظریں دوڑانے لگی۔ نور نے بے زاری سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر موبائل نکال کر اس میں مصروف ہو گئی۔ فلک کاؤنٹر پر کچھ دیر بات کرنے کے بعد انہی کی طرف چلی آئی۔

"میں پے منٹ کر آئی ہوں۔ آؤ پہلے رشین سیلڈ لے آئیں۔"

"پوانٹ۔" نور نے ستائشی انداز میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب سے پہلے امل ہی باول بھر کر فارغ ہوئی۔ امل اپنا باؤل سنبھالتی واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔ رخ موڑ کر اس نے ان دونوں کو دیکھا جن کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ دونوں باؤل پر ایفل ٹاور کھڑا کر لیتیں۔ چمچ سے ہر چیز دبا دبا کر وہ نا جانے کون سا ٹاور بنا رہی تھیں۔

"اور شین سیلڈ کی دیوانی عوام۔" امل نے آنکھیں گھمائیں اور آنکھیں تو اس وقت پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب وہ دونوں باؤل پر برج خلیفہ
کھڑا کرنے کے بعد سنبھل سنبھل کر اس کی طرف آ رہی تھیں۔ امل نے پلکیں جھپکائیں اور غور سے انھیں دیکھا جو بلکل بھی مطمئن نظر
نہیں آ رہی تھیں۔

"ویسے تمہارا باول مزید بھر سکتا تھا۔" فلک نور کے باول کو دیکھتے ہوئے بولی۔ منہ میں سیلڈ ہونے کی وجہ سے اس سے ٹھیک بولا نہیں جا رہا تھا۔ اس کے ایسے کہنے پر نور نے اثبات میں سر ہلایا۔ جبکہ ان دونوں کو کھاتا کم ٹھونستا زیادہ دیکھ کر امل اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

بادل آسمان پر پوری شان و شوکت سے براجمان تھے۔ نیلگوں آسمان پر چھائے بادل سورج کی نارنجی کرنوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ بادلوں کے دامن سے جھانکتا سورج بادلوں کے سامنے بے بس سا نظر آ رہا تھا بلا آخر بادلوں کی جیت ہوئی۔ سیاہ بادل اس کثرت سے جمع ہوئے کہ برسے بغیر نا گئے۔ شام کو شروع ہونے والی یہ بارش رات بھی وقفے وقفے سے برستی رہی اگلی صبح بہت اجلی اور روشن تھی۔ بارش نے ہر شے کو دھو کر نکھار بخشا تھا دھلے پت جھڑ کے پتے، خالی شاخوں والے درخت دھل کر نکھرے محسوس ہو رہے تھے۔ ہوا میں بسی مٹی کی خوشبو ناک کے نتھوں سے ٹکراتیں تو روح کو تازگی سی ملنے لگتی۔ ہوا اگرچہ بہت سرد تھی۔ اپنے ٹیرس سے لان اور ارد گرد جھانکتی امل نے گہرا سانس کھینچ کر اس خوشبو کو محسوس

کیا۔ڈیوٹی پر جاتا آریان اپنی گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے لمحہ بھر کو رکا اور اسے بغور دیکھا۔خود پر کسی کا نظروں کا مسلسل ارتکاز محسوس کرتی امل نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔آریان کی خود پر جمی نظریں دیکھ کر اس کے گال تپنے لگے۔وہ فل یونیفارم میں تیار کھڑا ابال ایک طرف سیٹ کیے بہت خوبرو لگ رہا تھا۔پولیس یونیفارم اس کے کسرتی بدن پر بہت جچتا تھا۔امل اسے کبھی بتا نہیں پائی۔سر جھٹک کر امل ہوش میں آئی۔وہ آنکھیں سکیڑے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔بوکھلاتی ہوئی وہ آریان کو ایک نظر دیکھتی جھپاک سے کمرے میں چلی گئی۔آریان ہونٹ ایک طرف پھیلائے مسکرایا۔جان لیوا ڈمپل ابھر کر معدوم ہوا۔اپنی جیپ میں بیٹھنے اور ڈرائیور کو چلنے کا حکم دینے کے بعد اس نے جیب سے اپنا موبائل نکالا۔امل جب سے کمرے میں آئی تھی اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال رہی تھی۔وہ دور کھڑی ہو کر بھی ان گہری آنکھوں کے ڈھیر سارے جذبات کو محسوس کر سکتی تھی۔دفعتاً اسکے موبائل پر کوئی میسج آیا۔اس نے لپک کر ڈریسنگ سے موبائل اٹھایا۔سکرین پر آریان کا میسج جگمگانے لگا۔پلک جھپکنے سے پہلے ہی اس نے میسج کھولا اور پڑھنے لگی۔

"اتنی سردی میں یوں ایسے بغیر جرسی کے کس خوشی میں کھڑی تھیں؟کم از کم جرسی تو پہن لیتی۔ٹھنڈ لگ جاتی تو پھر ٹھیک رہتی کیا؟" امل نے آنکھیں گھمائی۔اس شخص کا مشاہدہ بہت گہرا تھا۔وہ ہر حال میں بنا جتائے اس کا خیال رکھنے کے فن میں ماہر تھا۔اس کے بارے میں سوچتے سوچتے بے ساختہ امل کے لب دھیرے سے مسکرائے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

سرمئی دوپہر میں ہوا کی خنکی کے باعث سورج کی تپش نا ہونے کے برابر تھی۔ شاہزیب کمپنی میں بھی معمول کے مطابق ورکرز اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ دانیال کے کیبن میں خاموشی تھی۔ مقابل اپنا مدعا من وعن اس کے سامنے پیش کر چکے تھے۔

"تو اب کیا چاہتے ہیں آپ؟" دانیال نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے پر سکون انداز میں پوچھا۔ سامنے کرسیوں پر دو لوگ بیٹھے تھے جو سنجیدگی سے اپنا مدعا بیان کر رہے تھے۔ یہ شاہزیب انڈسٹری میں ان کا تیسرا چکر تھا جو وہ پچھلے تین دن سے لگا چکے تھے۔

"ابھی تو آپ کو بتایا ہے، آپ "علی انڈسٹری" کا ٹینڈر ہمیں دلا دیں اور بدلے میں آپ کو اگر کبھی کسی بڑی کمپنی کا ٹینڈر چاہیے ہوا تو ہم آپ کو دلا دیں گے۔" اصغر رحمانی نے زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجا رکھی تھی۔ حیرت کی بات تھی کہ 'رحمانی گروپ اف انڈسٹری' کے اصغر رحمانی جو آج تک کبھی 'شاہزیب انڈسٹری' آئے تک نہیں تھے آج یوں چل کر نہ صرف خود آئے بلکہ اپنے بیٹے اسد رحمانی کو بھی ساتھ لائے تھے اور مقصد صرف اس ٹینڈر کا حصول تھا۔ پچھلے تین دن سے مسلسل یہاں آ رہے تھے۔

"اور مجھے کیا کرنا ہوگا؟" دانیال نے اپنی سٹبل کھرچی اور میز پر آگے کو جھکتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"کچھ خاص نہیں بس انکار کر دیں اس پروجیکٹ کو کرنے سے۔ علی صاحب کی نظر کرم خود بخود ہمیں پر آ ٹھہرے گی۔" اسد ان کا بیٹا جو تمام گفتگو میں خاموش تھا ایک دم دانیال کو دلچسپی لیتا دیکھ کر بولنے لگا۔ دانیال نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"رئیلی؟" دانیال کا انداز صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

"جو میں نے کیا یا جو مجھے ملا وہ سب میری محنت کا صلہ تھا۔ علی صاحب نے یقیناً کچھ سوچ کر یہ پروجیکٹ ہمیں دیا ہے اگر وہ آپ لوگوں میں ذرا سی قابلیت دیکھتے تو کبھی ہمیں یہ ٹینڈر نہیں ملتا یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی۔" دانیال نے سنجیدگی سے کہا۔

رحمانی صاحب کی کمپنی پچھلے پروجیکٹ کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام رہی تھی اب وہ ایک اچھے پروجیکٹ سے مارکیٹ میں دوبارہ نام بنانے کے چکر میں تھے۔ یہ بات دانیال کو علی کی زبانی معلوم ہوئی۔

"آپ کا انکار سب بدل دے گا۔ آپ بس۔۔۔" دانیال نے ہاتھ اٹھا کر انھیں ٹوکا۔

"میں انکار نہیں کر رہا مگر ہاں میں آپ کو انکار ضرور کر رہا ہوں۔ یہ پروجیکٹ میرا ہے اور اسے مجھے کرنا ہے ہر حال میں۔۔ قابلیت، قابلیت کی بات ہے۔" دانیال نے کندھے اچکائے اور میز کی دائیں جانب پڑا جوس کا ڈبہ اٹھایا۔

"کل کا آیا لڑکا ہمیں بتائے گا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں؟ اور یہ کہ قابلیت کیا ہے؟" اصغر رحمانی غصے میں آپے سے باہر ہوتے چلا اٹھے۔

"نہیں اگر کہیں تو لکھ کر بھی دکھا دوں گا مگر وہ کیا ہے نا میرا پاس اتنا فالتو ٹائم نہیں ہے ضائع کرنے کے لیے۔" دانیال سکون سے جوس پیتے ہوئے انھیں تپا گیا۔ اسد جھٹکے سے اپنی کرسی سے اٹھا۔

"یو باسٹرڈ۔۔۔ بابا تم سے عزت سے بات کر رہے ہیں اور تمھیں عزت راس نہیں آ رہی۔" دانیال انتہائی سکون سے اپنی کرسی سے اٹھا۔

"زبان سنبھال کر مسٹر اسد رحمانی ورنہ کہنے کو بہت کچھ ہے جو میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ مگر کیا ہے نا اپنی تربیت کی وجہ سے خاموش ہوں اور دوسری بات۔۔۔ دانیال شاہزیب کو عزت راس نہیں آتی۔ میں مطلبی لہجوں کا عادی نہیں۔" دانیال اس کی کرسی کے ہینڈل پر ہاتھ دھرے سکون سے بولتا اس کی گال تھپتھپاتا اپنی کرسی پر واپس جا بیٹھا۔ ایک نظر دونوں باپ بیٹوں کے دھواں دھواں چہرے دیکھے۔ مگر جب بولا تو آواز سرد تھی۔

"اب آپ جا سکتے ہیں۔"

"جائیں۔۔۔" انھیں اپنی جگہ پر جماد یکھ کر وہ چلا اٹھا۔

"دیکھو ایک۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتے دانیال انٹر کام پر علی کو طلب کر چکا تھا۔ بہت ضبط سے مسکراہٹ دبائے اس نے علی کو دیکھا۔

"مسٹر علی۔۔۔ گارڈز کو بلا دیں یہاں دو بچے ہیں جو خود چل کر جا نہیں سکتے انھیں گیٹ تک چھوڑنا ہے۔" دانیال کو ہنسی تو بہت آ رہی تھی مگر ضبط کر رہا تھا۔ سیریس رہنا بہت مشکل تھا۔ علی نے بھی مسکراہٹ دبائی۔ وہ فوراً پلٹا اور باہر کو چل دیا۔

"مسٹر دانیال شاہزیب۔۔۔ ابھی نئی نئی پرواز شروع کی ہے تم نے اڑ لو جتنا اڑ سکتے ہو مگر میں وہ شکاری ہوں جو پر کاٹ کر تمہیں اڑنے لائق نہیں چھوڑے گا اور یہ وعدہ ہے میرا۔ اپنی بے عزتی اور انکار کا بدلہ میں تم سے لوں گا اور خوب لوں گا جسے تم یاد رکھو گے۔" اصغر رحمانی غصے کی شدت سے کانپ رہے تھے۔ دانیال نے ہاتھ کا اشارے کیا جس کا مطلب تھا دفع ہو جاؤ۔ تنفر سے کوٹ جھٹک کر اٹھنے والے اصغر رحمانی تھے اور اس کے پیچھے ہی اسد بھی دانیال

New Era Magazine

کو کٹیلی نظروں سے دیکھتا چلا گیا۔دانیال نے سر جھٹک کر لیپ ٹاپ سامنے کیا۔وہ پروجیکٹ کے لیے ہر چیز بہترین چاہتا تھا۔تاکہ کسی کو شکایت تو کیا بولنے کا موقع بھی نہیں ملے۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے انٹر کام پر علی کو بلایا جو اچھے سے اپنے بلائے جانے کا مقصد جانتا تھا۔اپنے کیبن میں بیٹھی عائشہ نے علی کو منہ بسورتے دانیال کے کیبن میں جاتے دیکھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

دن جیسے پر لگا کر اڑنے لگے۔شاہزیب، سہیل اور فرحان صاحب واپس آگئے تھے۔آج کل وہ لوگ کبھی ایک ساتھ "آفندی مینشن" تو کبھی "شاہزیب مینشن" پائے جاتے تھے۔شادی میں بس ڈیرھ ماہ رہ گیا تھا۔امل، فلک اور نور بھی سب کے ساتھ مل کر شاپنگ میں ہی مصروف رہتیں۔دانیال "علی انڈسٹری" کے ساتھ مل کر اپنے نئے پروجیکٹ پر جی جان سے محنت کر رہا تھا۔وہیں دوسری طرف اسے لاتعداد دھمکی بھرے فون کالز آتے جن کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ دانیال اس پروجیکٹ سے منہ موڑ لے۔دانیال جانتا تھا یہ واہیات کام رحمانی صاحب کی کروا رہے ہیں۔وہ چاہتا تو مینٹل ہراسمنٹ کا کیس باآسانی رحمانی صاحب پر درج کروا سکتا تھا مگر فلحال وہ خاموش تھا اور اپنی برداشت آزما رہا تھا۔وہ اس وقت اپنے کیبن میں بیٹھا تھا جب علی بغیر دستک دیے اندر آگیا۔دانیال نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بہت زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔آئیبرو اچکائے اس نے گویا وجہ دریافت کی۔علی نے اپنی سانس بحال کی۔پھر بولا تو آواز خوشی سے چہک رہی تھی۔

New Era Magazine

الحمدللہ۔۔ سر پروجیکٹ کامیاب رہا ہے۔ علی انڈسٹری سے ابھی فون آیا ہے۔ وہ اگلا" "پروجیکٹ بھی ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔

"الحمدللہ۔۔"تشکر سے آنکھیں میچے وہ بھرپور خوشی سے بولا۔

"سر بہت مبارک ہو آپ کو۔۔ یہ سب کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔" علی عقیدت سے بولا۔

"نہیں علی یہ ہمارے ٹیم ورک کا نتیجہ ہے۔ سارے آفس میں اعلان کروادو میں دو دن کی چھٹی دے رہا ہوں تم سب کو اور دوپہر کا لنچ میری طرف سے ہے۔ اسٹاف سے کہو جہاں بھی وہ کھانا چاہیں وہاں جا سکتے ہیں۔" دانیال اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"سر آپ بھی ہمیں جوائن کریں پلیز ہمیں خوشی ہوگی۔" دانیال دو منٹ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر مڑ کر اپنا کوٹ اسٹینڈ سے اٹھایا۔

"ٹھیک ہے چلتا ہوں۔۔۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔ میں رزق کی بے حرمتی نہیں کرتا تمہیں تو معلوم ہے۔ دس منٹ تک میں آتا ہوں تب تک تم اسٹاف سے پوچھ لو انہیں کہاں جانا ہے؟" علی سر ہلاتا پلٹ گیا۔ تبھی دانیال کی نظر بلنک ہوتی سکرین پر پڑی۔ ایک بار پھر کسی اور نمبر سے فون آرہا تھا۔ دانیال نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کال اٹھائی آج وہ رحمانی صاحب کی طبیعت درست کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"جی فرمائیں؟" دانیال نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

"بہت پچھتاؤ گے تم دانیال شاہزیب بہت زیادہ۔ آج کی شام تمہاری زندگی میں تباہی لانے والی ہے۔" اسپیکر سے رحمانی کی سفاک آواز سنائی دی۔

"آپ کا مسئلہ کیا ہے جناب؟ بزنس کو آپ نے شطرنج سمجھ رکھا ہے کہ جب چاہو مہرے کے خانے تبدیل کرواتے جاؤ؟ حد ہوتی ہے کسی بات کی میں آپ کو نظرانداز کرتا آرہا ہوں اس کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ میں ہر بار آپ کو نظرانداز کروں گا۔ایسا نہیں ہوگا۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔ایسا لہجہ جو مقابل کو گنجائش دینے سے عاری تھا۔

"تم نے جو کرنا تھا کر لیا اب میری باری ہے اور میں یہ بتادوں تم مجھ سے زیادہ پچھتاؤ گے۔"

"ہو گیا آپ کا؟" دانیال تحمل سے بولا۔ورنہ دل تو کر رہا تھا اس آدمی کو پٹخ پٹخ کر دیوار میں دے مارے اور پھر اسنیکس کھاتے ہوئے مزے لے۔جو خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔

"میری بات کو ہلکا مت لو۔لکھ لو آج کی شام تمہاری بربادی ہے۔" دانیال دل کھول کر ہنسا۔

"بزنس میں کوئی کسی کا سگا نہیں ہوتا رحمانی صاحب۔بزنس کو آپ جیسے لوگوں نے نا جانے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔گھر بیٹھیں آرام کریں۔ آپ کا دماغ لوگوں کی منتیں کر کر کے گھس چکا ہے۔رکھتا ہوں۔" دانیال نے فوراً فون بند کیا اور سر جھٹکا۔کچھ سوچ کر اپنا سامان سمیٹا وہ اپنے کیبن سے نکلا۔راہداری سے گزرتے ہوئے سارا اسٹاف اسے مبارک بعد دے رہا تھا۔جس کا جواب وہ مسکرا کر دیتا علی تک آیا جو فون پر کوئی ہدایات دے رہا تھا۔دانیال کے آنے پر بات سمیٹ کر اس کی طرف مڑا۔

"جی سر؟"

"علی میں معذرت خواہ ہوں۔میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکتا۔مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے تم لوگ چلے جاؤ اور انجوئے کرو۔ ایک دن باس کے بغیر۔" آخر میں دانیال ہنسا۔علی نے اس کی مجبوری سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"میں سنبھال لوں گا سب سر۔" دانیال اس پر ایک نظر ڈالتا اپنا کوٹ بازو پر ڈالتا موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کرتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ علی کندھے اچکاتے ہوئے اسٹاف کو ساری خبر دینے چل دیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

درمیانے سائز کے کمرے میں دائیں اور بائیں جانب الماریاں تھیں جن میں لاتعداد فائل پڑی تھیں۔ سامنے کی جانب درمیان میں ایک میز پڑا تھا جس کے ایک طرف بڑی سی آرام دہ کرسی اور دوسری طرف دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز کے پیچھے دیوار پر گھڑی نصب تھی جس کی سویاں ٹک ٹک کر رہی تھیں۔ دائیں جانب ایک کونے میں دروازہ تھا جو باتھروم کا تھا۔ میز پر تین فائلز کھلی ہوئی تھیں۔ میز پر ایک طرف ڈبے میں بہت سے قلم رکھے ہوئے تھے دوسری طرف پاکستان کا جھنڈا اور ساتھ ہی ساتھ چھوٹی سی نیم پیلیٹ بھی تھی جس پر ڈی۔ ایس۔ پی آریان آفندی نصب تھا۔ میز پر سر جھکائے آریان فائل پڑھنے میں مشغول تھا۔ دفعتاً موبائل بجنے لگا۔ فائل ایک طرف کرتے ہوئے اس نے موبائل اٹھایا۔

"السلامُ علیکم۔" آریان کے لہجے میں حیرانی نمایاں تھی۔ دانیال اسے بمشکل فون کرتا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ تم اپنے آفس میں ہو؟"

"ہاں ہوں خیریت؟" آریان سیدھا ہو کر بیٹھا۔ دانیال کا لہجہ غیر معمولی تھا۔

"ہاں۔۔۔ ایسا کچھ ہے جو میں سمجھتا ہوں تمہیں پتا ہونا چاہیے۔"

"ہاں ٹھیک ہے تم آجاؤ۔" آریان نے الوداعی کلمات کے بعد کال کاٹی پھر پی۔ اے کو بلا کر کچھ

ہدایات دیں۔ظاہر سی بات تھی دانیال بھوکے پیٹ تھوڑی جانے والا تھا۔دانیال کیا بتانا چاہتا ہے؟لاتعداد سوچوں کو جھٹک کر وہ اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گیا۔یہ فائل کل پولیس اسٹیشن سے فہد ہی دے کر گیا تھا اور اسی فائل کو وہ ریڈ کر رہا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آفس روم میں خاموشی تھی اور اس خاموشی میں وقفے وقفے سے چائے کی چسکیاں بھرنے کی آواز آتی۔۔

"سڑررر۔۔۔"اب کی بار دانیال نے خاصی لمبی چسکی بھر کر آریان کو دیکھا جو آنکھیں سکیڑے اس کے موبائل کے کال لوگ کا جائزہ لے رہا تھا۔وہ میز جدھر پہلے فائلز پڑی تھیں اب وہ پیزے، بر گر اور دیگر چیزوں کے ڈبے کے ملبے کے نیچے دب کر رہ گئی تھیں۔دانیال اطمینان سے سب کھا اور بتا کر اب چائے پی رہا تھا۔آریان کا پی۔اے بھی اس دیو جتنا کھانے والے انسان کو دیکھ کر گھوم گیا تھا۔

"کب سے آرہیں ہیں کالز؟"کچھ لمحے کے توقف کے بعد آریان سنجیدگی سے بولا۔

"تقریباً پچھلے ایک ماہ سے۔۔۔"دانیال نے نارمل انداز میں کندھے اچکائے۔

"کیا؟؟اور تم نے ہمیں بتانا ضروری نہیں سمجھا۔"آریان دبے دبے غصے میں بولا۔

"اتنی خاص بات نہیں تھی مگر اب رحمانی مرنے مارنے کی باتیں کرنے لگا ہے تمہیں تو پتا ہے مجھے اتنی جلدی نہیں مرنا اور کنوارا تو ہرگز نہیں اوپر سے جب میں نے دنیا کی اتنی مزے مزے

New Era Magazine

کی چیزیں نہیں کھائیں تب تو ہر گز نہیں۔"وہ معصومیت سے آنکھیں گھماتا بولا۔انداز اور آنکھوں میں شرارت تھی۔

"یااللہ۔۔۔تم ہر بات کو مذاق میں کیوں لیتے ہو؟"

"یار اب والی کو نہیں لیا تمہارے پاس آگیا نا۔۔ورنہ میرا کیا تھا اب بھی نہیں آتا۔"اس نے کندھے اچکائے۔آریان کا جی چاہا اس ڈفر کو گھما گھما کر تھپڑ دے مارے۔مگر ضبط کیے بیٹھا رہا آخر کو سالے صاحب نے اس مسئلے کا نیا پہاڑ جو کھڑا کر دینا تھا۔

"جوتیوں کی کمی ہے تمہی۔"آریان غصے سے بولا۔

"سیم ٹو یو جانو۔"دانیال نے آنکھ دبائی۔آریان مزید تپا۔

"دیکھ دانیال۔۔۔سیریس ہو۔"دانیال لبوں پر انگلی جمائے سیدھا ہوا اب انداز ہوا کہ آریان اس سے ناراض ہو گیا تھا ناراضگی میں وہ اسے اس کے پورے نام سے پکارتا تھا۔

"ہاں بولو۔"وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔آریان اسے گھورنے لگا۔زیادہ دیر دانیال بھی سنجیدہ نہیں رہ سکا۔اگلے ہی لمحے وہ ہنس رہا تھا۔ آریان ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔

"اگر تو میرا سالہ نا ہوتا تو اب تک باہر ہوتا۔"آریان سنجیدگی سے بولا۔دانیال منہ بسور کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہا۔۔زبان سنبھال۔۔۔تو خود کیا ہے؟تو بھی تو میرا سالہ ہے۔"دانیال نے فخریہ کالر اٹھائے۔آریان نے آنکھیں گھمائیں۔

سالے صاحب اصغر رحمانی کو میں دیکھ لوں گا۔مجھے لگتا ہے مجھے ان کی طبیعت درست کرنا"ہو گی۔"

"تو کیا تم فون کرو گے یا براہ راست ملو گے؟" دانیال نے آئیبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"براہ راست۔" آریان کہہ کر موبائل پر جھکا۔

"خود جاؤ گے؟" دانیال تجسس سے بولا۔

"نہیں برات لے جاؤں؟" آریان سخت تپا ہوا تھا۔

"افففف۔۔۔ تو لے کر تو جا۔۔ تیری اینٹ سے اینٹ بجادوں گا میں خبردار جو میری بہن کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچا تو۔" اس کے انداز سے آریان کے ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ پھیل گئی۔۔ بے ساختہ اسے امل کا انداز یاد آیا۔ دونوں بہن بھائی ایک جیسے۔۔۔ سوچتے ہوئے آریان نے توبہ کی۔ کیونکہ جو بھی تھا امل، دانیال سے لاکھ درجہ بہتر تھی۔

"آے کدھر؟" دانیال نے اس کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"سوچ رہا تھا تم دونوں بہن بھائی آپس میں کتنا ملتے ہو کچھ عرصے پہلے امل نے بھی ہو بہو ایسے ہی دھمکی دی تھی مجھے۔ پھر یاد آیا وہ تو تجھ سے لاکھ درجہ بہتر ہے تیری طرح ہر وقت چڑتی نہیں رہتی۔" آریان آخر میں شرارت سے ہنسا۔ دانیال جو اس کی بات کو انجوئے کر رہا تھا آخری بات پر فوراً سیدھا ہوا۔

"تو اس بھوتنی کو مجھ سے مت ملا۔"

"مت بھول وہ میری بیوی ہے۔" آریان جتاتے لہجے میں بولا۔ دانیال نے ناک چڑھائی۔

"اور تو مت بھول میری بہن ہے وہ اور ہاں یاد آیا زینب آپی کیسی ہیں؟" ایک دم ہی شرارت سے دانیال کے لب پھیلے۔ دونوں گالوں کے ڈمپل اپنے شیطان سرکار کو گھورنے نکلے۔

"تو بھولنے ہی کب دیتا ہے مجھے کہ تو اس کا بھائی ہے۔۔۔یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھ۔۔۔پہلے بھی بتایا تھا زینب صاحبہ وکیل ہیں اور مجھ سے بڑی ہیں خدا کا واسطہ امل کو کچھ نا بتانا۔" آریان چڑ کر بولا۔دانیال نے پر سوچ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"ایک شرط پر؟" دانیال کچھ سوچتے ہوئے بولا۔آریان نے گہرا سانس بھرا۔بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہ اس شیطان سرکار کو دیکھنے لگا۔

"کیا کھانا ہے؟" آریان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"فرائز منگوا دو۔" دانیال ہنس کر بولا۔

"ویسے آریان؟"

"ہمم؟؟" وہ جو پی۔اے کو فرائز کا کہنے کے بعد فون رکھ رہا تھا اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"تو کتنا جانتا ہے مجھے۔" وہ دانت نکوستے ہوئے بولا۔

"وہ اس لیے کہ کسی کا تیرے جیسا بے غیرت اور پیٹو سالہ نہیں ہو گا۔" آریان سخت تپا ہوا تھا۔

"مینشن نوٹ۔" دانیال نے فخریہ انداز میں داد وصول کی۔آریان اپنا سر پکڑ کر رہ گیا اور دانیال اگلے دو گھنٹے وہیں بیٹھا آریان کا سر کھاتا رہا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

گھڑی نے پانچ کا ہندسہ عبور کیا تو سرمئی شام کے سائے گہرے ہوتے چلے گئے۔بڑھتی تاریکی سب نگلنے کے درپر تھی۔شام کے سائے ایسے گہرے ہوئے جیسے اس شام کسی مقدر کو گرہن لگنے والا ہو۔آفندی مینشن کے لاؤنج میں موت سے بھی بدتر سناٹا تھا اور ہر کوئی اپنی جگہ سناٹوں میں گھرا تھا اور فلک کی ذات زلزلوں کی زد میں تھی۔صوفے پر شاہزیب صاحب گہری

New Era Magazine

خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔عالیہ صائم کو گود میں لیے فلک کے بائیں جانب بیٹھی تھی۔امل ورطہ حیرت تھی۔وہ گومگوسی کیفیت میں بیٹھی فرش تکتی جارہی تھی۔کسی میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ نظر اٹھاکر کسی دوسرے کو دیکھ لیتا۔ارفع بیگم اور عائشہ بیگم خاموشی سے آنسو بہاتی اسماء بیگم کو سنبھالنے میں ہلکان ہورہی تھیں۔ تبھی داخلی دروازے سے دانیال شوخ سی سیٹی بجاتااندرداخل ہوا۔پھر ٹھٹھک کررکا۔سب سے پہلے اس کی طرف اٹھنے والا چہرہ شاہزیب صاحب کا تھا۔

"خیریت آج کیاہواہے سب کو؟"وہ عام سے انداز میں بولتاآگے آیا کہ شاہزیب صاحب کی آواز پراسے رکناپڑا۔

"وہیں رک جاؤ۔"دانیال نے حیرت سے انھیں دیکھاجیسے جاناچاہ رہاہو کہ کیاہوا۔

"اچھاضرورآپ لوگ مجھے کوئی سرپرائزدینے والے ہوں گے۔۔۔پتاچل ہی گیاآپ کو کہ میں اپنے پہلے پروجیکٹ میں کامیاب رہاہوں

اور۔۔۔"وہ ایک دھن میں بولتاشاہزیب صاحب کی طرف آیاجوچند قدم چل کراس کے مقابل آٹھہرے۔فلک کے سواسب کی نظریں ان دونوں پرتھیں۔ہرنظرمیں افسوس اوردکھ کی تحریررقم تھی۔

"چٹاخ!!"تھپڑکی آوازپورے لاؤنج میں گونجی۔اسماء بیگم زوروشور سے رونے لگیں۔اپنے خوبروچہرے پرہاتھ رکھے حیرت سے پھٹی آنکھوں سمیت دانیال نے شاہزیب صاحب کو دیکھا۔مگروہ رکے نہیں۔

"چٹاخ۔۔چٹاخ۔۔!!!"ناجانے کتنے تھپڑتھے جووہ پے درپے اسے مارنے لگے۔وہ خاموشی

سے آنکھیں جھکائے کھڑا ان کی مار سہتا رہا۔ جو بھی تھا وہ اپنے باپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ کچھ تو تھا جس نے انھیں اس حد تک مجبور کیا تھا مگر کیا تھا وہ؟ آج تک انہوں نے کبھی اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا اور آج ایسا کیا تھا کہ وہ۔۔

نظریں فلک کی طرف اٹھیں تو ان آنکھوں میں اسے بس غصہ، بے اعتباری اور اپنے لیے نفرت ہی نظر آئی۔ اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"آج کی شام۔۔۔"

"آج کی شام تمہاری بربادی ہے۔" اصغر رحمانی کی باتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگیں۔ کس بربادی کی بات کر رہا تھا وہ؟

"میرا قصور۔۔۔" وہ فقط اتنا ہی بول پایا۔

"یہ ہے تمہارا قصور، یہ دیکھو۔" شاہزیب صاحب غضب ناک لہجے میں اس کے چہرے پر کچھ تصاویر اچھالتے ہوئے بولے۔ جھک کر دانیال نے وہ تصاویر اٹھائیں تو آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹ کر رہ گئیں۔ تصاویر میں ایک لڑکی کے ساتھ انتہائی شرم ناک حالت میں کوئی اور نہیں وہ خود تھا۔ اسے اچھے سے یاد تھا کہ کچھ روز قبل آفس سے واپسی پر وہ میٹنگ کے لیے ہوٹل گیا تھا۔ جبھی دروازے سے اندر داخل ہوتے ایک لڑکی اس سے ٹکرائی تھی جسے سنبھالتے سنبھالتے وہ خود بھی اَن بیلینس ہوتا اس کے ساتھ گرا تھا۔ نتیجتاً اُس لڑکی نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ دانیال نے معذرت کی اور ایک نظر اسے دیکھتا چل دیا۔ اسے لڑکی کا رویہ بہت عجیب لگا کیونکہ گرتے وقت تو بڑے دلفریب انداز میں وہ مسکرا رہی تھی اور نیچے گرنے کے بعد رونے لگی۔ لیکن اب اسے سمجھ آئی کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ تصاویر اس مہارت

New Era Magazine

سے ایڈٹ تھیں کہ کسی بھی چیز کی نفی نہیں کی جاسکتی تھی۔اس نے بے یقین نظریں اٹھا کر سامنے فلک کو دیکھا۔ نظروں کا تصادم زبردست تھا۔ایک کی آنکھوں میں مان تھا کہ سامنے والا اس بات پر یقین نہیں کرتا ہوگا اور دوسرے کی آنکھوں میں نفرت اور بے اعتباری تھی۔ سب کی خود پر جمی نظریں دیکھ کر دانیال زمین میں گھڑنے لگا۔شرم سے پانی پانی ہونا کسے کہتے ہیں اس کا ادراک دانیال کو آج ہوا تھا۔

"بابا یہ جھوٹ ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے میرا یقین کریں یہ سازش ہے میرے خلاف رحما۔۔"اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔جب شاہزیب صاحب بول اٹھے۔

"بسس!! مجھے بتاؤ کہ ایسا ہوا تھا؟"انہوں نے ہر احساس سے عاری آواز میں پوچھا۔دانیال کی ہمت ٹوٹنے لگی۔

"بابا میری بات۔۔۔"وہ منمنایا۔

"ہاں۔۔۔یا۔۔۔نا؟"وہ کٹھور لہجے میں بولے۔

"ایکسیڈنٹ تھا وہ۔۔۔"دانیال نے بولنا چاہا۔

"ہاں۔۔۔۔یا۔۔۔۔نا؟؟"وہ بہت سخت انداز میں بولے۔

"ہاں پر ایسا نہیں ہے جیسا دکھایا۔۔۔"دانیال نے وضاحت دینا چاہی۔

"چٹاخ!!"

اس تھپڑ نے دانیال کو بہت تکلیف دی تھی۔اس تھپڑ نے اسے اس کی اوقات کا تعین کروایا تھا۔کیونکہ یہ تھپڑ وہاں سے آیا تھا جہاں سے اس نے امید بھی نہیں کی تھی۔زخمی نظریں اٹھا کر اس نے سامنے کھڑی اپنے جان جہاں کو دیکھا۔دل اس کی بے اعتباری پر قہقہے لگاتے ہوئے

ہنس رہا تھا اور دماغ اسے چڑا رہا تھا کہ دیکھ لو دانیال شاہزیب یہ ہے تمہاری محبت۔۔۔یہ سنگ دل ہے تمہاری محبت۔

جھوٹے،ذلیل میری زندگی برباد کر دی تم نے میں نے تم سے محبت کی تھی دانیال شاہ اور تم" نے مجھے اس کا یہ صلہ دیا۔تم ایک گرے ہوئے انسان ہو جو محبت کے لائق نہیں تم جیسے لوگ کیا جانیں محبت کیا ہوتی ہے۔تف ہے تم پر اور مجھ پر بھی جو اپنی زندگی برباد کرتی رہی۔افسوس میں تم سے محبت کرتی رہی۔۔۔" فلک ترش لہجے میں بولی۔لہجہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے آنسو گال بھیگو رہے تھے اور دانیال شاہزیب کی محبت کو آفرین تھی جو ایسے وقت میں بھی اس کے لفظوں سے دکھی نہیں اس کے آنسوؤں سے دکھی ہو رہا تھا۔

"تم رومت فلک۔۔۔یہ سب جھوٹ ہے حقیقت کچھ اور ہے۔" وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔فلک نے اذیت بھرے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے تالی بجائی۔

"واقعی حقیقت کچھ اور ہے۔تمہاری حقیقت کچھ اور ہے دانیال شاہ۔" آنکھوں کے پپوٹے رونے کے باعث سوجھے ہوئے تھے۔دانیال خود بھی حیرت سے گنگ تھا۔اپنے کردار کی صفائی کے لیے گویا سب الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

"فلک میری بات سنو۔فلک میرا یقین کرو یہ جھوٹ ہے۔" دانیال شاہزیب کی ہستی طوفانوں کی زد میں تھی۔مگر شاید آج قدرت اس پر مہربان نا تھی۔فلک رخ موڑے کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔دانیال نے کسی کی پرواکیے بغیر اس کا رخ اپنی جانب کرنا چاہا۔

New Era Magazine

"فلک۔۔دیکھو۔" وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس کا دانیال ایسا نہیں ہے۔وہ اس کے علاوہ کسی کو دیکھتا تک نا تھا کجا کہ؟

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے دانیال۔" فلک نے اپنے کندھے پر جمے اس کے ہاتھ کو جھڑکا۔

"فلک مجھے سزا دو۔۔جو کہنا ہے کہو مگر یہ مت کرو۔" فلک اذیتی انداز میں مسکرائی۔

"سزا برداشت کر لوگے دانیال شاہ؟" انتہائی سرد لہجہ تھا اس کا۔دانیال کو کچھ غلط ہونے کا ادراک ہوا۔مگر وہ اس وقت صحیح غلط جانے، سمجھنے کی حالت میں نہیں تھا۔

"ہاں۔۔لیکن یوں مت کرو بولو کیا۔۔۔"

"طلاق دے دو مجھے۔"

دانیال کی بات بیچ میں رہ گئی تو فلک کی سرد آواز دانیال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کرتی گئی۔جسم میں دوڑتے خون کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔دماغ جیسے پھٹنے کے درپر تھا دو منٹ خاموشی سے وہ اس کی طرف یک ٹک بے یقین نظروں سے دیکھتا رہا۔ویسے ہی جیسے کچھ دیر پہلے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔سب کی نظریں ان دونوں پر تھیں جو ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔دانیال مرد تھا اسے رونے کی اجازت نہیں تھی مگر وہ صنف نازک تھی۔وہ رو رہی تھی۔دانیال کی آنکھیں برداشت کے باعث سرخ ہو گئی تھیں۔

"دو طلاق مجھے۔۔" دانیال کا ہاتھ اٹھا تھا لیکن دل کے ہاتھوں بے بس اس نے نا محسوس انداز میں ہاتھ واپس گرا لیا۔لاؤنج میں مکمل سناٹا تھا۔شاہزیب صاحب ان دونوں کے درمیان آ کھڑے ہوئے۔

"ناجانے میری تربیت میں کہاں کمی رہ گئی تھی کہ آج مجھے یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔عورت پر

New Era Magazine

ہاتھ اٹھانے لگے تھے تم۔۔۔ عورت پر؟؟ ایک تو گناہ بھی خود کیا اور اور چھپا ایسے رہے تھے۔ ایسے؟؟ تف ہے تم پر اور مجھ پر جو تم جیسے شخص کا باپ ہوں۔ میں پہلے ہی سب کو منہ دکھانے لائق نہیں رہا اس حرکت کے بعد کیا چاہتے ہو تم؟ کیا چاہتے ہو کہ مر جاؤں؟ مر جاؤں میں؟ جس کی اولاد تم جیسی ہو اسے مر ہی جانا چاہیے۔"

"بابا جان۔" دانیال نمناک لہجے میں بول اٹھا۔ وہ ضبط کھونے لگا تھا۔ حالت تو اسماء بیگم کی بھی خراب ہوتی جارہی تھی جو جوان بیٹے اور شوہر کو یوں مقابل کھڑا دیکھ رہی تھی۔

"نہیں ہوں تمہارا باپ میں۔ مر گیا وہ شاہزیب جسے تم جیسے بیٹے کے ہونے پر غرور تھا۔ ملا دیا میرا غرور خاک میں تم نے۔۔ خاک کر دیا مجھے۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ نکل جاؤ یہاں سے۔" وہ ڈھیٹ بن کر بولے۔ اسماء بیگم تڑپ کر رہ گئیں۔ امل دوڑ کر ان کے پاس آئی۔

"بابا جانی ایسا مت کریں۔ آپ ایک بار صرف ایک بار دانی کی بات سن لیں۔ ہمارا دانی ایسا نہیں ہے۔۔ بابا ہمارا دانی نہیں ہے ایسا۔۔" وہ چلاتے ہوئے بولی۔ دانیال نے نظریں اٹھا کر اپنی بہن کو دیکھا جو اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ چاہے سب اس سے رخ موڑ رہے تھے مگر اسے بھروسہ تھا اپنے بھائی پر۔ امل فلک کی جانب مڑی۔

"فلک۔۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ دانی ایسا کرے گا۔ پوری زندگی اس نے تمہارے سامنے ہمارے سامنے گزاری ہے۔۔ مگر اس کا کردار کورے کاغذ کی مانند رہا ہے صاف اور شفاف۔۔ ہمارا دانی ایسا نہیں ہے۔ وہ صرف تم سے محبت کرتا ہے۔" امل اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔

"امل بس کر دو۔۔اور تم ابھی تک یہیں کھڑے ہو نکل جاؤ۔۔چلے جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ ابھی اور اسی وقت۔"شاہزیب صاحب نے اسے دھکا دیا وہ گرتے گرتے سنبھلا۔

"شاہزیب ایسا مت کریں۔وہ بچہ ہے کدھر جائے گا۔"اسماء ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بے بس سی بولیں۔

"یہ تو اس بچہ کو ایسا کام کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"وہ سخت لہجے میں بولے۔

"نکلو یہاں سے۔۔اس سے پہلے میں گارڈز بلاؤں۔۔دفع ہو جاؤ۔"وہ دانیال کی طرف مڑے۔دانیال نے نظریں اٹھا کر فلک کی طرف دیکھا۔جو روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"فلک تم پچھتاؤ گی مگر پھر میں تمہیں معاف نہیں کروں گا ہر گز نہیں۔"وہ اونچی آواز میں چلایا۔اپنے کمرے کے دروازے سے لگ کر کھڑی فلک کا دل ڈوب کر ابھرا۔دانیال نے باقی سب پر نظر ڈالی۔فرحان صاحب رخ موڑے بیٹھے تھے وہیں سہیل صاحب نے بھی نظریں چرا لیں۔دانیال نے آگے بڑھ کر اسماء بیگم کے ماتھے پر لب رکھ دیے۔انہوں نے آنکھیں موندے اپنی ممتا کی پیاس بجھائی۔پھر وہ امل کی طرف مڑا جو سیدھا اس کے گلے آلگی۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے دانی۔۔۔فکر مت کرنا۔نمبر اون رکھنا۔آریان سب دیکھ لیں گے۔اللہ کی امان میں۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔"وہ اس کے کانوں کے پاس آہستہ آواز میں بولی پھر علیحدہ ہو کر آنسو پونچھے۔دانیال نے شاہزیب صاحب کی طرف دیکھا شاید وہ اس کی بات سن لیں۔

"بابا۔۔"اس نے آخری کوشش کرنا چاہی۔

"دفع ہو جاؤ۔""""

"آپ لوگ پچھتائیں گے۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

"کہاں جائے گا وہ؟" اسماء بیگم کو دوہری پریشانی نے آگھیرا۔

"میری بلا سے مر جائے۔" شاہزیب صاحب سخت لہجے میں بولے مگر لہجے کی کپکپاہٹ واضع تھی۔

دانیال تھکے تھکے قدم اٹھاتا دہلیز پار کر گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی پہلی کامیابی اس کے لیے اتنی بڑی تباہی لانے والی ہے۔ آج کی شام واقعی اس کی بربادی لائی تھی۔ دانیال شاہزیب سڑک کنارے لٹے ہوئے مسافر کی طرح تہی دامن چل رہا تھا۔ قسمت نے اس کے ساتھ کیسا مذاق کر دیا تھا کہ وہ قسمت کے اس مذاق پر خود بھی حیران و پریشان تھا۔ ناجانے کیوں دل کو امید تھی کہ کوئی اس کا اعتبار کرے نا کرے وہ دشمن جان ضرور کرے گی۔ مگر وہ تو اسے بری طرح زخمی کر چکی تھی۔ اپنے لہجے، اپنی باتوں اور اپنی بے اعتباری سے۔ دانیال شاہزیب بے موت مر چکا تھا۔ دل میں کوئی بھی جذبہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ دھڑکنیں تھم تھم کر چل رہی تھیں۔ اسے نا منزل کی خبر تھی نا راستے کی۔ بس تھکے قدم۔ شکستہ دل جہاں لے جا رہا تھا وہ وہیں چل رہا تھا۔

"جھوٹے، ذلیل میری زندگی برباد کر دی تم نے۔" فلک کی آواز کہیں بہت دور سے آ رہی تھی۔ آوازوں کا شور تھا کہ بڑھنے لگا۔

"تم ایک گرے ہوئے انسان ہو جو محبت کے لائق نہیں۔"

"تمہاری حقیقت کچھ اور ہے دانیال شاہ۔"

"طلاق دے دو مجھے۔"

"طلاق دو مجھے۔"

"طلاق دو۔۔۔"اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ایک قطرہ، پھر دوسرااور پھر آنسو متواتر اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"اتنا بے اعتبار تو نہیں تھا میں۔اللہ جی کیوں؟"وہ ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کرنے لگا۔بے خیالی میں سڑک پار کرتے ہوئے وہ ایک بار پھر رکا۔شاہزیب صاحب کی آواز اب کی بار سنائی دی۔

"میں پہلے ہی سب کو منہ دکھانے لائق نہیں رہا اس حرکت کے بعد کیا چاہتے ہو تم؟؟ کیا چاہتے ہو کہ مر جاؤں؟ مر جاؤں میں؟؟ جس کی اولاد تم جیسی ہو اسے مر ہی جانا چاہیے۔" ملا دیا میرا غرور خاک میں تم نے۔۔۔خاک کر دیا مجھے۔۔۔چلے جاؤ یہاں سے۔نکل جاؤ یہاں سے۔"

"میری بلا سے مر جائے۔"ہارن کی آواز پر وہ چونکا۔

دھندلی آنکھوں کے پار اس نے دیکھا کہ ایک ٹرک بہت تیزی سے اس کی طرف آرہا ہے۔موت لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب ہوتی چلی جارہی تھی اور اس لمحے دانیال شاہزیب نے بے اعتبار زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

اس لمحے دانیال شاہزیب نے بے اعتبار زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دی تھی۔ٹرک لمحہ بہ لمحہ قریب تر ہوتا جارہا تھا۔اس سے پہلے کہ اس کی زندگی کی کہانی ختم ہو جاتی سرعت سے کسی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے فٹ پاتھ پر اپنی جانب کھینچا۔حیرت سے دانیال نے نظریں اٹھا کر فہد

کو دیکھا۔ جو اس کا بازو دبوچے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ گھر واپس لوٹ رہا تھا جب اس نے دانیال کو پیدل سڑک پر چلتے دیکھا خاموشی سے وہ گاڑی پارک کرتا اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسے دانیال کی حالت عجیب لگ رہی تھی۔ وہ وجہ جاننا چاہتا تھا جس لمحے دانیال نے آنسو پونچھے وہ لمحہ فہد قریشی کو حیران کر گیا تھا۔ پھر گم صم حالت میں جب وہ سڑک کے بیچ آ کھڑا ہوا تو فہد کو لگا کہ دانیال اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ بے اختیار آگے بڑھ کر اس نے دانیال کو اپنی جانب کھینچا۔ دانیال نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟" فہد نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ مگر وہ خاموش سر جھکائے جوتے سے زمین کھرچتا رہا۔ فہد اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔ ہونٹ کا کنارہ پھٹا ہوا تھا جس سے نکلتا خون جم کر ٹھوڑی تک آ چکا تھا۔ بکھرے بال اور نم آنکھیں تھپڑوں سے سوجے گال وہ کہیں سے دانیال نہیں لگ رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا دانیال یہ کس نے کیا ہے تمہارے ساتھ بولو؟" فہد تشویش زدہ لہجے میں بولا۔ مگر وہ خاموش رہا۔

"چلو آؤ میرے ساتھ تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں۔ لگتا ہے تمہارا ذہنی توازن کھو گیا ہے۔" فہد کے کہنے پر وہ خود اذیتی سے مسکرا دیا۔

"گھر؟ کیسا گھر؟؟" وہ بڑبڑایا۔

"میں تمہارے گھر کی بات کر رہا ہوں۔" فہد نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نکال دیا انہوں نے مجھے گھر سے۔" وہ ہلکی سی آواز میں بولا۔ بمشکل فہد کو سنائی دیا۔

"کیا کہا؟ کس نے نکالا؟" فہد کو لگا اسے سننے میں ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔ بھلا ایسا کہاں

New Era Magazine

ممکن تھا۔

"وہ کہتے ہیں وہ میرے بابا نہیں۔۔ فہد وہ۔۔۔"اس کا لہجہ آنسوؤں کی آمیزش سے بھاری تھا۔بات کرتے کرتے آخر میں اس کا لہجہ رندھ گیا۔لمحے کے ہزارویں حصے میں فہد سمجھ گیا کہ وہ کس کی بات کر رہا تھا۔مسئلہ اس کی سوچ سے زیادہ گھمبیر تھا۔

"اچھا چلو میرے ساتھ آجاؤ میرے گھر۔ہم مل کر سوچتے ہیں کیا کرنا ہے۔"وہ دانیال کے کندھے پر بازو حمائل کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لیے اپنے گھر چلا آیا۔وہ گھر جس کے بالکل پیچھے اس کے اعتبار کا قتل کرنے والی رہتی تھی۔

"تم اوپر کی طرف دائیں کمرے میں چلے جاؤ۔فریش ہو جاؤ۔کچھ بھی چاہیے ہو تو احمد کو کہہ دینا۔ہم اس بارے میں کل صبح بات کر لیں گے۔تم آرام کر لو احمد تب تک ڈنر تیار کر لے گا۔"فہد نے بات کے آخر میں احمد کو آواز دی جو"آیا بھائی"کہتا فوراً آیا تھا۔دانیال کو دیکھ کر بچارے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔کیونکہ جب بھی دانیال عرف شیطان آتا تھا بیچارہ کچن سے ایک لمحے کو نکل ہی نہیں پاتا تھا۔کبھی کبھی وہ سوچتا تھا یہ انسان کیا چیز ہے اور کتنا کھاتا ہے اور کئی بار تو وہ اسے انسان بھی نہیں لگتا تھا۔

"جی بھائی؟"وہ مردہ سی آواز میں بمشکل بولا۔فہد کو اتنی گھمبیر صورت حال میں بھی ہنسی آنے لگی جسے بمشکل اس نے روکا۔وہ احمد کی حالت باخوبی سمجھ رہا تھا۔

"احمد دانیال اب ہمارے ساتھ رہے گا کچھ دن۔۔۔اور اسے کسی قسم کی کوئی شکایت نا ہو۔"فہد اسے تنبیہ کرتے ہوئے بولا۔

"جی بھائی۔"اس نے تابعداری سے سر ہلایا۔دانیال کا چہرہ دیکھنے کے بعد اسے کسی انہونی کا

ادراک ہوا تھا۔

"چلو دانیال تم آرام کرو ڈنر کے وقت بات ہوتی ہے اور زخم پر مرہم لگا لینا۔ڈریسنگ کے پہلے دراز میں ہی فرسٹ ایڈ باکس موجود ہے۔" فہد نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔دانیال گہرا سانس بھرتا اوپر کمرے میں چلا آیا۔کمرے کے وسط میں بیڈ پڑا تھا۔دیوار گیر شیشے پر دبیز پردے گرے ہوئے تھے۔نرم قالین میں پاؤں دھنستے جاتے۔ دیواروں پر رنگا رنگ منظر کی تصاویر تھیں جو آنکھوں کو سرور بخشتیں۔۔مگر اس لمحے دانیال کا دل چیخ چیخ کر روتا ماتم کناں تھا۔آنکھیں خشک تھیں۔وہ ایسے ہارے جواری کی طرح نظر آرہا تھا جو میلوں کی مسافتیں طے کر آیا ہو اور اپنا سب گنوا آیا ہو۔دروازہ بند کرتا وہ بستر پر آگرا۔ کمرے میں اور باہر ہر طرف اندھیرا تھا بالکل اس کے دل کی طرح۔ہر شے گہری خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔شام سب نگل کر جا چکی تو رات سیاہ پر پھیلائے چھانے لگی۔بیڈ پر لیٹا دانیال نیند کی گولیاں کے زیر اثر سکون سے سو رہا تھا۔فہد نے تھوڑی دیر پہلے دودھ کا جو گلاس اس کے لیے بھیجا تھا اس میں نیند کی گولیاں ملا دیں تھیں۔کھانا کھانے سے وہ منع تو کر ہی چکا تھا مگر فہد کے مجبور کرنے پر اسے وہ دودھ کا گلاس پینا ہی پڑا۔فہد چاہتا تھا کہ دانیال سکون سے سو جائے۔ دانیال کی حالت اسے ڈرا رہی تھی۔لاکھ وسوسے اس کو گھیرے ہوئے تھے۔اس نے آریان کو بھی فون کر کے آگاہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ پہلے دانیال اسے سب بتا دے۔ناجانے ایسی کیا بات تھی؟کیا اسے آریان کو بتانا چاہیے۔ایک سوچ کے دماغ میں آتے ہی اس نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا۔اسے آریان کو آگاہ کرنا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان ڈیوٹی سے واپس لوٹا تو خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی اکثر ڈیوٹی سے واپس آتے اسے بہت رات ہو جاتی تھی مگر آج کچھ عجیب تھا جو اسے محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ غیر معمولی! عام طور پر اسکی واپسی پر گھر جگمگ کرتا رہتا مگر آج سارا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے ایک نظر شاہزیب مینشن کو دیکھا وہاں بھی ہر سو خاموشی، وحشت اور اندھیرے کا راج تھا۔ اپنی حیرانی پر قابو پاتے ہوئے سر جھٹک کر وہ داخلی دروازے کو ڈپلیکیٹ چابی سے کھولتا اندر آیا۔ ہاتھ مار کر اس نے سوئچ بورڈ سے لائٹ چلائی۔ سب کمروں کے دروازے بند تھے۔ اس نے حیرت سے آنکھیں سکیڑ کر گھڑی کی طرف دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی۔

"میں غلط جگہ تو نہیں آیا؟" حیرانی سے اس نے اطراف کا جائزہ لیا۔ اچانک کسی نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔ وہ چونک کر مڑا۔ کالے شلوار سوٹ میں شال اپنے ارد گرد لپیٹے عالیہ سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"السلام علیکم۔ خیریت سب سو گئے کیا؟" اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام۔۔ ہاں سب سو گئے ہیں۔ تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے کھانا گرم کر دوں۔" عالیہ نے کچن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ اسے نہیں بتا پائی کہ آج کی رات سب پر نیند حرام تھی۔

"اوکے میں آتا ہوں۔" آریان ایک نظر اسے دیکھتا دو دو سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتا اپنے کمرے میں جا گھسا۔ دس منٹ بعد فریش فریش سا وہ واپس کچن میں چلا آیا۔

"آپی؟؟" آریان کے پکارنے پر عالیہ جو آٹا فریج میں رکھ رہی تھی اس کی طرف مڑی۔

New Era Magazine

"ادھر آئیں۔۔یہاں بیٹھیں۔"اس نے کرسی کھینچ کر اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اب بتائیں؟کیا ہوا ہے؟"وہ سنجیدگی سے کھانا کھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔عالیہ خاموشی سے سر جھکائے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔

"دانیال۔۔"وہ سسکی۔آریان فوراً سیدھا ہوا۔نوالہ حلق سے نیچے جانے سے انکاری ہو گیا۔پانی پی کر وہ جلدی سے بول اٹھا۔

"کک کیا ہوا اسے؟"ناجانے کیوں اس کا لہجہ پل بھر کو کانپا تھا۔

"اسے شاہزیب انکل نے گھر سے نکال دیا۔"وہ بھرائے لہجے میں بولی۔

"آپی۔۔۔بہت برا مذاق ہے یہ قسم سے۔"آریان نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔"عالیہ اسے سب بتاتی گئی۔وہ سب جو آج ہوا۔آریان دم سادھے اسے سن رہا تھا۔آخر کار وہ پھٹ پڑا۔

"اتنا سب ہو گیا اور تم لوگوں سے اتنا بھی نہیں ہو پایا کہ مجھے اطلاع دے دیتے۔ناجانے وہ کہاں ہو گا۔بے اعتباری کی بھی حد ہے۔اس کا کردار ہمارے سامنے رہا ہے ہمیشہ اور۔۔اسے۔۔ایسے۔۔۔"وہ شدید غصے میں بولا اور اٹھ کھڑا ہوا۔عالیہ بھی فوراً کھڑی ہوئی۔

"کدھر جا رہے ہو؟"

"انکل اور باقی سب سے تو کل صبح بات ہو گی مگر فلحال میں اسے ڈھونڈنے جا رہا ہوں جذباتی ہے وہ ناجانے کہاں ہو گا۔دعا کیجیئے گا آپی وہ ٹھیک ہو۔"اپنا موبائل اٹھاتا بٹوا سنبھالتا وہ باہر کو لپکا۔عالیہ نم آنکھوں سے اس کی پشت دیکھتی رہی۔جانتی تھی وہ نہیں رکے گا کیونکہ وہ دانیال

سے بہت محبت کرتا تھا۔ کبھی جتاتا نہیں تھا مگر اسے دانیال بہت عزیز تھا۔اس کے دل نے بے اختیار ایک بار پھر دانیال شاہزیب کے حق میں بہتری کی دعا کی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان کا ارادہ پہلے قریبی پارک دیکھنے کا تھا۔دانیال اکثر وہاں جاتا تھا۔وہ پارک کے اندر جانے ہی والا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔رک کر اس نے جیب سے فون نکالا۔فہد کی کال دیکھ کر اس نے فوراً فون اٹھایا۔اسے فہد کو بھی بلانا تھا اس طرح مل کر ڈھونڈنا اکیلے ڈھونڈنے سے زیادہ بہتر تھا۔

"السلامُ علیکم۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔کہاں ہو؟"فہد نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

"یار دانیال۔۔۔۔"فہد نے اس کی بات فوراً بیچ میں کاٹی۔

"میرے گھر آجاؤ۔پھر بات ہوگی۔"فہد نے کہہ کر کال کاٹی۔فون جیب میں منتقل کرنے کے بعد وہ نپے تلے قدم اٹھاتا فہد ولا چلا آیا۔فہد اسے داخلی دروازے کے پاس ہی چکر کاٹتا نظر آیا۔آریان کو دیکھ کر فہد فوراً اس کی طرف آیا۔آریان سیدھا لاؤنج میں چلا آیا۔

"کیا ہوا؟تو پریشان لگ رہا ہے۔"فہد کا انداز حیرانی لیے ہوئے تھا۔وہ آریان کے برابر میں ہی بیٹھا۔متفکر سا نظر آرہا تھا۔

"دانیال کو۔۔۔۔"اور پھر آریان اسے سب بتاتا گیا وہ سب جو آج ہوا تھا اور جو بالکل بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔

New Era Magazine

"اتنا سب ہو گیا بچارے کے ساتھ۔ تبھی میں کہوں وہ شخص جس نے کبھی کھانے سے انکار نہیں کیا آج وہ کیسے انکار کر رہا تھا۔" وہ پر سوچ انداز میں بولا۔

"ہمم۔" آریان نے بے خیالی سے کہا۔ پھر جیسے چونک کر سیدھا ہوا۔ آنکھیں سکیڑے اس نے فہد کو دیکھا۔

"تم نے ابھی کہا کہ اس نے کھانے سے انکار کیا۔۔ مطلب؟" وہ حیرانی سے بولا۔

"کیا میں نے یہ کہا؟" فہد کا انداز سوالیہ تھا۔

"ہاں بالکل۔۔۔اب بتاؤ کس کمرے میں ہے وہ۔" اسے گھورتے ہوئے بات کے آخر وہ کھڑا ہوا اور ارد گرد نظریں گھمائیں۔

"کیا تمہیں لگتا ہے اس نے ایسا کیا؟" فہد نے ایک اور سوال پوچھا۔ آریان سنجیدگی سے اس کی جانب مڑا۔

"نہیں بالکل نہیں۔" وہ بے ساختہ بولا۔ فہد مطمئن انداز میں مسکرایا۔

"میں نے پہلے سوچا تھا کہ تمہیں بتا دوں۔ فون بھی اسی لیے کیا تھا مگر اب تمہاری بات سن کر سوچا پہلے تم سے پوچھ لوں کہ کہیں تمہیں بھی اس سب پر یقین تو نہیں؟ کیونکہ مجھے تو بالکل بھی نہیں ہے۔ وہ بہت ہرٹ ہوا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اب مزید ہو۔" فہد سنجیدگی سے بولا۔ لہجے میں فکر ہی فکر تھی۔ آریان مسکرایا۔

"اتنا کرتے ہو اس کا تبھی ہر وقت فہد فہد کرتا رہتا ہے۔" آریان نے اس کے بازو پر مکا مارا۔

"کوئی سڑنے لگا ہماری محبت دیکھ کر۔۔" فہد کندھا سہلاتے ہوئے شریر لہجے میں بولا۔

"لاحول ولا قوت۔ مجھے کیا ضرورت۔۔" آریان خفگی سے بولا۔ باتیں کرتے وہ دونوں اس

New Era Magazine

کمرے تک آئے جدھر دانیال تھا۔

"سورہا ہے نیند کی گولی دی تھیں۔" فہد نے اندر داخل ہونے سے پہلے آریان کو بتانا ضروری سمجھا۔ جس پر آریان اسے سخت نظروں سے گھور کر رہ گیا۔ فہد سٹپٹایا اور فوراً بولا۔

"بہت پریشان تھا اور طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگی تھی مجھے اس کی تو بس۔۔" فہد نے بات کے آخر میں بھرپور معصومیت دیکھاتے ہوئے کندھے اچکائے۔ آریان مسکرا کر رہ گیا۔ دانیال کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اب وہ مطمئن تھا۔

"آگے کیا ہوگا سوچا تو نے؟" باہر آتے ہی فہد نے دوبارہ پوچھا۔

"کل اس سے اصل بات پوچھیں گے کہ اس تصویر کا کیا چکر ہے۔ اس کے بعد ہی کچھ کر سکتے ہیں۔ میرا سارا شک اصغر رحمانی پر ہے اس کی طبیعت تو کل میں صاف کر کے آؤں گا۔" آریان نے مٹھیاں بھینچے اپنے غصے پر بمشکل قابو پایا تھا۔ فہد جانتا تھا یہ طبیعت کی صفائی نارمل تو ہرگز نہیں ہوگی۔

تو رہنے دے میں چلا جاؤں گا اس کی طبیعت درست کرنے۔ تو دانی کو دیکھ لینا۔" فہد نے اس کے کندھا تھپتھپایا۔ وہ دونوں باتیں کرتے کرتے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے۔

"سنو۔۔۔ صبح اسے مت بتانا کہ میں آیا تھا۔ شام میں آکر خود بات کروں گا میں۔" داخلی دروازے کے پاس پہنچ آریان نے اسے تنبیہ کی۔

فہد تعظیماً جھکا۔ آریان اسے گڈ نائٹ کہتا چل دیا۔ فہد کی نظروں نے اس کا تب تک تعاقب کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

کئی بوجھل دن اور کئی بے رونق راتیں گزر گئیں۔اس واقع کو ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ مگر دانیال کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔اپنے دل کا وہ کیا کرتی جو پل پل تڑپتا رہتا تھا۔ بھلے وہ جیسا بھی نکلا بے اعتبار ہی سہی مگر دل کا کیا کرتی،اپنے دل کو وہ لاکھ سمجھا چکی تھی۔ مگر یہ دل نا جانے کیوں ہمک ہمک کر اس کے دیدار کو تڑپتا رہتا۔ارد گرد اس کے شوخ جملے، قہقہے اور مسکراہٹیں گونجتی رہتیں۔ کبھی شام کو لان میں چلی آتی تو خالی پڑی کرسیاں اس کا منہ چڑاتیں۔اس دن کے بعد جیسے دونوں گھر کے افراد اپنی اپنی جگہ چور سے بن گئے تھے۔ کبھی ایک دوسرے کا سامنا ہو بھی جاتا تو نظر چرا کر گزر جانا جیسے معمول بن گیا۔نا وہ دیر رات تک چلتی محفلیں ہوتیں نا وہ باتیں، نا قہقہے یوں محسوس ہوتا کہ دانیال گیا تو اپنے ساتھ ساری رونق سمیٹے لے گیا۔اس کے دم سے چہکتے لاؤنج خاموش پڑے ماتم کناں رہتے۔گھر میں بھی سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے ہوتے۔ مسکراہٹ سب کے ہونٹوں سے ایسی روٹھی تھی کہ اس دن کے بعد کوئی مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔یوں جیسے قہقہے، مسکراہٹ بھی دانیال شاہ کی محتاج تھیں۔ہفتے پہلے کی اس سیاہ شام فلک آفندی نے صرف دانیال شاہزیب کو نہیں کھویا تھا اس نے اپنی بہترین دوست کو بھی کھو دیا تھا۔اس دن کے بعد سے امل اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔نور کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ امل کو بخار ہے۔وہ امل سے ملنے بھی گئی تھی مگر خاموشی سے رخ پھیر کر امل نے گویا صاف انداز میں جتا دیا تھا "تم جا سکتی ہو"۔۔ساتھ گزرے لمحے، آنکھوں کے سامنے سے گزرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ نا جانے کتنی صدیاں بیت گئیں ہیں۔ہر کال کو لپک کر اٹھانا جیسا معمول بن گیا تھا۔نا جانے کوئی کال دانیال کی ہو۔۔کیا پتا؟ سرد شام کے سائے گہرے ہوئے تو وہ عقبی لان میں چلی آئی۔شال اچھے سے اپنے ارد گرد لپیٹے

آنکھیں اداسی سے جاتی شام کو تک رہی تھیں۔ سرمئی آسمان پر پرندیں پَر پھیلائے اڑتے چلے جارہے تھے۔ وہ اپنا رزق سمیٹے اپنے مسکن کو لوٹ رہے تھے۔

"کہاں ہو تم دانی؟ لوٹ آؤ۔ میں تمہیں معاف کردوں گی۔ بس ایک بار۔۔" وہ دکھی انداز میں بڑبڑائی۔ خشک آنکھوں سے ایک بار پھر گرم سیال بہنے لگے۔ وہ پاگل نہیں جانتی تھی جس گناہ کے لیے وہ دانیال کو معاف کرنا چاہتی ہے وہ کبھی اس سے سرزد ہی نہیں ہوا تھا۔ کہیں ماضی سے نکل کر لڑکھڑاتا دانیال اس کی طرف آرہا تھا۔ بے اختیار وہ رکی اور آنکھوں کے ذریعے دل کی پیاس بجھانے لگی۔

"ہونہہ۔۔ ہم میسر کیا ہوئے لوگ قدر کرنے کا مفہوم ہی بھول گئے۔" دانیال کی آواز پاس ہی گونجی۔ اس کا دل چاہا اس وقت کو یہیں روک لے۔ اپنی مٹھی میں قید کرلے۔ مگر افسوس وقت کو اپنی مٹھی میں قید کرنے کا اختیار ہم انسانوں کے بس میں نہیں ہے۔

"انسان کو کسی دوسرے کی قدر و قیمت کا اندازہ تبھی ہوتا ہے جب وہ اس سے بچھڑ جاتا ہے۔" دانیال کی سنجیدہ سی آواز پھر کہیں ارد گرد سنائی دینے لگی۔ سماعت کو اس سے بھلی کوئی آواز معلوم نہیں ہورہی تھی۔ رہ رہ کر اسے اپنی بے وقوفی یاد آرہی تھی۔ دانیال کی باتیں شدت سے یاد آرہی تھیں اگر وہ اسے تنگ کرنا چاہتا تھا تو فلک کا جی چاہا چیخ چیخ کر کہے۔ 'دانیال میں بہت تنگ آگئی ہوں۔ واپس آجاؤ۔'

بے بس سی اپنے خالی ہاتھوں کی لکیریں دیکھتی وہ گھٹنوں کے بل زمین پر آ گری۔

"دانی۔"ہونٹ ہلے اور وہ بے آواز سی سرگوشی خود میں بہت شدت سمیٹے ہوئے تھی۔شام کے گہرے ہوتے سائے دکھ سے اس لڑکی کی آہ وبکا دیکھ رہے تھے۔اپنے کمرے کی کھڑکی سے لان میں دیکھتے اس وجود نے پردے برابر کیے۔پھر تھکے تھکے قدم اٹھاتا وہ بیڈ پر آ گرا۔

"یہی تمہاری سزا ہے۔فلک آفندی۔۔ایک اچھے لڑکے کا دل دکھایا ہے تم نے۔میں تمہیں تب تک معاف نہیں کروں گی جب تک دانی تمہیں معاف نہیں کرے گا۔اللہ جی میرا بھائی گھر واپس آجائے۔"امل نے اپنے آنسو پونچھے۔وہ دانیال کے کمرے میں کھڑی ہر تصویر کو چھوتی ماضی کو محسوس کر رہی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

اپنے آفس میں بیٹھے آریان کی سوچوں کا محور دانیال تھا۔اس دن سے دانیال کی چپ نہیں ٹوٹی تھی۔نا ہی وہ کچھ بتانے کو تیار تھا۔فہد اور آریان کے اصرار پر وہ بس اتنا بولا۔

"مجھے اپنے کردار کی صفائی پیش نہیں کرنی،نا آپ لوگوں کے سامنے نا کسی اور کے سامنے اور فہد اگر تم مجھ سے بے زار ہو گئے ہو تو بتا دو میں چلا جاتا ہوں۔"

اس کی بات پر مزید ان دونوں نے اسے کچھ نا کہا اور نا اسے کریدا۔جانتے تھے کہ وہ بلا کا ضدی اور جذباتی ہے۔ابھی تو خیر وہ ان کی نظروں کے سامنے ہے مگر اگر واقعی جو وہ ناراض ہو کر چلا گیا تو اسے کہاں ڈھونڈیں گے؟دفعتاً دروازے پر ہونے والی دستک کی آواز پر وہ خیالات سے باہر آیا۔

"کم ان۔"اس کی بھاری رعب دار آواز پورے کمرے میں گونجی۔پی۔اے کافی لیے اندر

آیا۔

"سر۔۔اے۔سی۔پی فہد آنے والے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"آریان نے سر ہلایا۔

"ہاں جب وہ آئے اسے اندر بھیج دینا۔"پی۔اے کپ رکھنے کے بعد فوراًباہر چلا گیا۔پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔فہد فل یونیفارم میں مسکراتا ہوااس کی طرف آیا۔

"جانی خیریت؟"آریان نے اس کی پھیلتی مسکراہٹ کی وجہ جاننی چاہی۔

"دانیال نے سب بتادیا مجھے۔"فہد نے فخریہ انداز میں کالراچکاتے ہوئے ایک انداز سے کہا۔آریان نے اپنی بیرئڈ کھرچی۔۔بے ساختہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیلی۔

"اس کا مطلب بلی تھیلے سے باہر آگئی۔چلو اب جلدی سے بتاؤ سب۔"آریان فوراًمیز پر بازو رکھے آگے کو جھکا۔

ایسے کیسے بتادوں پتا ہے کتنا مشکل تھا اس سے سب اگلوانا۔بہت زیادہ مشکل۔میری جگہ "تم۔۔۔۔

"ہوتے تو وہ کبھی نہیں بتاتا یہ تو میں ہوں جو سب اگلوالیتا ہوں۔بلا بلا بلا۔۔۔یہی نا۔ہو گیا۔۔بس۔۔آگے بولو۔"بات کے آخر تک اس کا لہجہ کرخت ہو گیا تھا۔فہد نے اسے گھورا۔

"ہونہہ۔۔چپ رہ۔۔مجھ پر رعب ناڈال ورنہ کچھ نہیں بتاؤں گا۔"فہد اترایا۔

"اب بول بھی چکو۔"آریان بے زار ہوا۔

"بندہ چائے کافی ہی پوچھ لیتا ہے۔"فہد مزید اترایا۔وہ نخرے دکھانے کے موڈ میں تھا۔

"چپ کر۔یہ نخرے نور کو دکھانا میں تیری بیوی نہیں جو تیرے نخرے اٹھاؤں۔"آریان نے

نشانے پر تیر چھوڑا۔ فہد جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"لاحول ولا قوت۔" وہ بڑبڑایا اور پھر آریان کی گھوری سے خائف ہوتے جلدی جلدی سب بتاتا گیا۔

"اب تو چائے پوچھ لے۔" بات کے آخر میں اس نے دہائی دی۔ آریان نے اسے گھورا پھر انٹر کام اٹھایا۔

"باقر (پی۔اے) ذرا فہد صاحب کے لیے اسپیشل چائے تیار کروا کر لائیے گا۔" وہ اسپیشل پر زور دیتے ہوئے بولا تو فہد کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اسے پچھلی بار کی اسپیشل چائے یاد آئی جس میں زیادہ پانی دو چمچ دودھ، بڑے کھلے دل سے ڈالی پتی اور کنجوسی سے ڈالی چینی تھی۔ اس نے آریان کو گھورا جو مطمئن سا اپنے کام میں مصروف تھا۔ وہ اپنی کیپ سنبھالتا اٹھا۔

"ہمارے غریب خانے بھی آیئے گا آپ کی تواضع میں انشاءاللہ کوئی کمی نہیں چھوڑیں گے۔" وہ 'انشاءاللہ' پر بہت زور دے کر بولا۔ آریان نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے سر جھکا لیا۔ وہ دروازے تک پہنچا تو آریان کی آواز پر رکا۔

"اے۔سی۔پی صاحب۔۔ چائے تو پیتے جائیں۔" لہجے میں شرارت ہی شرارت تھی۔ فہد نے ارد گرد دیکھا۔ دروازے کے دائیں جانب پڑے ریک پر رکھے ڈبے میں سے دو تین پین نکال کر اس پر اچھالے۔

"سر پر مار لینا۔" وہ دندناتا ہوا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا چلا گیا جبکہ آریان کا قہقہہ اسے راہداری سے گزرتے ہوئے بھی بخوبی سنائی دیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

New Era Magazine

ہوٹل سے سی۔سی ٹی وی فوٹیج نکلوانا آریان کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔اب اس کا ارادہ "شاہزیب مینشن" جانے کا تھا۔اس واقعے کے بعد سے آریان وہاں جا ہی نہیں پایا تھا۔کچھ مصروفیت اور کچھ دانیال کے منع کرنے کی وجہ سے وہ کسی سے بات ہی نہیں کر سکا۔اس سب پریشانیوں میں شادی کے ہنگامے تھم کر رہ گئے تھے لگتا ہی نہیں تھا کہ کوئی شادی طے پائی تھی اور تو اور اس دشمن جان کو دیکھے بھی تو ہفتہ گزر گیا تھا۔لیکن آج وہ خود کو وہاں جانے سے روک نہیں پا رہا تھا۔آج اسے دانیال کا وکیل بن کر جانا تھا۔اسے زندگی سے یہ امید نہیں تھی کہ زندگی اسے اس دوراہے پر لا کھڑا کرے گی کہ اسے دانیال شاہ کے حق میں بولنا ہوگا اور وہ بھی دانیال کے کردار کے حق میں۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

اداس سی شام نے شاہزیب مینشن پر اپنا ڈیرہ جمایا۔لاؤنج میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔کھلی کھڑکیوں سے سرمئی شام کی باقی رہتی روشنی اندر پھیلی ہوئی تھی۔معلوم ہوتا تھا گویا اندھیروں نے یہاں ڈیرہ جما لیا ہو اور وہ ایک شخص اپنے ساتھ ساری روشنی سمیٹے چلا گیا۔لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے شاہزیب صاحب کی تمام تر توجہ بلاشبہ اونچی آواز میں چلتے ٹی وی پر تھی۔شاید اونچی آواز ان کے اندر باہر کا شور مٹانے میں ناکام ٹھہری۔تبھی تو ٹی وی بند کرتے وہ کھڑکی کے پاس جا کھڑے ہوئے۔دل کبھی اس بات کی نفی کرتا کہ دانیال ایسا نہیں ہے تو کبھی وہ شام ایک کڑوی حقیقت بنے سامنے آ کھڑی ہوتی۔درد ہی درد تھا جو رگ و پے میں پھیلا ہوا تھا۔کبھی دل دلیل دیتا کہ نہیں شاہزیب تمہارا خون اتنا گندا نہیں ہو سکتا اور اسی لمحے دماغ ان تصاویر کی جھلکیاں دیکھانے لگتا۔اندر باہر بس شور تھا۔لاکھ خود کو مضبوط دکھا لیتے مگر اندر کا باپ زندہ

تھا۔بیٹے کی التجااس کااپنے حق میں بولنا انہیں رات بھر سونے نادیتا۔کروٹ کے بل لیٹ کر آنسو تو چھپا لیتے مگر نیند وہ اس دن کے بعد سے جیسے روٹھ گئی تھی۔نجانے وہ کہاں تھا کس حال میں ہوگا؟انھیں لگا کہ وہ ان سے مذاق کرے گا وہ جائے گا اور رات تک واپس آکر کہے گا"بابا آپ بھی نا آپ کو لگتا ہے میں نے کسی بات کو سیریس لیا ہوگا؟"لیکن رات کیا؟ایک ہفتہ گزر گیا تھا مگر اس کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔یونہی باہر تکتے ہوئے وہ لاتعداد سوچوں میں غرق تھے کہ جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی سے وہ چونکے اور مڑے۔اپنے پیچھے کھڑی بے حال سی اپنی شریک حیات کو دیکھ کر انھیں دوہرے ملال نے آگھیرا۔وہ آج ہفتے بعد ان کے سامنے تھیں۔ورنہ اس دن سے وہ دانیال کے کمرے میں ہی تھیں۔

"اسماء آپ؟"وہ تڑپ کر بولے۔مزید جیسے زبان ملنے سے انکاری ہوگئی۔وہ اپنی جگہ چور سے بن گئے۔الجھے بال،متورم آنکھیں جو ان کے مسلسل رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔سوکھے ہونٹ،شکن آلود لباس وہ کہیں سے بھی مسکراتی،چہکتی اور نفیس سی اسماء نہیں لگ رہی تھیں۔

"شاہزیب میرا دانی لادیں مجھے۔۔۔میرا دانی لادیں۔شاہزیب وہ ناجانے کہاں ہوگا۔کس حال میں ہوگا۔میرے بچے کو معاف کردیں۔۔ اسے لے آئیں۔۔۔شاہ میں ماں ہوں اس کی میں جانتی ہوں میرا بچہ ایسا نہیں ہے آپ اسے ڈھونڈتے کیوں نہیں ہیں۔شاہ آپ سن رہے ہیں نا؟"وہ ان کے کندھے پر سر ٹکائے آنسو بہاتی سسکتی ہوئی بولیں۔شاہزیب صاحب نے خود کو فنا ہوتے محسوس کیا۔

"اسماء سنبھالیں خود کو ادھر دیکھیں۔"ان کا سر اپنے کندھے سے ہٹا کر ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے انہوں نے انھیں اپنی جانب متوجہ کیا۔بہت محبت سے اپنی انگلی کے پوروں پر ان کے آنسو چنے۔

"میں بھی دکھی ہوں۔میرا بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ سوچ کر کہ وہ کہاں ہو گا۔مگر جو اس نے کیا۔۔"اسماء بیگم نے آنسو سے لبالب آنکھیں اٹھا کر انھیں دیکھا۔

"میرا بیٹا ایسا نہیں ہے۔۔نہیں ہے وہ ایسا۔۔مت کہیں ایسا اسے۔۔۔خدا را رحم کریں مجھ پر اور اسے ڈھونڈھ لیں۔۔میرا دانی لا دیں۔"وہ بولتے بولتے ان کے بازوؤں میں جھول گئیں۔شاہزیب صاحب نے آواز دے کر نور اور امل کو بلایا۔وہ دونوں دوڑتی ہوئی نیچے آئیں۔

"مما کیا ہوا ہے آپ کو مما آنکھیں کھولیں۔"شاہزیب صاحب نے انھیں صوفے پر لٹایا امل ان کے پاس بیٹھ کر ان کے ہاتھ پاؤں سہلانے لگی۔آگے بڑھ کر شاہزیب صاحب نے لائٹ جلائیں۔نور دوڑ کر کچن سے پانی کا گلاس لے آئی۔پانی کے چھینٹے مارنے سے وہ کسمساتے ہوئے ہوش میں آئیں اور اپنا سر تھاما۔

"نور لگتا ہے مما کا بی پی لو ہے۔"امل ان کے ہاتھ پاؤں ہنوز سہلا رہی تھی۔نور نے ایک نظر انھیں دیکھا پھر واپس کچن میں چلی گئی واپس آئی تو ہاتھ میں ٹرے تھی۔جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے نور نے اسپرائٹ گلاس میں ڈالی اس میں نمک ملانے کے بعد وہ اسماء بیگم کے پاس بیٹھی اور انھیں اسپرائٹ پلائی۔

"چلیں مما آپ کو آپ کے کمرے تک چھوڑ آؤں۔آرام کر لیجیئے اور دوائی بھی تو کھانی ہے۔"بازؤں کے سہارے امل اور نور انھیں پکڑتے ہوئے ان کے کمرے تک لے

گئیں۔شاہزیب صاحب اپنے دکھتے سر کو سنبھالتے صوفے پر گرنے کے انداز میں آبیٹھے۔ابھی انھیں بیٹھے چند ثانیے ہی گزرے تھے کہ داخلی دروازہ کھول کر آریان اندر داخل ہوا۔فل یونیفارم میں سنجیدہ سا چہرہ لیے وہ ناک کی سیدھ میں چلتا انہیں تک آگیا۔

"السلامُ علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔بیٹھو بیٹا۔"انہوں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تو آریان ایک نظر انھیں دیکھتا صوفے پر ان کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

"کبھی سوچا نہیں تھا انکل کہ مجھے آپ کو دانیال کے کردار کی صفائی پیش بھی کرنا پڑے گی مگر اب لگتا ہے یہ ضروری ہے میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا نہیں رہ سکتا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔"سنجیدہ لہجے میں کہتے وہ اس کی طرف رخ کیے بیٹھ گئے۔

"یہ آپ کو دیکھنی چاہیے۔"اس نے مزید کچھ کہے بغیر ایک خاکی لفافہ ان کی جانب بڑھایا جسے انہوں نے فوراً پکڑا۔تبھی اسماء بیگم کو سلانے کے بعد امل اور نوران کے کمرے سے نکلیں۔امل کی نظر آریان پر پڑی تو آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکی کا گلا گھونٹتے وہ سیڑھیوں کی جانب دوڑی۔

"امل یہاں آؤ۔"آریان کی آواز پر وہ رکی مگر مڑی نہیں۔نورا بھی تک دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

"سنائی نہیں دیا یہاں آؤ۔"اب کی بار وہ کرخت لہجے میں بولا۔امل نپے تلے قدم اٹھاتی اس تک آئی۔پلکوں کی جھالر اٹھا کر اسے دیکھا جو سنجیدہ مگر نرم نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا

New Era Magazine

تھا۔رونے کے باعث اس کی سوجھی آنکھیں اور بخار سے مرجھایا چہرہ دیکھ کر آریان کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"یہ ڈی وی ڈی پلے کرو۔"آریان نے شاہزیب صاحب سے لے کر وہ ڈی وی ڈی امل کو پکڑائی۔امل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا جیسے جاننا چاہ رہی ہو'یہ کیا ہے؟'

"چلا کر خود دیکھ لو۔"اطمینان سے کہتے ہوئے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔امل ایل۔ای۔ڈی کے پاس گئی اور ڈی وی ڈی پلیئر میں ڈی وی ڈی لگائی۔ایل۔ای۔ڈی پر کچھ توقف کے بعد ایک ہوٹل کی فوٹیج چلنے لگی۔سینسر نے دروازہ کھولا تو قدرے نارمل قدم اٹھاتا دانیال اندر آیا۔پھر ارد گرد دیکھ کر گویا وہ کسی کو ڈھونڈھ رہا تھا دور سے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے اس جانب تیزی سے قدم اٹھائے تبھی سامنے سے آتی ایک لڑکی سے ٹکرا گیا۔

"امل ویڈیو روکو۔"امل نے وہی کیا۔

"اب زوم کرو۔ہاں ٹھیک ہے،لڑکی کے چہرے پر۔۔بس ٹھیک۔"وہ امل کو ہدایات دیتا رہا۔اب ایل۔ای۔ڈی پر لڑکی کا چہرہ واضح تھا۔

"نور وہ تصاویر لے کر آؤ۔"نور نے وہیں ٹی وی لاؤنج کے تیسرے دراز سے تصاویر کا لفافہ اٹھایا اور آریان کو دیا۔

"یہ دیکھیں لڑکی کا چہرہ اور وہ بھی دیکھیں۔"اس نے تصویر والی لڑکی اور ایل۔ای۔ڈی پر نظر آتی لڑکی کی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔تصویر دیکھتے لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ چونکے۔

"زوم اوٹ کرو۔" شاہزیب صاحب نے اب کی بار کہا تھا امل نے فوراً ایسا ہی کیا۔ شاہزیب صاحب نے تیسری تصویر کو اٹھایا۔ جس طرح تصویر میں دانیال اسے پکڑے کھڑا تھا اسی طرح اب پکڑا ہوا تھا۔ آریان تمسخرانہ انداز میں ان کے چہرے کی اڑتی ہوائیاں دیکھ رہا تھا۔

"پلے کرو ویڈیو۔" اب ویڈیو میں وہ دونوں ایک ساتھ نیچے گرے۔ لڑکی طنزیہ مسکرا رہی تھی جیسے تصویر میں مسکرا رہی تھی اور اس کے بعد وہ نیچے گری، روئی، دانیال اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر کچھ بولتا یقیناً معذرت کر رہا تھا۔ مینیجر دانیال کے پاس کھڑا کچھ کہہ رہا تھا غالباً معذرت کر رہا تھا۔ دانیال نے ہنس کر نفی میں سر ہلایا اور اس کا شانہ تھپتھپاتا وہاں سے چلا گیا۔ لیکن تصاویر بس گرنے سے پہلے تک کی تھیں۔ اس مہارت سے ایڈٹ تھیں کہ خود تصویر بھی حقیقت پہچاننے سے انکار کر دیں اور آریان انھیں دھمکیوں، اصغر رحمانی اور اس ٹینڈر کے بارے میں سب بتاتا گیا۔

"یہ ہے آپ کا بیٹا دانیال۔۔۔ جس پر آپ سے زیادہ مجھے مان ہے۔" وہ کہہ کر رکا نہیں داخلی دروازہ پار کرتا چلا گیا۔ مڑ کر ایک نظر اس نے امل کو دیکھا جو ممنونیت کے زیر اثر تشکر بھرے انداز سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے دانیال کے الفاظ یاد آئے۔

"صرف مما اور امل کو مجھ پر یقین تھا صرف وہ میرے لیے اسٹینڈ لے رہی تھیں۔" آریان مسکراتی نظر اس پر ڈال کر وہاں سے جا چکا تھا مگر جاتے وقت تصاویر اور ڈی وی ڈی لے کر گیا تھا اسے ابھی "آفندیز" کی آنکھیں بھی کھولنا تھیں۔ آریان جا چکا تھا انھیں حقیقت دکھا کر۔۔ وہ جیسے صوفے پر ڈھ سے گئے۔ انہیں ہر طرف سے پچھتاوؤں کا ناگ ڈسنے لگا۔ وقت گزرتا

New Era Magazine

ہے،انسان چلے جاتے ہیں اور پیچھے رہ جانے والوں کے واسطے بس پچھتاوے ہی پچھتاوے رہ جاتے ہیں۔

"بابا؟"امل ان کے قریب آئی۔

"میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔"انہوں نے رخ موڑا۔امل نے نور کو اشارہ کیا وہ دونوں انھیں ایک نظر دیکھتیں وہاں سے چلی گئیں اور وہ تہی دامن بیٹھے رہ گئے۔رخ موڑ کر کھڑکی سے باہر ڈھلتی شام کو دیکھنے لگے۔ایسا اندھیرا وہ اپنے اندر ہر طرف محسوس کر رہے تھے۔آریان کے کاٹ دار الفاظ انہیں یاد آئے۔

"یہ ہے آپ کا بیٹا دانیال۔۔جس پر آپ سے زیادہ مجھے مان ہے۔"

ان کی آنکھوں سے دو بے نام سے آنسو نکل کر گریبان میں جذب ہو گئے۔مڑ کر انہوں نے اپنے کمرے کا بند دروازہ دیکھا جہاں ان کی زوجہ گولیوں کے زیر اثر نیند میں محو تھیں۔جنہیں اس واقع نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"بابا جان۔"دانیال کی نمناک آواز انھیں اپنے ارد گرد سنائی دی تو وہ بے چین سے ہو کر پہلو بدل گئے۔

"دانی میرا بیٹ۔۔"وہ رکے انہیں اپنے ہی الفاظ یاد آئے۔

"نہیں ہوں تمہارا باپ میں۔مر گیا وہ شاہزیب جسے تم جیسے بیٹے کے ہونے پر غرور تھا۔ملا دیا میرا غرور خاک میں تم نے۔۔۔خاک کر دیا مجھے۔۔چلے جاؤ یہاں سے۔نکل جاؤ یہاں سے۔"انہیں اپنی ہی ڈھیٹ آواز سنائی دی۔

"نکل جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔خود دفع ہو گے یا گارڈز بلاؤں؟" سفاک بہت ہی سفاک لہجہ انہیں سنائی دیا۔دل کو حیرت ہو رہی تھی کہ یہ لہجہ انہی کا ہے۔دل میں میٹھا میٹھا سا درد سر اٹھا رہا تھا۔

"بابا میری بات سنیں یہ ایسا نہیں ہے جیسا دکھایا ہے یہ ایکسیڈنٹ تھا۔۔" وضاحت دیتا لہجہ۔

"اچھا تو آپ لوگ مجھے سرپرائز دینے والے ہیں۔" مسکراتا لہجہ۔

"ایک بار میری بات سنیں۔۔" التجا کرتا لہجہ۔

"میرا قصور؟" بے گناہ لہجہ۔

"بابا۔۔" آخری کوشش کرتا لہجہ۔

"کہاں جائے گا وہ؟" اسماء بیگم کی آواز قریب گونجی۔آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔

"میری بلا سے مر جائے۔" انتہائی سفاک لہجہ۔

"یہ میں نے کیا کر دیا۔کیا کر دیا میں نے؟" انہوں نے پاگلوں کی طرح سر پیٹتے ہوئے چلا کر کہا۔

"یہ ہے آپ کا بیٹا دانیال۔۔۔جس پر آپ سے زیادہ مجھے مان ہے۔"

"نہیں ہو تم میرے بیٹے۔۔خاک کر دیا تم نے مجھے۔۔تم جیسی اولاد پیدا ہوتے ہی مر جائے۔" اپنی ہی سفاک آواز ارد گرد سنائی دینے لگی پھر اسی کی بازگشت سنائی دی۔بائیں کندھے میں درد اٹھتا جو دل تک جا رہا تھا مگر وہ بے پرواسے ہو کر رو رہے تھے۔

"یہ ہے آپ کا بیٹا۔۔۔آپ سے زیادہ مجھے مان ہے۔"

"بابا ایک بار اس کی بات سنیں ہمارا دانی ایسا نہیں ہے۔" امل کی آواز گونجی۔

"بابا۔۔"

"میری بلا سے مر جائے۔"انہوں نے بے چین ہو کر سینا مسلا۔

"مر جائے۔"انہیں سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔انہوں نے صوفے سے اٹھ کر کمرے میں جانا چاہا مگر آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے قالین پر اوندھے منہ گرے۔

"دانیال۔"آخری لفظ جوان کے منہ سے ادا ہوا وہ یہی تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

اپنے کمرے میں بیٹھی امل زور و شور سے رو رہی تھی اور نور اس کا کندھا تھپتھپاتی غمگیں نظر آ رہی تھی۔

"امل رونا بند کرو۔"

"نور۔۔۔"اس کی ہچکی بندھی۔نور نے پانی کے جگ کی تلاش میں نظر گھمائی۔

"تم بیٹھو میں پانی لاتی ہوں۔"امل نے سر ہلایا اور دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا پھر روتے ہوئے سر سرہانے پر گرا لیا۔نور یاسیت سے اسے دیکھتی کمرے سے نکلی۔

ریلنگ سے نیچے جھانک کر اس نے دیکھا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔جگ چھوٹ کر پاؤں کے قریب جا گرا اور ٹکرے ٹکرے ہو گیا۔ ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے وہ نیچے کی طرف دوڑی۔اپنے کمرے میں لیٹی امل حیران ہوتی ننگے پاؤں اور دوپٹے سے بے پرواہ دوڑتی ہوئی ریلنگ کے پاس آئی۔ نظر ٹوٹے جگ پر گئی۔۔ جھک کر اس نے نیچے دیکھا تو اس کا حال بھی نور

سے مختلف نہیں تھا۔ تیزی سے سیڑھیاں اترتی وہ نیچے آئی۔ دونوں نے مل کر شاہزیب صاحب کو سیدھا کیا۔ نور نے ان کی نبض ٹٹولی۔ جو بہت دھیمے انداز میں چل رہی تھی۔

"امل انکل کی ہارٹ بیٹ بہت سلو ہے۔" نور نے شاہزیب صاحب کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی امل کو آگاہ کیا۔ امل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نور کو اس کی آنکھوں میں وحشت ناچتی نظر آئی۔ وہ اٹھی اور دوپٹے اور جوتے سے بے پرواہ کھلے بالوں میں پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی لاؤنج کا داخلی دروازہ پار کر گئی۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں، سر چکرا رہا تھا مگر اسے اپنے بابا کی زندگی کے لیے دوڑنا تھا۔ وہ ہواس باختہ دوڑ رہی تھی۔ آفندیز کے گیٹ پر موجود گارڈ نے حیرانی سے دروازہ کھولا۔ امل یونہی روتے بھاگتے لاؤنج میں داخل ہوئی۔ لاؤنج میں ایل۔ای۔ڈی کے پاس بیٹھی فلک ساکت تھی۔ ہاتھوں میں پکڑی تصویر کو وہ گومگو کیفیت میں دیکھ رہی تھی۔ آہٹ پر لاؤنج میں بیٹھے سب نفوس کی نظر امل پر پڑی۔ جو بے حال نظر آرہی تھی۔ سیڑھیاں اترتا آریان اسے ایسے حلیے میں کھڑا دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اس نے ارفع بیگم کی طرف دیکھا جنہوں نے اپنی شال اتار کر اسے دی۔ شال پکڑے وہ امل تک آیا۔ جو آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے سامنے کسی محافظ کی طرح کھڑے آریان نے اس کے ارد گرد شال لپیٹی۔

"بابا۔۔ ہوش نہیں۔۔۔ ہارٹ بیٹ سلو۔۔ میرے بابا۔۔" بے ربط جملے بولتے ہوئے وہ چکرا کر گرنے لگی کہ آریان نے بے ساختہ اسے تھاما۔

"اوشٹ۔۔۔ صارم بھائی گاڑی لے کر جائیں انکل شاہزیب کو ہوسپٹل لے جائیں۔ فلک آکر امل کو سنبھالو۔" آریان نے امل کو بازوؤں میں اٹھایا اور آگے بڑھ کر اسے صوفے پر لٹا

دیا۔فلک چونکی اور دوڑ کر امل تک آئی۔عالیہ کچن کی طرف دوڑی۔آریان اور صارم فرحان صاحب کے ساتھ شاہزیب مینشن چلے گئے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شاہزیب صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ٹریٹمنٹ کے بعد سے اب تک وہ بے ہوش تھے۔نور اور اسماء ہوسپٹل آچکی تھیں۔صبح کے پانچ بج گئے تھے۔امل کو جب سے ہوش آیا تھا وہ مسلسل رو رہی تھی۔مگر ابھی بھی اس نے فلک سے کوئی بات نہیں کی تھی۔فلک بھی اس کے ساتھ رو رہی تھی۔عالیہ سے اب امل کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔تبھی آریان داخلی دروازے سے داخل ہوا۔وہ امل کو لینے آیا تھا۔عالیہ اور فلک نے اسے دیکھا۔آریان نے انہیں جانے کا اشارہ کیا۔عالیہ کچن میں چلی آئی جہاں پر ہیزی کھانا تیار ہو رہا تھا۔فلک بھاگ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔آریان لمبے لمبے ڈگ بھرتا امل تک آیا۔

"امل۔"اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ بہت نرم لہجے میں گویا ہوا۔امل نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔آریان کو ان گہری آنکھوں میں حزن و دکھ کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔

"ہم ہوسپٹل جائیں گے ابھی تم نے رونا نہیں ہے انکل کو دیکھ کر وہ پہلے ہی بہت پریشان ہیں تمہیں ایسے دیکھ کر مزید پریشان ہو جائیں گے۔"آریان اسے سمجھاتے ہوئے بولا اور بہت پیار و مان سے اس کے چہرے پر سے آنسو صاف کیے۔

"اب رونا نہیں ہے بس چپ۔۔"امل فوراً سر ہلاتے ہوئے چپ ہوئی۔آریان نے کندھے پر جھولتی اس کی شال کو پکڑا اور اس کے سر پر دے کر سلیقے سے اس کے ارد گرد لپیٹ دیا۔

New Era Magazine

"چلو آؤ۔"امل نے ایک نظر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ دونوں گیٹ سے باہر آگئے جہاں آریان کی گاڑی کھڑی تھی۔اسے سیٹ پر بیٹھا کر اس کی جانب کا دروازہ بند کرنے کے بعد آریان گھوم کر اپنی طرف والی سیٹ پر آنے لگا تبھی کسی نے اسے آواز دی۔مڑ کر دیکھا تو پیچھے فہد کھڑا تھا۔

"خیریت ہے یار۔۔بھابھی کی ایسی حالت؟"فہد نے حیرانی سے پوچھا۔وہ نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے لوٹ رہا تھا۔اس دن سے دانیال تو گھر ہی نماز پڑھتا تھا مگر وہ حیران تھا کہ آج آریان نماز پڑھنے کیوں نہیں آیا۔اس کا ارادہ آفندیز کے ہاں سے ہو کر جانے کا تھا۔تبھی اسے آریان اور اس کے ساتھ امل باہر آتے نظر آئے۔وہ لپک کر ان تک آیا تھا۔

"انکل شاہزیب کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔"آریان نے اسے بتایا تو اس نے دکھ سے سر ہلایا۔

"جاؤ تم لوگ پھر۔"

"ہمم۔۔۔"آریان نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ایک نظر فہد کو دیکھتا گاڑی بھگا کر لے گیا۔سارے راستے امل خاموشی سے گاڑی سے باہر دیکھتی رہی۔جس وقت وہ آئی۔سی۔یو کے پاس پہنچے اسی وقت ایک نرس آئی۔سی۔یو سے نکلی اور بنا ان کی طرف دیکھے وہ ڈاکٹر کے کیبن کی طرف دوڑی۔

"آریان میرے بابا۔۔"امل نے روہانسے لہجے میں اس کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے۔۔ششش۔۔رونا نہیں ہے۔"آریان نے اسے خاموش کروایا۔چیئر پر بیٹھی نور اس کی طرف آئی اور اسے کندھوں سے تھامے واپس لے جا کر چیئر پر بٹھایا۔ڈاکٹر نرس کے ساتھ آئے اور آئی۔سی۔یو میں چلے گئے۔

"نورادھر آؤ۔"نور سر ہلاتی آریان کے پاس آئی۔

"آنٹی اور صارم بھائی کہاں ہیں؟"

"خالہ جانی نماز پڑھنے گئی تھیں اور صارم بھائی دوائیاں لینے میڈیکل اسٹور تک گئے ہیں۔"

"ہمم ٹھیک ہے۔۔امل اور انٹی کا خیال رکھو۔" تبھی ڈاکٹر باہر آئے اور فرحان صاحب کی طرف چلے آئے۔آریان بھی فوراً اُن کی طرف آیا۔

"آپ میں سے دانیال کون ہے؟"

"ڈاکٹر وہ ان کے بیٹے ہیں۔وہ گھر گئے ہیں کسی کام سے۔"آریان نے وضاحت دی۔

"تو آپ کون ہیں مریض کے؟"

"میں ان کا داماد ہوں۔"آریان کے کہنے پر ڈاکٹر نے سر ہلایا۔

"مسٹر آریان آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"آریان ڈاکٹر کے ساتھ ان کے کیبن تک چلا آیا۔ڈاکٹر کے سامنے والی کرسی سنبھالتے ہوئے آریان پریشان نظر آ رہا تھا۔

"ایسا ہے کہ شاہزیب صاحب ابھی غنودگی میں ہیں اور دانیال یعنی اپنے بیٹے کو مسلسل بلا رہے ہیں۔یہ ہارٹ اٹیک بہت زیادہ اسٹریس کی وجہ سے آیا ہے میں نہیں جانتا آپ کے فیملی ایشو کیا ہیں اور دانیال یہاں کیوں نہیں ہی۔ ہمیں اپنے مریض کی صحت سے کنسرن ہے۔ دانیال یہاں ہونگے تو یہی بہتر رہے گا۔شاید دانیال کی موجودگی انہیں مکمل ہوش میں لے آئے ورنہ اگر یونہی چلتا رہا تو۔۔"ڈاکٹر نے بات ادھوری چھوڑ کر سنجیدگی سے آریان کو دیکھا۔گہرا سانس بھرتے ہوئے آریان نے سر ہلایا۔تھکے تھکے قدم اٹھاتا وہ کیبن سے باہر آیا۔ناجانے دانیال مانے گا یا نہیں۔مگر آریان کے لیے اس وقت شاہزیب صاحب کی زندگی اہم تھی۔فون پر فہد

New Era Magazine

کا نمبر ملاتے وہ کونے میں آ کھڑا ہوا۔

فہد۔۔۔دانیال کو ہوسپٹل لے آؤ۔" آریان نے سلام کے فوراً بعد کہا اور فہد کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

سورج کی کرنیں چھن چھن کرتی کمرے کی ہر شے کو روشنی میں نہلا رہی تھیں۔ کمرے میں گہری مایوسی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ بیڈ پر نیم دراز دانیال کی آنکھیں ایک ہی نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ اس نے فوراً نظر ہٹائی اور آنکھیں پونچھیں۔ دل اداس تھا بہت زیادہ اداس۔ شوخی بھری آنکھوں میں اداسی کے گہرے سائے تھے جبکہ وہ ہونٹ جو ہر لمحہ مسکراتے رہتے تھے اب ساکت تھے۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ خود سے جنگ لڑ رہا تھا۔ زندگی ایک پل میں کہاں سے کہاں آ پہنچی تھی۔ وہ قسمت کی بساط کے پلٹنے پر حیران تھا۔ تبھی تیزی سے دروازہ کھولتا فہد اندر آیا۔ وہ ہانپ رہا تھا۔

"دانی چلو میرے ساتھ ابھی۔۔ فوراً" وہ تیزی سے بولا۔ دانیال بستر سے اترا۔ وہ حیران نظر آ رہا تھا۔

"پر کہاں؟"

"ہمیں فوراً ہسپتال جانا ہے۔" فہد نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ دانیال بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

"خیریت؟ ہسپتال۔۔ کون ہے۔۔ فہد کچھ بتا۔" فہد کو خاموش دیکھ کر دانیال چلایا۔ مگر وہ ہنوز سپاٹ انداز میں گاڑی چلا رہا تھا۔

"فہد بول۔۔"دانیال دوبارہ چلایا۔کچھ انہونی ہونے کا احساس دل دھڑکا رہا تھا۔

"تمہارے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔آریان نے فوراً ہسپتال بلایا ہے باقی مجھے خود بھی معلوم نہیں۔"ہسپتال کے پارکنگ لاٹ میں گاڑی کھڑی کرتے ہوئے فہد نے دانیال کے سر پر دھماکہ کیا۔ایک لمحے میں دانیال کی ذات زلزلوں کی زد میں تھی۔ فہد کسی اور شخص کی نہیں اسکے باپ کی بات کررہا تھا۔اس کے آگے دانیال کو ناکچھ جاننا تھا نا وہ جاننا چاہتا تھا۔بغیر فہد کی سنے اپنی جانب کا دروازہ کھولتا وہ دیوانہ وار اندر کی جانب دوڑا۔فہد بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ریسپشن پر سے شاہزیب صاحب کے بارے میں جان کر وہ آئی۔سی۔یو کی طرف بھاگا۔ اس وقت وہ باپ پر جان لٹاتا دانیال لگ رہا تھا۔وہ لڑائی وہ شام سب کچھ بہت پیچھے رہ گیا تھا۔یاد تھا تو بس یہ کہ آئی۔سی۔یو میں زندگی اور موت کے درمیان پڑا شخص اس کا باپ ہے جس نے آج تک اسے زمانے کی سرد و گرم سے بچائے رکھا۔ہمیشہ اس کی حفاظت کے لیے اپنے پر ظالم زمانے کی طرف کیے اور ان پروں کے بیچ اولاد کو سمیٹے رکھا۔یہ پہلی بار تھا کہ زمانے کی سرد و گرم سے وہ دانیال کو بچا نہیں پائے۔مگر دانیال کو انہیں بچانا تھا۔آئی۔سی۔یو کے باہر بیٹھی امل،نور اور اسماء بیگم نے آہٹ پر سر اٹھایا تو سامنے آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں لیے دانیال کھڑا آئی۔سی۔یو کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

"دانیال میری جان۔۔۔"اسماء بیگم لپک کر اس کے پاس آئیں اور اپنی بانہیں وا کیں۔دانیال نے فوراً ان کی مہربان آغوش میں پناہ لی۔

"مما۔۔۔بابا۔۔۔مجھے ان سے ملنا ہے وہ مجھے بلا رہے ہیں۔"

اس کے آنسو شاہزیب صاحب کے ہاتھ پر گر رہے تھے۔شاہزیب صاحب کو غنودگی میں محسوس ہوا کہ کوئی ان کے ہاتھ پر سر رکھے روتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہا ہے۔

"بابا۔۔۔"اس پکار میں کتنی تڑپ تھی اور تڑپ تو شاہزیب صاحب بھی گئے تھے اپنے لخت جگر کی آواز سن کر۔دانیال کو محسوس ہوا جیسے شاہزیب صاحب کا ہاتھ ہلا۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"بابا پلیز آنکھیں کھولیں۔۔ مما۔۔امل آپ کا انتظار کر رہی ہیں وہ ٹوٹ جائیں گی بابا اور میں۔۔ہاں میں بھی آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں تو مر جاؤں گا بابا۔۔پلیز بابا آنکھیں کھولیں۔"وہ سسکتے ہوئے بولا۔شاہزیب صاحب نے آنکھیں کھولیں روشنی پڑتے ہی دوبارہ آنکھیں بند کیں پھر آنکھیں جھپک جھپک کر ماحول سے آشنا ہوئے۔

"دانی۔۔۔"ان کے ہاتھ پر سر جھکائے وہ جو رو رہا تھا فوراً سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔وہ ماسک اتارے بہت محبت سے بول رہے تھے۔

"بابا۔۔۔"دانیال احتیاط سے ان کے گلے آ لگا۔دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"بس اب روئیں مت میں آ گیا ہوں۔"دانیال ان سے علیحدہ ہو کر ان کے آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔انہوں نے نقاہت کے باوجود اپنے دونوں ہاتھ جوڑے۔

"مجھے۔۔۔"

"بابا جان۔"دانیال نے سرعت سے ان کے ہاتھ علیحدہ کیے۔

"بابا مجھے کافر مت کریں۔۔آپ کو خدا کا واسطہ ہے بابا۔۔یہ مت کریں۔باپ بیٹے پر لاکھ بار بھی ہاتھ اٹھا لے،بیٹے کو یہ حق نہیں کہ وہ اف تک بھی کر جائے۔یوں ہاتھ جوڑ کر مجھے میری

ہی نظروں میں نا گرائیں بابا۔"شاہزیب صاحب نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔پھر آنسو صاف کیے۔

"اچھاٹھیک ہے میرے باپ!!(وہ ہنسے تو دانیال بھی ہنس دیا) کل سے آفس جوائن کرو۔۔تم نہیں تھے تو بہت نقصان ہوا آفس کو۔ علی بھی تمہیں مس کررہاہے بہت۔"شاہزیب صاحب نے خوبصورتی سے بات بدل دی۔

"میں بھی اپنا کھانابہت مس کررہاہوں ایک ہفتے کچھ خاص کھایا نہیں۔بہت کمزور ہو گیا ہوں۔آدھی کثر علی سے اور آدھی گھر مما کے ہاتھوں کا کھانا کھاکر پوری کروں گا۔"دانیال کے کہنے پر دونوں کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

دانیال کو واپس آئے پندرہ روز ہو چکے تھے۔شاہزیب صاحب بھی چار روز بعد ڈسچارج ہو کر واپس گھر آگئے تھے۔دانیال جب سے آیا تھا آفندی مینشن نہیں گیا تھا۔سب وجہ جانتے تھے مگر خاموش رہے۔شادی کی تیاریاں ایک بار پھر زور پکڑنے لگیں۔شادی میں اب گنے چنے دن ہی رہ گئے تھے۔فلک خود میں ہمت پیدا کرتی مگر پھر ناکام رہ جاتی۔روز وہ سوچتی کہ آج دانیال کے پاس جائے گی اور روز اپنے ہی الفاظ یاد آتے تو خاموش رہ جاتی۔عائشہ بیگم کے بہت سا سمجھانے پر وہ آج دانیال سے ملنے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔شام ہوئی تو فلک کالی شلوار قمیض پر سندھی کڑھائی والا خوبصورت دوپٹہ لیے کانوں میں خوبصورت جھمکے اور سوٹ کا ہم رنگ کھسہ پہنے "شاہزیب مینشن" چلی آئی۔ لاؤنج میں اسماء بیگم اور شاہزیب صاحب بیٹھے چائے

پی رہے تھے۔اسماء بیگم نے آہٹ پر سر اٹھایا تو فلک کو کھڑا پایا۔بے ساختہ انہوں نے ماشاءاللہ کہا وہ بہت خوبصورت جو لگ رہی تھی۔

"آؤ بچے۔۔بڑے عرصے بعد آئی ہو اور یونہی کھڑی ہو۔آؤ بیٹھو۔"اسماء بیگم شفقت سے بولیں۔وہ اتنے پیار ملنے پر جھجک سی گئیں۔

"امل سے ملنے آئی ہو؟"اسماء بیگم جان کر انجان بنتے ہوئے اسے چھیڑنے لگیں۔شاہزیب صاحب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔فلک نے انہیں گھورا تو انہوں نے زبان دانتوں میں دبائی۔فلک مسکرا دی۔

"میرے لیے اتنا تیار ہو کر کیوں آئی یہ؟"امل کی آواز پر فلک حیران ہوتے ہوئے مڑی۔کتنے دنوں بعد وہ اس سے مخاطب تھی۔فلک کو یاد نہیں تھا اس نے دنوں کا حساب کرنا چھوڑ دیا تھا۔

"امم۔۔۔میں"پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ بوکھلائی۔

"بھابھی جی۔۔۔بکری بن گئیں ہیں۔"امل نے اسے چھیڑا۔

"رکو تم بدتمیز۔۔"ہوش میں آتے ہی فلک اس کے پیچھے دوڑی۔امل راہداری سے ہو کر باہر پورچ کی طرف بھاگی۔جانتی تھی چڑیل پیچھے ہی آ رہی ہو گی۔گاڑی پارک کرتا دانیال حیرانی سے بھاگتی امل کو دیکھتا اندر کی طرف جانے لگا کہ سامنے سے سرپٹ دوڑتی فلک اس سے آ ٹکرائی۔دانیال نے بروقت بازوؤں کے سہارے اسے قابو کیا ورنہ وہ اب تک نیچے گر چکی ہوتی۔فلک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔گرنے کے خوف سے وہ اپنے دونوں بازو دانیال کے گرد باندھ چکی تھی۔

"وہ۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ بولتی اس کے سحر میں جکڑے دانیال نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے دور کیا۔اس کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ فلک کو اس کی انگلیاں اپنے دودھیا بازو میں چبھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ڈبڈبائی آنکھوں سے اس نے اس ستمگر کی جانب دیکھا جو مکمل لاتعلق نظر آتا اس کے پاس سے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گیا۔فلک نے گہرا سانس کھینچ کر ارد گرد پھیلے اس کے کلون کی سخت خوشبو کو سونگھا۔امل دوڑ کر اس کے پاس آئی۔

"فلک پریشان مت ہو۔۔وہ ابھی ناراض ہے تم سے مان جائے گا۔"

"ہمم۔۔۔"امل کے دلاسہ دینے پر وہ محض ہنکارا ابھر کر رہ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شادی میں بچے کچھے چند دن پلک جھپکتے ہی گزر گئے۔امل،فلک نے اپنے شادی کے جوڑے اور نور نے اپنے نکاح کا جوڑا خود پسند کیا۔وہ سب ایک ساتھ گئے تھے۔امل کے ولیمہ کا سوٹ آریان کی پسند سے تھا۔دانیال نے اس حوالے سے فلک کے لیے کچھ نہیں خریدا تھا۔ جس پر فلک خاموشی سے آنسو بہا کر چپ ہو گئی۔وہ الگ بات تھی کہ دانیال نے ریگ کر پاس سے گزرتے ہوئے چپکے سے ایک خوبصورت پیچ رنگ کے جوڑے پر ہاتھ رکھا تھا اور امل اس کا اشارہ سمجھ گئی تھی تبھی فلک کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہی جوڑا پیک کروایا۔ اس دن کے بعد سے فلک کی ہمت ہی نہیں پڑتی کہ وہ اس کو دوبارہ بلاتی۔دانیال سب کے ساتھ بلکل ٹھیک تھا،مسکراتا،قہقہے لگاتا،ہر دم ہنستا،مگر فلک کے آتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ جاتی۔امل اور فلک کے مایوں بیٹھنے سے ایک ہفتہ پہلے ان کا اور نور،عالیہ کا سارا وقت پالر کی نظر ہوا تھا۔مایوں بیٹھنے سے ایک دن پہلے امل اور آریان نے مل کر وہ خوبصورت طوطوں کی جوڑی آزاد کر دی جو

امل کو آریان نے اس کی سالگرہ پر اسی عہد کے ساتھ تحفے میں دیے تھے کہ ایک دوسرے کا ساتھ پاتے ہی وہ انہیں آزاد کر دیں گے۔اب آریان بھی امل کے پاس تھا اور جلد وہ مضبوط رشتے میں جڑنے والے تھے۔ان کی مایوں اکٹھی ہی رکھی گئی تھی اور اس بات پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نا تھا مگر ہاں اگر دانیال کی فلک سے ناراضگی نا ہوتی تو شاید وہ بہت شور مچاتا کیونکہ اس نے بہت شروع سے ہی یہ بات کہہ دی تھی کہ اس کی اور آریان کی مایوں اور مہندی ہر گز اکٹھی نہیں ہو گی۔اسے بہت ڈانس کرنا تھا لیکن اگر ان کی مایوں اکٹھی ہو گی تو وہ کھل کر انجوائے نہیں کر پائے گا۔مگر اب حالات اور تھے وہ کسی چیز میں کوئی دلچسپی ہی نہیں لے رہا تھا اور سب اس وجہ سے پریشان بھی تھے لیکن اس نے ان کی بات مان لی یہی بہت تھا ورنہ وہ تو اس طرح برتاؤ کر رہا تھا جیسے اس کی شادی نہیں تھی بلکہ وہ کسی اور کی شادی میں آیا ہو۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

امل اور فلک کو مایوں بیٹھے چھ روز گزر چکے تھے۔امل کے کمرے کے پہرے داری نور اور فلک کے کمرے کی پہرے داری عالیہ کر رہی تھی۔فلک اس بات پر بس زخمی انداز میں مسکرا کر رہ گئی۔جانتی تھی کہ حالات اگر ایسے نا ہوتے تو سب ٹھیک ہوتا۔دانیال اس سے ملنے کی ہر کوشش کرتا لیکن اب وہ اس سے ملنے کبھی نہیں آئے گا۔شاہزیب مینشن سے ہی فلک کے لیے پیلا مایوں کا سادہ سا جوڑا، مہندی اور چوڑیوں کی تھال آئی تھی۔وہ پچھلے چند روز سے دانیال کے نام کا سوٹ پہنے ابٹن، سر پر تیل لگائے بیٹھے تھی۔سوگواریت اس کے حسن کو مزید بڑھا رہی تھی۔اس کے بالوں میں یہ تیل رسم کے مطابق عائشہ، ارفع، عالیہ اور اسماء بیگم نے لگایا

تھا۔دونوں گھروں میں سب ننھیال اور ددھیال کے رشتہ داروں نے دھاوا بول رکھا تھا۔دوسری طرف امل بھی آریان کے نام کا پیلا سادہ مایوں کا جوڑا پہنے،شرمائی گھبرائی بیٹھی تھی۔حیا کی لالی چہرے پر پھیلی خوبصورت چہرے کو مزید رونق بخشتے ہوئے تھی۔اس کی رسم بھی اسماء،ارفع،عائشہ بیگم اور عالیہ نے کی تھی۔آج شام ان کی مایوں کی رسم تھی۔جس میں انھیں دانیال اور آریان کے اور باقی رشتہ داروں کے سامنے جانا تھا۔پھر ابٹن کی رسم ہونا تھی۔مایوں کی رسم شاہزیب مینشن میں ہونی تھی۔صبح سے سجاوٹ والے لاؤنج اور گھر سجانے میں مصروف تھے۔گھروں کو تو پانچ روز پہلے سے ہی سجا رکھا تھا۔ہر طرف اتنے سنہری برقی قمقمے لگائے گئے تھے کہ جب رات کو وہ جلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ آسمان کے سارے ستارے اتر کر ان دونوں گھروں پر آ گئے ہوں۔نور صحیح معنوں میں گھن چکر بنی ہوئی تھی۔بیچاری کوئی بیس مرتبہ کہہ چکی تھی کہ مجھ پر رحم کریں میرا نکاح بھی ہونا ہے۔مگر کوئی سنے تو نا؟الٹا اس سے مزید کام لیے جا رہے تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

شوخ قہقہوں،مسکراہٹوں،رنگ برنگے اڑتے آنچل،چوڑیوں کی چھن چھن،روشنیوں کے درمیان ایک خوبصورت شام "شاہزیب مینشن" پر اتری۔مین گیٹ سے داخلی دروازے تک اسٹینڈ کھڑے کیے گئے تھے جن پر پیلے پردے لگے ہوئے تھے اور پیلے،سفید رنگ کے کاغذی پھول ان کے ساتھ لڑیوں کی مانند لگائے گئے تھے۔پورے ہال کو بہت ہی خوبصورت

انداز سے سجایا گیا تھا۔ ہال کا سامان اسٹور روم میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ دیواروں کو گیندے کے پھولوں سے ڈھکا گیا تھا۔ جن کے بیچ بھی برقی قمقمے روشن تھے۔ رسم کے لیے جو جگہ مختص تھی اس کے پیچھے کی ساری دیوار کو پیلے پردوں سے ڈھانپا گیا تھا تزئین و آرائش کے لیے لگے ایک اسٹینڈ کو گیندے کے پھولوں اور ایک اسٹینڈ کو گلاب کے پھولوں سے ڈھکا گیا تھا۔ ان کے سامنے گاؤں تکیے لگا بڑا سا سیٹر صوفہ رکھا گیا تھا جس پر بیک وقت پانچ چھ لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ کونے میں جگہ جگہ اسٹینڈ پر گیندے کے پھولوں کے گلدستے پڑے تھے۔ دیواروں کے ساتھ مٹکے پڑے تھے جن میں پھول بھرے ہوئے تھے۔ ابٹن کی تھال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ الغرض ہر لحاظ سے سجاوٹ قابل دید تھی۔ رسم تقریباً آٹھ بجے شروع ہونا تھی۔ سفید سادے کلف لگے شلوار قمیض میں بالوں کو جیل سے ایک طرف جمائے، ہلکی بڑھی شیو میں، آریان بہت خوبرو لگ رہا تھا۔ آنکھیں ڈمپل کا ساتھ دیتی مسکرا رہی تھیں۔ آستینیں کہنیوں تک موڑ رکھی تھیں۔ وہ عالیہ، فہد، صارم اور کچھ کزنز کی ہمراہی میں پوری شان و شوکت سے مضبوط قدم زمین پر جمائے چلا آ رہا تھا۔ گھر کی عورتیں اور مرد پہلے ہی آ چکے تھے۔ عالیہ ہرے رنگ کی گھیر دار شلوار اور ہمرنگ قمیض پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کی چٹیا بنا رکھی تھی۔ صارم اور فہد نے اوف وائٹ کرتا شلوار پہن رکھا تھا۔ آریان اندر آکر تمام مہمانوں سے ملنے لگا۔ جبھی اسماء بیگم اس کے پاس آئیں۔

"آریان امل تیار ہو چکی ہے تم جا کر اسے لے آؤ تب تک دانیال فلک کو لے آئے گا۔" آریان نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور سیڑھیوں کی جانب چل دیا۔ وہ اوپر پہنچا اسی وقت دانیال اپنے

کمرے سے نکلا۔ پیلے کلف لگے کرتے اور سفید شلوار میں، بالوں کا ایک طرف پف بنائے سٹبل اس پر خوب بچ رہی تھی۔ آریان کو دیکھتے ہی دونوں ڈمپل نکلے۔

"جگر تو تو بڑا لش پش کر رہا ہے۔" وہ شرارتی انداز میں آریان کو چھیڑتے ہوئے بولا۔ آریان نے اس کی کمر پر مکا دے مارا۔

"میری بات کر رہا ہے خود تو کس پر بجلیاں گرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔" آریان نے آنکھ دباتے ہوئے پوچھا فوراً ہی دانیال کے تاثرات سنجیدہ ہوئے۔

"منہ سیدھا کر لو۔ تمہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے تم سے زبردستی رسم کروا رہے ہیں۔" آریان نے اس کے بگڑے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"زبردستی ہی بلایا ہے۔" وہ بڑبڑایا۔ آریان نے اسے کچھ کہنا چاہا تبھی اس کا فون بجا۔ فہد کا نمبر دیکھ کر اس نے کال اٹھائی۔

"بھابھی کو لینے بھیجا تھا تو بھابھی کے بھائی کے ساتھ کھڑا ہے۔ فوراً اس شیطان کو بھیج اور خود تو بھی بھابھی کو لے کر آ۔" فہد نے کہتے ہی فون بند کیا۔

"سن لے۔۔ اب جا بھی اور منہ سیدھا رکھنا۔" اسے وہیں کھڑا دیکھ کر آریان نے اسے گھورا اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔ دانیال منہ بسورتا وہاں سے چلا گیا۔ وہ بس منتظر تھا کہ فلک اس سے کہے دانیال میں شرمندہ ہوں۔ وہ اس کی معافی نہیں سننا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ بس وہ دل سے شرمندہ ہو اس سب پر جو اس نے کہا ہے۔

مگر وہ تو اس سے بات ہی نہیں کر رہی تھی۔ ٹھیک ہے اگر اس نے ایک بار جھڑک دیا تھا اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ ہر بار یہی کرتا۔ تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور مسکراتے ہوئے نور باہر

آئی۔اس نے مہندی رنگ کی اونچی کرتی اور بل دار شلوار پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کی چٹیا کرر کھی تھی۔

"اندر بیٹھی ہے۔ بہت پیاری لگ رہی ہے۔ماشاءاللہ۔" نور نے اس کی بے تابی بڑھانی چاہی۔

"فلحال تم نیچے جاؤ۔ فہد تمہیں ڈھونڈنے کے چکر میں پاگلوں کی طرح دیواروں سے سر ٹکراتا پھر رہا ہے۔" آریان نے الٹا اسی پر وار کیا۔وہ تلملا کر رہ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آریان نے دروازہ کھٹکھٹایا۔اجازت ملنے پر وہ دروازہ کھولتا اندر آگیا۔ڈریسنگ کے پاس بیٹھی امل شیشے میں آریان کا عکس دیکھتی فوراً اٹھی اور اس کی جانب پلٹی۔

"آپ۔۔۔یہاں۔۔ نہیں میرا مطلب؟" وہ ہکلائی۔

آریان خوب محظوظ ہوا۔ پھر قدم قدم چلتا اس کی طرف آیا۔اس کے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ امل کو اپنی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اپنی مخصوص جان لیوا مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس کے مقابل کھڑا تھا۔آنکھوں کے ذریعے اس کا حسین روپ دل کے دریچوں میں قید کر رہا تھا۔پیلی اونچی قمیض کے ساتھ پیلی ہی کیپری اور پیلے گوٹی کنارے والے دوپٹہ میں،میک اپ سے مبرا چہرے پر شرم وحیا کی لالی سجائے،وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔اس پر تضاد دونوں ہاتھوں میں سرخ گلاب کے گجرے پہنے،لمبے بالوں کی چوٹی بنائے،لال کھسہ پہنے،لرزتی گرتی پلکوں کے ساتھ وہ آریان کے دل کی گہرائیوں میں اتر رہی تھی۔

"بہت زیادہ دلکش لگ رہی ہو۔" آریان کی گھمبیر آواز گونجی تو امل نے پلکوں کی چلمن اٹھائی۔ پھر نظروں کی تاب نالاتے ہوئے پلکیں جھکا لیں۔ گھنی پلکیں سرخ رخساروں پر سایہ فگن تھیں۔ آریان نے مبہوت انداز میں یہ منظر دیکھا۔

"میرے محبوب کی معصومیت کو وہ بڑے انداز سے سنبھال رکھتی ہیں
بھلا ہے ان پلکوں کا جو آنکھوں کے راز چھپائے رکھتی ہیں۔"
(از قلم مریم)

وہ بڑے جزب سے بولا تو امل کے ہاتھ پاؤں سرد پڑنے لگے۔

"آپ شاعر کب سے ہو گئے؟" اپنی بوکھلاہٹ دور کرنے کو وہ جلدی سے بولی۔ مبادا وہ مزید کچھ نا کہے۔

"جب سے تمہیں پایا ہے۔" آریان اس کی گہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ امل کے صحیح منعوں میں چھکے چھوٹنے لگے۔

"آپ زیادہ اوور نا ہوں اب۔" وہ اپنی ننھی سی ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔ آریان کھل کر ہنسا۔

"بندہ ناچیز کے پاس باقاعدہ اوور ہونے کا پرمٹ موجود ہے۔" اب کی بار امل بس اسے گھور کر رہ گئی۔

"اچھا دیکھو تمہارے لیے کیا لایا ہوں میں۔" آریان نے اپنے قمیض کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ ہاتھ باہر نکالا تو اس میں دو خوبصورت پائل تھیں۔ باریک سی چین پر چھوٹے چھوٹے موتی لگے ہوئے تھے۔ امل نے مسکراتی نظروں سے پائل دیکھیں۔

"آریان یہ تو آواز پیدا کریں گی۔نا محرم سنیں گے تو گناہ ہوگا۔" وہ پریشانی سے معصومیت بھرے انداز میں بولی۔آریان ہنس دیا۔

"میں پاگل ہوں کیا جو اپنی بیوی کو گناہ کا مرتکب ٹھہراؤں گا؟" آریان نے سنجیدہ انداز میں جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا تو بے ساختہ امل نے نفی میں سر ہلایا۔

"آواز نہیں ہے ان کی۔۔بیٹھو یہاں پہناؤں۔" امل جھجھکتے ہوئے بیٹھ گئی۔آریان اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"مسز آریان اپنا دایاں پاؤں آگے بڑھائیں۔" وہ دلکش لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا۔امل نے ایک بار پھر جھجھکتے ہوئے اپنا پاؤں آریان کے گھٹنے پر رکھ دیا۔کیپری تھوڑی سی اوپر اٹھائی۔آریان نے انتہائی نرمی سے اس کے پاؤں کو چھوتے ہوئے وہ پائل پہنائی۔پھر ذرا سیدھا ہو کر تنقیدی جائزہ لیا۔

"پرفیکٹ! میڈ فار ایچ ادر۔"(عمدہ۔۔ایک دوسرے کے لیے بنے ہوئے)امل جھینپ گئی۔اسی طرح آریان نے اس کے دوسرے پاؤں میں پائل پہنا کر اس پائل کی خوبصورتی بڑھائی۔

"یہ بہت پیاری ہیں آریان۔مجھے بہت بہت پسند آئی ہیں۔" آریان کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ امل کی طرف بڑھایا جسے تھام کر امل اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم سے کم پیاری ہیں۔" آریان نے اس کا ناک کھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا کر رہے ہیں؟" امل نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"کوشش کر رہا تھا بڑی ہو جائے۔" آریان شرارتی انداز میں بولا۔

"آپ!!!"وہ چیخی۔آریان نے بے ساختہ کانوں پر ہاتھ رکھا۔

"وائفی ڈارلنگ۔۔لڑائی بعد میں کرلینااب چلیں؟"امل نے نروس ہوتے ہوئے سر ہلایا۔وہ کمرے سے نکل کر سیڑھیوں تک آئے تو کیمرا مین دھڑا دھڑ تصاویر کھینچنے لگے۔سب کی خود پر جمی نظریں دیکھ کر امل نے آریان کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کردی۔آریان نے جھک کر اس کی طرف دیکھا۔

"نروس ہو؟"آریان دھیمے انداز میں بولا۔امل نے بس سر ہلایا۔

"بس یہ سوچو کہ تمہارا آریان تمہارے ساتھ ہے اور بس۔"آخری سیڑھی پر پہنچ کر آریان ایک بار پھر دھیمے انداز میں بولا۔امل کو اپنی ساری بے چینی ہوا ہوتی محسوس ہوئی۔فوٹو گرافر مختلف پوز سے تصاویر بنانے میں مصروف تھے۔ابھی بمشکل دومنٹ گزرے تھے کہ دانیال اور فلک دروازے سے اندر آتے نظر آئے۔ان دونوں کے ہی چہرے بجھے ہوئے تھے کیونکہ آنے سے پہلے ہی فلک نے دانیال کو منانے کی کوشش کی تھی جس پر دانیال نے اس سے فقط اتنا ہی کہا تھا۔۔

"خاموشی سے اندر چلو اور فلحال میرا دماغ مت خراب کرو یہ نہ ہو میں یہیں سے واپس مڑ جاؤں اور پھر تم اندر اکیلی ہی چلی جانا۔"اس پر دانیال کے ساتھ فلک کا موڈ بھی خراب ہو گیا تھا۔اب بھی دونوں ایسے ہی کھڑے تھے جیسے زبردستی لائے گئے ہوں۔دو فوٹو گرافر دوڑ کر ان دونوں تک گئے اور ان کی بھی تصاویر بنانے لگے۔

"سر میم مسکرائیں۔۔"فوٹو گرافر انہیں مختلف ہدایات دے رہے تھے۔

"سر میم ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔" فوٹو گرافر کی تجویز پر دانیال کا جی چاہا گھما گھما کر اسے دو تین تھپڑ مار دے۔ مگر پھر بڑے ضبط سے اس دشمنِ جان کی جانب مڑا۔ جس سے نظریں وہ تب سے چرا رہا تھا جب سے اسے لینے گیا تھا۔ مگر اب اس پر نظر ڈالی تو دل گویا دھڑ کنا بھولا اور آنکھیں اس کے روپ سے نظریں چرانے سے انکاری ہو گئیں۔ بھوری آنکھیں اسی کی طرف متوجہ تھیں۔ سفید اونچی فراک کے ساتھ سفید کیپری پہنے دونوں ہاتھوں میں پیلے گجرے پہنے، بالوں کی ڈھیلی چوٹی بنائے، وہ بہت دلکش لگ رہی تھی، اس پر تضاد اس کا سوگواریت لیا حسن مقابل کو چاروں شانے چت کر رہا تھا۔ دانیال نے ہوش میں آتے ہی فوراً نظریں چرائیں۔ فوٹو گرافر کے کہنے پر آریان اور امل بھی ان کے پاس آ گئے۔ اب ان چاروں کی اکھٹے تصاویر بن رہی تھیں۔ دانیال کے چہرے کے تاثرات ایک بار پھر سنجیدہ ہو گئے۔ آریان اور امل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ امل کا چہرے پر مایوسی چھانے لگی۔ آریان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی۔ آریان نے جھک کر دانیال کے کان میں نا محسوس انداز میں سرگوشی کی۔

"دانیال اس کا ہاتھ ہی پکڑ لو یا کم از کم مسکراؤ تو سہی تم دونوں کو دیکھ کر یوں لگ رہا ہے جیسے زبردستی کھینچ کر لائے گئے ہو۔" دانیال نے محض اس بات پر سرگوشی ہی کی۔

"زبردستی ہی بلایا ہے۔" جو کہ آریان نے بخوبی سن لی۔ اب کی بار آریان سختی سے بولا۔

"دانیال میں شاید کچھ کہہ رہا ہوں۔" دانیال نے آریان کو کوئی بھی جواب دیے بغیر فلک کو بازو سے کھینچا جس پر اپنے ساتھ کھڑی نور سے باتیں کرتی فلک ایک دم ہی ڈر گئی اور آنسو بھری آنکھوں سے دانیال کو دیکھنے لگی کب اس نے دانیال کا ایسا رویّہ دیکھا تھا دانیال نے مڑ کر

آریان سے محض اتنا ہی کہا۔

"اب خوش؟" وہ فلک کو لئے رسم والی جگہ کی طرف بڑھ گیا تبھی دانیال کے کانوں میں کسی کی آواز پڑی۔

"لگتا ہے دانیال شادی سے کچھ خاص خوش نہیں ہے دیکھو تو چہرے سے ہی لگ رہا ہے اور ہو بھی کیوں بھئی لڑکی بچگانہ سی حرکتیں کرتی ہے لگتا ہے ابھی تک بڑی ہی نہیں ہوئی میں ایک دو باران کے گھر آئی تھی اور ہر وقت یہ لڑکی ان کے گھر ہی ہوتی سچ کہوں تو مجھے تو بالکل بھی نہیں پسند۔" وہ ان کی دور کی رشتہ دار شمیم تھیں اور انھیں اندازے لگانے کا بہت شوق تھا۔ دانیال کو آریان کی کہی باتیں سہی لگیں اور اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا۔ وہ مڑا اور فلک کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کہ اس عورت کے پاس گیا۔

"فلک ان سے ملو یہ ہماری دور کی رشتہ دار ہیں تم نے دیکھا ہی ہو گا اکثر ہی ہمارے گھر میں آتی رہتی ہیں ان کو خود ہی اندازے لگانے کا بہت شوق ہے اور آنٹی اس سے ملیں یہ ہے میری وائف فلک دانیال شاہزیب ہماری لو میرج ہے بلکہ یوں ہی کہہ لیں کہ میری لو میرج ہے اور میں بہت خوش بھی ہوں الحمداللہ آخر کو اتنی اچھی وائف مل رہی ہے مجھے۔" اور فلک تو بس دانیال کی باتیں سن کر خوش ہو گئی تھی وہ بھی مسکرادی۔

"چلو فلک۔" یہ کہتے ہوئے وہ فلک کا ہاتھ تھامے چل پڑا اور وہ عورت منہ بنا کر ہی رہ گئی۔ اپنی جگہ پر بیٹھتے ہی دانیال نے فلک کو دیکھا جو کچھ زیادہ ہی مسکرائے جارہی تھی۔

"فلک زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اس عورت سے ایسا اس لیے بولا کیونکہ وہ کچھ زیادہ ہی بول رہی تھی اور اگر وہ ایسی ہی باتیں دوسری عورتوں سے بھی کر دیتیں تو یہ

بات پھیل جاتی اور پھر یہ ہماری عزت پر بات آجاتی جو تم نے تو میری چھوڑی نہیں اور ویسے بھی میں دوسروں کی باتوں پر یقین کر کے اپنوں پر شک کرنے اور خاموش رہنے والوں میں سے نہیں ہوں تو بہتر یہی ہے کہ تم جو اپنے دل میں یہ خوش فہمیاں پال رہی ہو انہیں ختم کر دو۔" فلک کو یوں لگا جیسے کسی نے اسے آسمان سے زمین پر گرا دیا ہو وہ بس اتنا کہہ پائی۔

"تم ہر دفعہ بیچ میں وہ بات کیوں لے آتے ہو؟" جس پر دانیال نے اسے مسکرا کر دیکھا اور بولا۔

"مسکراؤ اور سامنے دیکھو تصویر بن رہی ہے۔" سامنے کھڑے فوٹو گرافر نے یہ خوبصورت لمحہ کیمرے میں مقید کر لیا جس میں دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہائے فلک مجھے منالو پلیز میں ڈانس کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنی شادی کو ایسے ضائع ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔" دانیال دل ہی دل میں کلستے

ہوئے سوچ رہا تھا۔ ڈانس کا کیڑا اندر ہی اندر اچھل رہا تھا۔ فنکشن کافی دیر تک چلتا رہا۔ باری باری سب آکر انھیں ابٹن لگا رہے تھے۔ آریان کو ابٹن سے چڑ ہو رہی تھی اس کا اظہار وہ منہ بناتے ہوئے کر رہا تھا اور امل بس اسے دیکھ کر ہنستی جا رہی تھی۔ فیملی فوٹو شوٹ کے بعد نور تو ڈھولک سنبھال کر بیٹھ گئی اور پھر ایسی بیٹھی کہ اس کو زبردستی اٹھانا پڑا کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی اور چونکہ اگلے روز مہندی تھی اور بہت سے کام تھے جو ابھی کرنا تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فنکشن ختم ہونے کے بعد امل بغیر چینج کیے فلک سے ملنے "آفندی مینشن" چلی آئی۔ وہ سیدھا اس کے کمرے میں آئی۔ وہ اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی فلک کو روتے دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گئی۔

"فلک کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو؟" امل کا جواب دینے کی بجائے فلک اس کے گلے لگ کے اور زور و شور سے رونے لگی جس پر امل مزید پریشان ہو گئی۔

"فلک یار تم تو مجھے اور بھی پریشان کر رہی ہو بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے ورنہ میں باہر جا کر آریان کو بلا لاؤں گی۔" فلک کے آنسو صاف کرتے ہوئے امل نے اسے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"روؤں نہیں تو اور کیا کروں اپنے بھائی سے پوچھو جا کر!! ہاں میں مانتی ہوں میری غلطی تھی مجھے اس پر بھروسہ کرنا چاہیے تھا۔ اس کا ساتھ دینا چاہئے تھا۔ پر تم نے دیکھا تھا نا تب حالات ہی ایسے ہو گئے تھے۔ میں نے اس سے اتنی معافی مانگی پر اسے تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا اور اب تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے مجھے اس پر زبردستی مسلط کیا جا رہا ہے۔"

"چلو اٹھو۔" امل نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑا کیا۔ فلک نے اپنا جوتا پہنا اور حیرانی سے اسے دیکھا جو اسے بازو سے پکڑے کمرے سے باہر لے جا رہی تھی۔

"کہاں؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"چلو تم ایک بار آج صحیح سے مسئلہ حل ہو ہی جائے۔" امل عالیہ کو فلک کو اپنے ساتھ لے جانے کے بابت بتا کر اسے شاہزیب مینشن لے آئی۔ بغیر کسی کی طرف دیکھے وہ سیڑھیاں چڑھتی اسے لیے اوپر لے آئی اور حیران سی فلک کو دانیال کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا کر دیا۔ فلک حیرت سے کبھی اسے دیکھتی کبھی دروازے کو۔۔

"امل میں نہیں جاؤں گی وہ غصہ کرے گا۔" وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔امل نے اسے بھرپور انداز میں گھورا۔

"کیا کرلے گا وہ زیادہ سے زیادہ ہاں؟؟اور ویسے بھی یہ میرا مسئلہ نہیں ہے خود حل کرو اور آج بات ختم کرکے ہی آنا یہ روز روز کے

رونے دھونے سے تو اچھا ہی ہے نا فلک اور دیکھنا تم اسے مناؤ گی نا تو وہ مان جائے گا یہ گارنٹی ہے۔دیکھو فلک تم مانتی ہو تم سے غلطی ہوئی ہے اور تم دانیال کو بھی جانتی ہوا گر کوئی چھوٹی بات ہوتی اور غلطی تمہاری بھی ہوتی تب بھی وہ ہی تم سے معافی مانگتا مجھے اپنے بھائی کا پتا ہے پر اب تم نے اسے ہرٹ کیا ہے فلک اسے پیار سے مناؤ اسے سمجھو اور اپنا معاملہ بھی سمجھاؤ چلو جاؤ اب اندر۔" امل وہاں سے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اور فلک۔۔وہ بیچاری اندر جائے یا نا جائے؟اسی کشمکش میں کبھی دروازے کی طرف ہاتھ بڑھاتی تو کبھی پیچھے کرلیتی اور پھر حوصلہ کرکے بنا نوک کیے ہی اندر چلی آئی۔اندر وہ اسے کہیں نظر نا آیا مگر واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی مطلب وہ نہارہا تھا اور پھر فلک کو احساس ہوا کہ وہ خود مایوں کے کپڑوں میں ہی آگئی ہے۔پہلے تو وہ جانے کے لئے مڑنے لگی لیکن جب واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو حوصلہ کرکے وہیں کھڑی ہوگئی اور اُدھر دانیال جیسے ہی باہر نکلا کمرے کے بیچ و بیچ فلک کو کھڑا دیکھا وہ کچھ بھی کہے بغیر اسٹینڈ کے طرف بڑھ گیا اپنا تولیہ لٹکایا اور ڈریسنگ کے سامنے جاکر بال کنگھی کرنے لگا پھر اطمینان سے خود پر پرفیوم چھڑکا اور شیشے میں اپنا جائزہ لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا اور فون چلانے لگا یوں جیسے وہ کمرے میں اکیلا ہو فلک جو کہ اس کی یہ کاروائی دیکھ رہی تھی ایک دم سے اسے اپنے آنے کا مقصد یاد آیا ایک بار تو دل کیا

بھاگ جائے کیونکہ اسے پتا تھا کہ جب دانیال بہت غصے میں ہوتا ہے تب ہی ایسا برتاؤ کرتا ہے اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اب وہ بھلا اسے جتنا بھی بلائے وہ کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر بھی حوصلہ کر کے اس نے اسے آواز دی۔

"دانیال؟" جواب ندارد۔۔۔ ایک بار۔۔۔۔ دو بار۔۔۔ تین بار۔۔۔ اور نجانے کتنی بار۔۔۔ مگر وہ تو ایسے بیٹھا رہا جیسے اس کے علاوہ وہاں کوئی اور ہے ہی نہیں۔ بلا آخر جب اتنی آوازیں دے کر بھی جواب نہیں آیا تو وہ اس کی قریب ہی نیچے زمین پر ہی بیٹھ گئی اور اس کے ہاتھ سے اس کا فون پکڑ کر سائیڈ پر پٹختے کے انداز میں رکھ دیا۔

"دانیال اور کتنا امتحان لو گے میرا؟ تم تو مجھ سے کبھی اتنی دیر ناراض ہو ہی نہیں سکتے تھے تو اب ایسے کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ؟ میں جانتی ہوں میں نے غلطی کی ہے۔ میں شرمندہ ہوں اب۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا طریقہ ہے فلک۔۔۔ اوپر بیٹھو۔" اس سب میں دانیال نے پہلی بار اس کو مخاطب کیا تھا۔ فلک نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور اوپر دانیال سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئی۔ ایک پل کو تو دانیال کو بھی بہت دکھ ہوا اسے یوں روتے دیکھ کر وہ کب اسے یوں رونے دیکھ سکتا تھا مگر جوں ہی اس کی باتیں یاد آئیں اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے۔

"بولو اب جلدی کیا بولنا ہے مجھے سونا بھی ہے پھر۔" وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے فلک پر احسانِ عظیم کر رہا ہو۔ فلک اسے صرف دیکھ کر رہ گئی۔

"اگر کچھ بولنا نہیں تھا تو آئی کیا کرنے تھی؟ مجھے نیند آرہی ہے اور جاتے ہوئے لائٹ آف کر دینا۔" جب وہ کچھ نا بولی تو دانیال بیڈ پر لیٹتے ہوئے فلک سے بولا۔ اس نے سائڈ لیمپ بند کیا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا۔ اس نے ان ڈیریکٹلی اسے جانے کا کہا تھا۔ فلک کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔ لیکن اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ آج آر یا پار!!

"دانیال میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی۔ میں تمہاری خوشی چاہتی تھی بس اس لیے۔۔" وہ منمنائی۔ دانیال جھٹکے سے اٹھا اور آنکھوں میں چنگاریاں لیے اس کی طرف جھکا۔

"میری خوشی؟ طلاق تھی میری خوشی؟ کیا سوچ کر تم نے اتنی بڑی بات منہ سے نکالی؟؟" وہ بولا نہیں غرایا تھا۔ فلک کانپ کر رہ گئی۔

"وہ لڑکی!! اس نے کہا تھا کہ میں تم دونوں کے درمیان آئی ہوں۔" فلک کی بات پر دانیال حیران ہوا۔

"کون سی لڑکی؟"

"وہ تصویروں والی! اس کا فون آیا تھا مجھے ایک رات پہلے اور اس نے کہا کہ میں تم دونوں کے بیچ آرہی ہوں اور یہ کہ دانیال اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے مجبوری میں مجھ سے نکاح کیا ہے اور وہ کہہ رہی تھی کہ بہت جلد وہ اور تم قانونی اور شرعی طور پر بھی ایک ہو جاؤ گے۔ اس لیے تم ہمارے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ میں نے اگنور کیا اور کال کاٹ دی۔ یہ سمجھ کر کہ شاید امل یا نور میں سے کوئی میرے ساتھ پرانک کر رہی ہیں۔ مگر اگلے ہی دن شام میں وہ تصاویر آ گئیں۔ مجھے لگا کسی نے مجھے ساتویں آسمان پر لا کر اس شدت سے زمین پر پٹخا ہے کہ میں چاہ کر بھی اٹھ نہیں سکتی۔ لڑکھڑاتی خاموشی سے اپنی قسمت پر ماتم کرتی میں اپنے

کمرے میں گئی تو وہی فون کال میری منتظر تھی اور اب کی بار اس نے کہا کہ دیکھ لیں تصاویر!!! تم آگئی ہو ہمارے درمیان۔۔ میرا سر چکرا رہا تھا میں کچھ سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی میں نے گومگو کیفیت میں فون بند کر دیا۔ نجانے کتنی دیر میں وہیں رہی لاؤنج میں سے سب کے بولنے کی اور انٹی اسماء کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں مگر میں تو شکستہ حال بیٹھی تھی اور پھر جب میں باہر آئی اور تم آئے۔۔۔اور وہ سب ہوا۔۔۔میں نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ مجھے لگا مجھے ہٹ جانا چاہیے تم دونوں کے درمیان سے۔ سو میں نے وہی کرنا چاہا۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ دانیال نے قریب ہو کر اپنا کندھا فراہم کیا تو اس کے کندھے پر سر رکھے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے وہ زار و قطار رونے لگی۔ دانیال دوسرے ہاتھ سے اس کا سر سہلا رہا تھا۔

"شش! تمہیں پتا تھا نا اپنے دانیال کا۔۔ جس نے ہمیشہ تمہیں چاہا تمہیں سوچا۔ تمہیں چاہیے تھا مجھ سے پوچھ لیتی پاگل۔" وہ اسے چپ
کراوتے ہوئے ہلکا سا ڈپٹ بھی رہا تھا۔

"بس فلک۔۔۔بس کرو نا جانے اتنے آنسو کہاں سے لاتی ہو۔ آنکھوں کا برا حشر کر دیا ہے۔ ڈائین لگ رہی ہو۔" دانیال اس کے آنسو پونچھتے ہوئے مزاح انداز میں بولا۔ فلک نے آنکھیں صاف کیں اور اس کے سینے پر مکے برسانے لگی۔

"یو بد تمیز۔۔۔ڈفر۔۔۔کتنا تڑپایا مجھے۔۔پتا ہے میں تمہاری وجہ سے روئی تھی اتنا۔ میں بہت چاہتی ہوں تمہیں اور کسی قیمت پر کھو نہیں سکتی تمہیں ایڈیٹ۔" فلک خفا لہجے میں اس سے اپنی محبت کا اقرار انجانے میں کر گئی۔ دانیال کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"اور تمہیں پتا ہے میں کتنا روئی تھی جب امل کو آریان نے اپنی پسند کا ڈریس دلایا تھا اور مجھے امل کی پسند کا ملا۔" وہ منہ بسورتے بولی۔ دانیال ہنسا۔

"وہ ڈریس امل کے بھائی کی پسند کا تھا۔" دانیال نے فخریہ انداز میں کالر اٹھائے۔ فلک کی گھوری زبردست قسم کی تھی ساتھ ہی اس نے یوں دانت کچکچائے جیسے دانتوں کے درمیان دانیال ہو۔

"آج رات یہیں رکو گی؟" گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے دانیال نے پوچھا۔

"ہاں۔۔امل اور نور کے پاس۔" فلک نے کندھے اچکائے۔

"بڑی ہی کوئی بے شرم لڑکی ہو۔ سسرال والوں کا ارادہ تو تمہیں دو دن چھوڑ کر لانے کا تھا اور تم ہو کہ آج ہی سسرال آئی بیٹھی ہو۔۔بلکہ گھسی بیٹھی ہو۔" دانیال کا ارادہ اسے چھیڑنے کا تھا۔

"ہاں ہوں۔۔پر اب جیسی ہوں تمہاری ہوں۔" فلک اترائی۔

"تم واقعی شرمندہ ہو؟" دانیال نے فلحال سب بھلا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"دانیال میں غلطی پر تھی میں یہ بات جان چکی ہوں۔ میں ہار چکی ہوں میں تو آپ سے آپ جتنی محبت بھی نہیں کر پائی۔ مگر آپ ہر موسم میں ہر موقع پر آج سے مجھے اپنے ساتھ کھڑا پائیں گے انشاءاللہ! آپ سے محبت مجھ پر فرض کر دی گئی ہے اور فرض کی کوتاہی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" وہ وثوق سے بولی اور انجانے میں اپنی شرمندگی کے زیر اثر اسے "آپ" کہتی گئی۔ دانیال کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں گول ہوئے۔ ایک دم ہی وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔

"یس۔۔یس۔۔۔یس۔" وہ خوشی سے جھومنے لگا تو فلک کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔

"دماغ چل گیا ہے کیا۔" وہ حیرانی سے بولی۔

"آئے بیگم جان!! یاد کرو چھوٹی عید پر وہ کون تھی جو کہہ رہی تھی کہ میں صرف ایک بار 'آپ' بولوں گی تمہیں۔اب تمہاری مرضی ابھی سننا ہے یا پھر کبھی۔" وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔فلک کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔

"تمہارا دل رکھا ہے۔۔زیادہ شوخے نا بنو اب۔" فلک نے اسے لتاڑا۔دانیال بنا محسوس کیے ہنستا رہا۔فلک کی گھوریاں جاری و ساری تھیں۔

"اللہ پوچھے تمہیں۔" وہ اسے دھکا دیتی باہر کی طرف جانے لگی کہ اس کی کلائی دانیال کی گرفت میں آ گئی۔

"سنو۔۔۔" وارفتگی لیا انداز۔

"سناؤ؟؟" وہ اسی کے انداز میں بولی۔دانیال سر جھٹک کر ہنسا۔

"چلو گی میرے ساتھ؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"کہاں اور اس وقت؟"

"گول گپے کھانے چلتے ہیں کہیں۔" فلک ہنسی۔

"یہ عنایت کس خوشی میں؟"

"تمہارے اقرار کی خوشی میں۔" دانیال کا لہجہ خوشیاں سمیٹے ہوئے تھا۔

"تو پھر رزق کو ترساتے نہیں ہیں۔چلو۔" وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ دیے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے جا رہے تھے۔مگر فلک کی آوازیں ابھی بھی آ رہی تھیں وہ دانیال سے شکوے کرنے میں مصروف تھی۔

New Era Magazine

"تم نے آج میری تعریف نہیں کی۔" اور دانیال اسے چھیڑنے سے باز نہیں آرہا تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

اگلے روز شام چھ بجے فلک اپنے کمرے میں بیٹھی تھی اس کے دونوں پاؤں پر مہندی لگ چکی تھی ایک ہاتھ پر ابھی بھی باقی رہتی تھی۔ تبھی دروازہ کھٹکھٹا۔ عالیہ نے اندر جھانکا۔ وہ سنجیدہ نظر آنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"فلک تمہاری دوست زرینہ تمہیں ملنے آئی ہے۔" فلک حیران ہوئی۔ اس کی تو ایسے نام کی کوئی دوست نہیں تھی۔

"ہیں؟؟ بھیجیں اسے اندر ذرا اور فاطمہ (مہندی لگانے والی) آپ باہر انتظار کریں میں بلاتی ہوں تھوڑی دیر تک آپ کو۔" فلک کے کہنے پر وہ گئی تو ایک برقع پوش وجود اندر داخل ہوا۔

"ہائے۔۔۔میری دوست۔" بنا فلک کو سمجھنے کا موقع دیے بڑی احتیاط سے وہ اس کا گلے لگا۔

"کون ہیں آپ؟" فلک نے حیرانی سے پوچھا۔ تبھی اس نے نقاب اتارا۔

"ہا۔۔۔دانیال۔۔" فلک پیٹ پکڑے ہنسنے لگی۔ دانیال بھی مسکرا رہا تھا۔

"کل ناراض نا ہو تا تو یوں ملنے آنا تھا سو آج بھی آگیا۔ سوچا کوئی خلش باقی نا رہ جائے۔" اس نے آنکھ دبائی۔

"دانی تم اتنے کیوٹ لگ رہے ہو۔ آ۔۔۔۔" وہ بچوں کی طرح اسے پچکارتے ہوئے بولی۔

"کیا واقعی؟" دانیال نے برقع مزید پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں نا میں تو کہتی ہوں ایسے ہی مہندی کا فنکشن اٹینڈ کرنا۔" وہ جو اشتیاق سے اسے سن رہا تھا بدمزہ ہو کر سیدھا ہوا۔

"دیکھو تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔" دانیال نے برقع اٹھایا اور جیب سے کانچ کی چوڑیاں برآمد کیں۔

"اجازت ہے؟" دانیال نے دل کشی سے مسکراتے ہوئے چوڑیاں سامنے کیں۔ فلک نے اپنی کلائی سامنے کی تو دانیال نرمی سے اسے ایک ایک کر کے چوڑیاں پہنانے لگا۔ پھر سائیڈ پر ہو کر جائزہ لیا۔

"بہت خوب۔۔ کیا کہنے میرے۔۔ اتنی اچھی چوڑیاں لایا ہوں۔" اس نے خود کی تعریف کی۔ فلک جو اس انتظار میں تھی کہ دانیال اس کی تعریف کرے گا منہ بسورے رہ گئی۔

"ان کی کلائی میں سج کر کمال لگتی ہیں

چوڑیاں کانچ کی بڑی بے مثال لگتی ہیں"

(مریم)

دانیال اسے دیکھتے ہولے سے گنگناتے ہوئے بولا۔ فلک جی جان سے مسکرائی تبھی دروازہ کھول کر عالیہ نے اندر جھانکا۔

"ملاقات کا وقت تمام ہوا۔ شاباش اپنے گھر چلو۔" دانیال فلک کو ایک نظر دیکھتا عالیہ تک پہنچا۔

"شکریہ بھابھی۔" عالیہ بس اسے گھور کر رہ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□

آفندی مینشن کی سجاوٹ آج دیکھنے کے لائق تھی۔ مہندی کی رسم کے لیے لان کو سجایا گیا تھا اور اتنی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا کہ سجاوٹ ہر آنکھ کو خیرا کر رہی تھی۔ لان میں داخل ہونے

سے پہلے تزئین و آرائش کے لیے نصب اسٹینڈ پر پردے لپٹے ہوئے تھے۔ دائیں اور بائیں دونوں جانب مختلف رنگوں کے لالٹین رکھے گئے تھے۔ ہر درخت کی شاخ پر سجاوٹ کی گئی تھی۔ کھلے آسمان تلے چلتی روشنیاں بہت دلفریب معلوم ہوتیں۔ لان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک برقی قمقموں سے چھت بنائی گئی تھی۔ اسٹیج کی سجاوٹ بہت خوبصورت تھی۔ پیچھے ست رنگی پردے لگائے گئے تھے جن پر فاصلے فاصلے سے برقی قمقمے لٹک رہے تھے۔ ہرے پتوں کی بیل مکعب نماانداز میں اوپر سے نیچے لگی ہوئی تھی۔ بیٹھنے کے لیے بڑا سا دیوان تھا جہاں ان چاروں کو ایک ساتھ بیٹھنا تھا۔ اسٹیج کے تھوڑا آگے منی اسٹیج تھا جس کے بلکل اوپر ڈسکو لائٹ لگی تھیں۔ ارد گرد مہمانوں کے لیے میز اور کرسیاں سیٹ کیے گئے تھے۔ بڑے بڑے بوفرز لگے ہوئے تھے جنہیں ڈی جے سنبھال رہا تھا۔ لان میں رنگ بکھیرتے آنچل، قہقہے، مسکراہٹیں، گانے گونج رہے تھے۔ اپنا لہنگا سنبھالتی نور سیڑھیاں تیزی سے چڑھ رہی تھی۔ وہ بہت خوبصورت گلابی چولی جس پر سنہرا کام تھا پہنے ہوئے تھی ساتھ جامنی رنگ کا لہنگا پہن رکھا تھا پاؤں سنہری سینڈل میں مقید تھے۔ بیوٹیشن کے ہاتھ سے مہارت سے کیے گئے میک اپ نے تیکھے نقوش کو ابھار کر مزید قاتلانہ بنا دیا تھا۔ گلے میں سنہرا گلوبند، کانوں میں سنہرے جھمکے، ماتھے پہ سنہرا ٹیکا اور ناک میں ہم رنگ نتھلی بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ بھورے بال کرل کیے آدھے ایک کندھے اور باقی پیچھے کو گرائے دوسرے کندھے پر گلابی دوپٹہ سیٹ کیا گیا تھا۔ وہ دوڑ کر دانیال کے کمرے کے پاس آئی۔

"دانیال دروازہ کھولو۔۔ جلدی باہر آؤ۔۔ فلک کو باہر لانے لگے ہیں تمہیں بھی لے کر جانا ہے۔ علی، احمد اب باہر انتظار کر رہے ہیں۔" نور چلائی۔

"آیا ڈیئر۔"جواباً دانیال اندر سے چلایا۔

"پچھلی بار بھی یہی کہا تھا۔احساس ہے تم لوگوں کو آج میرا بھی نکاح ہے مگر نہیں مجھے کیا بنا کر رکھ دیا ہے۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے امل کے کمرے کی طرف گئی اور اندر جھانکا۔بیوٹیشن بس اس کے میک آپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔چشم بدور۔"وہ بے ساختہ بولی۔امل آسمانی نیلے رنگ کی چولی،پیلا لہنگا پہنے ہوئے تھی جس پر تاروں سے سنہرا کام بڑی خوبصورتی سے کیا گیا تھا۔بالوں کا جوڑا کر کے چند لٹیں کرل کیے چہرے کے دونوں اطراف گرائی ہوئی تھیں۔سر پر گلابی روپٹہ سیٹ کر رکھا تھا جس کا ایک پلو آگے کی طرف کر رکھا تھا۔جیولری کے نام پر جھمکے اور ٹیکا پہنے مہارت سے ہوئے میک اپ نے اس کے حسن کو دوآتشہ کر دیا تھا۔

"امل باجی کی پالکی آگئی ہے۔"تبھی رضیہ دوڑ کر آئی۔

"رضیہ خالہ۔۔۔دانی چلا گیا؟"نور نے انھیں روکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بیٹا ابھی نکلے ہی ہیں۔"سر ہلاتے ہوئے نور نے امل کو سہارا دے کر کھڑا کیا۔

رضیہ دروازہ کھول کر کھڑی ہوئیں۔نیچے لاؤنج میں کچھ لڑکیاں کھڑی تھیں سب ہی امل کو دیکھنا چاہتی تھیں۔امل،نور کے ہمراہ سہج سہج قدم اٹھاتی نیچے آئی۔اسماء بیگم اس کی طرف چلی آئیں۔

"میری جان۔۔۔ماشاءاللہ۔"انہوں نے اسے خود سے لپٹایا۔پھر الگ ہوئیں اور نور کو بھی گلے لگایا۔

New Era Magazine

"میری ایک بیٹی کل پرائی ہو جائے گی تو دوسری آج کسی کے نام لکھ دی جائے گی۔" وہ اپنی آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتی ان دونوں کی نظر اتارتے ہوئے بولیں۔ امل کو لیے نور باہر آئی۔ فوٹو گرافر اپنی پوزیشن سنبھال چکے تھے۔ امل کو لیے نور پالکی کے پاس پہنچی۔ نور اور کچھ کزنز نے مل کر اسے پالکی میں بیٹھایا۔ پالکی گول تھی اور گیندے کے پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی سادی مگر پیاری پالکی میں بیٹھی امل شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔ سب کزنز نے مل کر وہ پالکی اٹھائی۔ نور اور باقی لڑکیوں نے مہندی کے تھال سنبھالے۔ تھال بڑے بڑے تھے جن میں مہندی، پھول اور دیے رکھے گئے تھے۔ نور سب سے آگے تھی پیچھے دائیں، بائیں لڑکیاں اور اس سے پیچھے پالکی اٹھائے لڑکے۔ فوٹو گرافر دھڑا دھڑ تصویریں کھینچ رہے تھے۔ آفندی مینشن پہنچ کر پالکی لان میں اتاری گئی۔ امل کو ارفع بیگم نے باہر نکالا اور اس کا ماتھا چوما۔ امل کو اسٹیج پر بیٹھانے کے پانچ منٹ بعد اندر سے فلک کی پالکی اٹھی۔ نور ہی کی طرح اب کی بار عالیہ مہندی کی تھال لیے سب سے آگے تھی۔ وہ جامنی پاؤں تک آتے فراک کا ساتھ پوری جیولری پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ فلک کی پالکی تھوڑی بڑی تھی اور اسے اورنج گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ اس میں بیٹھی فلک کوئی حور پری معلوم ہو رہی تھی۔ گولڈن تلے کے کام والی چولی کے ساتھ گہرے نیلے رنگ کا لہنگا جس پر نیچے سے اوپر تک سنہری کڑھائی ہوئی تھی اور اورنج رنگ کے دوپٹہ۔۔۔ دوپٹے کا ایک پلو آگے اور ایک پیچھے کی طرف ڈالے، دائیں کندھے پر کرل شدہ بال گرائے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ مہارت سے کیے میک اپ اس کے نقوش کو ابھار کر مزید دل کش بنا رہے تھے۔ جیولری کے نام پر دانیال کے پہنائی چوڑیاں، ٹیکا اور جھمکے ہی پہنے تھے۔ فلک کو بھی لا کر امل کے کچھ ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھایا

گیا۔انھیں دیکھتی ہر آنکھ میں ستائش تھی۔انھیں بیٹھے پندرہ منٹ گزرے تھے کہ ایک دم سے ہوٹنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ ڈھول والا خوب زور لگا کر ڈھول پیٹ رہا تھا۔فہد سب سے آگے صارم کے ساتھ مل کر بھنگڑے ڈالتا لان میں داخل ہوا۔وہ کالے شلوار سوٹ میں غضب ڈھا رہا تھا۔ان کے پیچھے سب کزن اور دوست ناچتے ہوئے آرہے تھے۔ تبھی لان میں پھولوں سے سجا رکشہ داخل ہوا جسے علی (سکریٹری) چلا رہا تھا۔رکشہ پر پیچھے آریان اور دانیال کھڑے تھے دونوں کے ہاتھوں میں اسموک بومب موجود تھے۔فلک اور امل اسٹیج پر کھڑی ہو کر ہوٹنگ کرنے لگیں۔آریان اور دانیال نے کچھ دیر سب دوستوں کے ساتھ مل کر بھنگڑے ڈالے پھر اسٹیج کی طرف آئے۔آریان کو باقاعدہ دانیال کو کھینچ کر لانا پڑا تھا۔

"یار دومنٹ چھوڑنا۔"دانیال زبردستی خود کو چھڑوا کر ڈی۔جے کی طرف چل دیا اور کھینچ کر اس کا ہیڈ فون اتارا۔ڈی۔جے اس آفت پر بوکھلا کر رہ گیا۔

"کک۔۔۔کیا ہوا؟"گانے کی آواز سلو کرنے کے بعد وہ جلدی سے بولا۔

"یہ کیا بکواس گانے لگائے ہوئے ہیں؟مزہ ہی نہیں آرہا۔اس سے تو بہتر تھا ترانے لگا لیتے۔"دانیال غصے سے بولا۔

"ہیں۔۔ہیں وہ بھی ہیں میرے پاس۔لگادوں۔"وہ جلدی سے بولا۔دانیال نے اسے گھورا۔

"انیس سو کی دہائی کے چس گانے لگائے ہوئے ہیں۔"وہ نخوت سے بولا۔

"میں نے آہستہ آہستہ نئے گانوں کی طرف آنا تھا۔"ڈی۔جے ایک انداز سے بولا۔

"چلو چپ کرو سب کو پکا پکا کر وہاں تک آنا تھا۔تم وہ والا گانا لگادو کیا تھا وہ۔۔۔۔"دانیال نے اپنی آئیبرو کھرچی۔پھر کچھ یاد آنے پر آنکھیں چمکیں۔

"بیلاچاؤ۔۔۔!!!وہ ہے ناتمہارے پاس۔"

"ہاں ہے شکر ہے۔۔۔وہ میرے پاس ہے۔"ڈی۔جے جلدی سے بولا۔

"ہاں وہ چلاد و جب تک میں نا کہوں بند نا کرنا۔"دانیال کہہ کر "بیلاچاؤ" چلواکرا سٹیج کی طرف آیا۔فلک ہنسی۔وہ بھی ایسے گانوں سے بور ہورہی تھی۔اسٹیج کے پاس ہی آریان بھی اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔دانیال نے سفید شلوار قمیض کے ساتھ خاکی رنگ کا واسکوٹ پہن رکھا تھا اور ایک کندھے پر گرے شال ڈال رکھی تھی جو وہ کب سے اتر چکا تھا۔بال ایک طرف جمائے وہ شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ بہت پیارا لگ رہا تھا۔آریان نے سفید قمیض کے ساتھ سفید تنگ پاجامہ اور پیلی واسکوٹ پہن رکھی تھی،بال دانیال کی طرح ایک طرف جمائے سنجیدہ صورت میں ہلکی جان لیوا مسکراہٹ لیے وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا۔امل اور فلک نے ہاتھ بڑھا کر دونوں کو اسٹیج پر چڑھایا تو خوب ہوٹنگ ہونے لگی۔اس کے بعد رسم شروع ہوئی۔جس میں سب شادی شدہ جوڑے اسٹیج پر آتے اور ان پر پیسے وار کر ان کے ہاتھوں میں پکڑے پتوں پر مہندی لگاتے اور انہیں برفی کھلاتے۔دانیال اور فلک تو بہت ہی ذوق وشوق سے برفی کھاتے۔

"فلک ہر کوئی ایک برفی کیوں کھلا رہا ہے؟"دانیال کے لہجے میں افسوس تھا۔

"مجھے بھی یہ بات بہت بری لگ رہی ہے۔"فلک بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"تم دونوں اپنی چونچیں لڑانا بند کرو گے؟"آریان نے ان دونوں کو جھڑکا۔دانیال بدمزہ ہوا۔

امل اور فلک درمیان میں جبکہ دانیال اور آریان دائیں بائیں جانب بیٹھے تھے۔

"دیکھ آریان اگر تونے اب ہمیں کچھ کہا نا تو ہم دونوں نے یہیں سے اٹھ کر چلے جانا ہے۔"دانیال نے دھمکی دی جو کارآمد ثابت ہوئی۔

آریان خاموش ہو گیا مبادا وہ دونوں واقعی اٹھ کر نا چلے جائیں اور ان سے اس بات کی پوری امید کی جاسکتی تھی۔

دوسری طرف نور کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نکاح کے بعد وہ فہد کے ساتھ یہ رسم کرے گی اسی لیے وہ اب تک اسٹیج پر نہیں آئی تھی۔ نور اسٹیج کے بائیں جانب کھڑی تھی جب نظر فہد پر پڑی۔ اس کی نیلی آنکھیں بھی آج خوب مسکرا رہی تھیں۔ نور نے فوراً کلچ سے اپنا موبائل نکالا اور باگڑ بلا والے نمبر پر میسج کرنے لگی۔

"آئے تندوری چکن سنا۔" فہد اِدھر اُدھر پھرتا گھن چکر بنا ہوا تھا۔ جب دو منٹ کے لیے شاہزیب صاحب کے ساتھ جا کر بیٹھا تو موبائل نکالا۔ سامنے ہی "مائن" کے نمبر سے میسج اسکرین پر جگمگا رہے تھے۔ فہد نے سیدھے ہوتے ہوئے فوراً موبائل نکالا اور میسج کھولا۔ میسج پڑھ کر وہ بیچارا سرخ پڑ گیا۔ نور اسے جب تندوری چکن کہتی تو اسے پلین کے سب واقع یاد آنے لگتے تھے۔

"جی فرمائیں؟" اس نے جوابی کاروائی کی۔ یہ سوچ بہت مسرور کر رہی تھی کہ وہ دشمنِ جان جو آج دل کو پاگلوں کی طرح دھڑکائے جا رہی تھی کچھ ہی دیر میں مکمل طور پر اس کے نکاح میں آنے والی تھی۔ نور اسی کے میسج کے انتظار میں تھی۔ فوراً میسج پڑھا اور ٹائپنگ کرنے لگی۔

"بڑے لشکارے مار رہے ہو جناب۔" نور نے شرارتی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے میسج بھیجا۔ اس کا میسج پڑھ کر فہد جی جان سے ہنسا۔ شاہزیب صاحب نے اس کی طرف آئبرو اچکا کر دیکھا۔ وہ کھسیا گیا پھر اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں مگر اسے وہ کہیں نظر نہیں آئی۔

"تم کہاں ہو؟" فہد نے جلدی سے میسج لکھا۔ نور اس کا میسج پڑھ کر مسکرائی۔

"اسٹیج کی بائیں جانب فرسٹ ٹیبل کے ساتھ کھڑی ہوں۔" فہد نے جلدی سے ادھر دیکھا۔اسے وہ اپنی مکمل خوبصورتی کا ساتھ کھڑی نظر آئی۔ فہد کے دیکھنے پر نور نے فلائی کس بھیجی۔ فہد لمحے کے ہزارویں حصے میں سٹپٹایا اور نظروں کا رخ موڑ لیا۔

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟ فوراً تعریف کرو میری اور دل کھول کر تعریف کرنا کنجوس اے۔سی۔پی۔" فوراً سے اس کا میسج آیا۔

"وہ نکاح کے بعد کروں گا۔" فہد کا میسج پڑھ کر نور نے منہ بنایا۔

"نکاح کے بعد کیوں کرو گے۔ابھی کرو تعریف۔" وہ بھی نور تھی۔انتہا کی ڈھیٹ۔

"تب مجھے تمہاری تعریف کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ابھی نہیں ہے۔" فہد نے اسے لاجواب کر دیا۔خاموشی سے اس نے فون کلچ میں منتقل کر دیا۔ان چاروں کی رسم کے بعد نکاح خواں آ گیا۔ پھر دانیال کو مجبوراً اُڈی۔جے کو اشارہ کرنا پڑا۔ بیلا چاو بند ہونے پر سب نے سکون کی سانس خارج کی۔ ورنہ سب ڈر رہے تھے کہ کہیں وہ مہندی کا فنکشن چھوڑ کر چلے نا جائیں۔ نکاح کے لیے فہد اور نور کو اسٹیج پر لایا گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ نکاح خواں نے نکاح کا آغاز کروایا۔ سب سے پہلے نور سے ایجاب و قبول کروایا گیا۔

"نور اظہر ولد اظہر احمد آپ کا نکاح فہد قریشی ولد بخت قریشی کے ساتھ بعوض حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

(میرا نام نور اظہر ہے۔

کیا میں نے پوچھا؟

پر میں نے تو بتا دیا نا۔

شان بے نیازی سے بولتی وہ نور تھی۔

مس آپ کو ایک بات بتاتا جاؤں کہ آپ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی پاگل، بدتمیز بھی ہیں۔

(فہد کا چڑاتا لہجہ پاس گونجا)

خیالوں میں کھوئی وہ ہنسی پھر سب کی نظریں خود پر جمی دیکھ کر سر ہلایا۔اس کے بعد فہد سے ایجاب و قبول کروایا گیا۔

"فہد قریشی ولد بخت قریشی آپ کا نکاح نوراظہر ولد اظہر احمد کے ساتھ بعوض حق مہر ایک لاکھ سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

(کیا تندوری چکن ہے!

سنو تم شادی شدہ ہو؟

ہا مجھے پہلے بتاتے کہ تم اردو بول سکتے ہو۔

آپ پردہ کرتے ہیں؟

ہائے میرا ابا گڑبلا!)

وہ سر جھٹک کر مسکرادیا اور سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں محبت سموئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"قبول ہے۔" بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ فہد قریشی نے نوراظہر کو اپنی زندگی میں خوش آمدید کہا تھا۔اس کے بعد سب باری باری آکر ان دونوں کو مبارک باد اور تحفے دے رہے تھے جسے مسکراتے ہوئے وہ دونوں قبول کررہے تھے۔انہوں نے مل کر ان چاروں کی رسم

کی۔اس کے فوراً بعد ویٹر بوفوں میں کھانا رکھنے لگے۔آریان قدرے جھک کر امل کے کان کے پاس بولا۔

"امل ابھی تمہارا بھائی مجھے کہے گا۔آریان ہمارے لیے کہیں اور کھانے کا بندوبست کر دو۔"اور ابھی وہ کہہ کر بمشکل سیدھا ہوا کہ دانیال

ہو بہو ایسے ہی بولا۔آریان نے جتاتی نظر امل پر ڈالی جو مسکراہٹ دبانے کے چکر میں دوہری ہو رہی تھی۔آریان نے وہیں بیٹھے بیٹھے فہد کو اشارہ کیا جو انہیں کی طرف چلا آیا۔

"فہدان جنات کے لیے کہیں اور کھانے کا انتظام کروا دو۔اسٹیج پر بیٹھ کر کھاتے یہ کہیں سے بھی دلہن دولہا نہیں لگیں گے۔الٹا لوگوں کو ہی خوف محسوس ہوگا۔"فہد نے ایک نظر دانیال اور فلک پر ڈالی جو دانت نکوستے ہوئے زور و شور سے سر ہلا رہے تھے۔بھوکے پن کی اگر کوئی تعریف تھی تو وہ ان دونوں سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہوتی تھی۔فہد نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے سوچا۔تبھی صارم وہاں چلا آیا۔

"دانیال،فلک اس سے پہلے تم لوگ کچھ کہو بابا وغیرہ کے کہنے پر تم لوگوں کا کھانا اندر ڈائننگ ٹیبل پر لگایا جا چکا ہے۔"صارم کے کہنے پر ان دونوں کے سوا سب ہنس دیے۔

"بھائی یہ کہہ چکے ہیں۔"امل نے مسکراتے ہوئے کہا۔صارم اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔

"اب جاؤ بھی تم دونوں۔"صارم ان کی طرف مڑا تو اسٹیج خالی تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے داخلی دروازے سے اندر جاتے نظر آئے۔

"اُفف یہ دونوں۔۔"فہد بڑبڑایا۔

"عجوبے ہیں نا۔"آریان نے فقرا مکمل کیا تو وہ سب ہنس دیے۔کھانا سب نے خوش گوار ماحول میں کھایا۔فلک،دانیال بھی سب کے کھانا کھانے کے بعد اندر سے ہشاش بشاش چلتے آرہے تھے۔دور کھڑے ویٹر نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔وہ انھیں کھانا سرو کرتا رہا تھا اور وہ یہ دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں انسان تو بالکل نہیں ہو سکتے۔دانیال اور فلک منی اسٹیج کی طرف چلے آئے۔نور اور فہد اسٹیج پر ڈانس کر رہے تھے اور خوب ہوٹنگ ہو رہی تھی۔امل اور آریان بھی وہیں کھڑے ہوٹنگ کر رہے تھے۔نور اور فہد بہت پرفیکٹ اسٹیپس لے رہے تھے۔وہ دونوں دلبر گانے کے عریبک ورژن پر ڈانس کر رہے تھے۔وہ اتنا اچھا ڈانس کر رہے تھے کہ یوں لگتا جیسے وہ دونوں پریکٹس کرتے رہے ہوں۔مگر انہیں کون بتائے کہ واقعی ان دونوں نے آن لائن ویڈیو کال پر پریکٹس کی تھی۔یہ بھی نور دی گریٹ کا آئیڈیا تھا۔ان کے بعد امل اور آریان نے مل کر کپل ڈانس کیا۔

بے سر پیر کی باتیں کر رہا ہوں
گھر ہو کر بھی بے گھر پھر رہا ہوں
تارے گن گن دن کو رات
رات کو دن کر رہا ہوں
تو پوچھ نیو حال فقیراں دا
ملے آج ماہی میرا مینو ملیا
میں شکر مناواں تقدیراں دا

New Era Magazine

ڈسکو لائٹس ماحول کو مزید دلفریب بنا رہی تھیں۔ان چاروں نے پریکٹس کی تھی اس لیے وہ دونوں بھی بہت اچھا ڈانس کر رہے تھے۔اس کے بعد کچھ کزنز نے ڈانس کیا۔پھر فلک اور دانیال میدان میں اترے۔ان دونوں نے "شکر ونڈارے مورا پیا مجھے ملن آیو" گانے پر زبردست پرفارمنس دی۔جسے سب نے سراہا۔اس کے بعد امل،فلک،نور نے "اکھیاں نے لکھے لو ولیٹر" گانے پر ڈانس کیا اور ان کے ساتھ کچھ کزنز بھی تھیں۔اس کے بعد صارم،عالیہ،سب بڑوں نے بھی ڈانس کیا۔آخر میں آریان،فہد،دانیال نے "منڈیاں تو بچ کے رہیں" گانے پر ڈانس کیا جو سب پر بھاری رہا۔تقریب ختم ہونے سے پہلے ڈھول والے نے خوب ڈھول پیٹا اور سب لڑکوں نے ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالے۔رات ایک بجے فنکشن تمام ہوا۔مہمانوں کے جانے کے وہ سب لان میں بیٹھے تھے۔رشتے دار تو اندر جا کر شاید سو گئے تھے یا چائے ٹائم چل رہا تھا۔مگر کچھ کزنز اِدھر اُدھر بیٹھے گپوں میں کوئی موبائل چلانے میں مصروف تھا۔فہد دانیال اور آریان کے ساتھ بیٹھا تھا دانیال کی گود میں سویا ہوا صائم تھا مگر وہ کسی صورت عالیہ کو اسے دینے پر راضی نہیں تھا۔تھک ہار کر عالیہ خود اندر چلی گئی۔ تبھی فہد کو نور کا میسج آیا۔

"اب کر دو تعریف۔"ساتھ میں دو مسکینت دکھاتے ایموجی تھے۔جب امل اور فلک اندر گئیں تھیں تب وہ امل کے ساتھ آفندی مینشن چلی گئی تھی۔اس کا میسج پڑھ کر فہد مسکرایا۔

"چیلنج تو نہیں کیا نا؟"فہد نے میسج ٹائپ کیا فوراً اس کا رپلائی آیا۔

"نہیں کیوں؟"

"پھر ذرا باہر آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں وہیں تمہارا۔"فہد کا میسج پڑھ کر نور کو حیرانی ہوئی۔

New Era Magazine

"جناب ایک تعریف کرنی ہے بس اور اس کے لیے باہر آنے کی کیا ضرورت ہے؟"نور نے جانچتے لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہے اگر ابھی آج نہیں آئی تو بھول جانا مستقبل میں کبھی میں تمہاری تعریف کروں گا۔"فہد کے کہنے پر نور کو اپنے سامنے مستقبل ایک فلم کی طرح چلتا نظر آنے لگا۔وہ بہت خوبصورت لباس میں میک اپ کیے زیور پہنے فائلز میں الجھے فہد کے پاس کھڑی تھی۔

"فہد میں کیسی لگ رہی ہوں۔"

"چڑیل۔"نور ہڑبڑا کر سوچوں سے نکلی۔

"تم آئے نہیں فہد میں یہاں باہر کھڑی سوکھ سوکھ کر مر جھا گئی ہوں۔"ساتھ ہی وہ لہنگا سمبھالتے باہر کو دوڑی سامنے اسماء بیگم کچن سے نکل رہی تھیں۔

"میری جان ڈریس چینج نہیں کیا اور کہاں جا رہی ہو؟"انہوں نے اسے سر تا پیر دیکھا۔

"ینگ لیڈی میرا تازہ تازہ شوہر مجھ سے ملنا چاہتا ہے وہ باہر انتظار کر رہا ہے میں آتی ہوں اس سے مل کر۔۔۔"نور دوڑ کر باہر آئی۔گیٹ کھول کر وہ باہر نکلی تو سامنے فہد اِدھر اُدھر چکر کاٹتا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"جلدی تعریف کر دو۔"وہ پھولے ہوئے سانسوں میں بمشکل بول پائی۔فہد نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔

"چلو چلتے ہیں۔"فہد نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔

"پر کہاں؟"نور حیرانی سے اس کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے بولی۔

"ہمارے گھر۔۔۔فہد ولا۔" فہد دلکش انداز میں بولا۔نور نے اسے گھورا۔

"دو نمبر اے۔ سی۔پی ابھی صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں ہوئی جو اتنا فری ہو رہے ہو۔" نور نے اسے لتاڑا۔ فہد سر جھٹک کر رہ گیا۔

"دو نمبر ہوں یا تین نمبر اب تو بس تمہارا ہوں۔" وہ فہد ہی کیا جسے اثر ہو جائے۔

"تم نکاح کے بعد خاصے فری نہیں ہونے لگے۔" نور شکی انداز میں اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"تم نکاح سے پہلے بھی بہت تھی۔" فہد بڑبڑایا۔

"کچھ کہا؟" نور کڑے تیوروں سے بولی۔ فہد نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

"میری اتنی جرت کہ میں تمہیں کچھ کہہ دوں۔" وہ منمنایا۔

"پندرہ منٹ سے ایک منٹ اوپر نہیں۔۔۔آئی سمجھ۔" فہد ولا کا داخلی دروازہ عبور کرتی وہ اسے وارن کرنا نا بھولی۔

"جو حکم جناب۔" فہد نے سر خم کیا۔ نور ستائشی انداز میں ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ گھر بہت پیارا ڈیکوریٹ ہے۔ کس نے کیا؟" نور اس کی جانب مڑی۔

"بینش نے کیا ہے۔" فہد اس کی طرف نرم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہاں بینش سے یاد آیا۔۔وہ کچھ بولے گی نہیں تمہارے نکاح پر جو اس کی غیر موجودگی میں ہوا۔" اس کی بات پر فہد ہنسا اور موبائل کی اسکرین پر انگلیاں گھمائیں۔

"یہ سنو۔" ایک آڈیو میسج چلا کر اس نے نور کی طرف موبائل بڑھایا۔ بینش کی کھنکتی آواز فون اسپیکر سے آنے لگی۔

"شاباش بھائی۔۔۔بہت اچھا فیصلہ ہے۔نور بہت اچھی اور پیاری ہے اور معصوم بھی۔ہاں تھوڑی شرارتی ہے مگر میرے سنجیدہ سے بھائی کے ساتھ سوٹ کرے گی۔میری فکر مت کریئے گا نکاح پر نہیں ہوں تو کیا شادی میں مس نہیں کروں گی۔"

"ہاہاہا۔۔اسے کس نے کہا میں معصوم ہوں؟"نور نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔بے اختیار فہد ہنسا۔نور نے مبہوت ہو کر اسے دیکھا۔"

"تمہیں پتا ہے تمہاری مسکراہٹ اتنی خوبصورت ہے اسی لیے بار بار ہنس رہے ہو۔۔۔کچھ میرے کمزور دل کا خیال کرلو۔"نور کی دہائی پر اس نے بمشکل مسکراہٹ دبائی ورنہ وہ پھر شروع ہو جاتی۔

"بیچاری بینش کو ایک یہی بات پتا نہیں ہے کہ تم معصوم نہیں ہو۔"

"مینشن ناٹ۔۔۔جیسے کہ ایک بار پہلے بھی کہا تھا خوبصورت لڑکوں کی طرف سے کی گئی عزت افزائی کو تو میں تعریف سمجھ کر قبول کرتی ہوں۔"نور نے ماتھے تک ہاتھ لے جاتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

"آؤ اب کیا یہیں کھڑی رہو گی؟"

"اب کہاں؟"نور نے آنکھیں گھمائیں۔

"نور ڈیئر۔۔۔تم کافی بناؤ گی پھر بیٹھ کر میں تمہاری تعریف کروں گا۔"فہد نے اسے یاد دلانا چاہا۔

"اے۔سی۔پی بھول جاؤ میں کافی بناؤں گی۔میں تمہاری تازی تازی بیوی ہوں مجھ سے کام کرواؤ گے۔شرم نہیں آتی تمہیں؟ چلو شاباش کافی بناؤ اور بالکونی میں لے آنا میں تب تک سارا

گھر دیکھوں گی۔"نور اسے آنکھ مارتی وہاں سے چلی گئی۔ فہد پاؤں پٹختا کچن کی جانب چل دیا۔سارا گھر دیکھنے کے بعد نور بالکونی میں آگئی۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں اور ماحول کو مزید دل فریب بنا رہی تھیں۔آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے نور نے رب کا شکر ادا کیا جس نے اسے بے شمار اور بے لوث رشتے عطا کیے تھے اور اتنی محبت کرنے والا شوہر۔

مگر وہ اپنے اے۔ سی۔ پی کو ہمیشہ تنگ کرے گی۔ یہ سوچ ذہن میں آتے ہی چہرے پر شرارتی مسکراہٹ چھائی اور وہیں سے کمرے کی جانب منہ دے کر وہ اونچی آواز میں چلائی۔

"دو نمبر اے۔ سی۔ پی بکرے کے پائے گلا رہے ہو؟"دانت پیستے اس کے ٹھنڈے طنز کو برداشت کرتے ہوئے فہد کافی کے کپ تھامے بالکونی میں چلا آیا۔نور نے منہ بسورتے ہوئے کپ پکڑا۔

"کنجوس۔۔۔ساتھ کچھ لے آتے۔"وہ منہ بگاڑ کر بولی۔فہد نے کپ سائیڈ پر رکھا۔

"محترمہ میں بھی تمہارا تازہ تازہ شوہر ہوں۔ مگر تم نے مجھ پر ذرا رحم نہیں کیا۔اب نیچے کچن ہے فریج بھی ادھر ہی ہے جو لینا ہے لے لو جا کر۔"فہد نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے۔نور نے اسے گھورا پھر وہ خاموشی سے کافی پینے لگی۔ فہد منتظر رہا کہ وہ کافی پر کوئی کمپلیمنٹ دے مگر وہ خاموشی سے باہر نظریں جمائے کافی پی رہی تھی۔ناک کی نتھ کب کی اتار دی تھی جو کان کے ساتھ ہی جھول رہی تھی۔

"اچھا اب میری تعریف کر بھی دو۔"نور نے کافی کا کپ ایک طرف رکھا۔

"کروں؟"فہد نے آئیبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"اف کورس!"

اگلے ہی لمحے اپنے قریب آتے فہد کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھتی وہ پیچھے دیوار سے جا لگی۔ فہد اس سے دو قدم کے فاصلے پر رکا اور اس کی آنکھوں میں سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔ نور پہلی بار اس کے سامنے بھیگی بلی بنی تھی۔ انگلیاں چٹخاتے سر اٹھا کر اس نے فہد کو دیکھا۔ اسے فہد کی نیلی ساحر آنکھوں میں اپنے لیے محبت، عزت نظر آئی۔ نیلی آنکھیں چیخ چیخ کر اس کی خوبصورتی بیان کر رہی تھیں۔

"میری نظر سے دیکھو تو دنیا کی حسین لڑکی ہو تم۔ تھوڑی کھسکی ہو مگر فہد قریشی وعدہ کرتا ہے پورا نا صحیح گزارے لائق تمہیں اپنے رنگ میں رنگ دے گا۔ نکاح مبارک مسز۔" اپنے کانوں کے پاس اس کی میٹھی سرگوشی سن کر اس کا دل ایک سو بیس کی رفتار پر دوڑنے لگا۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کی ضد کرنے لگا۔ اس پر تضاد باقی رہتی ہمت اپنے ماتھے پر فہد کا محبت بھرا لمس محسوس کر کے دم توڑ گئی۔ فہد کو سائیڈ پر ہٹا کر وہ دوسری طرف رخ کیے کھڑی ہو گئی۔ کانپتے ہاتھوں کو بھینچ کر اس نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی ناکام سی کوشش کی۔ پھر منمنائی۔

"تم واقعی دو نمبر اے۔ سی۔ پی ہو۔" اس کی بات پر فہد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

رخصتی کے فنکشن کا انتظام ہال میں کروایا گیا تھا۔ ہال کو بہت خوبصورتی سے نفیس طریقے سے سجایا گیا تھا۔ ایک ہی طرح کے دو اسٹیج بنائے گئے تھے۔ رخصتی کا فنکشن شام کے ٹائم رکھا گیا تھا۔ نور گیارہ بجے کے قریب ہی امل اور فلک کو لیے پارلر چلی گئی تھی۔ برات علیحدہ علیحدہ آنا

New Era Magazine

تھی مگر ایک ساتھ آنا تھی۔ دانیال اور آریان دونوں ہی اپنا سارا سامان لیے فہد والا تیار ہونے جا چکے تھے۔ شام پانچ بجے کے قریب مہمان آنے لگے۔ اسماء بیگم، عائشہ بیگم پہلے ہی ہال آ چکی تھیں عالیہ بھی ان کے ساتھ آئی تھی۔ وہ تینوں مہمانوں کو ویلکم کر رہی تھیں۔ عالیہ نے ایک طرف ہو کر نور کو فون کیا۔

"نور تیار ہو گئی ہو تم اور وہ دونوں؟"

"ہاں آپی ہو گئی ہیں بس فلک کے میک اپ کو فائنل ٹچ دیا جا رہا ہے۔" نور کی چہکتی آواز فون اسپیکر سے ابھری۔

"میں فہد کو بھیجتی ہوں۔ دس منٹ کافی ہیں نا؟" عالیہ کے کہنے پر دوسری طرف نور کے مثبت جواب پر عالیہ نے فون بند کیا۔ پھر کال لوگ سے فہد کا نمبر ملایا۔

"فہد آریان اور دانیال تیار ہو گئے۔"

"ہاں جی ہو رہے ہیں۔ ابھی بھی دونوں میرے کمرے میں گھسے کمرے کا حشر نشر کر رہے ہیں اور تیار کم ہو رہے ہیں۔ انھیں ابھی مزید پندرہ منٹ درکار ہیں۔ اس کے بعد ہی برات نکلے گی۔ گاڑیاں تو مینشنز میں ہی کھڑی ہیں۔" فہد نے اسے مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"ہاں ٹھیک ہے تم پہلے لڑکیوں کو پارلر سے لے کر ہال ڈراپ کرو۔" عالیہ جلدی جلدی بولتی کال کاٹ گئی۔

"جو حکم۔" فہد نے سر خم کیا اور کی رنگ اٹھائے بغیر ان دونوں کو بتائے چلا گیا کہ ان دونوں کو بتاتا تو کوئی شک نہیں تھا وہ دونوں اسی کے ساتھ گاڑی میں چڑھ جاتے۔

پارلر سے لڑکیوں کو لے کر ہال چھوڑنے کے بعد وہ واپس آیا تو آریان تیار ہو کر لاؤنج میں بیٹھا تھا۔اس نے گولڈن شیر وانی کے ساتھ سفید پاجامہ اور گولڈن ہی کھسہ پہن رکھا تھا۔ بال ایک طرف جمائے، ہلکی بڑھی شیو میں اپنی جان لیوا مسکراہٹ کے ساتھ وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا۔ میرون کُلّا ایک طرف رکھا تھا۔ جو تھوڑی دیر تک پہننا تھا۔

"ماشاءاللہ۔ میرے دوست کو کسی کی نظر نا لگے۔ وہ آفت کہاں ہے؟" تبھی اندر کمرے سے دانیال کی چنگاڑتی آواز آئی۔

"یہ کُلّا کون سی مصیبت ہے۔ مجھ سے پہنا نہیں جارہا۔" فہد نے آریان کو دیکھ کر ایک آنکھ دبائی۔

"اچھا ٹھیک ہے نا آؤ۔۔ تم یہیں رہ لو۔۔۔ فلک نہیں ملنی پھر۔" فہد کے کہنے کی دیر تھی کہ گرتے پڑتے دانیال دوڑتا ہوا آیا۔ ٹیڑھا کیے سر پر کسی طرح جمانے کی بہت ناکام سی کوشش کی گئی تھی۔ خاکی رنگ کی شیر وانی کے ساتھ سفید تنگ پاجامہ اور پاؤں میں پہنا میرون کھسہ، ایک کندھے پر میرون کڑھائی والی شال ڈال رکھی تھی جو پیچھے سے لے جا کر دوسرے بازو پر ڈالی گئی تھی۔ وہ ہانپتا کانپتا بے صبروں کی طرح دروازے کی جانب دوڑا۔

"چلو جلدی کرو فلک میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ جلدی کرو یار۔" انہیں وہیں جماد یکھ کر چلا اٹھا۔ وہ دونوں اسے گھورتے ہوئے اس تک آئے۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ آفندی اور شاہزیب مینشن چلے آئے۔ جہاں سے اپنی، اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر برات کو نکلنا تھا۔ برات پہلے ہی منتظر کھڑی تھی دونوں بڑوں سے پیار اور دعائیں لے کر اپنی، اپنی گاڑیوں میں بیٹھے۔ احمر بھی دانیال کے بلانے پر آیا تھا۔ دانیال کی گاڑی وہ چلا رہا تھا اور فہد آریان کی گاڑی چلا رہا تھا۔ برات

New Era Magazine

ہال پہنچی وہیں برائیڈل روم میں تیار بیٹھی امل اور فلک نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ جہاں دانیال اور آریان فہد کے ساتھ ملے ڈھول کی تھاپ پر زور و شور سے بھنگڑے ڈال رہے تھے۔امل اور فلک ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔

"یہ پاگل ہو گئے ہیں؟"امل ہنستے ہوئے بولی۔

"یار پہلی اور اکلوتی شادی ہے میرا تو خود بھنگڑا لڈی سب اچھل اچھل باہر آرہا ہے بڑے زوروں کا ڈانس آرہا ہے۔" فلک ساتھ ہی ساتھ تھوڑا تھوڑا ناچ بھی رہی تھی۔امل نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ ناچنے لگیں۔

"کتنی بے شرم ہیں ہم۔"امل نے رک کر لقمہ دیا۔

"ہاں ان سے کم ہیں۔" فلک نے باہر کی جانب اشارہ کیا۔جہاں دانیال کی بس اب نیچے لیٹ کر ڈانس کرنے کی کثر رہ گئی تھی۔کل کی طرح آج بھی ناجانے شال کہاں پڑی اپنی ناقدری کو رو رہی تھی۔مگر اسے تو کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔آریان،احمر اور فہد تو نارمل انداز میں بھنگڑے ڈال رہے تھے۔

"یار میرا دانی کتنااااا پیارا لگ رہا ہے۔"

"توبہ ہے لڑکی ذرا شرم کو ہاتھ مارلو۔" تبھی انہیں پیچھے عائشہ بیگم کی چنگاڑتی آواز سنائی دی۔

"آہی نہیں رہی شرم۔"وہ شرمانے کی بہت ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"یہ میرا اپنا جوتا ہے اور اس نے ابھی ٹیسٹ ڈرائیو نہیں کیا ابھی ماروں گی نا عقل آجائے گی۔" فلک نے ہنستے ہوئے تالی بجائی۔

"امل لگ رہا ہے کہ میری آج شادی ہے جیسے امی اپنی فلائنگ چپل لیے کھڑی ہیں۔ مجھے امید تھی اور نہیں تو کم از کم میری شادی والے دن امی مجھے بخش دیں گی مگر دیکھ لو۔۔ نہیں دیکھو ذرا۔" فلک نے عائشہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امل سے کہا۔امل دبے انداز میں ہنسی۔ "کرے تمہاری اپنے ہی جیسی ایک بیٹی ہو فلک اور تمہیں لگ پتا جائے کہ تم کیا چیز تھی۔" اسماء بیگم کانوں کو ہاتھ لگاتی مزاح کے انداز میں

بولیں۔ مگر کون جانے کے کچھ باتیں حقیقت کا روپ بھی دھار لیتی ہیں۔ فنکشن کمبائن تھا۔اس لیے برات آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد امل اور فلک کو لینے اندر آ گئے۔ مگر فلک نے کھانا کھائے بغیر اٹھ کر باہر جانے سے انکار کر دیا۔ جس پر عائشہ بیگم کا ہاتھ اپنی جوتی تک جاتے جاتے رک گیا۔ پھر مرتے کیا نا کرتے صرف امل کو لیے نور باہر آئی۔سب کی نظریں دو دلہن دیکھنے کی منتظر تھیں ایک دیکھی تو چہ مگوئیاں کرنے لگے۔نور امل کو لیے اسٹیج کی طرف بڑھی جو سہج سہج قدم اٹھاتی اسٹیج تک آ رہی تھی۔اس کے ہر اٹھتے قدم پر آریان کو اپنی دھڑکن بڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ لگ ہی اتنی دل فریب رہی تھی کہ اس پر پڑنے والی ہر نظر جھکنا بھول رہی تھی۔ میرون رنگ کا لہنگا اور اوپن شرٹ اس پر بہت جچ رہی تھی میرون رنگ لال کا شیڈ دے رہا تھا۔مہارت سے ہوئے میک اپ اور مالا سیٹ اسے مزید دل کش بنا رہے تھے۔ نظریں جھکائے وہ اسٹیج تک آئی تو آریان نے ہاتھ بڑھا کر اسے اسٹیج پر چڑھنے میں مدد دی۔ فوٹو گرافر ہر لمحہ کیمرے میں محفوظ کر رہے تھے۔وہیں دانیال بے صبری سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اس کی حالات سے حظ اٹھاتی نور دانیال اور فلک کے لیے سجائے اسٹیج تک پہنچی۔

"دانیال۔" وہ بہت عجیب سی آواز میں بولی تو دانیال کے دل کو دھڑکا لگا۔

"کک۔۔کیاہوا۔۔فلک کدھر ہے وہ کیوں نہیں آئی؟"وہ جلدی جلدی بولا۔

"دانیال اس نے رخصتی سے منع کردیا۔"وہ آنکھیں پٹپٹائے معصومیت سے بولی۔دانیال کو لگا اس کادل بند ہو جائے گا۔

"ایسے کیسے کر دیامیں ابھی جاکراس سے پوچھتاہوں۔"وہ ایک دم سے کھڑاہو کر نیچے کی طرف بڑھنے لگاکہ آریان کے کان میں کچھ کہہ کر فہد تیزی سے اس کی طرف آیا۔

"کدھر منہ اٹھایاہوا ہے؟"فہد کڑے تیوروں سے بولا۔نور نے ایک نظر فہد کو دیکھا۔اس کا تعریف کرنایاد آیاتوپل بھر میں وہ سرخ ہوئی مگر جلد اپنی حالت پر قابو پایا۔واسکوٹ اور سفید بوسکی کے سوٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہاتھا۔

"نور نے کہاکہ۔۔فلک۔۔۔۔نے رخصتی سے انکار کردیا۔"فہد نے ایک نظر نور کو دیکھاجو اس کے دیکھنے پرادھر اُدھر دیکھنے لگی۔رائل بلیو اچھی فراک اور گھرارے پہنے بال پشت پر ڈالے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"کس کی بات پر یقین کیاہے تم نے؟"فہد نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔وہ ابھی اندر فلک کی باتیں سن کر آرہاتھاجس کا کہناتھاکہ کھاناکھائے بغیر وہ یہاں سے باہر نہیں جائے گی۔

"کیامطلب؟"دانیال کے پوچھنے پر فہد نے اسے سب بتایاتودانیال فخر یہ انداز میں مسکرایا۔

"مجھے اپنی پسند پر فخر ہے۔میں بھی جارہاہوں اپنی بیوی کے پاس۔ہم کھاناکھاکر ہی ایک ساتھ آئیں گے۔"وہ فہد کے روکنے کے باوجود بھی سب کی نظروں سے کس طرح بچ بچاکر برائیڈل روم میں چلاآیا۔دروازہ کھول کر اندر جھانکاتوایک پل کے لیے فلک کو مکمل دلہن بنادیکھ کر اس کادل شدت سے دھڑکا۔وہ اپنے حنائی ہاتھوں سے ناک کی نتھ کھول رہی تھی تاکہ کھانے میں

آسانی ہو۔لانگ اوپن ڈارک میرون فراک کے ساتھ گولڈن لہنگااور خوبصورت سیٹ پہنے،فل برائیڈل میک اپ میں وہ دانیال کے دل پر قیامت ڈھا رہی تھی۔بے اختیار دانیال نے دل پر ہاتھ رکھا۔فلک نے چونک کر سر اٹھایااور دانیال کو دیکھا۔دانیال آئے گا اس بات پر اسے یقین تھا وہ جی جان سے مسکرائی۔تو دانیال دل پکڑے صوفے پر دھپ سے گرا۔

"ہائے میاں جی تمہیں کیا ہوا؟"وہ دوڑ کر اس کے پاس آئی۔

"تمہاری جان لیوا مسکراہٹ دیکھی ہے تو لگ رہا ہے کہ سانس آنا بند ہو گئی ہے۔"وہ فلمی انداز میں بولا۔فلک نے اسے گھورااوراس کے کندھے پر دھپ رسید کی۔دانیال بلبلا کر رہ گیا۔

"کتنی اوور ایکٹنگ آتی ہے تمہیں۔"فلک نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ یہاں کیسے آئے کسی نے دیکھا نہیں؟"فلک کھسک کر اس کے پاس ہوتی جاسوسی انداز میں بولی۔

"نہیں میں اتنی مہارت سے آیا ہوں۔کچھ لوگوں نے دیکھا ہے اب میں لوگوں کی آنکھیں بند تو نہیں کروا سکتا۔لیکن میں جو کرتا ہوں اس پر کسی کو بل بھی تو نہیں آ سکتا۔میری بیوی،میری مرضی۔"دانیال نے ہونہہ کے انداز میں سر جھٹکا۔

"کھانا آنے ہی والا ہو گا۔"فلک ہاتھ مسلتے ہوئے بولی۔دانیال نے جلدی سے کُلّا اتار کر ایک طرف رکھا۔تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔"دانیال کی اجازت پر ویٹر اندر آئے اور ٹیبل پر ترتیب سے کھانا لگانے لگے۔جب ویٹر کھانا لگا کر جانے لگے تو دانیال نے ان میں سے ایک کو آواز دی۔

New Era Magazine

"سنو۔۔ایک کام کرو وہ چیئر پکڑو اور باہر دروازے کے آگے بیٹھ جاؤ ہمیں کچھ بھی چاہیے ہوا تو آواز دے لیں گے۔" ویٹر چیئر لیتا سر ہلاتا باہر چلا گیا۔فلک اور دانیال نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"حملہ!!" وہ ایک ساتھ چلائے تو باہر بیٹھے ویٹر کو لگا کہ بارڈر پر حملہ ہو چکا ہے۔وہ دونوں پچھلے پندرہ منٹ سے بے چارے ویٹر کو گھن چکر بنائے ہوئے تھے۔دانیال نے بریانی سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے سر اٹھا کر فلک کو دیکھا۔جو بمشکل اسٹرا سے کوک کے سپ بھر رہی تھی۔

"بیگم جان اسٹرا سے کیوں پی رہی ہو؟" دانیال نے حیرانی سے پوچھا۔

"مما نے بولا تھا ایسے نہیں پیوں گی تو لپسٹک خراب ہو جائے گی۔" وہ روہانسے لہجے میں بولی۔دانیال نے چمچ چھوڑ کر سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"جو مزہ ایک ساتھ کوک کا بڑا سپ لینے میں ہے وہ مزہ سٹرا سے چسکیاں بھرنے میں نہیں ہے۔بے فکر ہو کر پیو۔تمہیں ایسے دیکھنا میرا حق تھا سو میں نے دیکھ لیا باقیوں نے کون سا پاس آ کر گھور گھور کر دیکھنا ہے۔شاباش سکون سے پیو۔" دانیال نے کہتے ساتھ ہی اسٹرا نکال کر پھینکا۔فلک نے تشکر سے اسے دیکھا۔

"شکر ہے اللہ نے تمہیں میرا نصیب بنایا۔" وہ باقاعدہ ہاتھ اٹھاتے بولی۔دانیال ہنسا۔

"اور اللہ کا شکر ہے میں تمہارا نصیب بنا۔" دانیال نے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا تو فلک کھلکھلا کر ہنس دی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

کھانے کے دور کے فوراً بعد وہ دونوں بھی ایک ساتھ خراماں خراماں چلتے اسٹیج تک آئے۔ بعد ازاں رسمیں شروع ہو گئیں۔ نور نے امل کی طرف سے دودھ پلائی کی رسم کی۔ وہ دس ہزار لے کر ہی مانی۔ حالانکہ فہد نے آخری دم تک کوشش کی کہ نور کو ایک پھوٹی کوڑی نا ملے۔ وہ وقفے وقفے سے طنز کرتے ہوئے نور کو بھرپور چڑا رہا تھا۔ بلا آخر نور نے دھمکی دی تو وہ فوراً چپ ہوا مبادا وہ ایسا کر ہی نا دے۔

"دو نمبر اے۔ سی۔ پی میں نے رخصتی مزید تین سال ڈیلے کر دینی ہے۔" اس کی بات پر سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ اس کے بعد عالیہ نے فلک کی طرف سے دودھ پلائی کی رسم کی مگر افسوس اسے ایک پھوٹی کوڑی نہیں ملی الٹا وہ بو کھڑ سارا دودھ کا گلاس بھی اکیلا اکیلا پی گیا۔

"دانیال اگر پیسے نا دیے تو فلک بھی ہمارے پاس رہے گی۔" عالیہ نے دھمکی دیتے ہوئے آخری پینترا آزمایا۔ دانیال نے ایک نظر فلک کو دیکھا۔

"پیسے چاہیے؟" عالیہ نے سر ہلایا۔ دانیال نے جیبوں میں ہاتھ ڈالا۔ پھر دو سکے نکالے۔

"آپ سے میں نے پوچھا۔ پیسے چاہیے؟ آپ نے کہا ہاں تو یہ لیں۔ دیکھیں بہت دھیان سے خرچ کریئے گا۔ ضائع بلکل نہیں کرنے۔" وہ ساتھ میں ڈھیر ساری نصیحتیں کرنا نا بھولا۔ عالیہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کہو تو سارے خاندان کو عمرہ کی ٹکٹ نا لے دوں۔" وہ دانت پیستے گویا ہوئی۔ دانیال سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔۔

"مرضی ہے آپکی۔۔" کندھے اچکائے وہ بے نیازی سے بولا۔

"تم۔۔۔" عالیہ کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب وہ بول اٹھا۔

New Era Magazine

"الحمداللہ بہت فراخ دل ہوں بس تعریف کی ضرورت نہیں۔"سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔بیچاری عالیہ کو ان چار روپے کے ساتھ ہی نیچے آناپڑا۔۔وہ منہ بسورے اسٹیج سے اتری تو ہر طرف سے ہنسی کا فوارا پھوٹا۔دانیال ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا مکمل بتیسی کی نمائش کر رہا تھا۔فلک بھی اس کے ساتھ ہائی فائی کرتی ہنس دی۔

"سنوانہی پیسوں کا ہم کچھ اچھا سا کھائیں گے۔"وہ اس کے پاس جھک کر بولی۔دانیال نے آنکھ دبائی۔

"اف کورس مائی لیڈی۔"پھر رات گیارہ بجے رخصتی کا شور اٹھا۔رخصتی کے نام پر امل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔وہ اسماء بیگم، شاہ زیب صاحب اور نور کے گلے لگے ہچکیوں سے رودی۔جب دانیال کے گلے لگی تو جھک کر وہ اس کے کان میں بولا۔

"امل یار رومت اتنی خوفناک لگ رہی ہو کہ اللہ کی پناہ۔"امل نے اس کے شانے پر مکا جڑ دیا۔پھر امل سب سے ملتی آریان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر پیا دیس سدھار گئی۔گو کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر ساتھ والے گھر گئی تھی مگر رخصتی کا مرحلہ ایسا ہوتا کہ ہر لڑکی کی آنکھ نم ہو جاتی ہے یا شاید نہیں!

فلک مسکراتے ہوئے عائشہ بیگم کے گلے لگی۔

"دو آنسو ہی بہالو۔"وہ نم لہجے میں بولیں۔فلک چاہنے کے باوجود بھی رو نہیں پا رہی تھی۔

"مما آپ کی فلائنگ چپل کو بہت یاد کروں گی۔"وہ ان سے الگ ہوتے شریر لہجے میں بولی تو سارے ہنس دیئے۔

"چندہ زیادہ یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب جی چاہے آجایا کرنا۔خوب تواضع کردوں گی۔میری ہر چپل کی ٹیسٹ ڈرائیو تو تمہی پر ہو گی۔"اب کی بار قہقہہ لگانے کی باری دانیال کی تھی۔ مگر فلک کے گھورنے پر وہ فوراً ہونٹوں پر انگلی رکھے خاموش ہونے کی اداکاری کرنے لگا۔سب سے مل کر وہ سب سے آخر میں صارم کے گلے لگی۔صارم نے اس کا ماتھے چوما۔

"گڑیا۔خوش رہنا اور زیادہ تنگ نا کرنا۔"فلک اس کی بات پر ہنسی دی اور ایک بار پھر اس کے گلے لگی۔بلاآخر وہ دونوں رخصت ہو کر اپنی حقیقی منزل تک پہنچ گئیں۔ان دونوں کو آتے ہی ان کے کمروں میں بھیج دیا گیا۔عالیہ نے تو اندر جانے کے لیے آریان سے پیسے بٹور لیے مگر نور کے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

وہ کمرے کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔پہلے یہ کمرہ صرف آریان کا تھا مگر اب تو وہ بھی اس کمرے کی مالکن تھی۔کمرہ آریان کی چوائس کے مطابق کالے اور سفید تھیم سے سجا ہوا تھا۔کمرے میں گلاب کے پھولوں سے بہت نفاست سے سجاوٹ کی گئی تھی۔وہ بیڈ کے بیچ و بیچ بیٹھی تھی کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔اس کا دھک دھک کرتا دل پسلیاں چیرے باہر آنے کے درپہ تھا۔آریان دروازہ بند کر کے مڑا اور مسکراتا ہوا بیڈ تک آیا۔وہ شیر وانی کی جگہ سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے امل کے یخ بستہ ہاتھوں کو تھاما۔

"السلامُ علیکم۔"اس نے امل پر سلامتی بھیجی تو جواباً ہلکی سی آواز میں وہ بھی منمنائی اور آریان پر سلامتی بھیجی۔آریان اس کے کپکپاتے ہاتھوں اور جھکی پلکوں سے اس کی گھبراہٹ کا اندازہ کر سکتا تھا۔

"امل تمہی ہو وہ جو میری زندگی کی ساتھی ہے، میری محرم، میری ہمراز، میری زندگی کی اولین چاہت ہے۔۔میری روح کی مکین، میرا دل اور میرے وجود کا حصہ۔تم رب کی طرف سے میرے لیے بہترین انعام ہو۔جس کا میں شکرادا کرتا رہوں تو عمر گزر جائے۔"اس کے الفاظ امل کو معتبر کر رہے تھے۔اس کی گھبراہٹ کہیں دور جا سوئی۔وہ بہت مان سے مسکرائی۔آریان نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے ایک ڈبہ نکالا۔

"گو کہ تمہارے متبادل دنیا کی کوئی بھی شے نہیں ہے جو تمہیں بطور تحفہ دی جائے مگر رسم دنیا ہے کہ منہ دکھائی کا تحفہ لازمی دینا چاہیے۔ سو میری جانب سے یہ حقیر نظرانہ قبول کرو۔"اس نے وہ ڈبہ کھولا تو اس میں بہت نفیس سونے کا بریسلٹ تھا۔جس پر چھوٹے چھوٹے موتی لگے ہوئے تھے۔امل کی آنکھیں چمکیں۔

"آریان یہ بہت خوبصورت ہے۔"وہ کھلکھلائی۔

"چلو آؤ۔"آریان بستر سے اترا اور ہاتھ بڑھا کر اسے بھی اتارا۔

"کہاں؟"وہ حیرانی سے بولی۔

"تم چینج کر لو۔۔عشاء کی نماز پڑھیں۔"امل پورے دل سے مسکرائی۔تشکر کا احساس رگ و پے میں اترا اور تھوڑی ہی دیر میں کھڑکی سے جھانکتے چاند کی روشنی میں وہ دونوں کمرے میں آگے پیچھے جائے نماز بچھائے نماز پڑھ رہے تھے۔سجدہ شکر ادا کر رہے تھے۔رب کے ممنون

تھے۔ایک بیوی اپنے شوہر کی امامت میں نماز پڑھ رہی تھی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فلک کمرے میں آئی تو وہ کمرہ اسے کہیں سے بھی دانیال کا کمرہ معلوم نہیں ہوا ہر شے پھولوں میں ڈھکی گویا دانیال کی خوشی کی انتہا کو بیان کر رہی تھی۔فلک جائزہ لینے کے بعد بیڈ پر ٹانگیں نیچے لٹکا کر بیٹھ گئی۔ابھی اسے یوں بیٹھے پندرہ منٹ گزرے تھے کہ دروازہ کھول کر دانیال اندر داخل ہوا۔

"آؤ یار تمہیں کچھ دکھانا ہے۔"عجلت میں اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ تھامے وہ اسے لیے باہر کی طرف چل دیا۔

"پر کیا؟"وہ حیرانی سے بولی۔

"تمہارا گفٹ یار۔"اس کے کہنے پر فلک نے سر ہلایا۔

"اوہ۔۔ہاں میں بھول کیسے گئی۔۔"وہ سر پر ہاتھ مارتے بولی۔دانیال اسے لیے پورچ میں چلا آیا۔

"یہ دیکھو۔"دانیال نے سامنے اشارہ کیا۔فلک چیخ مارتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔سامنے ہی وہ اسپورٹ کار کھڑی تھی جو اس نے ایک بار شوروم میں پسند کی تھی۔تب جب وہ چاروں ایک ساتھ گئے تھے اور دانیال نے اس کی چوائس پر اس کا خاصہ مذاق اڑایا تو وہ بیچاری پھر چپ ہی کر گئی تھی۔

"بیگم۔۔۔یہ کمرہ نہیں ہے۔"دانیال کے کہنے پر وہ فوراً اس سے علیحدہ ہوئی۔

"بدتمیز ہو پورے۔۔۔اتنا اچھا سرپرائز افففف۔۔" وہ اپنی چیخ دباتے ہوئے دبے دبے لہجے میں بولی۔دانیال ہنس دیا۔

"لانگ ڈرائیو پر چلیں؟" اس کے ہاتھوں میں چابی دیتے ہوئے دانیال نے کہا تو اپنا لہنگا سنبھالتے وہ کار کی جانب دوڑی۔

"سنبھل کے۔" وہ پیچھے سے چلایا۔فلک نے کار کا دروازہ کھولا۔دانیال اس کے پاس چلا آیا۔

"ڈرائیو میں کروں گی۔" فلک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"میں کلمہ پڑھ لوں گا۔" دانیال دھیرے سے بڑبڑایا۔

پورے ایک گھنٹے لاہور کی سڑکیں ناپ کر وہ واپس آئے اور دبے قدم چلتے اپنے کمرے کی طرف ہو لیے۔کپڑے بدل کر فلک باہر آئی تو کمرے میں دانیال نہیں تھا۔اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو ٹیرس کا دروازہ کھلا ہوا تھا تو یعنی وہ ٹیرس پر تھا۔وہ اپنے بال ایک کندھے پر منتقل کرتی دوسرے کندھے پر دوپٹہ سیٹ کرتی ٹیرس پر چلی آئی۔دانیال کافی کے کپ ریلنگ کے ساتھ دیوار پر رکھے باہر دیکھ رہا تھا۔

"بھاؤؤؤ۔۔" فلک نے اسے ڈرایا تو وہ سینے پر ہاتھ رکھتا مڑا۔

"چڑیل۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔فلک نے زبان چڑھائی دانیال سر جھٹک کر ہنسا۔

"کافی۔۔" اس نے فلک کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ناجانے کتنی باتیں کرتے رہے۔جو ساری آج کے دن کے حوالے سے تھیں۔دانیال اسے نور اور فہد کی دھمکیوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔کافی ختم کر کے فلک نے اپنا خالی کپ بھی دانیال کے کپ کے ساتھ رکھ دیا۔

"فلک تمہیں یاد ہے مایوں کی رات تم نے مجھ سے اظہارِ محبت کیا تھا؟" دانیال مُسکاتے لہجے میں اس کا ہاتھ تھامے بولا۔

"ہاں تو۔۔۔" فلک اترائی۔

"تو یہ کہ آج میں اظہارِ محبت کرنا چاہتا ہوں۔ فلک جب سے محبت لفظ کا معنیٰ جانا ہے بس تم سے ہی محبت کی ہے تمہیں ہی چاہا ہے۔ تمہیں عقبی لان میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے دیکھا تو اس روز جانا کہ تم سے تو مجھے عشق ہے اس روز میں نے خود سے وعدہ کیا کہ تمہارے ساتھ عشق مجازی سے عشق حقیقی کا سفر طے کروں گا اور ہم اس کی پوری کوشش کریں گے۔ انشاءاللہ۔ کیا تم ہمیشہ میرے ساتھ یونہی میری کرائم پارٹنر بنی رہو گی؟ کیا تم میرے لیے کھانے بنایا کرو گی؟ میں چاہتا ہوں ہم ایسے ہی رہیں ہمیشہ۔ تمہیں یاد ہے اک بار تم نے مجھے کتنی بد دعائیں دیں تھی کہ خدا کرے تمہاری بیوی ایسی ہو، ویسی ہو، وہ تم سے ایسے کروائے اور ویسے۔۔ اور بدلے میں میں نے کہا تھا کہ خدا کرے وہ تم ہو اور آج دیکھ لو۔ میری دعا قبول ہوئی بس اللہ کرے وہ تمہاری والی قبول نا ہوں نہیں تو مجھ معصوم نے پھنس جانا ہے۔۔ ہم ہر کام مل کر کریں گے۔ کیا تم میرا ساتھ دو گی؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے محبت سے پوچھ رہا تھا، بتا رہا تھا، اسے معتبر کر رہا تھا یا نا جانے کیا؟ لیکن فلک کو اس لمحے ادراک ہوا کہ وہ اس شخص کے بغیر ہمیشہ سے ادھوری تھی۔ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھا۔ دانیال نے جواباً مسکراتے ہوئے اس کے گرد اپنا بازو لپیٹا گویا تحفظ کا احساس

فراہم کر دیا۔ محبت مسکرائی اور ہر سو مسکراہٹ قہقہہ بن کر فضا میں چمکتے تاروں کی طرح پھیل گئی۔ چاند ایک اور داستانِ محبت کو خوبصورت باب تک پہنچا کر فتح مندسا مسکرا دیا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

تین سال بعد

وقت کا کام ہے گزار نا اور وہ ہر حال میں گزرتا ہے۔ وقت کو خوبصورت بنانا، یادگار بنانا ہمارے بس میں ہے اور جتنا ہم وقت کو وقت دیتے ہیں وہ اتنا ہی لاجواب بن جاتا ہے۔ وقت گزرا محبت دلوں میں اپنی جڑیں مضبوط کرتی گئی۔ انہوں نے ایک ساتھ کئی خوبصورت و خوشگوار لمحے گزارے۔ گزرے وقت میں بہت کم تھا، جو بدلا تھا۔ عالیہ اور صارم کو رب نے ایک اور نعمت سے نوازا تھا جس کا نام انہوں نے سفیر رکھا تھا۔ سفیر کے پیدا ہونے کے ایک ماہ بعد ہی آگے پیچھے پہلے امل اور آریان کے ہاں رب کی نعمت آئی۔ صدام آفندی ان کی زندگی میں رونق بن کر آگیا اور اس کے فوراً بعد ہی دانیال اور فلک کے ہاں زیان شاہزیب کی آمد ان کی زندگی میں باعث رونق تھی۔ اس کے بعد وقت ایک ڈگر پر چلتا رہا اور پلک جھپکتے ہی تین سال گزر گئے۔ جس چیز پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ ان کی دوستی تھی۔ نور اور فہد کی شادی ہو چکی تھی۔ آج وہ سب فہد، نور، بینش اور سنان کے ولیمہ پر جا رہے تھے۔ سنان تو بینش کے پاکستان آنے کے فوراً بعد اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان آیا اور پھر فہد کی رضامندی سے سادگی سے دونوں کا نکاح اور رخصتی ہو گئی۔ کچھ روز بعد ہی فہد کی شادی تھی اس لیے دونوں کا ریسپشن

ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں تھا۔ بینش اور سنان نے دو روز بعد انگلینڈ چلے جانا تھا۔

سنہری شام "آفندی مینشن" پر اتری تو آریان، صدام کو لیے اپنے کمرے میں جاتا نظر آیا۔وہ ٹیکسیڈو پہنے بال ایک طرف جمائے،اپنی جان لیوا مسکراہٹ چہرے پر سجائے گود میں اٹھائے اپنے دو سالہ بیٹے سے کوئی بات کر رہا تھا۔وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ڈریسنگ کے پاس امل کھڑی تیار ہونے میں مصروف تھی۔

"امو یار اور کتنا ٹائم درکار ہے۔دانیال اور فلک کب سے جا چکے ہیں اور باقی سب بھی مگر تمہاری تیاری ختم کیوں نہیں ہو رہی۔" وہ خفا خفا سا بولا۔اسے سب سے پہلے جانا تھا اور وہی لیٹ ہو رہا تھا۔

"انہوں نے تو سب سے پہلے ہی جانا تھا کھانے کے بھوکے جو ہیں دانیال نے جا کر دیگوں کا حساب لگانا ہے۔" امل بڑبڑاتے ہوئے ایرینگ پہن رہی تھی۔وہ بلیک اور گولڈن فل کام والی اوپن فراک پہنے ہوئے تھی۔صدام کی پیدائش کے بعد بھی اس پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"پھر وہ کیسے جلدی تیار ہو گئے؟" آریان کا انداز سوالیہ تھا۔بیڈ پر صدام کو بیٹھا کر اب وہ خود اس کے پیچھے کھڑا اسے دوسرا ایرینگ پہنا رہا تھا۔امل جلدی جلدی چوڑیاں پہننے لگی۔

"کیونکہ زیان کو دانیال نے تیار کیا تھا اور صدام کو تیار کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔آپ تو کرتے نہیں۔"

"یار تمہیں تو پتا ہے نا کہ جب میں اسے تیار کرنے لگوں تو یہ میرے بہت ناخن چبھوتا ہے مگر تمہیں کچھ نہیں کہتا۔" امل کھلکھلائی۔

"یہ ہم ماں بیٹے کا سیکرٹ ہے جو ہم نہیں بتائیں گے۔ خیر میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نا؟" امل نے اس کی جانب مڑتے ہوئے پوچھا۔ آریان نے اس کا جائزہ لیا پھر مڑ کر بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اس کے کندھوں پر جمایا۔

"پرفیکٹ!!" وہ مسکرا کر بولا اور اس کے ماتھے پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑا۔ امل جھینپ گئی۔ اب آریان اس کا یوں جھینپنا بہت انجوئے کرتا تھا۔

"چلیں؟" آریان سوالیہ انداز میں بولا تو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے امل نے بیڈ پر بیٹھے کم لیٹے زیادہ صدام کو اٹھانا چاہا۔

"میں اٹھالیتا ہوں۔" آریان نے آگے بڑھ کر صدام کو اٹھایا اور وہ دونوں کسی بات پر مسکراتے ہوئے باہر کی جانب چل دیے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

بینش اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ بیوٹیشن اسے تیار کر کے جا چکی تھی۔ مہارت سے ہوئے میک اپ، نفیس جیولری اور پاؤں کو چھوتی انگوری رنگ کی میکسی میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ وہ جھکی جوتا پہن رہی تھی جب دروازہ کھلا آہٹ پر چونک کر اس نے سر اٹھایا تو مسکراتا ہوا سنان اندر آرہا تھا۔ نیوی بلیو ڈنر سوٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ بینش کو یوں بمشکل جوتا پہنتا دیکھ کر وہ اس کی جانب تیزی سے آیا۔

"لاؤ دو اسے مجھے۔" وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھا وہ بوکھلائی اور پاؤں پیچھے کرنا چاہا مگر سنان نے اس کا پاؤں نا صرف پکڑا بلکہ اسے زبردست قسم کی گھوری سے بھی نوازا۔

"پلیز سنان۔۔۔مرد یہ سب نہیں کرتے۔" وہ ہچکچائی۔

"کیا نہیں کرتے؟" وہ براہراست راست اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا بینش کی پلکوں کی جھالر گری۔

"یہ سب مطلب عورت کے پاؤں پکڑنا اور جوتے بھی پہننانا۔" وہ اس کے ہاتھ سے اپنا جوتا لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں اپنی بیوی کی خدمت کر رہا ہوں دنیا کیا سوچتی ہے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں بولا اور نرمی سے اسے جوتا پہننانے لگا۔ بینش آنکھوں میں محبت کے ڈھیروں جگنو لیے اسے دیکھتی رہی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

ہال میں ہر طرف گہما گہمی تھی۔ کھانا کھلنے پر ایک بار پھر فلک اور دانیال زیان کو اس کی دادی کے پاس چھوڑے غائب ہو چکے تھے۔ کھانے کے بعد وہ نمودار ہوئے۔ فلک امل کے ساتھ اسٹیج پر چلی آئی۔ جہاں سلور میکسی میں مسکراتی ہوئی نور بیٹھی اپنی سیلفی بنانے میں مصروف تھی۔

"آ گئی تم دونوں۔۔۔ تھوڑی دیر کا کہہ کر گئی تھی گھنٹہ لگا دیا ہے۔" وہ خفا لہجے میں بولی۔ امل، فلک سارا وقت اسٹیج پر رہیں تھیں مگر کھانے کے ٹائم فہد کو اسٹیج پر چھوڑ کر خود نیچے آ گئی تھیں۔

"ہم نے سوچا فہد بھائی اور تمہیں تھوڑی پرائیویسی دے دیں۔" فلک نے آنکھ میچی۔

"بولو مت زہر لگ رہی ہو تم مجھے۔"نور نے اسے جھڑکا۔

"میری بیوی مجھے شہد لگتی ہے۔" تبھی دانیال وہاں نمودار ہوا اور فلک کا ساتھ دیا۔ فلک نے فخریہ انداز میں کندھے چوڑے کیے۔ وہ پیچ میکسی میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ زیان کی پیدائش کے بعد اس کا سراپہ تھوڑا بھر بھر سا گیا تھا مگر وہ ایسے بہت کیوٹ لگتی تھی۔

"تم ابھی کے ابھی نیچے چلے جاؤ ورنہ میں نے جوتا اتار لینا ہے۔"نور نے اسے جھڑکا۔ تو وہ اسے گھور کر اسٹیج سے اتر گیا۔ نور کا کیا بھروسہ کہ وہ واقعی ایسا کر گزرے۔

اس کے جانے کے بعد امل اور فلک اس کی طرف مڑیں۔

"اتنی بھری کیوں بیٹھی ہو۔۔ خیر ہے؟"انہوں نے محتاط انداز میں پوچھا۔

"اس دو نمبر اے۔ سی۔ پی نے آج صبح میرے سارے ناولز پھینک دیے۔"وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔ امل اور فلک بوکھلائیں۔

"نور حوصلہ کرو یار سب اِدھر دیکھ رہے ہیں۔ کیا ایک بھی نہیں بچا۔ حالانکہ تم پورا سوٹ کیس لے کر گئی تھی تو کیا پورا ہی؟"امل نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم لوگوں کی بہن اس دو نمبر اے۔ سی۔ پی سے زیادہ چالاک ہے۔ کچھ ناولز میرے کپڑوں والے سوٹ کیس میں تھے۔ وہ محفوظ ہیں۔" نور نے فخریہ انداز میں کالر اٹھانے کی اداکاری کی۔ پیچھے سے فہد چلتا آرہا تھا۔ فلک نے امل کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

"اچھا نور وہ آدھے ناولز جو بچے ہیں وہ تم نے کہاں چھپائے ہیں؟"فلک تجسس سے بولی۔ فہد بھی ٹھٹھک کر رکا۔ رات جب وہ کمرے میں گیا تھا تو نور زور و شور سے رو رہی تھی۔ اب تک تو فہد کو عادت ہو گئی تھی مگر پھر بھی اسے امید نہیں تھی کہ گھونگھٹ کے نیچے وہ ہاتھوں میں

موبائل لیے ناول پڑھے گی۔ بڑی مشکل سے اسے چپ کرایا گیا تھا اور اگلے دن صبح اٹھ کر سب سے پہلے فہد نے اس کے ناولز باہر پھینکنے کا کام کیا تھا۔

"وہ تو میں دو نمبر اے۔ سی۔ پی سے چھپا کر بیڈ کے نیچے چھپا دیے ہیں اور وہاں تک وہ پہنچ نہیں سکتا۔" نور تفاخر سے بولی۔ امل اور فلک کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اب ایسی بھی مزاحیہ بات نہیں ہے کہ اتنا ہنسا جائے۔" نور نے انہیں گھورا جو زیادہ ہی ہنس رہی تھیں۔

"پیچھے دیکھو، پیچھے۔۔ پیچھے تو دیکھو۔" فلک نے ہنستے ہوئے کہا تو نور ایک دم سے مڑی پیچھے دونوں بازو سینے پر باندھے فہد کھڑا تھا۔ نور زبان دانتوں میں دبائے مڑی اور ان دونوں چڑیلوں کو گھور کر رہ گئی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

جونہی گھڑی کی سویاں بارہ کا ہندسہ عبور کر گئیں بیڈ پر بے چین کروٹ پر کروٹ بدلتی امل اٹھی۔ نیم اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر پہلے بی بی کارٹ کی جانب دیکھا پھر مڑ کر اوندھے منہ لیٹے آریان کو۔ اس نے آریان کا کندھا ہلایا۔

"آریان۔" وہ سرگوشی نما انداز میں بولی۔

"شش امو سونے دو۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے سیدھا ہوا اور منہ پر تکیہ رکھا۔ امل نے اسے مزید تین بار اٹھایا۔ وہ جاگ چکا تھا مگر ڈھیٹ بنا لیٹا رہا۔

"آریان سنیے نا۔۔" وہ لجاجت سے بولی۔

"سنایئے مسز آریان؟" آریان کہنیوں کے بل اٹھا اور اسے دیکھا۔ جو نائٹ سوٹ میں بکھرے بال لیے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"مجھے نا بہت زیادہ والی بھوک لگی ہے آریان پلیز نوڈلز بنا دیں۔" وہ لجاجت سے بولی۔

"امل یقیناً تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مگر میرا دماغ بلکل ٹھیک ہے اتنی رات کو تمہیں نوڈلز کھانے کی پتا نہیں کیا عادت سو جھی ہوئی ہے؟ چپ کر کے سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔" وہ اسے جھڑک کر لیٹا تھوڑی ہی دیر گزری کہ آریان کو امل کے رونے کی آواز آنے لگی۔ وہ بے چین سا اٹھ بیٹھا جو بھی ہو وہ اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا چاہے جو بھی ہو۔۔۔

"امل میری جان تم رو رہی ہو؟ اِدھر تو دیکھو بتاؤ کیوں رو رہی ہو؟" وہ جانتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھا۔

"سوں سوں۔۔ آپ بہت گندے ہیں آپ کو ذرا شرم نہیں آتی میں آپ کی اکلوتی بیوی ہوں شادی سے پہلے تو کتنے بڑے بڑے دعوے کیے تھے کہ میری ہر خواہش پوری کریں گے گرگٹ کہیں کے۔ جب سے شادی ہوئی ہے خود تو فٹ رہنے کے چکر میں خود اتنی ابلی سبزی کھاتے ہیں اور مجھے بھی ایسے ہی کھانے ملتے ہیں بلکہ گھاس کہنا بہتر ہے اسے۔ میں تو دعوتوں پر اگلی پچھلی کثریں پوری کرتی ہوں۔ ورنہ تو باقاعدہ فاقے ہوتے ہیں۔" امل روتے ہوئے شکوے کر رہی تھی آریان اس کے شکوے سن کر دنگ رہ گیا تھا۔

"تم ہلکی ہی لاکھوں پر بھاری ہو" وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گیا۔ کہہ کر اپنی شامت بلوانا نہیں چاہتا تھا۔

"چلو اٹھو تمہیں نوڈلز بنا کر دوں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بستر سے اترا۔

"ہائے آریان آپ کتنے اچھے ہیں۔لو یو۔ چلیں۔" وہ جلدی سے بولی مبادا وہ ارادہ نا بدل لے۔
"اور ابھی تم مجھے گرگٹ کہہ رہی تھی خود کیا ہو۔۔ گرگٹ کہیں کی۔" آریان اس کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے بولا۔

"ہاں وہ تو میں آپ کے رنگ میں رنگ چکی ہوں نا۔" امل مسکراتے ہوئے بولی۔

"رنگ چکی ہوں تیرے رنگ میں میں
اب مجھے رنگ کوئی اور بھلا نہیں لگتا"
(از قلم مریم)

"بڑی بات ہے آج لوگ اظہار کر رہے ہیں۔ بلاآخر شادی کے تین سال بعد تمہیں یاد آ ہی گیا کہ شوہر سے اظہارِ محبت کر دوں۔" آریان اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔ وہ اس کے لیے نوڈلز بنا رہا تھا۔ امل جھینپ گئی۔

"آریان مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے اور مجھے اس کا اقرار کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ آریان مسکرایا۔

"مسز آریان!! آریان آفندی کو تم سے بے پناہ عشق ہے۔" اس کے لہجے کی شدت پر وہ حیران ہوئی۔ پھر اس کے قریب ہی سلیب پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

"آریان آپ مجھ سے اتنی محبت کرتے تھے تو بتایا کیوں نہیں؟" وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔
"آہاں لڑکی اپنے الفاظ درست کرو۔ محبت نہیں عشق۔۔" آریان مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ حیرانی سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس نے اس سے عشق کیا تھا۔ کیا تھا وہ شخص؟ اس کے

بن کہے اس کی سب باتیں جان جاتا تھا۔اس کی آنکھوں میں وہ اک آنسو تک برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اس کی خوشی کے لیے اسے کچھ کرنا پڑتا تو وہ آخری حد تک جاتا تھا۔اس کے لیے آدھی رات کو جاگ کر بھی نوڈلز بناتا تھا۔وہ شخص اس کی ڈھال تھا ہاں وہ شاہراہِ حیات پر اس کا ہمسفر تھا!! وقت نے مسکراتے ہوئے ان سب کی جوڑیوں کو سلامتی کی دعا دی اور ایک بار پھر اپنے نا ختم ہونے والا سفر پر نکل پڑا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□

پندرہ سال بعد

سنہری سورج کی کرنیں پتھریلی روش پر گر کر بکھری ہوئی تھیں۔ صبح کا وقت سہانی، دل فریب ہوائیں روح کو تازگی بخش رہی تھیں۔ پارک میں جاگنگ ٹریک پر روز کی طرح وہ سب جاگنگ کرنے میں مشغول تھے۔دفعتاً واک کرتی فلک رکی اپنی حالت کے پیش نظر وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھا رہی تھی۔ایک ماہ بعد ان کے ہاں نیا مہمان آنے والا تھا۔اس بات پر فلک نے بہت احتجاج کیا تھا۔ریان کی پیدائش کے چودہ سال بعد ایک بار پھر امید سے ہونا اسے بے حد شرم دلا رہا تھا مگر دانیال نے اسکے لاکھ احتجاج اور شرم کے باوجود سب کو نا صرف بتایا بلکہ پارٹی بھی دے ڈالی تھی۔اس کے ساتھ چلتا دانیال بھی رکا۔

"فلک تم ٹھیک ہو؟" وہ فکر مند نظر آیا۔

"ہاں بس چکر آ گیا تھا۔" وہ بینچ پر بیٹھ کر پانی پینے لگی۔

"کہیں میری پرنسس تو نہیں آنے والی؟" وہ پر سوچ انداز میں بولا۔باقی سب کو دیکھتی فلک

کو پہلے پہل تو اس کی بات سمجھ نہیں آئی مگر جب آئی تو چونک کر وہ اس کی طرف مڑی جو آنکھوں میں شرارت لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"شرم کرو دانی۔۔اس عمر میں مجھے پہلے ہی شرم آرہی ہے اور تم۔۔۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"نہیں اس میں شرم کی کیا بات؟" وہ نارمل نظر آرہا تھا۔ تبھی آریان،امل،نور اور فہد ان کی طرف چلے آئے۔نور اور فہد کسی بات پر تبصرہ کر رہے تھے اور وہ کسی ناول کی بات تھی یقیناً!! دونوں مل کر ویکینڈ پر ناول پڑھتے تھے۔فہد زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی صحیح نور کو اپنے رنگ میں ڈھال چکا تھا۔ مگر کسی ہیرو کے مرنے پر دونوں مل کر افسوس کرتے تھے۔اس پر تضاد پانچ منٹ کی خاموشی بھی اختیار کرتے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے؟" امل دھپ سے دانیال کے برابر میں بیٹھی اور اس کے کندھے پر سر رکھا۔

"فلک کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" دانیال سنجیدگی سے بولا۔فلک نے اسے گھورا۔

"تو ہوسپٹل لے جاؤ اسے۔" آریان فکرمندی سے بولا۔

"میری تو نہیں سن رہی۔زیان کی سن لے گی۔" پارک کے دروازے سے اندر آتے زیان کو دیکھ دانیال نے کہا۔سب نے مڑ کر زیان کو دیکھا۔وہ ناک کی سیدھ میں چلتا آرہا تھا۔لڑکیوں کے تبصروں سے بے پروا۔

"دانیال تمہاری دونوں اولادوں میں سے کوئی بھی تم دونوں پر نہیں گیا۔" زیان اور ریان کی سنجیدگی کے متعلق سوچتے ہوئے فہد نے تبصرا کیا۔دانیال ایسے بلبلایا جیسے بچھو نے کاٹا ہو۔

"دکھتی رگ پر ہاتھ نا رکھ۔" دانیال کے لہجے میں افسوس تھا سب ہنسنے لگے۔ تبھی زیان ان تک

پہنچ گیا۔

"مما۔۔۔ بابا کا میسج آیا تھا ابھی مجھے آپ ٹھیک تو ہیں؟" فلک نے دانیال کو کڑے تیور سے گھورا۔ سٹپٹا کر اس نے رخ موڑ لیا۔ آریان، امل، نور اور فہد تو انہیں بتا کر چلے گئے۔ بچوں کے لیے ناشتہ جو بنانا تھا۔

"ہاں میری جان میں ٹھیک ہوں۔" فلک جلدی سے بولی۔ زیان نے جانچتی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"آج آپ میرے ساتھ چیک اپ کے لیے جائیں گی اور میں انکار نہیں سنوں گا۔" زیان حتمی لہجے میں بولا تو فلک کو خاموش رہنا پڑا۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

ان گزرے پندرہ سالوں نے ان کی زندگیاں بہت حد تک بدل دیں تھیں۔ جہاں ایک ساتھ انہوں نے بے شمار خوشیاں دیکھیں وہیں بے حساب غم بھی تھے۔ سب بڑے یکے بعد دیگرے انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ جانے والوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ بلاشبہ ان کا چلے جانا ناقابل تلافی نقصان تھا۔ ان سب کی محبت اب بھی ویسی ہی تھی بلکہ وقت نے ان کی محبت کو مزید بڑھا دیا تھا۔ نور اور فہد کی دنیا ان کی جڑواں بیٹیوں نے مکمل کر دیں تھی۔ رمل معصوم اور سنجیدہ سی لڑکی تھی جبکہ زمل اس کا الٹ تھی وہ بہت شرارتی لڑکی تھی۔ دونوں ہی اسکول اسٹوڈنٹ تھیں۔ آریان اور امل کی دنیا بھی حورم کے آنے کے بعد مکمل ہو گئی تھی۔ حورم میٹرک کی

اسٹوڈنٹ تھی۔وہ عادات وفطرت میں بلکل آریان جیسی تھی۔دانیال اور فلک کو اللہ نے زیان کے بعد ریان سے نوازا۔زیان اور ریان دونوں ہی سنجیدہ سے تھے۔ ریان حورم سے ایک سال چھوٹا تھا۔بینش اور سنان بھی پاکستان کبھی کبھار آجاتے تھے۔ان کی ایک ہی بیٹی مرحہ تھی۔عالیہ اور صارم بھی اپنی زندگی میں مطمئن تھے۔صائم سنجیدہ طبیعت کا تھا وہیں سفیر شرارتی تھا۔زندگی ایک ڈگر پر چلنے لگی تھی۔جہاں سب اپنی زندگیوں میں اپنی شریک حیات کے ساتھ خوش و مطمئن تھے۔

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

فلک کو صبح سے ہی اپنی طبیعت بہت بوجھل محسوس ہو رہی تھی۔اس نے فون کر کے امل کو بلا لیا تھا۔آریان شام کو ڈیوٹی کے بعد "شاہزیب مینشن" چلا آیا۔امل،فلک کے ساتھ کمرے میں تھی۔

"فلک میرے خیال سے تمہیں لان میں جانا چاہیے۔کھلی ہوا میں سانس لو گی تو بہتر فیل کرو گی۔"امل کے مشورے پر فلک نے اثبات میں سر ہلایا۔امل اسے لیے لان کی طرف جا رہی تھی جب اسے کچن سے گانوں کی آواز آئی۔وہ دونوں وہیں چلی آئیں۔

دروازے میں سے جھانک کر انہوں نے اندر کا منظر دیکھا تو بمشکل قہقہوں کا گلا گھونٹا۔آریان سر ہلاتے گانے کی دھن پر جھوم رہا تھا ساتھ ہی ساتھ چاول صاف کرنے کا کام بھی جاری تھا۔زیان اور صدام برابر میں بیٹھے سلاد بنانے میں مصروف تھے۔

جملے اچھالتے وہ دانیال پر طنز کر رہے ہے جو سلیب پر رکھی کونڈی میں مرچیں ڈالے ڈنڈے سے انھیں کوٹ رہا تھا۔احتیاط کی خاطر کالا چشمہ لگا رکھا تھا اور بیک گراؤنڈ میں زور و شور سے کالا چشمہ گانا لگا ہوا تھا اور دانیال گانے کے سروں کے ساتھ ٹھک ٹھک کر ڈانس کر رہا تھا۔امل اور فلک کو ایک دم ہی دانیال کی حرکتیں دیکھ کر ہنسی آنے لگی۔ہنسی کی آواز پر ان کی چلتی زبان اور دانیال کی ہلتی کمر رکی۔

"وہ میں۔۔۔" دانیال کھسیا گیا۔فلک کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ایک دم زمین پر بیٹھتی چلی گئی وہ سب اس کی طرف دوڑے۔بیہوش ہونے سے پہلے اس کے دماغ میں سب کی آوازیں گڈمڈ کرنے لگی۔

□□□□□□□□□□□□□□□□

دانیال خوشی سے بھنگڑے ڈال رہا تھا۔ہوسپٹل کے کوریڈور سے گزرتا ہر شخص مڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔آریان نے اسے سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر ناسود۔اسے آدھے گھنٹے پہلے ہی بیٹی کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔فلک بھی ٹھیک تھی اور بچی بھی دونوں انڈر ابزرویشن تھیں۔

"دانی رک جا۔" فہد اور آریان دونوں اسے روک رہے تھے۔

"نا روکو مجھے۔نا روکو یار میری بیٹی ہوئی ہے۔میری امایہ۔مجھے خوش ہونے دو۔اب تم لوگ دیکھنا اس کی پوری پوری تربیت میں کروں گا اور کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گا۔یہ میرے جیسی ہوگی۔"

اور واقعی دانیال اپنے کہے پر پورا اترا تھا اس نے امایہ کو اپنے لحاظ سے ٹرین کیا۔وہ دونوں اتنا کھاتے کہ فلک کا سر چکرا جاتا۔وہ بالکل فلک جیسی تھی۔شرارتی سی۔فلک کو عائشہ بیگم کی بات یاد آتی تو وہ مسکرا کر رہ جاتی۔

"نا جانے مما مجھے برداشت کیسے کرتی تھیں۔"وہ بس یہ سوچ کر رہ جاتی۔

کبھی دانیال اور امایہ فرائز کھانے بیٹھتے تو دونوں پانچ کلو تو آسانی سے کھا جاتے۔فلک کے ٹوکنے پر امایہ یہ دھمکی دے کر اسے خاموش کرا دیتی۔

"میں بابا کو بتاؤں گی پھر آپ سے لڑائی کریں گے وہ۔"

وہ اسے مما کہنے کا تکلف نہیں کرتی تھی۔وہ اسے میرے بابا کی جان کہتی تھی۔

فلک اب سب قبول کر چکی تھی۔دونوں باپ بیٹی اسے ناک وچنے چبوا دیتے تھے۔ایک بار پھر آریان،امل،فلک،دانیال،نور اور فہد نے عمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

باقی ان کی نوک جھونک،ہنسی مسکراہٹ،سب وقت کے ساتھ یونہی جاری وساری رہنا تھا۔وقت ان کی محبت کو مزید بڑھانے والا تھا۔ ایک دوسرے سے محبت،وفا،دوستی یونہی رہنی تھی۔ایک دوسرے کے بغیر وہ ایسے تھے جیسے بن آب تڑپتی ماہی۔گزرے وقت میں ایک شے ہمیشہ لازوال رہی اور وہ تھی ان کی دوستی!!

New Era Magazine

ماہی وے

تیرا ساتھ میرا ساتھ رہا ہمیشہ
دور ہو کے بھی تو پاس رہا ہمیشہ
میرے دل میں بس کے تو میری دھڑکن رہا
جو ہنسی میں کبھی، تو وجہ رہا ہمیشہ
میری ہر ادا پہ تیرا فدا ہونا
میری ہر ادا کی نظر اتارنا
میرے آنسوؤں پہ تڑپنا تیرا
میری روح کو سرشار کرتا رہا ہمیشہ
دعا ہے کہ تیرا میرا ساتھ رہے ہمیشہ
ہنسوں میں تو وجہ تو رہے ہمیشہ

□□□□□□□□□□□□□□□□□

❤ختم شدہ❤

New Era Magazine

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

New Era Magazine